

انتخابِ قصائدِ اردو

مع مقدمہ و حواشی

مرتبہ

ڈاکٹر ابو محمد سحر

انتخابِ قصائدِ اُردو

مع مقدمہ و حواشی

مرتبہ

ڈاکٹر ابو محمد سحر

ایم۔ اے۔، پی ایچ۔ ڈی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

پانچواں ایڈیشن - ۲۰۱۲ء

نام کتاب : انتخاب قصائد اردو مع مقدمہ و حواشی

مؤلف : ڈاکٹر ابو محمد سحر

ناشر : مسز مونس اختر (اہلیہ ڈاکٹر ابو محمد سحر مرحوم)

تعداد اشاعت : ۱۰۰۰

کتابت : مبارک شاہ خاں

مطبع : شہد پر ننگ انڈسٹریز، نزدیک کوتوالی - بھوپال - ۴۶۲۰۰۱

قیمت : - ۲۵۰ روپے

ملنے کا پتا :

مکتبہ ادب، ۳۹، مالویہ نگر - بھوپال - ۴۶۲۰۰۳

فون نمبر : ۴۲۲۰۵۱۰ - ۲۵۵۱۹۰۶ (۰۷۵۵)

موبائل نمبر : ۹۸۹۳۰۵۴۵۱۰

INTIKHAB-E-QASAIID-E-URDU, MA MUQADMA-O-HAWASHI

by DR. ABU MOHAMMAD SAHAR

Fifth Edition(Reprint)-2012

Rs 250/-

MAKTABA-E-ADAB

39, MALVIYA NAGAR, BHOPAL- 462003

Ph.No.(0755) 2551906 , 4220510

Mob.No. 9893054510

انتساب

اپنے شفیق استاد ڈاکٹر مسیح الزماں مرحوم

کے نام

اعترافات

میں نے اس کتاب اور "اردو میں قصیدہ نگاری" کو پچھلی نظر ثانی میں آخری شکل دینے کی کوشش کی تھی لیکن ان کے نئے ایڈیشن اتنے غلط اور خراب چھپ گئے کہ یہ توقع بھی نہیں رہی کہ آئندہ ان سے صحیح ایڈیشن شائع ہو سکیں گے۔ مجبوراً ان کتابوں کو مجھے ایک بار پھر درست کرنا پڑا اور ان کی کتابت اپنی نگرانی میں کرانی پڑی۔ فی الحال یہ کتاب طباعت کے لیے دی جا رہی ہے۔

اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں میں نے ایک دیباچہ شامل کیا تھا جس میں ترتیب متن اور املا کے کچھ پہلوؤں کے ذکر کے ساتھ ساتھ پہلے ایڈیشن کی نظر ثانی میں ڈاکٹر مسیح الزماں مرحوم، جناب ابرار الدین صدیقی مرحوم اور ڈاکٹر عابد پشیوری کے مشوروں کا شکریہ ادا کیا گیا تھا۔ اسی طرح تیسرے ایڈیشن میں "عرضِ حال" کے عنوان سے تفہیم متن کی دشواریوں اور حاشیہ نگاری کے حدود کی طرف اشارے کیے گئے تھے اور دوسرے ایڈیشن کی نظر ثانی میں بعض موقعوں پر ڈاکٹر سید حنیف نقوی کے تعاون کا اعتراف کیا گیا تھا۔

اس بار انشا کے دوسرے قصیدے میں مقامی بولی کے ایک مصرع اور اس کے حاشیے کی درستی میں ڈاکٹر عابد پشیوری اور ڈاکٹر سید حنیف نقوی نے بڑی کدوکاوش کی جنیف نقوی صاحب نے انشا کے تیسرے قصیدے کے شعر نمبر ۱۶ کے سلسلے میں مجھے محترمہ قرۃ العین حیدر کے ناول "گردشِ رنگِ چمن" کی طرف متوجہ کیا اور ڈاکٹر اخلاق اثر نے اس کا متعلقہ اقتباس فراہم کیا۔ اگرچہ اس میں بیان کیے ہوئے معنی سے میں اتفاق نہیں کر سکا لیکن میں نے اسے حواشی میں درج کر دیا ہے۔ کتابت کا انتظام فضل تابش صاحب نے کرایا اور حبیب احمد صاحب نے اس کو مکمل کرانے میں میری بھرپور مدد کی۔ بقیہ کام اپنی نگرانی میں کرانے کا ذمہ ڈاکٹر مختار شمیم نے لیا ہے۔ میں ان سب کا ممنون ہوں۔

مؤلف

بھوپال
۱۵ مئی ۱۹۹۵ء

فہرست

مقدمہ

۲۱۲	۱۳	محمد ناؤں تھے بتا محمد کا اے بن سارا	قطب شاہ
۲۱۳	۱۵	بنت کا پھول کھلیا ہے سو جیوں یا قوت رسانی	"
۲۱۴	۱۶	جگ میں جو پرگٹ ہوا فیض پھریا نو بہار	غواصی
۲۱۵	۱۷	دریا میں تھے جو نکلے بہار اے انگار موتی	"
۲۱۶	۱۹	مج دل کیرے میدان پر جب عشق کے فوجاں چڑے	شاہی
۲۱۹	۲۲	دیکھو اچھلچلا گیا ہے یو بن نوے گلال سے بھریا ہے سارا	"
۲۲۰	۲۴	اے شہ تو ہم نام علی شاہاں پوتیری سروری	نصرتی
۲۲۲	۲۵	دی ہے زمستاں نو کزی ددگلاں اچا دھند کاراج	"
۲۲۳	۲۶	اے زرتی بھوگی سگھر تاج بھوگ دنیا استری	"
۲۲۷	۳۰	عشق میں لازم ہے اڈل ذات کوں خانی کرے	دلی
۲۲۹	۳۲	کیا بیاں کیجیے نیرنگی اذضاع جہاں	حاتم
۲۳۰	۳۴	ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی	سودا
۲۳۳	۳۷	چہرہ مہروش ہے ایک سنبھل مشک فام دو	"
۲۳۵	۳۹	اٹھ گیا بہمن ودے کا چمنستاں سے عمل	"
۲۴۲	۴۶	فجر ہوتے جو گئی آج مری آنکھ جھپک	"
۲۵۰	۵۲	آیا عمل میں تیغ سے تیری وہ کارزار	"
۲۵۳	۵۵	اب سائے میرے جو کوئی پیرو جواں ہے	"
۲۵۷	۶۰	رات کو مطلق نہ تھی یاں جی کو تاب	میر
۲۵۸	۶۲	اے خداوند ہمہ و مہر و شریا و شفقی	انشا
۲۶۰	۶۴	صبح دم میں نے جولی بستر گل پر کمر وٹ	"
۲۶۵	۶۹	بگھیاں نور کی تیار کر اے بوئے سمن	"
۲۷۲	۷۷	جب سے سرطان میں ہوا نیرا عظم کا عمل	مصطفیٰ
۲۷۸	۸۴	واہ وا کیا معتدل ہے باغ عالم میں ہوا	ذوق

۲۸۱	۸۷	شب کو میں اپنے سر بستر خوابِ راحت	ذوق
۲۹۲	۹۵	زہے نشاط اگر کیجیے اسے تحریر	"
۳۰۰	۱۰۰	دل کہ اس دہریہ ہے گرسنہ نازِ تباں	"
۳۰۲	۱۰۲	ساون میں دیا پھر مہِ سوال دکھائی	"
۳۰۶	۱۰۶	صبح ہوئی تو کیا ہوا ہے وہی تیرہ اختری	مومن
۳۱۵	۱۱۱	دہرِ حزنِ جلوتِ یکتائی معشوق نہیں	غالب
۳۱۹	۱۱۳	ہاں مہِ فوسنیں ہم اس کا نام	"
۳۲۱	۱۱۶	رقم پیدا کیا کیا طرفہ بسم اللہ کی مد کا	شہید
۳۲۳	۱۱۸	تمام ہند کی تھا جان لکھنؤ اپنا	سحر
۳۲۸	۱۲۲	ایک رستے میں جواک روز ہوا اپنا گزر	امیر
۳۳۰	۱۲۸	رُخِ احباب سے ظاہر ہوا ہے بغضِ پنہانی	منیر
۳۳۸	۱۳۷	اشکِ زلینجا ہوئے بحرِ صفتِ جوشِ زن	"
۳۴۹	۱۴۲	شودہ اے اہل تماشا کہ ہے ہنگامِ نظر	امیر
۳۵۳	۱۴۹	سلطانِ شرق نے جو بصد عز و افتخار	"
۳۵۶	۱۵۲	میں ہوا بادیہ پیمایِ طرفِ ملکِ دکن	داغ
۳۵۹	۱۵۹	میں شب کو بند کیے دیدہ تماشا میں	جلال
۳۶۲	۱۶۳	سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل	محسن
۳۶۸	۱۷۰	میں شاعرانہ روش پر نہیں قصیدہ نگار	اسماعیل
۳۷۵	۱۸۱	زمین سے آسمان تک غلغلہ ہے شادمانی کا	حالی
۳۷۶	۱۸۴	زباں جب تک نہ کھولی تھی مجھے آتماہِ تباور	نظم
۳۸۱	۱۹۱	پچ درپچ ہے شیرازہِ اسبابِ وعلی	صفی
۳۸۶	۱۹۶	بہارِ برشکال آئی کہھر ہے ساتی مہر	عزیز
۳۹۰	۲۰۰	دن کٹ گیا ظاہر ہوئی شامِ شبِ ارماں	محشر
۳۹۴	۲۰۶	کرے تارِ شعاعی لاکھ اپنی سعیِ امکانی	سہیل

مقدمہ

اصنافِ سخن کے عروج و زوال کی کہانی تہذیبوں یا ان کے کسی رنگ کے عروج و زوال کی کہانی سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔ اکثر اصنافِ سخن انفرادی یا اجتماعی ضرورتوں کے تحت طلوع ہوتی ہیں، جب تک ان ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں ان کا عروج چمکتا رہتا ہے ورنہ ماند پڑ جاتا ہے اور دھیرے دھیرے غروب ہو جاتا ہے۔ ۱۸۵۷ء سے پہلے قصیدہ اردو شاعری کی سب سے ذی وقار صنف تھا۔ اس کے بعد وہ ایک بگڑے رئیس کی طرح اپنی حیثیت سنبھالنے میں مصروف رہا۔ آخر بیسویں صدی میں وہ وقت آ ہی گیا کہ اس کے ہوا خواہوں نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ کسی اہم صنفِ سخن کے خاتمے سے یہ تو آشکار ہو جاتا ہے کہ اس کی ضرورت باقی نہیں رہی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کی ضرورت کبھی نہ تھی۔ اردو شاعری کے کسی بھی سنجیدہ مطالعے میں قصیدے کو نظر انداز کرنا اس لیے محال ہے کہ اس کے بغیر ہم اپنی شاعری اور زبان کی پوری تصویر سے آشنا نہیں ہو سکتے۔

قصیدہ اور مدح کچھ ایسے ایک جان دو قالب رہے ہیں کہ عرفِ عام میں قصیدے سے مدحیہ نظم مراد لی جاتی ہے لیکن جس طرح عشقیہ اشعار کا مجموعہ غزل نہیں ہو سکتا اسی طرح لازمی نہیں کہ ہر مدحیہ نظم قصیدہ ہو۔ غزل کی طرح قصیدے کے لیے بھی بنیادی شرط یہ ہے کہ اس کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے اور بعد کے اشعار کے دوسرے مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوں۔ مدح کے علاوہ جو بھی اس کا ایک خاص موضوع ہے اور ایسے قصائد بھی مفقود نہیں ہیں جن میں مدح اور ہجو دونوں سے قطع نظر کر کے کوئی اور ہی موضوع اپنایا گیا ہے۔ تاہم قصیدے کی زیادہ رائج شکل قافیہ و ردیف کی مذکورہ قیود میں

ایک ایسی نظم کی ہے جس میں تشبیب، گریز، مدح اور دعا کے اجزا پائے جاتے ہیں۔
 قصیدہ اپنی اصل کے اعتبار سے عربی کی شہرہ آفاق صنفِ سخن ہے۔ فارسی میں
 اس نے ایک اور تمدن کی استعدادِ فکر، وسعتِ خیال اور ذوقِ شعری کی بہترین حاصلات
 کا مظہر بن کر نئی بلندیاں حاصل کیں۔ اردو نے جب اسے اپنایا تو دوسری مستعار
 اصنافِ سخن کی طرح اس نئی زبان میں یہ بھی رُس بس گیا۔ اگرچہ عربی و فارسی کے مقابلے
 میں اردو میں قصیدہ کم لکھا گیا ہے لیکن اردو میں بھی اس کی ایک مربوط تاریخ ہے۔
 اس کے اولین نمونے دکن میں سوطھویں صدی سے ملنے لگتے ہیں۔ چنانچہ پہلا دور دکنی
 قصیدہ نگاروں کا ہے۔ اس کے بعد دہلی میں اردو شاعری کے عروج کے ساتھ
 سودا اور ان کے ہم عصروں نے اس میں دادِ سخن دی۔ پھر انشا و مصحفی، ذوق
 اور ان کے معاصرین اور منیر و امیر کے ادوار سے گزرتا ہوا اس کا قافلہ دورِ جدید میں
 داخل ہوا۔ لیکن راستے بدل چکے تھے، پرانی نزلیں گرد ہو چکی تھیں۔ بعض شعرا نے
 نئے راستوں اور نئی نزلوں کی تلاش میں بہت کچھ سعی مشکور کی لیکن یہ دور بالآخر
 قصیدے کا دورِ زوال ثابت ہوا۔

اردو قصیدہ نگاروں میں سودا کے فن کی عظمت اور ہمہ گیری اور ذوق
 کی علمیت اور شاعرانہ صناعتی سے کون واقف نہیں لیکن تحقیق کی نگاہیں کہتی ہیں
 کہ سودا سے پہلے ہی یہ فن کافی ترقی کر چکا تھا۔ دکنی شعرا میں قلی قطب شاہ اور
 شاہی جیسے اچھے قصیدہ نگار ہی نہیں بلکہ خواصی اور نصرتی جیسے بڑے قصیدہ نگار
 موجود ہیں۔ سودا کے بعد ذوق کے علاوہ انشا، مصحفی، مومن، غالب، امان علی، سحر،
 امیر کھنوی، منیر شکوہ آبادی، امیر مینائی اور محسن کا کوردی کا بھی مختلف حیثیتوں سے
 اس چمن کی آبیاری میں نمایاں حصہ ہے۔ جدید شعرا میں امینل میرٹھی، حالی، نظم
 طباطبائی، صفی، محشر اور عزیز نے اس کی ترسیم و اصلاح میں اپنے اپنے طور پر
 اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسی زمانے کے ایک شاعر عبدالرحمن شاطر مدرا سی ہیں
 جنہوں نے "اعجازِ عشق" کے عنوان سے ۱۳۹۶ء شمار کا ایک قصیدہ لکھا ہے۔
 یہ قصیدہ نہ صرف اپنی غیر معمولی طوالت بلکہ اپنے جدید فلسفیانہ اسلوب کے لحاظ
 سے بھی خاصا اہم ہے۔ اقبال، جلیل، شفیق، جونپوری اور نجم آندلی وغیرہ اس

صنفِ سخن کے آخری قابل ذکر شعرا کہے جاسکتے ہیں۔ یوں تو قصیدے خصوصاً مذہبی قصیدے اس کے بعد بھی لکھے جاتے رہے ہیں بلکہ اب بھی لکھے جاتے ہیں اور کبھی کسی نظم کو بھی قصیدے کا عنوان دے دیا جاتا ہے۔ لیکن ایسی مثالوں میں اس صنفِ سخن کی زندگی اور نشوونما کے آثار مشکل ہی سے تلاش کیے جاسکتے ہیں۔ قصیدے کی تاریخ پر گہری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ شاعرانہ حسنِ کاری کا ایک نہایت لطیف تصور وابستہ تھا۔ معشوق کے حسن و جمال کی تعریف میں ولی کا شعر ہے :

تو سرسوں قدمِ تلک جھلک میں
گویا ہے قصیدہ انوری کا

خارجی کوائف اور داخلی تجربات کا بیان بھی اس میں جا بجا شاعرانہ لطافت اور صداقت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر قلی قطب شاہ اور شاہی کے بعض قصائد تقامی رنگِ شعریہ اور رومانیت میں ڈوبی ہوئی دلکش اور موہنی نظیں ہیں۔ نصرتی کے قصائد میں رزم و بزم کی جیتی جاگتی تصویریں ملتی ہیں۔ سودا کے قصیدہ شہر آشوب اور قصیدہ تضحیک روزگار، جو و ظرافت کے پردے میں معاشرتی زوال و ابتری کا حقیقی روپ پیش کرتے ہیں۔ انھوں نے ایک قصیدے میں لوٹاؤں شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خاں کی فوجوں کے درمیان لڑائی کی چشم دید کیفیت نظم کی ہے۔ اسماعیل میرٹھی کا قصیدہ ”جریدۂ عبرت“ زمانے کی رفتار سے بے خبر رہنے والوں کے لیے ایک سبق آموز مرقع ہے۔ اس کے علاوہ اگر قصائد کی تشبیہ کو دیکھیں تو موضوعات و مضامین کی ایک وسیع دنیا سامنے آتی ہے۔ بہار و خوشی کا تذکرہ ہو یا آسمان و زمانہ کی شکایت، معشوق کی سراپا نگاری ہو یا تاریخی و معاشرتی حالات کا بیان ایسے سیدھے سچے اور پرتاثر شعرا آپ کو مل جائیں گے جو اردو شاعری کے عام معیار پر پورے اتریں گے۔ مدح بھی کبھی کبھی صداقت و اصلیت سے عاری نہ دکھائی دے گی۔ قصیدے کے ان پہلوؤں پر توجہ مرکوز کرنا تنقیدی مطالعہ کی جامعیت کی دلیل ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قصیدہ اپنے مخصوص اندازِ مدح سرائی، مبالغہ آرائی اور مشکل پسندی ہی سے پہچانا جاتا تھا۔ آج ہم انھیں خواہ کتنا ہی ہدفِ ملامت

بنائیں لیکن یہی وہ امتیازی خصوصیات تھیں جن کی بدولت یہ صنفِ سخن اپنے زمانے کی کچھ خاص سماجی اور ادبی قدروں کے اظہار کا ایک کامیاب ذریعہ بن گئی تھی اور اس نے قدیم اصنافِ سخن میں ایک بلند مقام حاصل کر لیا تھا۔

قدیم زمانے میں بادشاہوں اور امیروں کی شخصیتیں خاص دعام کی توجہ کا مرکز تھیں۔ ان کے دربارِ علوم و فنون کی سرپرستی اور قدر افزائی کا سب سے بڑا بلکہ اکثر ذراعت وسیلہ تھے۔ معاشرے میں ان کی عظیم اشران حیثیت اور اس کے ساتھ ان کا جذبہ قدر دانی اہل علم و فن کو فطری طور پر ان کی مدح و ثنا کی طرف راغب کرتا تھا۔ مبالغہ ایک تو یوں بھی شاعری کی جان ہے، دوسرے تعریف کا موضوع کچھ ایسا ہے کہ مبالغے کے بغیر اس کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا، ایسی صورت میں اور بھی کہ اس کا تعلق سماج کی مقتدرہ ہستیوں سے ہو۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ شعرا نے مدوحین کے ذاتی اوصاف کی جگہ ان کے طبقاتی اوصاف کا لحاظ رکھا اور جس طبقے کے وہ فرد تھے اس کی خوبیوں کو منہبائے کمال تک پہنچا کر پیش کرنے کی کوشش کی۔ شعرا کو اپنی پروا نہ تھیں کہ مظاہرے کا بھی اس سے بہتر اور کیا موقع مل سکتا تھا کہ مدوح کی ذات محض ایک علامت ہو اور اس کی طبقاتی صفات ایک مثالی نمونہ۔ مبالغہ آرائی کا ایک اور بڑا مقصد شان و شکوہ اور رعبِ جلال کی اس فضا کی تعمیر تھا جو ذی اقتدار افراد کی توصیف کے لیے ناگزیر تھی۔ بقول ڈاکٹر سید عبداللہ "قصیدے میں اگر مبالغے سے کام لیا جاتا ہے تو اصولاً اس میں کوئی خاص بُرائی نہیں۔ قصیدے کے میدان میں شاعر ایک لحاظ سے متحیر اور ششدر کر دینے والے استعجاب کو ابھارتا ہے جس سے اسے رعب اور دہشت کا اثر پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے اور یہ مبالغے کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔" بزرگانِ دین کی تعریف میں مبالغہ مذہبی عقائد سے پوری طرح ہم آہنگ تھا۔ اس کی لامتناہیت شعرا کے بکراں مذہبی جوش و خروش اور حسن عقیدت کی ترسیل کا بہترین وسیلہ تھی۔

قصیدے کی مبالغہ آمیز مدحت طرازی کچھ خاص سماجی اور شاعرانہ تقاضوں کے عین مطابق تھی۔ انھیں کے زیر اثر مبالغہ اس صنفِ سخن میں عام طور پر سرايت کر گیا اور تشبیب کا حصہ بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکا۔ بڑی حد تک یہی تقاضے اس کی

شکل پسندی کے بھی محرک ہوئے۔ شان و شکوہ، حیرت و استعجاب اور نمائش فن کی جو فضا شعرا کے پیش نظر تھی اس میں علمیت کے مظاہرے سے بڑی مدد مل سکتی تھی۔ درباروں میں چونکہ اہل علم کا مجمع ہوتا تھا اس لیے اس کی خاطر خواہ پذیرائی کا سامان بھی موجود تھا۔ چنانچہ قصیدے میں مشکل الفاظ و تراکیب کے ساتھ ساتھ دقیق خیالات اور عالمانہ مضامین نے بھی جگہ پائی۔

آج ہماری دل بستگی قصیدے کے ایسے نمونوں سے تو بالکل فطری ہے جو زمانے کی تبدیلی کے باوجود اپنے اندر ایک شش رکھتے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے شاعری کو اس کے تاریخی پس منظر میں پرکھنے کا فن سیکھا ہے اور ہمیں اصنافِ سخن کی غرض و غایت اور انفرادیت کا عرفان بھی حاصل ہے تو ہم ان عناصر کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے جو زمانے کی تبدیلی کی وجہ سے بظاہر اپنی جاذبیت کھو چکے ہیں۔ بقول نیاز فتح پوری "قصیدہ نگاری بڑی مشکل صنفِ سخن ہے جس میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے محض شاعرانہ فطری صلاحیت ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ وسعت مطالعہ، اچھی تعلیم اور نقاشانہ مہارت کی بھی ضرورت ہے۔ اسی لیے اردو کے اچھے قصیدہ نگار بہ نسبت اچھے غزل کہنے والوں کے کم ہوئے ہیں۔"

قصیدہ شخصی نظام کی مخصوص روایات اور مذہبی جوش عقیدت کا آئینہ دار ہی نہیں، وہ اس ذہانت کی جولاں گاہ بھی تھا جو ہمارے قدیم علوم و فنون کا سرمایہ افتخار تھی۔ اس کی معنی آفرینی، مرصع کاری، پر شکوہ اور عالمانہ لہجہ اور زبان و بیان کی وسعت اردو شاعری کی تاریخ کا ایک یادگار باب ہے۔

(۲)

اردو قصائد کے کسی قدر مبسوط انتخاب کی ترتیب کا خیال مجھے ایک مدت سے تھا لیکن اس کی طرف توجہ کرنے کا موقع مجھے اس وقت ملا جب طبعِ دوم کے لیے "اردو میں قصیدہ نگاری" کی نظر ثانی سے مجھے فراغت حاصل ہوئی۔ آج یہ امر میرے لیے ذاتی اطمینان کا موجب ہے کہ قصیدے پر جو کام میں نے شروع کیا تھا وہ اس انتخاب کے ساتھ بڑی حد تک مکمل ہو گیا۔

اس انتخاب میں ایک ہی طرح کے اچھے قصیدے شامل کرنے کے بجائے

اچھے نمونوں کے تنوع پر نظر رکھی گئی ہے تاکہ موضوعات، مضامین اور اسالیب بیان کی رنگارنگی کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی ہو سکے۔ جن قصیدہ نگاروں کے ایک سے زیادہ قصیدے شامل کرنے کی ضرورت تھی ان کے انتخاب میں بھی اسی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ کسی صنفِ سخن کا انتخاب مرتب کرنے کے لیے اس کے پورے ذخیرے کا علم اور اچھے نمونوں کی پہچان کافی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اردو کے کلیات و دواوین تحریفِ متن اور کتابت کی غلطیوں سے اتنے پُر ہیں کہ انتخاب کے مرتب کو متن کی تصحیح کی ذمہ داری بھی اٹھانا پڑتی ہے۔ اختلافِ نسخ کی صورت میں میں نے موزوں ترین متن لے لیا ہے۔ کہیں کہیں قیاسی تصحیح بھی کی ہے۔ چند قصائد میں دو تین شعر ادبی نقطہ نظر سے خارج کر دیے ہیں۔

قصیدے کے دقیق اور عالمانہ اسلوب سے صحیح واقفیت آج کل بہت دشوار ہو گئی ہے۔ جو لوگ اس کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں وہ بھی اس کی مشکلات کے آگے سپر ڈال دیتے ہیں۔ حواشی لکھنے کی ضرورت اسی لیے محسوس ہوئی۔ ہر صفحے پر حاشیے اس کثرت سے سمجھے کہ انھیں آخر ہی میں شامل کرنا بہتر معلوم ہوا۔ حاشیہ نگاری اور مفصل شرح میں فرق ہے اور حاشیہ نگاری اور حاشیہ آرائی کا کٹھ جوڑ تو میرے نزدیک بالکل غلط ہے۔ جن تلمیحات، روایات اور عقائد وغیرہ پر شعر کے مضمون کی بنیاد ہوتی ہے ان کو اسی طرح تسلیم کر لینا پڑتا ہے۔ نہ تو ان کی صحت و عدم صحت یا علحدہ تحقیق سے غرض ہوتی ہے اور نہ غیر متعلق تفصیلات سے، اس لیے میں نے ان باتوں سے گریز کیا ہے۔

ترتیب و تحشیہ کا ایک بلند معیار میرے ذہن میں ہے لیکن اس سلسلے میں سب سے پہلے مآخذ کی فراہمی اور طباعت و اشاعت کے وسائل کو دیکھنا پڑتا ہے۔ ترتیب کا جو طریقہ میں نے اختیار کیا ہے وہ انھیں وسائل کا تابع ہے جو میری دسترس میں تھے۔ قصائد میں الفاظ و معانی کے اتنے وسیع ذخیرے سے سابقہ پڑتا ہے کہ کوئی ایک شخص مشکل ہی سے ان پر عبور کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ بعض نکات تک میری رسائی نہ ہوئی ہو۔ اہل نظر سے گزارش ہے کہ میری فروگزاشتوں سے مجھے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ان کی تلافی کی جاسکے۔

اگرچہ سہو و اغلاط کی تمام تر ذمہ داری میری ہے لیکن اس کتاب کی تالیف میں مجھے اپنے کئی بزرگوں اور دوستوں سے مدد ملی ہے۔ ڈاکٹر مسیح الزما صاحب نے قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی ہے۔ دکنی قصائد کے سلسلے میں میں نے ڈاکٹر غلام عمر خاں صاحب کے آراء گرامی سے بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ کچھ اہم معلومات اور مواد کے لیے میں مولانا امتیاز علی خاں صاحب عرشی، حضرت محوی لکھنوی، ڈاکٹر مسعود حسین خاں صاحب، جناب اکبر علی خاں، ڈاکٹر سید حامد حسین، جناب عبدالقوی دکنوی، جناب زبیر صدیقی، ڈاکٹر سید سلیمان حسین، عزیز صنیف نقوی، عزیز ی ڈاکٹر یونس حسنی اور عزیز ی عبدالرشید قریشی کا بھی ممنون ہوں۔

آخر میں میرا ایک نہایت خوشگوار فرض حضرت نسیم انہونی کا شکریہ ادا کرنا ہے جن کی علم دوستی کی بدولت میں بڑی مسرت کے ساتھ اپنی یہ تالیف بھی اشاعت کے لیے نسیم باب ڈپو لکھنؤ کی نذر کر رہا ہوں۔

ابو محمد سحر

بھوپال
۲۲ مئی ۱۹۶۸ء

قطب شاہ

(۱)

باغ محمد شاہی

محمد ناؤں تھے بتا محمد کالے بن سارا
 دے سے فانوس کے دریاں تھے جوں جوت دیکو کا
 بیہ دم عیسوی دایم چمن میں گل لگانے میں
 شرک تھے باغ کون دیکھت کھلے منج باغ کے غنچے
 چمن کے پھول کھلتے دکھ سکیاں کا مکھ یاد آیا
 دے سے ناسک کلی چنیا بھواں دوپات میں تس کے
 سو خوشے داکھ لاکھاں کے ثریا سنبھلے جوں
 اناراں میں شے دانے سو جوں یا قوت پللیاں میں
 کھجوراں کے دیں جھونکے کہ جوں مرجان کے پنجے
 دیں نایل کے پھل یوں زمرہ مرتباناں جوں
 دیں جاموں کے پھل بن میں سلیم کے من سالم
 صفت کرنے کون سو من بی کھلیا ہے اس ناں اپنی
 چمن آواز سن بلبل اس میں آپ الہ پے میں
 دیکھت کھ مست ہو دستک بجاویں پاتاں میں
 مگر شبنم کا مے ہے یا ادھر جلاب کا پیالہ (۱۵)
 سو طوباں سوں سہا تا ہے خست نیمے چمن سارا
 سوتیوں دستاد والاں میں تھے میویاں کا برن سارا
 ہرے نہالاں کے جلوے میں مشاطا ہو پون سارا
 سوس غنچے کے باراں تھے لگیا جگ مکملن سارا
 (۵) سہا تا تھا محمد پھل من ان کا نین سارا
 بھنور تل دیکھ اس جا کا ہوا حیران من سارا
 صھے اس داکھ شند واسوں بھیا انبر کن سارا
 ہراک پھل اس اناراں پر سہے سکے من سارا
 پیاریاں لعل خوشے جوں دیں من ہو رین سارا
 (۱۰) ہو اس کے تاج کون کہتا ہے پیالہ کر دھن سارا
 نظر لاگے نہ تیوں میویاں کون اکیٹا جتن سارا
 دھن سب سندریاں کے تیں کھلیا زکس من سارا
 سوتس آواز سن حوراں کریں قصاں اپن سارا
 سوڈالیاں ڈلتے ہو متوال پی پھول ابر من سارا
 (۱۵) یو بی خوب ہو راوی خوب تیج سوں مل پون سارا

اننگاں آپ اننگاں سوں اس میں آپل ناچیں

متنا کا تن ناچیں مچے تن تن من سارا (ناقص آخر)

(۲۱)

بہشت

بہشت کا پھول کھلیا ہے سو جیوں یا قوتِ مانی
 بہشت کا رت بھجایا ہے برہ اگ کوں خوشیاسیتی
 سکل جھاڑاں کوں لاگے ہیں جواہر کے نمں پھولیں
 بہشت پھولوں کا شبنم ہے سو بھرساتی صراحی میں
 جو گر جے مت ہو بادل صراحی نہت کمرے قلقل (۵)
 پلاساتی سراسر ہے کہ تاہوئے کشف ہمنما کوں
 عنبر ہو رعود و مشک زعفران کا روت آیا ہے
 نچھل نچھل کے عرق سیانے کلاؤ تم کم چھند سوں
 بندھاؤ حوض خانے چاند و سورج کے سہلیاں مل
 بہشت پھل کا حامل پہن کر آئی انگن میں دھن (۱۰)
 بندی چیری پر ت نقشے کری اس پرنگت تارے
 سورج کرنا کی چہ کیاں بات میں چہرے کے یک چہرے
 نظر ہے مصطفیٰ ہو مر ترضی کا قطب شہ اد پر
 انوں کے دشمنوں اد پر ازل تھے لعن واجب ہے
 اگر مل کر سہلیاں سب بہشت کے تائیں مہمانی
 نویلیاں مل کر و مجلس نویلا آج شاہانی
 سو پھولوں سوں کمرے تل تل پیا پر گوہر افشانی
 جو اس مٹھے مدن چرخہ کہ ہن رنگ ہوئے نورانی
 سو پیلاؤ غفل ناہ سوں ہے میگھ نیسانی
 کہ اس مے تھے دیسے منج کوں سدا سب راز پنهانی
 اسی تھے باس انو کا جگ میں کرتا ہے گلستانی
 ولے فتنہ عرق سب باس میں کرتا ہے سلطانہ
 بھراؤ نیر امرت کا کہ کھیلیں رنگ افشانی
 سو پھل سنگار کے نقشاں نے حیران ہے مانی
 نوے قدر پہنہاتا ہے پھولوں چولاء و سانی
 سہلیاں سوں اچھو منج کوں سدا کے کھیل اذانی
 کہ دشمن کی پیشانی پر رکھے حرفِ پیشانی
 اگر ہوئے سمر قندی، بخارا لئی و ملتانی

نزاکت شعر کے فن میں خدا بخشا ہے توں تیج کوں
 معانی شعر تیرا ہے کہ یا ہے شعرِ خاتانی

غواصی

(۱)

در مدح سلطان عبداللہ قطب شاہ

جگ میں جو پرگٹ ہوا فیض پھریا نو بہار
 باؤ جو مشاطہ ہوزیب دیا باغ کوں
 عطر کے طبلے کلیاں کھل کے جو کھلیاں تام
 لالہ جو ہو عود سوز روشن انگائے کیا
 محض تاشے بدل اسی ہوا میں جو میں (۵)
 دیکھ منجے دور تھے پنکھ پھلا ناگہاں
 رُخ منج اپر دھڑکے کون ہے توں بول منج
 سو یو بچن کان دھڑ بلبیل بے دل کہے
 میرے سینے میں یتا پھول کر اسوز ہے
 تل جو نہ دیکھوں کبھی، فاختے اڑ جا مرے
 حیف جو میں اعتبار اس کی دفا کا منج
 جب بچن اس دھات کا بلبیل اٹھے بول کر
 دیکھ کے ہنس پر کہا کون ہوں میں جانتا
 بلبیل اپر ناز میں آج کروں تو سچے
 روح کر ا قوت کرنا نوں رکھے میں جسے
 قطب جہانگیر جو اس کے لٹا پہ تھے
 آج نہ اس دھات کا جگ منے کوئی حق شناس
 بزم کی بتان کا عین ہے چشم و چراغ
 دولت و اقبال سوں عزم کرے جس طرف

دھرت کوں رنگیں کیا پھول کھلا ٹھار ٹھار
 جلوے میں آئے ہوئے ڈال عروساں کی سا
 ارنگی کی باس کا جگ میں اٹھا مگ منکار
 عنبر سارا کر اچرخ ہوا جوں بخار
 شوق سستی آئے اپنے گھر میں تھے نکلیا بہار
 جھاڑ اپر تھے اٹھے سوز سوں بلبیل پکا
 کھول کہیا تب اسے میں سوہوں ناشق شعا
 اے جو توں ہے منج نہن عشق تھے زار و تزار
 جھاڑوں اگر شکھ میں تو پڑیں تھڑ تھڑا نگار
 ہودوں اپں میں نہ صال ل میں سلع خار خار
 ہوں میں اسی فکر تھے باغ منے دلفکار
 چھوڑا سے پھول کی دھڑ جو کیا میں گزار
 شاہ کے رخسار کا عین ہوں میں یادگار
 جم ہے مرے ناز کا بلبیل اپر کاروبار
 سو ہے مرا باس آج، درد نبی پر ہزار
 زیب چمن کوں ہے ہو رباغ کو سو ہے سنگار
 آج نہ اس سار کا شاہ کہیں حق گزار
 رزم کے میدان کا شیر ہے یو شہر یار
 فتح و ظفر باند صف دھائیں میں دیار

ذوق سوں تیزی پہ چڑ جب لیوے چوکان تا (۲۰) گنبد ہوا سماں تھے سورا تہ آدے تیار
گزر سواں کا کرے پھوڑ پہاڑاں کوں چور کھرگ سواں کا کرے خصم پہ سرگ آشکار
رات کو ہے تہ رحم اس کے خط و حال تھے دیں کوں بے نور جم اس کی جھلک تھے اپار
مگر کسی غیر کا اس پہ نہ ہرگز چلے بارہ اماں کرا اس بے مدد جوں حصار
کھانک اس کا جو کوئی دل میں اندیشے بدی نیست و نابود اس ترست کرے کردگار
اے شہ والا گہر آج توں وہ شاہ ہے (۲۵) جو میں تیج احسان کے دام کے شاہاں شکار
آج کے راجا منے توں ہے سکندر سریر آج کے شاہاں منے توں ہے سلیمان دقار
تخت کوں ہو راج کوں تیج تھے ہے دائم رواج بخت ہو اقبال کوں تیج تھے ہے جم افتخار
چاند جو ہر نس نکل سیر کوں آتا ہے نقش ترے روپ کا لیوے سینے پر حیار
عکس ہے سج روں کا جس کو کتے میں خزاں چھاؤں ہے تیج لطف کا جس کو کتے میں بہار
تیج کوں سجے مہر ہو ر قہر جم اے جگ پتی (۳۰) تیج کو سہاے سدا داد و ستد گیر و دار
جگ کے زہے بخت جو باؤ ترے عدل کا ردمے زمین تھے کیا دورستم کا غبار
عدل سو تیرا ج عدل داد سو تیرا ج داد مہر سو تیرا ج مہر پیار سو تیرا ج پیار
چرخ تھے د لگیر ہو جن تھے دربار آئے جائے غم اس کا نکل پائے خوشی بے شمار
شکر جوائے بادشاہ منج غواصی کوں توں سکھ سوں رکھیا ہے سدا مہر سوں کھ سکھ بچار
کھول کتا ہوں تیجے آج سو میں ہوں کہ جان (۳۵) جس کو کہیں بے ہنر در صف مردان کار
گر مہر اچتا تو کچ دل منے اچتا صفا گزیر اچتا تو کچ کام میں اچتا ہوشیار
کا دد مہر منج منے جو تھے لے شہ جھاؤں کا دد گہر منج منے جو کروں تیج پر نشار
جو تلگ اسماں پر سور کر اسیر ہے جو تلگ اس جگ میں ہے گردش لیل و نہار
جو تلگ آرام ہے نیر کو دریا منے جو تلگ لے دھرتی تازہ ہے جیوں لالہ زار
تو تلگ لے راجا وون سوں توں راج کر
ہے ترے سر پر قوی حیدر دلدل سوار

(۲)

دریا میں تھے جو نکلے بھارے انگار موتی سکھ پائے دیکھ تیرا مکھ آب دار موتی
جو تلگ تھے جو ہر ایں کن تھے بققرار تو تلگ تیج دھن کے تن چڑے جیوں پکڑے قرار موتی

خاطر میں کس رتن کوں یاتے میں آج ہرگز
 تاریاں سول چاند کھن کا بے شک ہوئے دیوانہ
 توں جھاٹے سونے کی حیراں ہوا ہوں یاں میں (۵)
 بے مست توں بدن کی استیج سنج سینے پر
 کندن کے گڑکتے سو جو بن میں عین تیرے
 مکھ چاند دیکھ تیرا ہر دم کریں دعا
 غیر از ترے ادھر میں بھی کیں تو میں نہ دیکھا
 ہر اک ادھر پہ تیرے قربان لال سو سو
 تیج بے نظیر دھن کے شا کر حیرت کے نگ سوں
 تجھ قد کے ڈال کی جب کرتا ہوں میں صفت تو
 بار اہوں تیج گلے کے دھر پیار تیج اپر خوش
 تیج نور سوں مشرف جب تھے ہوئے ہیں تب بھی
 محبوب بے بدل توں قطب جہاں کی ہے کہ (۱۵)
 قائم یو جوڑا چھو کہ دائم منگیں خدا کن
 دے تیج کوں حسن اگلا ساریاں تھے آج پیدا
 کرتے ترا سنکاتی سلطان عبداللہ جو
 باذوق ہے غواصی اس شہ کے دور میں خوش
 من آپنا شگے تیوں بھر جیو کے طبق میں (۲۰)
 چند سور کے گلے کی کنٹال جے کتے ہیں
 سو میں مرے بچن کے جوتی ہنوار موتی

دولت علی دلی کی جو لگے دیا ہے تو لگ

شہ کوں اچھو مبارک یو یادگار موتی

شاہی

(۱)

در منقبت دوازده امام علیہم السلام

مچ دل کیرے میدان پر جب عشق کے فوجاں چڑے
جو عشق کے سلطان کا فرمان گھٹ میں آیا
قادر ہوا سلطان یو اب بد گیا حیران ہو
سینا گر ظلمات ہے دل آپ تس میں پاچ ہے
گل کا بندن جتے ہوا گل ہو رکھنور تیوں کر جیا
گر بوا ہو س کھوے جنم پانا سکے تس کا نرم
جس عشق کا سراج ہے ہر راز تس پر واز ہے
جو طبع میں شیریں اچھے تس پر خطر ہوئے عشق کا
جو عشق کی صورت لکھا سینا سفینا صاف کر
من عشق میں پاوک ہوا دل کی کنٹھی پور کر (۱۰)
معتوق کی دوری بدل وں میں اسی عشق لیں
عاشق دھڑ ثابت قدم معشوق کی بویاں میں
بر باد سن کے در تھیں بیا کل پڑے نت زرد ہو
اچلا اد پیل پاؤں کیں یک تھر نہیں دکھے کہیں
گر عشق کے سپاں سینے آ بو علی اچھے کہیں
گر کوئی نظر کر عشق کی درین میں دیکھے خائین
ہے حسن کے بازار میں خم خانہ خمار ہوئے
سونسار کے دریاؤں میں غواں ہو یک صیاموں
ہراک لگا دے عشق کیس بج عشق ہے اس شاہ کا

تب ہوش کے راوت جتے مک ہوڑ ہو بخود پڑے
ایتال ہو تیلیاں یو دو خدمت بدل نسٹن کھڑے
جب عشق کے پردھان مل بد سا صف رصف لڑے
دستے نشانیاں عشق کے جیسے سکند تھے بڑے
ہر کئی بدن میں ہوا پس جیسے کدن پر نگ جڑے (۵)
مشکل ادا ہے عشق کی جانے وہی جس سر گڑے
بے شک کھنور ہوت پھرے اسمان گرچہ گر گڑے
معتوق کی نت یاد میں جیون میں جل بن ٹڑے
اس کی قلم کاری آگین نقاش جگ کے گر پڑے
تو برہ کے اپراتے سینے میں شعلے دھڑ دھڑے (۱۰)
نیر روپ کھلا کر ادل جھن کی گت آخر گھڑے
ہرے میں تب لگے میٹھا معشوق گرچہ پڑے
بے کس ہوٹ جابل تے جیوں تاپلا تھر پڑے
اسپند ہو عاشق دیہ سب ہے اگن دھک تڑے
ناکھول سک اس گرہ کوں بتیاب ہوا کراٹے (۱۵)
سایا دے آنجو کا یوں غلطان ہوتی جوں لڑے
مد عشق پی من مست ہو عاشق ہمیشہ گر گڑے
عاشق سدا مات اڈری تو آ کچھ موتی چڑے
جھلکی کھڑکے ناؤں سن کفار جگ کے ہڑ پڑے

جس شیر کی دہشت انگے شرفے ہے ویران میں (۲۰) سرپال سب تس ناؤں میں پاتال میا جادے
 دلدل ترنگ کی پھر انگے ہے باد کے پگ صبح کر
 موت ترنگ کی دیکھ کر ابھیر ہوئے گناہ سب
 ویسے ترنگ پر سار ہو جب صفے آنگے ہو چلیا
 جیتے کوڑا پر بھی اوپر پھر یا ترنگ توں سار ہو
 کیتا ترنگ چوٹ تلنگ تبھیکٹ سیار ترنگ (۲۵) شرندہ ہو کاڑی اوچا ملک میں پکڑدک ہو کھڑے
 جب اس کے سم تل کی گرد آ کر پری دندے اوپر
 تیج ہاتھ کے پرتا ہے نا تاب لیا مشرک جتے
 تیج قہر کی آتش کئے اسپند ہوئے حاسد جتے
 ہرل میں دستاں توں فتح و ظفر کا پور توں
 خنجر کے تیرے سامنے بر و لنگ ناخن چھپا (۳۰) رنگ زرد ہو تن تاپ بھر سب عمر در کھڑے
 جب ن میں تھنچے کھڑگ توں پھر ہو دہشت مرگ کوں
 تیج بات زور آور بدل پر بھی گر ایک بال ہو
 جو تھنچت کرنے تیج بدل جیتے سلح باندے و تے
 موسیٰ عصا ہو کھڑگ تیج جھلکیاں ہے جب میدان میں
 تیری تری شمشیر کی رپ گردیکھے سونے میں تو (۳۵) موموم کے نقطے تے کم کئی لاک تکرے ہو پٹے
 تلوار تیرے ہاتھ کی تاثیر تے ہوئی سرخ رو
 جیوں سامنے آصف بنیے مغرور ہونا مان تیج
 ہوفوج سیانے گرم جو دیکھے نظر بھر گھور جس
 جب لاف کہ باندھے اتھے دعویٰ جتے گھڑ دین سوں
 کیتے ہزاراں پراکینگ دھایا تری جب تیز کر (۴۰) ہو چل پھل ذباں سکا پس میں آہیں ہڑے
 سائے جہاں میں میں ہوا تیج سار کا شمشیر زن
 دلدل کا جب اجا ہے تل پر بھی اوپر سن کان میں
 تیج کھڑگ کی ہو علم کی تعریف میں کیا کر سکوں
 پھر پھر ہوا لازم مجھے تعریف کہنا شاہ کی
 آکاش پر بالہ دے جب نعل کا سایہ پڑے
 چنچل کی چپلائی زک چپلا گن میں جادے
 یک بات ہو ریکہ ارسوں کئی لکھ عذکر گر پڑے
 ہموار ہو ہے سم تلے ڈونگرا تھے جے کھڑے جے
 جاکم سیتی پانی نکل جیوں کاٹھ کے تیلے کھڑے
 آرام ٹ ہو خواب ٹ سینے میں اٹھ ہڑے
 شمشیر کے پانی سینے دشمن کے سر میں ہڑے
 راج تیج کہ سٹ گھر بار سب چپک گنوا دشمن اٹھے
 اس دار کی جھنکار تے بھونگے پھنچ ہڑے
 سن حیدری نگر کوں تیج سنگل کی متکدھڑے
 بل ٹوٹ جاگ بانہ کے جیوں کوئے ہو کر لٹے
 افسوں گراں افسوں بسرک بند ہو گھر گھر ڈٹے
 نس دن رکت میں یوں دجیوں لال نعل لائے
 یک ہوں تیج سن کان میں کئی صف بصف ہو پڑے
 تن جل بند میں سنگل سر کو سا ہو کر پڑے
 تیج سیف کی پکاٹ تے جیوں مرغ بسل پھر پھڑے
 ہو چل پھل ذباں سکا پس میں آہیں ہڑے
 جیوں پر کیا یک ارتوں دودھڑے برابر ہو پڑے
 بیری مہا بل جھاتھے سہ چھوڑے رنگ ہو کھڑے
 حق کی عنایت تھے ادھک بے صفت تیج ہت چپے
 تو مطلع ثانی کیا ات شوق سوں ہر اک پڑے

مطلع

نابولنے کج جانتے تھے طبع کے جو کھر پڑے (۴۵) تروک میں شیانے جب دس میں شے کے پڑے
 جو کوئی اتھا شہ درس کا وہ درس تھا سب درس کا تس درس کی تاثیر تے یک پل میں قرآن پڑے
 گرتوں تغافل کج کرے آسان سب مشکل دے فی الحال توں آساں کرے مشکل جد رکچھ آپڑے
 تیج لطف کا جب تے ہما سایا دھرا بج سیس پر روں روں سکل آرام ہو غم کے لٹے سب کا کڑے
 تیج نانوں کی تاثیر تے مقبول ہو میرے بچن تعویذ کر رکھے حتن اوصاف کے سارے پڑے
 اندکار کی فوجاں جتے مج دل تے سب بھاگے ہیں تو (۵۰) روشن ہوا ہے ٹھٹھ سکل تیج نانوں جب چت پڑے
 باندیا کر قافیہ کسی بار میں صحت بدل تاریح کر تحسین سے یو منقبت جو کوئی پڑے
 دیک لکاج طبع نے ڈھونڈیا ہے جو کتا سب بار الاماں بن کہیں دیکھیا نہیں دوج پڑے
 اول علی المرتضیٰ جس نانوں ہے شیر خدا حاجے صفت اس لافٹی جب تیغ لے دلدل چڑے
 دو جاحن المجتبیٰ سردار ہے ثقلین کا جس سور کی خدمت بدل ہت جوڑ کر جوار کھڑے
 تیج جاحین مقتدا مقبول ہے کرتار کا (۵۵) مردود ہیں دو جگ منیل اس ذات کو جو کوئی لڑے
 گل امام چاری سو پیر زین العابدین ہوئے ہدایت خلق کوں منبر او پر جب وہ چڑے
 باقراام پنجیں سو مجرور ہے دین کا جس کوں کرے تعلیم جب کس چیز میں دوناٹے
 جعفر امام ششمی استاد ہے ہر علم کا جیتے معلم دین کے اس تے مجھے سارے پڑے
 کاظم امام ہفتیں تس ذات کی تاثیر تھے مجھے زمین سب زر گھر حسن دھرت پر سایا پڑے
 ہشتم علی موسیٰ رضا جس کی کرامت موسدا (۶۰) یک پل میں پائے شفا مشکل مرض میں چچا پڑے
 نہم امام متقی تس نانوں ہے جگ میں تقی جس کوپ کی یک شٹ سو جیتے شقی سارے پڑے
 دہم نقی ہے نکتہ داں کرتار کے ہر رمز کا تس کی محبت جن دھرا اس کو ادھک غرت چڑے
 ہے یازدہم عسکری تس کو سہا فے سروری جے کفر میں سرتھے تس ڈھا کتے سب گڑ پڑے
 مہدی اچھے صلا زماں سو ہے امام بارواں سارے جہاں کے لوگ سب تس نانوں کا خطبہ پڑے

چاروں پہر دن رات مل ہت چت لگا دھیاں ہو
 شاہی ورد کر عشق سوں یوں منقبت دائم پڑے

(۲)

قصیدہ چار در چار

دیکھو اچھنبا لگیا ہے یو بن نوے گلاں سوں بھرایا ہے سارا
 سر و صنوبر سمن کی بیلاں پھلے ہیں پھولاں اچھے ہکارا
 تہاں کا مالی پریم کا پانی نین مٹایاں میں سدا پھرائے
 جتے عروساں چن کے اد پر کھلے پھلے ہو کر میں چھکارا
 ویج بن میں سودھن امولی انیک چھندوں اپس بنائی
 پری کی تیسی حسن کی آلی سدا جھلے واں بندھا دلھارا
 ہرے انچل میں سند روہ مک یوں چند رگن پنج جھک دے جیو
 منسی میں تس کے ادھر دے یوں ہو اشق بل صبا کا پارا
 سندر نکھوں کوں چند رنے دیکھیا و جھل ہوا تباماس میں چپ
 خبر یوں سن کر گنوا گیا پگ لیا ہے کونا قطب کا تارا
 نہ یک جا کر کہیا سودھن سوں کرم ہن پر کر دیاری
 سنی سخن جب اٹھی ترٹک کر کہی کروں گی ایتا پکارا
 کہیا تیا کیا غصا ہے مج پر مجھے تھے اب لگیا ہے سوندل
 پریم رسی کر کند ڈالوں گمان سر تھے کروں اتارا
 انچل پکڑ کر بدن نکھوں سوں سندر کے جو بن ستر لکھیا جب
 گئی ستر کر چلی دو من میں کہی توں من کا مرا پیارا
 لگی محبت مجھے اسے یوں جرئت کو بدن سوں جڑے گیا جیو
 یہاں سوا باہاں گلے ملا کر کرے اپس تے غصے کوں نیارا

مٹن کی ماتی ارت کوں پاتی فہم قرار سی ہوا اے جب
 سینے کی درجک نہیں جتن سوں رکھی رتن کر پریم ہمارا
 سکھی سوں بولی پیا بلاتا مندر میں میرے مندر سنوارو
 کہم و کیسر مشک ملا کر انگن پہ سارا سٹو پھویارا
 سجن سوں دل یوں لگیا ہے میرا چکور چندر ہے جنم جیوں
 پیاسوں ملتے ہوئی خوشی مج دو تن کا دل سب ہوا اوارا
 بندھیا تھا کو کس بلند عمارت چھجے تھے انور من صفت کے
 صحن کے چاروں طرف چن میں اگر چندن کا اتھا کتارا
 جھجر کے جا ماں اگر دیکھے جم منم گنواں کر جنم ہے قسم
 لگن سینپی کر شرج کا جل بھر چتر نکھیا گھر چتر چپارا
 بندھائی مہندی رنگائی چونر ی نہاں فانوس سنوارے چوندر
 رنگی تپاں سوں سنے کتاں دے مجھے گے اوپر لگا پھرا را
 ذری بچھا نا بچھا صدر کر ہلاں چندر اتھا انگن پنج
 مندر میں اپنے بچے لجا کر گلے و موتی گرے نثارا
 موہن پیا جب رہے اند میں اند بڑھانے کیا بدھا وے
 سودھن کی منکیاں اتھیاں و دشکیاں لگیاں پلانے کنٹر کدارا
 تھیں ارٹش ہوئی محل میں ایندر نے دیکھن من کیا تن
 زنجھاتے جیتی حسن میں آلی بندھے پس تو بہدا اتھارا
 جتے بحر میں بحر مٹھایو دے ہے مشکل اگر بندھے کوئی
 بندھا ہے شاعری شعر لوی تازہ مدد ہوئے جب امام بار

نصرتی

(۱)

قصیدہ بادشاہ غازی بجاپور کو آنے کا

اے شہ تو ہم نام علی شاہاں پوتیری سردی
 سب دھرت کے تختے پوتوں جیش جہت کو نکلا
 دارا سے کجرواں تلج داب تل دا بے گئے
 تلج شیر مردی تل ہوا دھرت ونگن جب تل اپر
 اوسا قی کجرواں تلج دھاکیا سوتیرے دور میں (۵)
 جنگل پھرایا توں جسے کرتا ہے تس کے تن پونت
 جاں تو ٹک لے ٹک ٹک ٹک ٹک ٹک ٹک ٹک ٹک
 تلج شہ جواں کے سامنے رستم تو یک فضا دے ہے
 برچھیاں کورچپوتاں پس دانتاں میں کا کدی میر
 ناموئے اصل کے آب بن باغی کلتیرے جوتھنڈا (۱۰)
 جوتہر کے جس اے شاہ توں دھرت سر فرازی کی نظر
 بختوں کی مے کات اثر بے مغز کے جب سر چڑیا
 یوں ملک رانی کا کتا باس بے سمج کے بات پڑ
 دیں تس کو سکلا نے ادب لیغار کر دوڑیا اپن
 دھرت غوری سحر میں سر لشکری کی فوج لے
 برسیا کھڑگ کے ابر تے یوں تس پو پانی تہر کا
 دیا لہو سو جوش کھانا کوں کیتا غرق جب
 کھایا شکست یوں پست ہو اس کل کھی نے فوج سو

دل دل فلک کا راج تلج کرتا زمانہ قنبری
 دندی معطل ہو پیا یک یک ہو مہرہ ششدری
 اد چار کر جب جگ میں توں ظاہر کیا اسکندی
 ڈرتے حمل ہو رگاؤ کوں زبرد زبرد ہوئی لاغری
 تھر کا پتا سو ہے دی جام سورج کوں تھر تھری (۵)
 ہر یک کس برچھا بنا کانشا سو ہر یک خجری
 کھڑکاں کوں کھڑکاں لگ اوک ہر اک کھڑک ہوئی کھڑکھا
 دھرتا ہے تس گرز گراں تو جھنجھنے تے کتری
 حملہ کرے جس صف پوتوں جب مار نعرہ حیدری
 ہر گز سوں گھر گور کے نا میند پا فے سک بھری (۱۰)
 کہہ کر صلابت خاں اپن کیتا عطا سر لشکری
 سرکش ہو دکھلا نے لگیا مستی میں آبد گوہری
 دیکھے کہ شہ ہونے پھے یک یک رق کی اتیری
 اچھے پس کا سر دھنی کرتا نہ گراو بے سری
 سوندل پو آیا سو سوں کھلا کہ آپس اتیری (۱۵)
 خشکی پو ساری کجراں چونہ صر چلی لہو کی تری
 موجاں تے پانی سیت کاڈھل ہاڈلی رامیری
 تاریاں سوں جونس مے ہو ادیک آفتاب خادری

تھا یا وطن میں گرچہ یوں بیگانہ اس تے جگ ہوا
 جب کھرک کے آب سوں جوں آگ فتنے کو بجایا (۲۰)
 جوں اوجھے یکبارگی باجیا داماں کوچ کا
 پتھرے بی بھج بھج آب سوٹھ پھپھیا من پگلے اتھے
 لیکن بسا سو کا بڈھا پاتیں لوں خوش حالی میں بل
 جوں موج شہ کا فوج تس جل تل اُپتے یوں چلیا
 جس پر شبا بھا دم بدم آبتی تھی دھڑلے (۲۵)
 یوں دھڑلے آگ سوں عالم چھپا یا بہ منے
 خورشید بن کیں یک نگار اکثر نہ دیکھا آذری
 اس تھنڈ کی تعریف میں یو یک قصیدہ میں لکھا
 یو شعر رک کر ڈی پڑے پڑتا ہو جیوتیوں سرسری

(۲)

قصیدہ تھنڈ کی تعریف کا

دی ہے زمستان نوکری ددوں گا اُچا دھنڈ کا آج
 اُپیا ہوا کا فوج یوں شبنم کی گولیاں چھانٹنا
 اُداگ کوئی لکے تو دم اُٹتی تھی ہو ب تن زبا
 بے شک وطن اس جگے ٹ جاتی اگن ہو بے نشا
 سب کس بی تس کے ماتیں اوٹے ملاک بس بس اچھے (۵)
 حوض اک ہوا کا یوں دے شرق تے مغرب لگ بھریا
 شبنم جو اُجلا چھپاچ سا آشیر سے جگ میں پڑیا
 جل صبح ہریک جا بجا بلور کا درپن دے
 ہر برگ کوں باراماتیں پیلے ہوئے ہیں تپا سب
 ناسر ازای پاکے دولت تے تھنڈ کی کو نپسی (۱۰)
 گلشن کے آئینہ اُپر بڑتا چلیا سردی سوں زنگ
 سردار ہو با دِ خزاں تھنڈ کا رچیا ہے بھار آج
 ڈر سو اگن ہوں قہانپے ڈر ہی ٹھارے ٹھار آج
 ویسی بی کشس سر نوا پہلی دے سے ہا ر آج
 گردل میں اپنے عاشقاں دیتے نہ اس کو ٹھار آج
 ددڑے بے نس کے بیان میں یوں کھینچ تھنڈ دوار آج (۵)
 کلنے فلک جوں بڑ بڑا میٹھے تو کس کی ٹھار آج
 ہر باتیں ہوئے بے ہنڈی جم نیرب یکبار آج
 اے چاند بگی دیکھ لے تس بیج اپس دیدار آج
 ہر یک نگر باغ جہاں ہے تھنڈ سوں بیمار آج
 نابیل اپنی گود تے لنبا کرے ہت بھار آج (۱۰)
 ہر خار خوش شبنم ستی ہوتا ہے جو ہر وار آج

بستہ رحم ہو کر کلی، ہر شاخ گل پکڑی نہ چھوڑ
دیکھے نہ جوں جوں تھنڈے کس یکم کو خنڈ
بجھج نہی لگے اس کی سرخیاں کیا چنڈیاں رنگ سیٹا
مورج کے چشے کا رواں آب تیش یوں جم رہیا (۱۵)
ہوں میں توجہ سا اداک دشمن تو ہے بھاری اٹل
سلطان عالم بخش ادش ہنہ عا دل علی
جس مہراں کے فیض نے نت نو بہار اس دور میں
شبنم نہ ہوئے شہ بدل دستی مر صبح رب بھوئیں
تس زرخشاں کے بہت تے نت پئے نظر کی گودیوں (۱۶)
سوچ جنم کاتن نگاشہ بہت تے خلعت پا تو
میں اس قصید میں صفت کہتا ہوا کی کئی دلی
کھا بانج کاڑا باغ سب لیا اسکے پھل بار آج
نغمے بسر جا بللاں ہرین میں ہیں بیکار آج
ہو رستواں کرنل کیاں کہتے کوئی سنگار آج
کیوں سینکے بس آئے گا انیاں کوں یکنگار آج
پانے سلاح اس جنگ کوں شہ کا دھڑ دہار آج
ہیں یو جہاں پر ورا دک دھار کوں آدھار آج
جس کی عنایت تے ادک عالم سے گلزار آج
چلنی گلن کی بات لے نس کی ہے موتی تھار آج
پاتاں سو پیلے باغ کا دامن ہے یوں زردار آج
کاٹھا نہ آتس تن اپر گانچے نہ پھر یکبار آج
تس تھنڈ سوں مک میں تے پھٹ نکلے چک گنار آج

اے نصرتی بہتر ہے تیج پہلچ دل گری ستیں
کر مطلع تازہ سو پھرونی شہر شکر بار آج

(۳)

قصیدہ بادشاہ بیجا پور کوں آکر خشن کیے سو

اے زرتی بھوگی سگھر تیج بھوگ دنیا استری
بیت اشرف کے پاس جب اے سور نہ آنے میں قس
چندر نو بکھلتا لگٹ اس شش جہت کوں مڑیا
اول سورج کی آگ پو عنبر اندھار اہل کیا
چندنی تے جھیں صاف ہو یوں نکس تار یا کا دے (۱۷)
پانی کیاں صدراں پون ہموار کیا اب جھٹک
نس خوش ہوا کوں دیک کر شہ شہر گشت آنے کے
شہ تیج رجھانے چاند اپن چنبر کھیلے کا بھاگ لے
پل پل سنوارے تیج آگس ہر دم دکھانے دہری
دوتی گے گلشن سو ہے یکم گلن اور دھرتی
تاریاں سوئے منظر کوں نہی آئینہ بندی سب کری
طبیب ہوا لا فور کا بعد از فلک سٹ مجری
چونے میں جوں برک کلا پیسے ہیں ساری دھرتی
لیتے ہوا ہو قتل دکھلائی سیوٹ دہری
نکلیا جھلکتا سور ساتس رات میں چندنی بھری
چر کر گلن کے ادج پر کرنے لگیا بازی گری

سوچ جو لعبت باز سب تپلی ستاریاں کی نچا
 دیں یو مبارک وقت پاکسوت شوانی شہ بنا
 (۱۰) ایسا چڑیا آزی منگا جس ابرہن کی زوری
 جوڑے جو تاروں کے ترن پسینے صنف تیری
 یک عمر اگر جب گنگن گھر گھر سوچ کا نیت کینچن
 ہے شہ کا آزی تیز یہ کیا ناز کی تیزی بھریا
 خوش رنگ کس یک پھول کا ہرگز تفتادنا کیے
 کرنیٹ پھرتی باد کی بھایا فلک تس پاؤں میں
 سہتے ہیں بروایت کے نت جس پر سلاح دہرتی (۱۵)
 ڈونگر سے حلقاں کے متی ڈھل جائیں تس کی لوٹ
 شہ ہر گشت آتا کر حاکم جو تھا سوشہر کا
 ضابطہ حوالہ دار ادک تھا مرد نامی نامور
 دو محمد درگاہ کا، ہمراز پیار شاہ کا
 موزیاں پوجیں کا دھاک لگ کیا خواب بیداری میں کیا
 کٹنگ کی ہر دہلیز سو عالی فلک تے چڑھے
 مہندیاں کے اندر نقش انگے کیا بنے گارستان جس
 جوں کہکشاں افرد سہے رستہ صفا بازار کا
 دوکان ہر یک خوش سنور کر رنگ بزرگ صدائیں
 خوش باس کا ہکا رادک ہفتہم فلک میں جا پیا (۲۵)
 عالم سوشہ کے سات کا تھا عین شوبالی من
 سوچ نے پا انداز کوں لیا بستہ شہ کے گلے
 پر توتے شہ کے چتر کے تکی دس آتا تھا گنگن
 شہ کا دس آتے دس یوں خواہاں کے مک تازے ہوئے
 ہر یک دیکھ بام کا تھا مطلع خورشید سا (۳۰)
 دیکھیں جدر تو جلوہ گر یک طرح کی خوبی دے
 آیا سوچ پل پازاں جاں بخش ہر یک بول موں
 ات حسن کی مجلس مئے تھے شمع ہر یک خوب رو
 بھارا کو پر دے بیچ تے تشریف پایا زر زری
 (۱۰) ایسا چڑیا آزی منگا جس ابرہن کی زوری
 جوڑے جو تاروں کے ترن پسینے صنف تیری
 سکتی ہے جس طنز کن پرواز نس ن شہری
 گلشن پر چل جائے تو جوں باد صرصر سری
 لیا یاں ہماں کوں صید کر دھرتی ہوا جوانی
 گنج کھاد ہو شہزاد ہماقوں در سرک پاکھر سری (۱۵)
 صف جنگ میں گنج دل پوشاہ ادل کے جب صفدری
 چونہ صیر میا نہ کیا رونق سوں دے جلوہ گری
 جس ناؤں منجے شاہ اے فرزند آل حیدری
 شائستہ عالی جاہ کا بہتی ہے جس سر سردری
 (۲۰) گھر گھر کوں سار شہر کے اچھی تھی نس ن بے دری
 توں قزح نمئے سہے یک یک کہاں لعل دہری
 مانی کیری اڈ رنگ پدے تختہ ہر صورت گری
 یوں فرش لئی روشن دسں یک رنگ کان مری
 بیٹے جتے سوداگراں لے کر متاعاں بندری
 پر دردگی پا کر زحل خوشبو پکڑ یا عنبری (۲۵)
 شہ سر سہے نوشا نپا دتیا یو پا کر شوہری
 دھرتی پود کھلاتا چلیا بھر چال تگٹی بتری
 سائے تھے سیریاں پان کے سوچ نے پایا اتوری
 دیکھت سوچ کوں جوں کھلی نازک گل نیلوزی
 ہر گلی تاسقف سو تھا ہو گنگن پر اختری (۳۰)
 کوئی ہے سوچ کوئی چاند کوئی زہر ہو کوئی شتری
 ابرت میں لا گیاں گھولنے کھلیں لباب جب شکر
 پڑتے تھے جن کے نور انگے پرواز نمئے شہری

جن کے سب گت سوں پئے سپاں پک پاؤں میں
 یوراک زنگ خوش سب کھن پرنگن کے جب چڑیا (۳۵)
 یوں شہر مروتے آئے ملک دربار لگ یک یک قدم
 شہ آئے سو آئند تے یوں پائے آرائش محل
 سلطان محمد کا چراغ انور شہر عادل علی
 اس روشنی کا بھر خوشی دنی مجلس آرائی کیا
 ریشہ میں کئی لک دیے یوں پل میں نکلنے لگے (۳۶)
 عقد ثریا کے من تبدیل کے جھیلے دسین
 پر نور تاریاں تے اوک بھیں پر چراغاں یوں دسین
 دہلیز و کنگر جوت دھرن کا کون شرمندہ کیے
 پا کر لمع جوت کا کنجن سی نکلنے لگی
 ہر کوئی فرخ کاج کا لیا لیا کو بد یہ شہ اگیں (۳۷)
 تو میں بی یو تحفہ شہ بدل ڈھنڈے پو پا کر گوہراں
 اے عارفان کے شاہنت الہی کہ یوں مشہور ہے
 صنعت کی ہر یک داد ہوئے شہ کیوں تیرے دور میں
 گوہر ہر کے بے بہا نیچے جتنے عالم نے
 صنعت فروشاں آج کاں پڑاویلے کا دھریں
 اے شہر تن کا کھن ہوا منج من سوتیرا فیض ہے
 چن چن کو رچ یو قافیہ فیض قصیدے میں گنا
 حقا کہ ظاہریوں کردوں سحر حلال اس بات میں
 پُن کیا کردوں شاہ میں کئی ہاتھ سامان ہو
 گھر بی نعمتا ما ہے ولے داکم ہے یو علت اُسے (۳۸)
 مطلق ارازل قوم میں تس گردا یسے بی حیا
 جن کی زبان سے نام و کاف آتے شیطان سکے
 سونے سنگیں تو گھر میں ملک ناتن میں ٹھوہے یک ٹھیک

کھا جمل جنن پرداز کی ہر شہ پری بی جل پری
 یک دھرتی راحت سو ہوئی عالم کی سر جان دوی
 پرتوتے جس زینت دھراستف فلک نہ منطری
 شاہی کے گھرتے جب دھریا جس نے رشن تری
 کیا شاہ کون بہاں میں یک بزم کون دز پوری
 طبلے تن کے کھول جیوں بیٹے رین کے جوہری
 ہو کر کھشاں میں ناب دک ہرٹ مخافے کی دھری
 آیا کمر بند آسماں کرنے زمیں کی چاکری
 پانی اجالے کا ابل یک نور کی دریا بھری
 تھی سو فلک ڈھال پھولوں روپے کی آخری
 عالی نظر کے فیض تے طالع کی پایا بدتری
 تس جھانک سر پوش دعا لیتا ہوں بدیہ آوری
 اس گوہراں کے مول میں عاجز حساب دفری
 لیتا منج کی فوج سوں ملک ہنر کی دادری
 لیا تے ہیں چن چن تیج بدل کامل ہنر کے جوہری
 دلال کا کیا کام جاں عارفان میں ہے شتری
 کج کسب موردی نہیں حقا کہ منج یو شاعری
 یو بارنا لانا سکے بن طبع کے زور آوری
 ہوں منج قلم کا اثر دبا پسرائے سحر سامری
 ادل تو گھرا یا نہیں جاں ٹھار ہوئے راحت بھری
 (۳۹) لڑکا دسوں ہمایہ بدیہ منج بھیں کی بدتری
 سمجھیں کالی گھانوں کون سمجھیں گت ہو مسخری
 سانچے پے سوں جب کہیں تعلیم جنگ زرگری
 ہو جوک لگتا ہے مکن کرتا ہے ہو پویشتری

ہنگام پر برسانت ملک پڑتے ہیں لڑکا نیر بھر گھر حوض ہو کر کیچ کی رہی دھوپ کا لے لگ تری
 اس سال تو لڑکا ستم، سامان گھر کا لے لیا (۶۰) ابراہیم ایک نہالی تحاف یعنی لگن اور دھڑری
 بندے کا آخر عرض یوں لے جہاں کے سایہ باں یا کہ بچے گھر کوں کھڑا یا کر کرم سوں یاوری
 فرماں سو عالی حکم کے بخشش منج ایسا گھڑا جو صا تر منج طبع تے ہوئے جاں صفائی بہتری
 لے نصرتی مشغول ہوشہ کی دعا کے ورد میں تاسن کو بیگ میں کہیں خوش ہو ملائک انبری

یارب ملک شہ چتر کا سایہ جگت سرجم چھو
 خورشید کے پر تو تے نت جیبے بی ذرہ پروری

ولی

در نعت

عشق میں لازم ہے اول ذات کو فنا کرے
یاد کے گلزار پہ دوین کر ابر بہار
مرتبہ خلعت پنا ہی کا وہ پاوے گا جو کئی
جوش دے یکبارگی دریا کوں دل کے لہستی
جو اپس تن کوں نکالے عشق میں ہر صبح و شام (۵)
سرخ و ہو آبر و دو جگ میں پاوے اے عزیز
عشق کی آتش میں جالے تن کوں جو کئی رات دن
وہیچہ پاوے مطلب سراضیۃ صریضۃ
درد پڑھنے ورد کا انجھواں کی تسی ہاتھ لے
عشق سوں فارغ جو کئی رہے نحس اکبر ہے مدام (۱۱)
وہیچہ دانا ہے تجھے گردوں دوں کوں اے عزیز
اپنے مطلب کے سوں سیلی کا وہیچہ دیکھے جمال
حشر میں شیریں ہو وہ حق سوں سنے شیریں سخن
بوریا لے بے ریا کوں تخت سوں بوجھے اوجھک
جوں انگوٹھی میں نگینہ یوں کرے تسخیر خلق (۱۵)
زندگی پاوے ابد کی جگ نہیں رہ خضر و قت
یا محمد دو جہاں کی عید ہے سمجھ ذات سوں
وہ اچھے آزاد جو بازار میں سمجھ حسن کے
زینوا الحافکم کا اگر سنے داؤد ناد

ہو وفا فی اللہ دائم یاد بیدانی کرے
بیچ کھا سینے میں دل کوں منبہلتانی کرے
مثل اسمعیل اول جی کوں قربانی کرے
گوہراں بھواں کو درد و رنگ مر جانی کرے
دہچہ کامل ہو سو جیسے ماہ تابانی کرے (۵)
دل کو لو ہو کر ادل گوہر سوں جو پانی کرے
وہ قیامت لگ سو جیوں سورج درخسانی کرے
محض اللہ جگ میں جو اعمال پہنانی کرے
دل کوں کر سی پارہ غم ذکر قرآنی کرے
ساتواں کھنڈ پہ اگر ایوان کیوانی کرے (۱۱)
سٹ کے دنیا کوں جو کئی جگ میں خدادانی کرے
عشق میں دل کوں جو مجنون بیابانی کرے
شوق میں دل کوں جو زباں کہستانی کرے
اس اُپر ہو کر سیماں شکر رحمانی کرے
تختِ دل کوں جو بہ از تختِ سلیمانی کرے (۱۵)
جو اپس کوں قدمی محبوب بسمانی کرے
خلق کوں لازم ہے جی کوں سمجھ پہ قربانی کرے
بندگی میں آپ کوں جوں ماہ کنعانی کرے
ہوے خوش دربار پر تیرے خوش الحانی کرے

نوح تجھ رحمت کی کشتی! ج کہیں پاؤ نہ تھا ۵ (۲۰) تجھ غضب کا اگر سمندر جوش طوفانی کرے
 رتبہ عالی میں دیکھے حق نزدیک اپنا کلام
 تب مسیحا فقر کے خط کو سکھے گا تجھ نزدیک
 جس مکاں میں تہا ری فکر روشن جلوہ گر
 حکمتاں کی سب کتاباں دھوٹے یکبارگی (۲۵) گر فلاطون تجھ دبستاں میں سبق خوانی کرے
 تجھ قدم پر جو اپس کا پس رکھے جیوں سرج
 کیا ملک کیا انس جن یہ جگ میں کس کو مل سکتا
 دیکھ طوبیٰ قدر بخشش میں آوے شوق سوں
 جب گلستان ارم کی تو خسروا مانی کرے

عارفاں بولیں گے جان دل سوں لکھوں آفریں
 جب ولی تیری مدح میں گو ہر افشانی کرے



حکم

(زمین طرحی ۱۱۷)

کیا بیاں کیجیے نیرنگی اوضاع جہاں
جن کے ہاتھی تھے سواری کو سواب ننگے پاؤں
نعتیں جن کو میسر تھیں ہمیشہ ہر وقت
جن کی پوشاک سے معمور تھے تو شک خانے
پرچہ ناں کے تئیں ہاتھ میں رکھ کھاتے ہیں (۵)
رتبہ شیردوں کا ہوا ہے کاشغالوں کا نصیب
وہ جو ٹھڈی کو ترستے تھے سو اس دور میں آج
اے خدا وقت کے موقع ہے کسی کا صرع
پوچھتا کوئی نہیں حال کسی کا افسوس
زن و بچے سے چھپا کھاتا ہے ردی عالم (۱۰)

مطلع

جس کو دیکھوں ہوں سو ہے فکر میں غلطاں پیچا
وہ جو بیکار ہیں ان کا تو خدا ہے حافظ
جہاں سنتے تھے شب و روز طنبور اڑھوٹک
کان دھڑبات کسی کی نہیں سنتا کوئی
کیا زمانے کی ہوا پھر گئی سبحان اللہ (۱۵)
گرم ہے ظلم کا بازار خدا خیر کرے
چشم عبرت سے نظر کیجوا دلی الابصار
یعنی چہ میر و چہ مرزا و چہ نواب چہ خاں
وے جو ہیں نام کو نوکر انھیں تنخواہ کہاں
تہاں اب مرد ہیں مانندہ زماں نوحہ کناں
آنکھ سے آنکھ ملانا تو یہاں کیا امکان
کہیں مظلوموں کے رونے سے نہ آوے طوفان
راست کہتا ہوں نہیں جھوٹے عیاں راجہ بیاں

غرض ہے یہ کہ کوئی کام نہ آیا میرے آشنا تھا مرا از بسکہ تمام ہندستان
 حاتم اس بکھر مروت کی علی دیوے مراد
 جس کا اس وقت ہوا ہے تو عبید الاحسان



سودا

(۱)

در نعت

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تھکے مسلمان
 نہ ٹوٹی شیخ سے زنا تبیح سلیمان
 نہ ہو جو تیغ بے جوہر و گرنہ ننگِ ایرانی
 نہیں کچھ جمع کئے غنچے کو حاصلِ خیرِ پشانی
 نہ جھٹائے آستین کھکشاں شاہوں کی پشانی
 عروج دستِ ہمت کو نہیں ہے قدرِ بیش و کم (۵)
 کر سکتے کلفتِ ایام ضائعِ قدرِ مردوں کی
 اکیلا ہو کے رہ دنیا میں گر چاہے بہت جینا
 اذیت و صل میں ددنی جدائی سے جو عاشق کو
 موقتِ جانِ اربابِ مہر کو بے لباسی میں
 بزرگ کو رہ خاموش حرفِ ناسزا سن کر (۱۰)
 یہ روشن ہے بزرگ شمعِ ربطِ باد و آتش سے
 نہیں غیر از ہوا کوئی ترقی بخشِ آتش کا
 کرے ہے دہرِ زینتِ ظالموں پر تیرہ روزی کو
 طلوعِ مہر ہو پامالِ حسرتِ آسماں ادھر
 نہ ٹوٹی شیخ سے زنا تبیح سلیمان
 نہ ہو جو تیغ بے جوہر و گرنہ ننگِ ایرانی
 نہیں کچھ جمع کئے غنچے کو حاصلِ خیرِ پشانی
 نہ جھٹائے آستین کھکشاں شاہوں کی پشانی
 عروج دستِ ہمت کو نہیں ہے قدرِ بیش و کم (۵)
 کر سکتے کلفتِ ایام ضائعِ قدرِ مردوں کی
 اکیلا ہو کے رہ دنیا میں گر چاہے بہت جینا
 اذیت و صل میں ددنی جدائی سے جو عاشق کو
 موقتِ جانِ اربابِ مہر کو بے لباسی میں
 بزرگ کو رہ خاموش حرفِ ناسزا سن کر (۱۰)
 یہ روشن ہے بزرگ شمعِ ربطِ باد و آتش سے
 نہیں غیر از ہوا کوئی ترقی بخشِ آتش کا
 کرے ہے دہرِ زینتِ ظالموں پر تیرہ روزی کو
 طلوعِ مہر ہو پامالِ حسرتِ آسماں ادھر

مطلع

عجب ناداں ہیں وہ جن کو ہے عجب تاجِ سلطانی (۱۵) فلکِ بالِ ہما کو پل میں سوئے ہے گس رانی
 نہیں معلوم اُن نے خاک میں کیا کیا ملا دیکھا کہ چشمِ نقشِ پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی

ہماری آہ دل تیرا نہ زماوے تو یا قسمت
 تری زلفوں سے اپنی رد سیاہی کہیں سکتا
 زمانے میں نہیں کھلتا ہے کا ربستہ حیراں ہو
 جنوں کے ہاتھ سے ستر قدم کا ہیڈ آنا ہوں
 نہ رکھا جگ میں رسم دوستی اندوہ روزی
 سیہ سختی میں اے سودا نہیں طول امل لازم
 سمجھ اے ناقبات فہم کب تک یہ بیاں ہوگا
 خدا کے واسطے باز آ تو اب ملنے سے خواجے
 نظر رکھنے سے حاصل ان کی چشم و زلف کے (۲۵) پر
 نکال اس کفر کو دل سے کہ اب وقت آیا ہے
 زہدین محمد پیردی میں اس کی جو جودیں
 ملک سجدہ نہ کرتے آدم خاکی کو گراس کی
 اسی کو آدم و حوا کی خلقت سے کیا پیدا
 خیال خلق اس کا گر شفیع کا فراں ہووے (۲۶)
 زباں پر اس کی گزے حرف جس جاگہ شفاعت کا
 رکھا جب سے قدم سند پر آ ان نے شریعت کی
 اگر نقصان پر جس کے شر کا ٹک ارادہ ہو
 موافق گرنہ کرتا عدل اس کا آب آتش کو
 یہ کیا انصاف ہے یار دیکھ حوش تک جگت میں
 پلے ہے آشیاں میں باز کے بچے کبوتر کا
 ہما آسا ہے پرداز ملخ ادب سعادت پر
 کھلے ہے غنچہ گل باغ میں خاطر سے بلبل کی
 جہاں انصاف سے ہر گاہ اب معمور ہے آنا
 ہزار افسوس اے دل ہم نہ تھے اس وقت دنیا میں
 نہ ہونے سے جدا سائے کے اس قامت سے پیدا
 دگر نہ دیکھ آئینے کو تھہر ہو گئے پانی
 کہ ہے جمعیت خاطر مجھے ان کی پریشانی
 گرہ غنچے کی کھولے ہے صبا کیونکر آسانی
 (۲۷) کہ اعضا دیدہ زنجیر کی کرتے ہیں شرکائی
 مگر زانو سے اب باقی رہا ہے ربط پیشانی
 نمط خاتمے کے سر کٹوائے گی ایسی زباں دانی
 ادائے چین پیشانی و لطف زلف طولانی
 نہیں ہے ان سے ہرگز فائدہ غیر از پیشانی
 مگر بیمار ہووے صحت یا کھینچے پریشانی
 برہمن کو صنم کرتا ہے تکلیف مسلمان
 رہے خاک قدم سے ان کی چشم عرش نورانی
 امانت دار نور احمدی ہوتی نہ پیشانی
 مراد الفاظ سے معنی ہے تا آیات قرآنی
 (۲۸) رکھیں بخشش کے سرست یہودی اور نصرانی
 کرے داں ناز آمرزش پہ ہر اک فاسق و زانی
 کرے ہے موجب بحر معدلت تب سے یطغیانی
 کرے کو آگ کے دہیں کرے غرق آن کر پانی
 تو کوئی سنگ سے بندھتی تھی شکل بل رمانی
 (۲۹) اس امن و عیش سے اپنی بسر اوقات لے جانی
 شباں نے گرگ کو گلے کی سوچی ہے نگہبانی
 کرے ہے سور چڑھ کر سینہ دو پر سلیمانی
 جواب ادراک جمعیت کو ہوتی ہے پریشانی
 تو اس کے آگے ہوگی عدل کی کیا کچھ فرادانی
 (۳۰) دگر نہ کرتے یہ آنکھیں جال اس کے سے نورانی
 قیامت ہووے گا دلچپ وہ محبوب سبحانی

جسے یہ صورت و سیرت کرامت حق نے کی ہوگی
 معاذ اللہ یہ کیا حرف بے موقع ہوا سرزد
 کہ صراحت فہم ناقص لے گیا مجھ کو نہ یہ سمجھا
 کہ وہ ہر الوہیت ہے، یہ ہے ماہ کنعانی
 جو صورت اس کی ہے لاریب دہے صورت ایزد (۴۵) جو معنی اس میں ہیں بیشک وہ ہیں معنی ربانی
 حدیث من رآنی دال ہے اس گفتگو اور پر
 کہ دیکھا جس نے ان کو ان نے دیکھی شکل یزدانی
 غرض مشکل ہمیں ہوتی کہ پیدا کر کے ایسے کو
 خدا اگر یہ نہ فرماتا نہیں کوئی مرا ثانی
 بس آگے مت چل لے سودا میں دیکھا فہم کو تیرے
 کہ استغفار اس منہ سے اب ایسے کی ثنا خوانی



(۲)

ورنعت و منقبت حضرت علیؑ

چہرہ مہروش ہے ایک سنبل شک فام دو
میں ادہ تنک شراب اور ساقی کی چشم مست یہ
میرے ترے یہ ربط ہے جیسے میان بحر و موج
خوں جو کیا ہے بے گنہ تو نے مرادل و جبگ
تجھ سے وفا و مہر کی دیدہ و دل کو ہے طلب (۵)
ابر و بے یار کا خیال دل میں ہے ہے روز و
فکر معاد اب کریں یا کہ معاش کا تلاش
پھینکے ہے منجیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ
خرد و بزرگ دہر میں نسبت جام و شیشہ جان
دل کو میان خط و زلف تیں جو رکھے یہ عدل
کہتی ہے مجھ سے مغفرت ہوئے گی خوب غزل
اپنی یہ عرض اس ہے کہہ تو بھلا یہ کیوں نہ
دے ہے جواب مجھ کو یوں ایک غزل تو کیا ہے
مطلع نعت و منقبت کہہ تو چکا ہے میرے

حسن بتاں کے دور میں ہے سحر ایک شام دو
کیونکہ نہ بگڑے صحبت اب بادہ کش ایک عام دو
دافعی میں تو ایک ہیں گو کہ ہوئے بہ نام دو
لینے ہیں تجھ سے حشر میں اپنے یہ انتقام دو
کرتے ہیں اٹھ ہر ایک دن مل کے خیال فام دو
کاش یہ تیغ آب دار کر بھی چکے نیام دو
زندگی اپنی ایک دم کیجئے کیونکہ کام دو
بیٹھ کے ایک دم کہیں ہوویں جو ہم کلام دو
بادہ انھوں میں ایک ہے گو کہ ہوئے بہ نام دو
ایک یہ مرغِ ناتواں جس کے لیے ہیں دام دو
ہم رہ نعت و منقبت گرا سے انصرام دو
ایک زمیں سو سنگلاخ اس میں بھیج گام دو
ایسے کہے قصید تو صبح سے تا بہ شام دو
بس مجھے آ کے مانگے کر کے تو اب کلام دو

مطلع

شل زبان خامہ ہیں گرنی و امام دو (۱۵) معنی تو ان میں ایک ہیں گو کہ ہوئے بہ نام دو
ہونے نہ دے غروب ایک بہر نماز مہر کو
جا کے انھوں کے رتبہ تک ماندہ ہوں خیال دو ہم
ان کے طوافِ روضہ کو پہنچے کھوڑ جبریل
ایک کرے اشارے سے قرصِ مہ تمام دو
وقتِ مراجعت جو کو ج ایک کریں مقام دو
رکھ کے زمیں پہ ایک گام تا نہ کرے سلام دو

موسیٰ خضر اور شیث در پہ انھوں کے وقت طوف
 سجدہ کریں ہیں مہر و مدد در پہ انھوں کے روز شب (۲۰) مہر جن اس یوں ہوا دغی ہیں یہ غلام دو
 ہوتے حکیم کس سبب معتقد قیام دہر
 وصف براق دد دل اب کجہ تو کر دین کیا بیان
 مرضی حق نہیں ہے یہ ہوں ہوا د ایک نام
 برش انھوں کی تیغ کی مجھ سے بیان ہوئے
 اس کے خیال میں کوئی دیکھے جو مفردات کو (۲۵) احوالوں کی طرح اسے آدے نظر تمام دو
 یاد میں اس کی گرد و دیکھے جو اپنے باپ کو
 بس میں اب آگے کیا کہوں مجھ سے کہے ہے ان کا ذکر
 چاہے تمھی طبع یہ مری طول دے اس کلام کو
 ہے یہ امید اس سے ہی یوں علی سے نہیں کہیں
 اور دوں کو دو جو ایک جام دیکھو اس کا جام دو

یہ بھی صلہ نہیں ہے کم عرصہ حشر میں اگر

یاد کریں جو مجھ سے کو ایسے با حرام دو

(۳۰)

در منقبت حضرت علیؑ

اٹھ گیا بہن ودے کا چنستاں سے عمل
 سجدہ شکر میں ہے شاخِ ثمر دار ہر ایک
 قوتِ نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض
 واسطے خلعتِ نور روز کے ہر باغ کے بیج
 بخشی ہے گلِ نورستہ کی رنگ آمیزی (۵)
 عکسِ گلبن یہ زمیں پر ہے کہ جس کے آگے
 تارِ بارش میں پروتے ہیں گہراے تگرگ
 بار سے آبِ رواں عکسِ ہجومِ گل کے
 شاخ میں گل کی نزاکت یہ ہم پہنچی ہے
 جوشِ روئیدگی خاک سے کچھ دور نہیں
 دمِ عیسیٰ سے فزوں فیضِ مولا ہے یا تک
 فکر رہتی ہے مجھے یہ کہ زباں سے اپنی
 حدِ آیام کی پیش از مدِ نامیہ سے
 سبز ہوتا ہے نصیحی کے سب سے ہر بار
 دستِ گل خوردہ و شاخِ گل و گلزار ہم
 غنچے پر کچھ نہیں موقوفِ عجبِ فصل ہے یہ
 آدے ہے اے نظر لاکھ طرح کا وہ پھول
 یا سمن رنگ جو رکھتی ہے خزاں سے مانا
 چشمِ زرگس کی بصارت کے زبسے دیے
 اس قدر مجو تماشا ہے کہ زرگس کی طرح (۶)
 تیغِ اردی نے کیا ملک خزاں مستاصل
 دیکھ کر باغ جہاں میں کرمِ عز و جل
 ڈال سے پاتِ تلک پھول سے لے کر تا پھل
 آجھو قطع لگی کرنے روش پر مغل
 پوششِ چھینٹِ قلم کار بہر دشت و جبل
 کارِ نقاشی ماتی ہے دم، وہ آدل
 ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل
 لوٹے ہے سبزے پر از بس کہ ہوا ہے بے گل
 شمع ساں گرمیِ نظارہ سے جاتی ہے نگھل
 شاخ میں گادز میں کی بھی جو پھوٹے کوئل
 دین میں قسمِ جہاد اتے شاید پھول
 کہیں دعوائے خدائی نہ کریں لات و ہبل
 بچہ مرغِ چمنِ تخم سے آتا ہے نکل
 جوزباں سے سخنِ ابطلوی کی آتا ہے نکل
 بچھاں نشوونما کرنے میں ہیں ضربِ مثل
 گلِ ہم پہنچے ہے عقدہ ہو کسی طرح ہل
 ان گلوں چھٹ جو نگہ کے ہیں سدِ مستحل
 چاہتی ہے بسماج کرے سبزے سے بدل
 غنچہ لالہ نے سرمے سے بھری ہے مکھل
 چشمِ سیار گستاں میں جھپکتی نہیں پل (۷)

آجو گرد چمن لعل خورشید سے ہے
 سایہ برگ ہے اس لطف ہر گل کے
 سنگ نے رتبہ آئینہ کیا ہے پیدا
 برگ برگ چمن ایسی ہی صفا رکھا ہے
 لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہے خیاباں میں نسیم (۲۵)
 اتنی ہے کثرت لغزش بہ زمین ہر باغ
 فیض تاثیر ہوا یہ ہے کہ اب غفل سے
 دانہ جس شور میں پر نہ پھلا دمقاں سے
 کشت کرنے میں ہر اک نسیم سے از فیض ہوا
 سہرا م ان دنوں آتا ہے نظر ہر گرد (۳۰)
 جو ہری کو چنتان جہاں میں ہر فصل
 تاکجا شرح کروں میں کہ بقول عرفی
 نسبت اس فصل کو پر کیا ہے سخن سے میرے
 اور میرا سخن آفاق میں تا یوم قیام
 تا ابد طرز سخن کی ہے مرے رنگینی (۳۵)
 نام تلخی نہیں مجھ نطق میں جز شیرینی
 ہیں برومند سخنور مرے ہر مصرع سے
 ہو جہاں کے شعرا کا مرے آگے سر بہر
 ہے مجھے فیض سخن اس کی مداحی کا
 مہر سے جس کے منور ہے دل جوں خورشید (۴۰)
 بغض جس کا کرے جوں مور سلیمان کو ضعیف
 جائے وصلت بہ نبی جس کو نہ دی غیر از عرش
 شیر نیرداں شہ مرداں علیٰ عالی قدر
 خاک نعلین کی جس کی مدد طالع سے
 وہ نظر آئے اسے دہر کی مینائی سے (۴۵)
 رہ گیا اور رہے گا جو ابد تک اوہل

خط گلزار کے صفحے پہ طلائی جدول
 ساغر لعل میں جوں کیجے زمرد کو صل
 تیغ کہسار ہوئی بسکہ ہوا سے صیقل
 گل کو دیکھو تو نگہ جا رہے سنبل پہ پھل
 پاؤں رکھتی ہے صبا صحن میں گلشن کے سنبل (۲۵)
 جوثر شاخ سے اتر اسوگر اسر کے بھل
 شہد ٹپکے جو لگے نشتر ز بنور غسل
 سبز داں دانہ شبنم سے ہوا ہے جنگل
 گرتے گرتے بہ زمیں برگ و بر آتا ہے گل
 خواہ ہو شیخ پسر خواہ ہو فرزند من
 آگیا بھل دزد مرد کے پر کھنے میں غفل
 "انگل از فیض ہوا سبز شود در منقل" (۳۰)
 ہے فضا اس کی تو دو چار ہی دن میں فصل
 رہے گا سبز بہر مجمع دہریک رنگل
 جلوہ رنگ چمن جائے گا اک آن پر طوہل (۳۵)
 یک طرف نار گلستاں میں ہے یک سو حنظل
 مصرع سر سے پایا ہے کسی نے بھی پھل
 نہ قصیدہ نہ رباعی نہ مخمس نہ غزل
 ذات پر جس کی مبر من کتبہ عز وجل
 ردیہ کینے سے جس کے رہے مانند جل (۴۰)
 مور کو حب سے طے جس کے یلوں کا سابل
 فرش گلزار میں حق نے سمجھ مستعل
 وصی ختم رسل اور امام اول
 پہنچے اس شخص کو جو شخص ہوا عمائے ازل
 رہ گیا اور رہے گا جو ابد تک اوہل (۴۵)

مدح غائب کھلے اس کے نہ مدح کا دل روبرو غائب غائب سے یہ ہو عقدہ حل مطلع

دید تیرا بہ دویٰ حق سے نگہ کا ہے خل
تیری قدرت جہاں قدرت حق کی خاطر
مرضیٰ حق تری مرضیٰ سے ہے جوں جو ہر فرد
علم تیرا نہیں کچھ علم خدا سے باہر
رائے تیری کے موافق جو نہ لکھے نسخہ
سر کے پیکان نہ قبضے سے کمان کے سرو
ملک تری مرضیٰ سے باہر جو کرے کام جہاں
معنی علت غائی جو نہ ہو تو ان کا
سائے میں دستِ کرم کے تھے ہر صبح و صا
دین و دنیا کی ہے اشیا سے کہیں وہ اعلیٰ
جو گدا ہے جہاں تیرے گدائے در کا
ایسی بخشش نہ ہوئی تجھ سے کہ جس کی شہا
وصف تجھ تیغ دوسر کا میں کروں کیا شہا
اس کے قبضے پہ جو ہو دستِ مبارک تیرا
کھینچ اسے گر تو عدو پر کرے میل میں نہیں
عرض میں سے دو طرف ہو کے لگے بننے طول
جمع کب رہ سکیں اعدا کے حواسِ خمہ
تو اُم اجزا جو موالید کے ہیں یک دیگر
نرم اور سخت مساوی ہے کسو پر آوے
اس کو آسیب نہیں صورتِ شمشیر قضا
زیباں ہے جو ترے خوش فلک شیرہا
شکل کیا اس کی تباؤں کہ جسے شوخی سے

ایک شے دو نظر آتی ہے چشمِ احوال
خلق کے وہم غلط کار میں ٹھہرے ہے مثل
اس یقین میں نہ گماں کر سکے زہارِ خل
(۵۰) ہے عمل بھی وہی تیرا جو خدا کا ہے عمل
کرے تاثیر نہ عیسیٰ کا مداد ابہ کسل
ہو اشارہ جو ترا تیر قضا کو کہ نہ چل
ہاتھ سے کام زمانے کے وہیں جا چل
خانہ ہر دو جہاں پھر مویں دوبیت مہل
(۵۵) دولت ہر دو جہاں سے ہو غنی عبد اقل
ہوے جو شے تیری اشیا میں سبوں کے افضل
اس کے در کا وہ گدا کہیے جسے اہلِ دول
حدِ تعداد ہے جتنی یہ ہوئی ہو فیصل
دلِ محبوب کے جو میداں میں کرے ہے صقل
(۶۰) نہ رہیں دینِ محمد کے سوا اور ملل
استقامت کا زمانے کے قدم جائے نکل
پڑے دریا میں جو وہ تفرقہ انداز اگل
دیکھ کر اس کو علم ہاتھ میں تیرے یک پل
منجھ رہنے میں ان کے وہیں آجائے خل
(۶۵) خواہ بہر روئے قزو خواہ وہ برشتِ جبل
نہ جھڑے وہ نہ مڑے وہ نہ پڑے اس میں بل
ہے وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچل
دائرے بیچ تصور کے نہیں پڑتی کل

اس کی سرچوٹی کا میں حسن کہوں کیا جس کے
 زلفِ معشوق کا دیکھے سے نکل جاوے بل
 یرغہ و گام سے باہر ہے کچھ اس کی رفتار (۷۰)
 ہے چھلاوے کی طرح چال میں اس کی تھیں بل
 یہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جاوے
 پڑ سکے پیچھے نہ اس کے کوئی جز اس کے کف
 جست و خیز اس کی بیاں کیجئے گر پیش حکیم
 اعتقادات جیسا نہ میں آجائے خلل
 قاش سے زین کے ذرہ جو اچک جا عناں
 لائے جوں روئے زمیں پشتِ فلک کو دکھندل
 میخ سے نعل کی اس کے میں اگر دوں تشبیہ
 کرے دورے کو تمام اپنے بیک آن زحل
 اس کی جلدی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ (۷۱)
 نسبت اس کی فرس ایسا کہ جسے کہیے اچل
 تو سن دہم کو دوڑیے ساتھ اس کے تو ہو
 باز گشت اس کا تمام اس کے بگام اول
 خانہ زین کب اس کا ہے کم از بیت اللہ
 تجھ سے معنی کی نشست اس میں ہو جب و زایل
 ہیبتِ عدل تیری ہے کہ ہر درشت میں شیر
 واسطے دردِ سرا ہو کے گھسے ہے صندل
 سامنے بڑ کے یہ کیا دخل کہ نکلے آواز
 گرگ کے پوست کو سنہ ہوا کے بجائیں جو دھل
 خورد سنگ ہو شیشہ تو غضب سے کر دے (۷۲)
 کوہ کو ہر دو کف دست میں مل کر خردل
 ذکر و اذکار ترے حفظ کا اگر آجاوے
 کسی محفل میں بہ تقریب زباں پر یک پل
 شعلہ شمع کی گرمی سے یقین ہے دل پر
 شب سے تا صبح قیامت نہ سکے موم پھل
 معدت کش تری ذات ہے ایسی شاہا
 آنج سے آگ کی ٹمکس میں آجاوے بل
 کرہ نار سجھ آتش سے غضب کی جہل کر
 چشم لونی فلک کے لیے ہووے کا جل
 مرغِ زرین فلک عہد میں تیرے شاید (۷۳)
 بوجھ کر دانہ گیا ہے کسی اختر کو نخل
 تار تار اس کے جو یہ بال دپراتے ہیں نظر
 باز قدرت نے ترے پنجے سے ڈالا ہے نسل
 امر سے نہیں کے تیرے بچیاں یا شہ دیں
 کام پہنچا ہے مناہی کا بھی یاں تک بہ ذل
 کہ حیا سے بچن غنچہ سرا پنا کیا دخل
 نسبت شکلِ صراحی سے اٹھاوے یک پل
 جب سے گل بولتے بلس نے قہاری کو سنا
 عشقِ گل تیرے دھوا کر تل ہے دل سے تل تل
 جوش میں آوے یہ کیا معنی بہ خم لائے شراب
 چشمے سے میں یہ ڈروں ہوں نہ سکے آب ابل (۷۴)
 رقص بے دخل کچھ اب روئے زمیں پر نہیں
 پیچھے لونی فلک کے بھی نہ باجے منزل
 کیونکہ آوازِ مغنی ہو گئے سے باہر
 شرم سے ساز کے پردوں میں صدائے اچھل
 ابر حق سے جو لاکھ نے یہ چاہا سو نہیں
 حلم کا بار ترے کوہ و فلک کو بہازل

عرض دونوں نے کیا یوں بجناب اقدس
آخرش سمجھ کو ہی پایا ستھل اس کا
دشت ارنن میں جو سماں کو ملی سمجھ سے بتا
گرا سے کر کے بیاں سمجھوں ثنا کی میں نے
جہہ سا جو کوئی در کا اسدا اللہ کے ہے
محرم کتنہ جو تیرا ہو کرے تیری مدح
وصف تیرے کی ہے شایان زباں تیری ہی
مدح اپنا نہ سمجھ یہ جو کیا میں اس سے
عرض احوال ہے اپنا ہی مجھے اس غرض
سو تودہ کیا ہے رہا ہو دے جو سمجھ سے مخفی
رب کا احوال ترے پیش ضمیر روشن
پر کر دوں کیا میں کہ ہے آٹھ پر دل میرا
نہ تو روزانہ کہے اس سے خورش کا آرام
کہے جاتے نہیں وہ مجھے جو اس ظالم نے
لا بٹھایا مجھے گھڑا چھڑا شکر میں

اس ستم گار سے جب زور مرا کچھ نہ چلا
تب میں ناچار کہی شکوے میں اس کے غزل

داد کو کس کی فلک پہنچے کہ از روز ازل (۱۱)
ساتنے اس کے اٹھے دستِ تظلم اس کا
خود یہ ظالم ہے تظلم پہ کرے کس کے نظر
راست کیشوں سے کچی اتنی ہے اس ملعون کو
سات یہ فتنے ہیں کہتے ہیں جسے ہفت فلک
میں یہ دیکھانہ کہ از نخل حیات انساں (۱۲)
ہے کہیں ہر کہیں کیوں جو اسے عالم سے
اس ستم گر کے تلون سے یہ عالم ہرگز

بوجھ اس میں ہے بہت ہم ہیں گرفتار کسل
جب یہ دیکھا کہ کسی سے نہیں سکتا ہے سنبھل
کچھ ترے وصف سے نسبت نہیں رکھتا یہ عمل
خلق سمجھ کی دماغ اس کا ہوا ہے مختل
کلمہ شیر کو رو بہ کی نہ سمجھے شکل
سو تو جز علم خدا علم ہے سب کا مہمل
سمجھے تو آپ کو یا سمجھ کو خداوند اجل
رتبہ سمجھ مدح کا اعلیٰ ہے سخن ہے سفل
تا بہ آخر جو یہ موزوں میں کیا از ادل
سادہ لوحی پہ مری کیجئے یہ نظم حل
ایکے دونوں میں کیا ماضی و کیا مستقبل
گردش چرخ سے جوں شیشہ ساعت بے کل
نہ مری چشم میں خواب اس سے شبانہ یک پل
جس طرح کے مرے ادقائیں ڈالے ہیں خلل
پال بے چوب تلے اپنے بغیر از پل

صبح جو نکلے ہے خورشید تو لے کر مشعل
جو ہر عقل میں جس شخص کے آجائے خلل
آسیا کب کرے فریاد پہ دانے کو بھل
کہ دیا سرد کو ان نے نہ کبھو پھول نہ پھل
ایک سے ایک بڑا ایک کے اک زیر بغل
بر لے آئے عمل اس کا کبھو اسید و امل
علم اس کا ہے عجب عقدہ مالاخیل
شادی و غم میں نہ دیکھا میں تفاوت یک پل

سینہ کوٹے ہے نکلتے ہی وہ درد ازے پر
 حلقہ مارے یہ وہ افعی ہے محیط عالم
 فی الحقیقت ہیں یہ سب آبلے اختر سمجھ (۱۲۲)
 زہرا نے کو جو ہیبت سے تری یا حیدر
 کر کے دریافت اس احوال کو اب یا سولی
 یہ نہ کر مجھ پہ گوارا کہ گزند اس کے سے
 جلد پہنچا بہ زمین نجف اس عاصی کو
 یاں معاش اپنی نہ سمجھوں ہون میں اپنی سنا (۱۲۵)
 تجھ سے جز راستی کیا عرض کیا جاتا ہے
 مجھ کو کچھ عذر نہیں اس میں تراہو میں غلام
 مدعا اتنی عرائض کا مری ہے یہ عرض
 میری قسمت کے موافق تو معین کر دے
 ہاتھ پھیلائیے جائز یہ فلک کس کے حضور (۱۳۰)
 لیکن اس امر میں ہے حق بطرف خلقت کے
 جو ہر جود و کرم تھا جو بہ روز تقسیم
 طاقت طول سخن آگے بھی دمک سودا کو
 چاہتا ہے کرے آخر وہ دعائیہ پر
 برگ پیدا کرے تاباغ میں ہر ایک نہال (۱۳۵)
 تا ملے خلعت نور و زہر بہستان جہاں
 خوشہ روئیدگی خاک سے تاپہنچے بہم
 تاکرے سبزہ بہ رخسار گل اندام نمود
 تارے داغ دل سوختہ عاشق کو
 بحر میں قطرہ نیساں سے ہو جب تک گوہر (۱۴۰)
 لب معشوق کو تا شہرہ دیں شاعر بہ شفا
 بوئے گل مست کرے باغ میں تابہل کو
 گر کسی گھر میں کوئی جا کے بجاتا ہے دہل
 زہر کا جس کے نہیں ہے کوئی پادہر بدل
 اس کے اندام پہ مہتاب سے لے تا بہ زحل
 آپ پتیا ہے گیا ہے بدن اس کا سب بھل
 تجھ سے یوں عرض کرے ہے یہ تراہو اقل
 ہند کی خاک میں اجزائے بدن جاویں گل
 کہ اسے عمر ابد ہے وہ جوداں آئے اجل
 اخذ و جر میں ہوں بد ذیک سے بالکرو و غل (۱۴۵)
 علم میرا ہے یہ علم اور عمل ہے یہ عمل
 خواہ تغیر کیا اب اس پہ مجھے خواہ بکل
 سرفرد ہونہ مرا یاں بہ در اہل دُؤل
 اپنی سرکار سے واں مایتمثل کا بدل
 دست ہمت نظر آتا ہے جہاں کا بہ بغل (۱۵۰)
 کر کے جب دیدہ قسمت سے سبھوں کے اوچل
 لکھ گیا ہوئے ترے نام ہی منشی ازل
 بخش اے قوت بازوئے بنی مرسل
 نظم تجھ مدح کی بہتر ز کلام اول
 پھوٹے تانا یہ سے شاخ شجر میں کوئل (۱۵۵)
 پادے تا نیرا عظم شرف از برج حمل
 دانے کو جب تئیں کھینچا کرے خرمن سے نل
 تاپڑے سنبل پیچیدہ محبوب میں بل
 پھولتالالہ خود رد رہے جب تک بہل
 کڑ کے تا وقت ترشح کے ہوا میں ابدل (۱۶۰)
 چشم زر گس کے تئیں تاکریں نسبت پس
 تاکرے باد سحر عقدے کو غنچے کے صل

موج ہو آج کے تا سرو کے پامیں زنجیر جب تلک طوق رہے گردنِ قمری کا محل
 تالابِ جو پہ کرے خیمے کو استادہ حباب تا بچھاوے بہ روشِ سبزہ فرشبِ محل
 شاخ کے ہاتھ میں ہوتا بہ چین سا غرِ گل (۱۴۵) گل کے جب تک رہے غنچے کی صراحی بہ بغل
 تابہ مے خانہ پتیں بادۂ ٹلگوں مے خوار ساتھ سطرک کے بچے تادف و نے چنگ و دہل
 پھرے تا باغ میں ہر ایک روش پر خوش راہ چلتے میں قدم ست کا تا جائے پھل
 مہ کے پر تو سے ہوتا چاک گریبانِ کتا گلِ خورشید سے تا عشق رکھے دانہِ ظل
 قدر ہو غود کی تا بھر و آتش سے فزوں لطف بوتا رہے عالم میں بچوبِ صندل
 تا مستی رہے یہ نظم بہ بابِ البخت (۱۵۰) جب تلک اس سے بر آئے مری اسید و امل
 نخلِ اسید سے اپنے ہوں بروندِ محب
 ہو محبت نہ تری جن کو نہ پاویں وہ پھل

(۴)

در مدح نواب عماد الملک آصف جاہ نظام الملک بہادر

فجر ہوتے جو گئی آج مری آنکھ جھپک
 پوچھا میں کون ہے، بولی کہ وہ میں ہوں غافل
 ہے خوشی نام مرا ہوں میں عزیز دلیہا
 کھول آغوش دل اور لے مجھے جلدی نادا
 سن کے یہ مژدہ جاں بخش جو میں کھولی آنکھ (۵)
 آنکھیں مل کے جو دیکھوں میں تو اک بارہ پوش
 حسن ایسا کہ جسے ماہ شب چار دم
 چہرے میں ایسی ہے گرمی کہ شب و روز جسے
 زلفیں یوں چہرے پہ بکھری ہوئی مانگیں تھیں
 بعد وہ قہر کہ گتھنے میں ہو جس کے ہر لہر (۱۰)
 ناگنی بیچ میں آ ان کے نہ مانگے پانی
 جہیں ایسی کہ جگر ماہ کا ہو جاوے داغ
 قتل کرنے کا یہ جو ہر نہ ہو شمشیر کے بیج
 ڈھیٹ وہ تیز کہ عالم میں نہیں جس کی پناہ
 فتنہ اس چشم کا ایسا کہ مژدہ سے خونخوار (۱۵)
 حسن سے کان کے آویزے میں یہ لطف کہ جوں
 بحر خوبی کی گویا مچھلی ہے قلاب کے بیج
 نظر آ یا نہ دہن بینی کو تنگی کے سبب
 مسی آلودہ لب اٹکتے تھے تہ خاکستر

دی وہیں آ کے خوشی نے درد دل پر دستک
 نہ لگے شوق میں جس کے کبھو شائق کی پدک
 زندگانی کی حلاوت ہے جہاں میں مجھ تک
 پھر خدا جانے یہ دن کب مجھے دکھلائے فلک
 اشد نور کی سی مجھ کو نظر آئی جھلک (۵)
 سر سے لے غرق جواہر میں وہ ہے پاؤں تلک
 یک بیک دیکھے تو یک چہرہ ہی رہ جائے بھپک
 باؤ کرتی ہی ہے دامن مژگاں کی جھپک
 جس طرح ایک کھلونے پہ مہیں درد بانک
 گھر ڈبا دینے کو عشاق کے دیائے اٹک (۱۰)
 کھیل جاو میں کالا جوڈ سے ان کی لٹک
 اس کی تشبیہ سے جب اس کو تہا زردے فلک
 اس کے ابرو سے شاہ نہ بنا دیں جب تک
 چشم وہ ترک کہ ہو قوم جنھوں کا ازبک
 متصل چو نکلتے پا کر دیا کرتے ہیں تھپک (۱۵)
 مستند قطرہ شبنم کہ پڑے گل سے ٹپک
 نتھ کے حلقے میں جو دیکھے کوئی نتھنے کی ٹپک
 منخرن اپنی سے گوان نے تراشی عینک
 کہ ہوا سے وہ سخن کہنے کو جاتے تھے دہک

سلک گوہر کی صفا وام لے ان دانتوں سے (۲۰) برق در یوزہ کرے موج تبسم کی چمک
دو دنوں عارض گو یا شیشے تھے سسے گالگوں کے زرخ ان دونوں میں یوں جیسے نمکداں میں گزک
وصف میں اس کی طاقت کے پڑھوں اک مطلع جس کے آگے نہ رکھے مطلع خورشید نمک

مطلع

رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی مکا آگے غنوب کے خجالت زدہ سونے کی ڈلک
ڈھیلے بچ اس کے نے گردن کا بڑھایا حین جلوہ گر شمع ہو جیسے تہ داماں شبک
ساعت درست حسابتہ کی ایسی حرکات (۲۵) شاخ میں گل کی پون بہنے سے جوں آئے لچک
دیکھے جو اس کے کچوں کو یہ تیقن ہوا سے تنو یہ تان کے یاں کام کا اتر ہے کٹک
یادہ معجون مہبتی کی ہیں ڈبیاں ایسی آئے ہجیان میں تھیرے سے جنھیں موج ملک
پیاری پیاری وہ لگیں نظروں میں ایسی کہ نگاہ یہی چاہے کہ کبھو پاس سے ان کے نہ سرک
بنج یہ قصہ رکھے ڈال دے تو ہاتھ ان پر لنگ کے دل میں بھی آجائے کہ لے بھاگ اُچک
ناف کے حسن کو اس کے جو کیا میں نے قیاس (۳۰) دل نشیں یوں ہوا میرے کہ بلا شبہ دشتک
زرگسی چشم کوئی ہو گا کہ جس کی یہ آنکھ لگ کے چھاتی سے صفائے سبب آئی ہے دھلک
کمر اس کی میں نہ دیکھی کہ کروں اس کا وصف تھی وہ اک آموئے دل کے لیے چیتے کی لپک
آگے تو کہہ نہیں سکتا میں کچھ اس کی تعریف یوں حیا کہتی ہے مجھ سے کہ بس اب زیادہ بک
پس میں زانو کو کہوں کیا کہ وہ ہیں آئینہ اس کی بھی چھوٹے نہ آنکھ ان سے اگر جائے ملک
آئے جس بزم میں اس ساق بلوریں کا ذکر (۳۵) جلوہ شمع کا پامال حسد ہو دے نمک
پشت پا چھینے روئے یلانی سے مجنوں کا دل خون فرا دسا شیریں چاہے وہ کفک
وقت نظارہ مری جب نگہ دیدہ غور سر سے لے اس قدر عنایا کے گئی پاؤں تلک
فندق پا لگی کہنے کہ نہ دیکھا ہو گا سرو کی بیخ سے پھولا گل اور نگ اب تک
قاست ایسا ہے کہ ہنگام خرام اس کے اگر آگے آجائے قیامت تو یہ بولے کہ سرک
قدم اس دھج سے رکھے وہ کہ سر عالم کا (۴۰) موجب شور ہو خلیاں کی پاؤں کی چھنک
کج دوا کج چلے جس طرح وہ اکھیلی سے موج دریا بھی اسے دیکھے تو رہ جائے ٹھٹک
زرق برق ایسی ہے پوشاک میں اس کی تہ کو نہ سجلی کی کہوں یا کہوں شعلے کی چمک
جیسی سج سے بھی گلے بیچ حائل گل کی دیسی ہی عطر کی بو دیسی ہی سوندھے کی مہک

کیفی یاں تک کہ یہ انداز سخن میں اس کے
 بات اس لطف سے بہکے تھی دہن سے اس کے (۴۵) بادہ جوں سا غربر نیلے جاتا ہے چھلک
 غرض اس شکل سے آئی جو نظروہ کافر
 کہا میں دل کی طرف دیکھ کے اشد تنگ
 ناگہ اس شوخ نے مجھ سے یہ کہا اے سودا
 اب تو شیشہ مٹے اندوہ کا پتھر سے ٹپک
 یہ بھی کوئی طرز ہے رہنے کا زمیں پر ناداں
 نہ ترے گھر میں کبھو ناج میں جوتے دیکھا
 آدمی کے تئیں کچھ گرمی صحبت ہے شرط (۵۰) وہ بھی انسان ہے دنیا میں جو اتنا ہونچک
 گو ترا وضع زمانہ سے ہے دل افسردہ
 پر ہم آئے ہیں ترے گھر میں ادھر دیکھ تنگ
 ایسے مہاں کی تو لازم ہے کہ خاطر ہو عزیزیہ
 بادہ بھرشیشے میں دکھ لاکے مکداں میں گزک
 بزم آراستہ بلوا کے کرار باب نشاط
 پاس لے بیٹھے ہمیں سب کو چھکا آپ بھی چھک
 آج وہ دن ہے کہ جس گھر میں تو دیکھے اس میں
 کہیں ہوتی ہے بھگت اور کہیں ہے ادک
 یاں تنک شیخ دہمہن ہیں طریقے مصروف (۵۵) دیر میں بھتی ہے مردنگ حرم میں ڈھولک
 تار تہنور نہیں رشتہ زنا ر فقط
 لگے سر سانج میں تسبیح کے بھی دانوں تک
 بادہ گربا تھ سے زاہد کے نہ پوئے ملا
 پر یہ راضی ہے کہ کپڑوں پہ جو چھڑکے تو چھڑک
 محتسب سے چلے ہے مست رگڑ کر کاڑھا
 منجھ آیا چلا قاضی کے آگے اندھڑک
 سن کے یہ میں نے کہا اس سے کہ اے مایہ ناز
 خیر ہے بات سمجھ کر تو کہہ اتنا نہ بہک
 بے سبب کیونکہ میں اندوہ کی الفت چھوڑوں
 کس طرح دوستی غم کردوں دل سے منفک (۶۰) کچھ جہت ہو تو بیاں کر کہ سنوں میں بھی تنک
 وجہ کچھ ہوئے تو کہ مجھ سے تو اس کا اظہار
 سمع میں تیرے یہ شردہ نہیں پنہنچا اب تک
 کہ کے دریافت یہ مجھ سے کہا اس نے مگر
 کہ یہ صورت ہے وہ انسان بہ سیرت ملک
 آج اس شخص کی ہے سالگرہ کی شادی
 عہد میں جس کے یہ غمیور بزرگ و کوچک
 یعنی نوآب سیماں فرد نام آصف جاہ
 شمشعی باندھے ہوئے پاتا ہے تولد کو دک (۶۵) کسی کے آگے کوئی ہاتھ پسارے کیا دخل
 شعلہ تب کو بھی تبرید لکھے خار خشک
 عدل یہ عصر میں اس کے ہے کہ ہر ایک طبیب
 تانہ رشتے کے لیے ماہ کی کھولیں پیچک
 کر نے دیوے نہ رفوچاک کتاں کو انصاف
 اس طرح سمجھے ہے فرد ند گویا لے پارک
 رائج اتنی ہے مروت کہ غلابہ کو پلنگ

دور میں اس کے ہیں یاں تک قہ نہیات ذلیل کشکس مے پخت اٹھ بنگ سدا زیر کشک
ہمت اس کی پہ نظر کیجے تو اک آن کے بیچ (۷۰) دل سے پہنچے ہے دودھ بار یہ مطلع لب تک
مطلع

تجھ سے ممنوں نہ فقط بوئے زیں پر ہریک
ہو گہر بار جو تجھ آگے سحاب نیساں
آگے تجھ بھر کرم کے صدف پُر گوہر
چل سکے ہے نہ کسی امر میں تدبیر حکیم
حلم تیرے کے جو ہم وزن فلک سے کچھ شے
بار تجھ حلم میں ہے یہ کہ ترے وقت خرام
صدمہ ایسا کمر گاؤں میں کو پہنچے
دست دوراں سے موالید کا سرشتہ کار
پل دینا نہیں کچھ پل کا شے کو کام
تجھ کو لکار کے سیداں میں صف مرداں کے
وہ جواں تو ہے کہ آگے سے ترے رستم بھی
اور ٹھہرے بھی کوئی آن تو حق نے دی ہے
اس کے مرکب سے ملا کر وہیں مرکب اپنا
ماںے جب زور سے دے چرخ زیں پر تو اسے
کوہ ہر ایک اچھل کر جو زیں پر بیٹھے (۷۱)
کیوں نہ کوں بن ملک تو مارے ہر دم
کھینچ کر اپنی کمر سے جو تو مارے اک ہاتھ
نہ چلے خامہ اب آگے نہ سیاہی ہو رواں
چڑھ کے اس پر جو تری طبع میں گزے یہ خیال
گاہ آجاوے نظر گاہ نظر سے غائب (۹۰) پھر ہوا بیچ وہ شبنگ ہے جگنو کی دمک
رد برد سے اگر آئینے کے اس گلگوں کو
اتنے عرصے میں پھر آوے کہ اسے باور کر
بار احسان سے تیرے ہے دو تاپشت فلک
برق ہو کر مقبسم اسے ماںے چشمک
سٹھی اس کی ہے جسے نکلے بہ شدت چمپک
مہر سے لائے کے تیرے وہ شے تا دستک
ڈال دیوے زور سہو و خطا کوئی ملک
ہوئے ذرہ بھی اگر مرکز خاک کی کو دھمک
شاخیں ہر چند وہ کھینچوائے تو نکلے زکک
نعرہ قہر کی ہیبت سے تری جائے ٹھٹھک
حول و قوت سے تری چاہیے ملک اس کو ملک
سامنے آئے ترے کون ہے ایسا مردک
گاؤں سر مار بغل جاوے دے پاؤں کھسک
دست دبانہ دیاں سے قوت قدریاں تک
ہاتھ ٹپکے میں دے اور زین کے گلنے سے اچک
کمر دائرہ خاک میں آوے یہ لچک
توڑ کر روئے سا چور کرے پشت سک (۷۲)
جب تری تیغ میں ہو جو ہر ربش یاں تک
شکل نقارے کی جوڑی کے دوحصہ ہو فلک
باد پا کا تیرے کچھ دصف نہ کیجے جب تک
قاش سے زین کے ملک لیجے اگر باگ اچک
پھینک دے چڑھ کے جو تو شرق سے غرب تک
عکس بھی آئینے سے ہونے نہ پاوے منفک

شوکت دشان کہوں کیا میں تیرے ہاتھی کی
وصف میں اس کی بزرگی کے پڑھوں اک مطلع
چرخ پر جوں مہ نو تھے پہ یوں اس کے کجاک
گوشہ دل سے جو سخن رس متوجہ ہو تنک

مطلع

اس کے گجگاہ کی اللہ سے چہرے پہ شک (۹۵) کہکشاں جوں شب لید میں نایاں نلک
میٹھنے میں ہے وہ کوہ اٹھنے میں ہے ابر سیاہ
عرش رفت میں اور چلنے میں جوں چرخ آتھک
زگیں تزیں کے لیے جس گھڑی اس کی مستک
تائے جس طرح رہیں رات اندھیری میں چٹک
اس کے دانتوں کو یہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک
یسا نے ہاتھ نکالے ہیں سیہ خیمے سے (۱۰۱) ملنے کو سمبوں سے من سلسلہ پاکی جھنک
روز بیداں اسے دیکھو تو دل اور اتنا
سانے اس کے وہ چھوٹے ہے پٹاخوں کی لڑی
چرخ کیا چیز ہے لاوے وہ جسے خاطر میں
چاہے وہ توڑ کے جوں شکر اس کی چھڑ کو
بے تکان اس قدر اس کا ہے چلاو اجیسے (۱۰۵) مہر میں ابر کے آنے سے ہوسائے کی ڈھلک
اس قدر ہے وہ سبک رو کہ بھو چلتے وت
اس کے ہودج پہ تجھے دیکھ کے سمجھ یہ خلق
خیمہ جاہ کا تیرے سو کردن کیا نہ کور
آسماں کو نہ کریں اس کے تلے بے چوہ
اللہ اللہ ترے مطلع کا تجھ جس کا (۱۱۱) طبق روئے زمین سے ہے بڑا خوان چشک
کافی داں زیرے کو محصول نہ ہو کراں کا
چرخ و کہسار کو مصرف ہے دہشت داں کے
اس کے مصرف کے جو دیہات ہیں بس ان میں
تو ہی ملک دل میں کرا ب عرض کا میری انصاف
جہہ سائی ہے پرکھ یاں زباناں کے لیے (۱۱۵) آستان کا ہے ترے سنگ پہ از سنگ محک
ختم کرا ب تو دعائیہ پہ سودا یہ کلام
آمین کہنے کو گئے باب اجابت پہ ملک

یا الہی جو یہ تیرا ہے چراغِ دولت تا ابد اس سے منور ہے قندیلِ فلک
 تاقیات رہے مسجودِ ملک وہ جگہ مسندِ جاہ کی تیرے بچے جس پر تو شک
 جو ترا دوست ہو اب آئینہ گیتی پر اس کی تہنال کبھو ہونے نہ پاوے منفک
 کاتبِ دستِ قضا شکلِ معدو کی تیرے
 صفحہٴ مستی سے جوں حرفِ غلط کرے حک



(۵)

در سطح نواب شجاع الدولہ در فتح کردن بہ خاطر حیات

آیا عمل میں تیغ سے تیری وہ کارزار
 بے سرموئے ہیں آج یہ سرکش کہ گرنہاں
 سرچنگ اس طرح کی نہ کھائے کہ تاجہ شر
 آتش غضب کی تونے یہ ان کے فسردہ کی
 نام ان کا تیری تیغ نے معدوم یہ کیا (۵)
 اک خم تھا دل انھوں کا پرداز بادہ غور
 تھا عزم یہ ہر ایک کا دویں کے مٹیہ ہم
 آئے تھے وہ چنانچہ اسی طرح روز جنگ
 گاتے بجاتے ناچتے اور کودتے ہوئے
 وہ جھنڈیاں نظر ٹپیں اک دم میں اس طرح
 پر حق بجانب ان کے ہی تھا کچھ اس امر میں
 جو غول ان کے سامنے آیا تو سمجھے یہ
 جیسی ہی اس گردہ نے پی تھی شراب کبر
 اسباب پر حریف کے آپس میں لگتے داؤا
 حق ناشناس قوم یہ تھی غرہ اس قدر (۵)
 لیکن خدا کے فضل سے یاں ناگفتہ قرض
 شمشیر و دست بازو کے ہیں یہ بت ملی
 پردہ جو ہیں غلام غلام اس جناب کے
 جرات میں ان کے حرف نہیں پر کیا کریں
 دیکھا جسے نہ ترک فلک نے بہ روزگار
 خاک ان کی پر ہو تو نہ شمر لائے شاخسار
 مدفون ہو جس زمین پہ نہ داں اٹھ سکے غبار
 تن میں نہیں ہے قطرہ خون صورت شرار
 نہ عاف کسے ہے سگ ہی نہ غاں نایب کو مہار
 تیں اس میں کر دیا نہک تیغ آب دار
 تانوں کو کھینچ کھینچ کے قلعاری مار مار
 پایا تھا جوں دلوں میں خیال ان کے قرار
 سائے میں جھنڈیوں کے صفیں بانہ بے شمار
 گزر بچھا دیں پارچہ جوں نہر کے کنار (۱۰)
 تیرے دلاروں کا نہ دیکھا تھا کارزار
 اک کھیت رد برد ہے ہائے پراز خیار
 کھینچا ہے اس کے نشے نے ویسا ہی کچھ خمار
 لشکر میں اپنے بیٹھ کے جب کھیلے قمار
 غارت پہ ہر نبرد کے لیتے تھے سب ادھار (۱۵)
 جو گائے تھے سوئے گئے رکھنا نہ ایک تار
 اپنا تو حرف حق سے گزرنا نہیں شعار
 آگے قدم انھوں کے نہیں ان کا استوار
 صحبت نہ ان کے دل تہوڑنے کی براہ

ان میں سے اس غلام کے تھے اکثر آشنا (۲۵) میں نے کہا انھوں سے کہ تم جیسے جاں گزار
 ایک قوم و یک برادری و یک گردہ کے
 حافظ کی لاش ڈال گئے معرکے میں تم
 ان میں سے ایک نے بہ دم سرد یہ کہا
 لیکن جو کچھ کہ واقعی دیکھا سو ہم کہیں
 تھی سامنے ہمارے جو فوج ہراولی
 سنتے ہیں اب ہر ایک سے اس فوج کے ہی
 محبوب اور بہت و لطافت کے یک طرف
 لیکن انھوں کو آدمی کہیے کہ دیو و دد
 ایدھر سے بان در ہیکلہ و توپ متصل
 بڑھ بڑھ کے آخرش وہ لگے تو میں داغنے (۳۰) اس پلے پر جہاں سے جزائر کی ہوتے مار
 لیکن میں تجھ سے کیا کہوں اے یار اس گھڑی
 دکھلائی تھی اجل نے عجب طرح کی بہار

مطلع

تھیں کرتیاں تلنگوں کی مانند لالہ زار
 تو میں جو داغے تھے فتیلوں سے آن آن
 گجناں شل رعد کے کڑ کے تھی دم بہ دم
 بار دد گولہ توپ میں تھا یا وہ باد تھی (۳۵) جن نے کہ قوم عا د اڑائی تھی جوں غبار
 فرصت کسو نے اتنی نہ پائی کہ وہ کرے
 ہر ایک جا ہی نظر آیا ہر ایک کو
 اڑتے تھے یوں پیادے کہ تو دے کوردی کے
 تھے ہاتھیوں پہ بیٹھے جو حافظ کے ہم نشین
 وہ بھاگے اس طرح کہ کہتی تھی ان کو خلق (۴۰) بھاگادہ دیکھو جائے ہے میدان سے کو ہزار
 نے لڑنے کے جو اس تھے نے بھاگنے کا ہوش
 باد رہی کیجو اس کو تو اے یار اس گھڑی
 جیدھر کو جس کا منہ اٹھا اودھر کو وہ چلا
 تھا دد توپ ابر سیاہ تگرگ بار
 رنجک شال برق چمکتی تھی بار بار
 آواز شتر مال تھی طاؤس کی جھنگار
 بندوق و تیغ و تیرے جان میں کارزار
 گھوڑا اودھر جو بڑ پے ہے اودھر پڑا سوار
 نداف کا کمانچہ جوں دے ہے انتشار
 ساتھ اس کے ہم پیالہ دبا ہم نوالہ خوار
 نے سوچ مرنے کا ہی نہ جینے کا کچھ بچار
 آیا جو کچھ عمل میں نہ تھا اس میں اختیار
 سوچے بغیر یہ کہ فلاں جا کر دوں قرار

ہو یہ غضب تو لاش کا حافظ کی ذکر کیا
 حافظ کی لاش ہم سے نہ اٹھی تو تندرہم (۴۵)
 بٹیا سکتے چھوڑ کیا باپ نے فرار
 جاگہ نہیں ہے طعن و تعرض کی ہم پہ یار
 لازم نہ تھا اسے کہ ہو ایسے کے ماننے
 رے زر سے تا جواہر و از اسپ تا یہ فیصل
 نے رتبہ زر کو ہے نہ جواہر کو منزلت
 خلعت کسی کو، اسپ کسی کو، کسی کو فیصل
 حافظ یہ چاہے عہد سے اس کے برآؤں میں (۵۰)
 پیادے کو دے کے تین روپے نو روپے سوار
 کیا کیا کروں میں اس کی شجاعت کا بیان
 تمہا اس کی کیا کروں اظہار بار بار
 حافظ نے سردیا نہ دیا زر ہوئی ہے یہ
 تاریخ اس کے فوجت کی کرے عدد شمار

تاریخ فتح عرض کی سودا نے یوں کہ ہو
 یہ فتح نو مبارک فوآپ نام دار



(۶)

قصیدہ شہر آشوب

اب سامنے میرے جو کوئی پیرو جواں ہے
 میں حضرت سودا کو سنا بولتے یارو
 اتنا میں کیا عرض کہ فرمائیے حضرت !
 سن کہ یہ لگے کہنے کہ خاموش ہی رہ جا
 کیا کیا میں تباؤں کہ زمانے کی کئی شکل
 گھوڑا لے اگر نوکری کرتے ہیں کسو کی
 گزے ہے سدا یوں مختلف دانہ کی خاطر
 ثابت ہو جو دکلا تو نہیں موزوں میں کچھ حال
 کہتا ہے نضر غری کو صراف سے جا کہ
 یہ سن کے دیا کچھ تو ہوئی عید دگر نہ
 اس رنج سے جب چڑھ گئے تھیں مہینے
 لیتے ہیں ! میں ردی ہی وہ تو دود ماہہ
 قاضی کی جو مسجد ہے گدھا باندھ اس میں
 ملا جوا اذان دیوے تو منہ موند کے اس کا
 بولا جو خطیب اس میں تواری اسے اک دھول
 رنیکے ہے گدھا آٹھ پہر گھر میں خدا کے
 اور وہ جو ہیں کمزور سوداں آن کے بیٹھے
 اٹھ اٹھ کے دکھاتے ہیں انھیں حال وہ اپنا
 یوں بھی نہ ملا کچھ تو ہر اک پالکی آگے

دعویٰ نہ کرے یہ کہ مر نہ میں زباں ہے
 اللہ ہی اللہ ہے کیا نظم بیاں ہے
 آرام سے کٹنے کی طرح کوئی بھی یاں ہے
 اس امر میں قاصر تو فرشتے کی زباں ہے
 ہے دچہ معاش اپنی سو جس کا یہ بیاں ہے (۵)
 تنخواہ کا پھر عالم بالا پناں ہے
 شمشیر جو گھر میں تو سپر بیسے کے یاں ہے
 تیروں میں ہے پر گیری تو بے چلہ کہاں ہے
 بی بی نے تو کچھ کھایا ہے فاتے سے مہا ہے
 سوال بھی پھر ماہ مبارک رضاں ہے (۱۰)
 تنخواہ کا پھر بیٹیا اس شکل سے یاں ہے
 ٹکٹ دھونس دھڑکے کی جنھیں تاب توں ہے
 بیٹھا ہوا اس شکل سے ہر پیرو جواں ہے
 کہتے ہیں کہ خاموش، مسلمان کہاں ہے
 ہاتھ آگیا واعظ تو تھپڑا دواں ہے (۱۵)
 نے ذکر نہ صلوات نہ سجدہ نہ اذان ہے
 رتی کے جو آگے کی یہ ہر ایک ڈکاں ہے
 دربار زد اس عہد میں جو خورد کلاں ہے
 اس سب سے رسالے کا رسالہ ہی رواں ہے

کوئی سر پہ کیے خاک گرمیاں کسو کا چاک (۲۰) کوئی رودے ہے منہ پیٹ کوئی نالہ گنا ہے
ہندو و مسلمان کو پھر اس پانکی ادھر
یہ مسخرگی دیکھ کے جا صاحب ار تھی
گر ہو جیے جا کر کسی عمدہ کے صاحب
وہ جاگے جو راتوں کو تو بیٹھے ہیں دوزانو
بے وقت خورش اس کی جو ہوائے میں بھوک (۲۵)
گھڑیاں کی چپ بیٹھے ہوئے گنتے ہیں گھڑیاں
خمیازے پہ خمیازہ ہے اور حیرت اس پر حیرت
صیغے پہ طبابت کے بھلا آدمی نوکر
صحبت ہے یہ اس سے اگر آقا کے میں چھینک
دیتے ہیں منگاتیر و کماں ہاتھ میں اس کے (۳۰)
اور حاضر اوپر جو وہ نو آب کو دیکھے
مطبوع پہ ہے خریدہ اور خریدے پر دودھ
یہ بھی تو نہیں ہے کہ اسی سے ہوتی
اس میں جو کہیں درد اٹھاپیٹ میں ان کے
رکتے ہیں غرض سرگ سے لڑنے کو سپاہی (۳۵)
سوداگری کیجے تو ہے اس میں یہ مشقت
ہر صبح یہ خطرہ ہے کہ طے کیجیے منزل
لے جا جو کسی عمدہ کی سرکار میں دے جنس
قیمت جو چکاتے ہیں سو اس طرح کہ ثالث
جب بول شخص ہو مرضی کے مطابق (۴۰)
پروانہ لکھا کہ گئے عامل کنے جس وقت
اودھر سے پھر آئے تو کہا جنس ہی لے جا
آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے میں نہ وہ جنس
ناچار ہو پھر جمع ہوئے قلعے کے آگے

ار تھی کا تو ہم ہے جنازے کا گنا ہے
کرتے ہیں جو داں عرض تو نے پھر ہے نہ ہاں ہے
اس کی تو اذیت ہی بڑی آفت جاں ہے
کیسا ہی اگر اپنے میں خواب گراں ہے
سو کیا کہوں تجھ سے کہ مصیبت کیا ہے (۲۵)
اور ریح خمار و دودن جو آب و داں ہے
منہ صورت سو فار کمر شکل کماں ہے
سودو سو رو پے کا جو کسی عمدہ کے یاں ہے
آفے تو وہ اس کو بہ خشونت نگران ہے
ٹھنڈی ہوا آنے کا اگر اس وقت گماں ہے (۳۰)
کھانا تو یہ کھاتے ہیں پر اس کو خفقاں ہے
ہے دودھ پہ کھلی تس آپر کا دُزباں ہے
اس سب پہ تفتن کے لیے بیسی ناں ہے
پھر بوعلی سینا ہے تو وہ بیچ مداں ہے
گر نو کری سمجھو یہ طبابت کی کہاں ہے (۳۵)
دکھن میں بکے وہ جو خرمید صفہاں ہے
ہر شام بہ دل دسو سو سودو زیاں ہے
یہ درد جو سینے تو عجب طرفہ بیاں ہے
سمجھے ہے فروشنہ پہ دزدی کا گناں ہے
پھر پیسوں کا جاگیر کے عامل پہ نشاں ہے (۴۰)
کہتا ہے وہ پیا ابھی مجھ پاس کہاں ہے
دیوان و بیوتات یہ کہتے ہیں گراں ہے
ہراک متصدی سے میاں اور تیاں ہے
جو پانکی نکلے ہے تو فریاد و فغاں ہے

دو بیل کی جا کر جو کہیں کیجیے گھیتی
 میں خشکی و غرقی کے تفکر میں شب و روز
 گر خان و خوانین کی لے کوئی دکالت
 ہر عمدہ کے دروازے پہ زین پوش پہ بیٹھا
 ہر گھر میں وہ چاہے کہ میں فوارہ سا چھوٹوں
 دیوان کے بخشی کے بیوتات کے حاضر
 ہر بات پلٹتا ہی رہے صبح سے تا شام
 لادے جو کچری سے وہ دایوں کا سیاہا
 سوما ہی یہ بیٹھی ہے دلے پانسو ہے خرچ
 بتا دے غرض پیسے اڑا کر ہوا رد پوش
 جس وقت سنا یہ وہیں آواز بدل کر (۵۵)
 پھر ہو جو ٹوکل سے کہیں راہ میں بھینٹا
 عرضی پہ ہوا ایم سیاہے پہ ہوا جیم
 کا ہے کی غرض عرضی وہ اور کس کا سیاہا
 انصاف جو کیجے تو نہیں اس کی بھی تقصیر
 شاعر جو سنے جاتے ہیں مستغنی الاحوال (۶۰)
 شتاق ملاقات انھوں کا کس کس
 گر عید کا مسجد میں پڑھیں جا کے دو گانہ
 تاریخ تولد کی رہے آٹھ پہر فک
 استقامت حاصل ہو تو کہیں مرثیہ ایسا
 ملائی اگر کیجے تو ملا کی ہے یہ قدر
 اور احضر آخوند کا اب کیا میں بتاؤں
 دن کو تو وہ بیچارہ پڑھایا کرے لڑکے
 تیس پہر یہ ستم ہے کہ نہالی تلے اس کے
 بھاگے یہ عمل کہ جو وہ شیطان کا شکر

(۴۵) اور مینہ بھی ہوا فقی ہی پٹے تو لوٹاں ہے
 نے اسن ہے دل کے تپس نے جی کو اماں ہے
 اس کا تو بیاں کیا کروں تجھ سے کہ عیاں ہے
 پوچھے ہے اجی مرڈ ہے نواب کہاں ہے
 ہر کوچے میں جوں آب چکا پودہ دواں ہے
 (۵۰) مانند کنھیا کے جہاں دیکھو تہاں ہے
 پیل کے پتوں کی طرح منہ میں ہاں ہے
 لپچا دے ٹوکل کو یہ کیا خوب مکاں ہے
 اور زر کے اجاے کی بھی اردو میں کاں ہے
 گھر جا کے پکائے جو کوئی لالہ کہاں ہے
 آپ ہی کہا گھر میں سے شن چند کے یاں ہے
 اسناد کا جاگیر کے یہ اس سے بیاں ہے
 پردانہ میں تم پر ہوں تصدی مری جاں ہے
 کیدھر کا وہ پردانہ وہ جاگیر کہاں ہے
 سب حاصل ان باتوں کا اک پار چپناں ہے
 دیکھے جو کوئی فکر و تردد کو تو یاں ہے
 ملنا انھیں ان سے جو فلاں ابن فلاں ہے
 نیت قطعہ تہنیت خسان زماں ہے
 گر رحم میں بیگم کے سنیں نطفہ خاں ہے
 پھر کوئی نہ پوچھے میاں مسکین کہاں ہے
 (۶۵) ہوں دو روپے اس کے جو کوئی شنیوی تھاں ہے
 اک کاسہ دال عدس و جو کی دوناں ہے
 شب خرچ لکھے گھر کا اگر ہندسہ دال ہے
 لڑکوں کی شرارت سے سدا خاں کہاں ہے
 دیوالی کو لے ہاتھ تعاقب میں دواں ہے

اب کیجیے انصاف کہ جس کی ہو یہ اوقات (۷۰) آرام جو چاہے وہ کرے وقت کہاں ہے
 جس راز سے کاتب کا لکھا حال میں تہے ہر صفحہ کا غدیہ قلم اشک فشاں ہے
 وہ بیت ٹکے سیکڑے لکھنے کو ہے محتاج خوبی میں خطاب جس کا بہ از خطبتاں ہے
 یہ بھی میں تکلف ہی سے کہتا ہوں وگرنہ آفاق ان چیزوں کی اب قدر کہاں ہے
 احیا ہو جو موتی کا زمانے میں نئے سر خطاط کی اتنی ہی ہے قدر جو یاں ہے
 بہ یہ ہو سوا پانچ ٹکے گزری میں آ کر (۷۱) یا قوت پکڑے جو بکاؤ قرآن ہے
 دھڑی کو کتابت لکھیں دھیلے کو قبالہ بیٹھے ہوئے واں میر علی چوک جہاں ہے
 چاہے جو کوئی شیخ بنے بہر فراغت چھٹے ہی تو شعرا کے وہ مطعون زباں ہے
 دیتا ہے دم خر سے کوئی شملے کو نبت گنبد سے کوئی پگڑی کو تشبیہ کناں ہے
 اور اس کو جو دیکھے کوئی وہ بہر معیشت اس فکر و تردید ہی میں ہر ایک ناں ہے
 پوچھے ہے مریدوں سے یہ ہر صبح کو اٹھ کر (۷۲) ہے آج کہ صرعرس کی شب روز کہاں ہے
 تحقیق ہوا عرس تو کر ڈاڑھی کو کنگھی لے خیل مریداں گئے وہ بزم جہاں ہے
 ڈھولک جو لگی بجنے تو واں سب کو ہوا جد کوئی کوٹے کوئی ردے کوئی نعرہ زباں ہے
 بے تال ہوئے شیخ جو تک وجد میں آ کر سرگوشیوں میں پھر بہ صولی کا بیاں ہے
 گزراں سے پڑتا ہے قدم تو بھی ہنس ہنس کہتے ہیں کوئی حال ہے یہ رقص زباں ہے
 اور حاصل اس رنج و مشقت کا جو پوچھو (۷۳) ڈالا ہوا واں الٰہ خود قلبہ و ناں ہے
 سب پیشہ یہ تیج کر جو کوئی ہو متوکل جو رد تو یہ سمجھے کہ نکھٹو یہ میاں ہے
 اور بیٹے کے دل کو ہے خرافت کا تیقن بیٹی کو جنوں ہونے کا بابا کے گناں ہے
 پھر شیخ کے جب لڑکے ٹکے بھوک سے مرنے ہر خان و خوانین کے ہمراہ دواں ہے
 جب راہ خدا پیسے نکالے کوئی نواب تب اس کی سفارش میں اسے رقعہ خاں ہے
 مضمون یہی رقعے کا کہ کچھ دیکھے اس کو (۷۴) مداح اماموں کا ہے اور مرثیہ خواں ہے
 بالفرض اگر آپ ہوئے ہفت ہزاری شکل بھی مت سمجھو تو راحت جاں ہے
 ٹک دیکھنا منصور علی خاں جی کا احوال چھاتی پہ کر کن بجلی ہے اور شیر دہاں ہے

آرام سے کٹنے کا سنا تو نے کچھ احوال جہیتِ خاطر کوئی صورت ہو کہاں ہے
 دنیا میں آسودگی رکھتی ہے فقط نام عقبیٰ میں یہ کہتا تھا کوئی اس کا نشان ہے
 سو اس پہ تمیق کسی کے دل کو نہیں ہے (۹۵) یہ بات بھی گوئندہ ہی کا محض گماں ہے

یاں فکرِ معیشت ہے تو داں دغدغہِ حشر
 آسودگیِ حرفِ نیست وہ یاں ہے نہ داں ہے



میر

در مدحِ نواب آصف الدولہ

رات کو مطلق نہ تھی یاں جی کو تاب
 لوٹتا تھا سوزِ غم سے آگ میں
 ہر زماں تھی ساتھ اپنے گفتگو
 تھا کرم شیوہ جنہوں کا اٹھ گئے
 جابیے کس کے در اوپر کون ہے (۵)
 لے جوانی سے پھرے پیری تلک
 ناگہاں مجھ سے لگا کہنے سروش
 ہے کریم اب بھی وزیر ابنِ وزیر
 آسماں رتبہ ہے جس کا آستان
 اس کی ہمت سے سخن کیا سر کروں (۱۰)
 اس کے دستِ دل کے رشک و شرم سے
 جمِ حشم، انجم سپہ، گردوں شکوہ
 دستِ ہمت اس کا گردِ بار ہو
 مال کیا ہے ہفت گنجِ خسروی
 فخرِ سام درستم اس کی بندگی (۱۵)
 جس سحرِ جرات سے کھینچی ان نے تیغ
 رزم کے عرصے میں ہل چل پڑ گئی
 مدعی گر کوہ تھا مارا اکھاڑ
 خرمِ آسا جل گیا ازبوہِ خصم
 آشنا ہوتا نہ تھا آنکھوں سے خواب
 دل جگر سنکتے تھے دونوں جوں کباب
 کیا کروں شہر اور میں دونوں خراب
 بیٹھے بیٹھے کھینچے کب تک عذاب
 طے کس سے کون ملنے کا ہے باب
 امتحاں میں آگئے سب شیخ و شباب
 رہ گذر سے لطف کی کر کر خطاب
 آصف الدولہ فلک قدر و جناب
 ناز کر طالع پہ جو ہو بار یاب
 بات کہتے دے در و یاقوتِ ناب
 خون ہے دل کان کا دریا ہے آب
 مرجعِ خورد و کلاں عالم تاب
 پانی پانی شرم سے ہوئے محاب
 اک ہی کو نواب بخشے ہے شتاب
 داخلِ خدام یاں افراسیاب (۲۰)
 ڈھال رکھے منہ پہ نکلا آفتاب
 آسماں کے خیمے کی کانپی طباب
 ورز میں تمھارے سکوں پایا شتاب
 چل پڑی جو اس کی تیغِ برق تاب

دیو تھے گو معر کے میں بے شمار (۲۰) ایک ٹھہرا ہو مقابل کیا حساب
 زین رکھا جائے مرکب پر اگر راجا پر جا آن کر وہاں رکاب
 زلزلہ پڑ جائے سارے ملک میں ملک داروں سے کہیں ہاں سر حساب
 مطلع ثانی کی اب اٹل ہے طبع کفر ہے حرف و سخن سے اجتناب

اے ترے ڈر سے جگر شیروں کے آب دشمنوں کو رو بہا نہ اضطراب
 مدعی کی صف ہے کونجوں کی تظار (۲۵) شکری اس فوج کا ہراک عقاب
 موجزن جید صبر ہو وہ دریائے فوج بستیاں اس سمت کی جیسے حباب
 گرد اس شکر کی گر ہووے بلند پھر زمین و آسماں میں ہے حباب
 جاوے دشمن جوں سگ پا سوختہ وقت گرگ و میش لے نہ ینقاب
 دادری و منصفی سن دلبراں چھوڑ دیں عشاق پر کرنا عتاب
 رنج بدعت چاہے تو پھر کیا مجال (۳۰) اٹھ سکے جو نغمہ چنگ و رباب
 منع ہے ہووے تو پھر قدرت ہے کیا جو گلے سے شیشے کے اترے شراب
 بحر کیا ہے جو کرے تہ سے سوال کوہ تیرے علم کا کیا دے جواب
 خوبیاں ہی خوبیاں سرتا قدم تب کیا صانع نے تجھ کو انتخاب
 لطف طبع صاحب مجلس کہوں یا لکھوں پاکیزہ اس صحبت کا داب
 نکلی مستعمل نہایت در نہ شب (۳۵) چاندنی کی جائے بچھتی ماتھاب
 گرنہ ہو ممدوح علم ظاہری پُر نہیں ہوتی ہے یہ راہ ثواب
 جو کہے تو چاہیے وہ بکھڑھیں حرف ہراک تیرے منہ کا ہے کتاب
 کر دعا پر میسر اب ختم سخن تو کہے جو کچھ کرے حق مستجاب
 زبردست اس کے رہیں گردن کشاں تا قیامت وہ رہے مالک قباب

دوست اس کے جوش زن جیسے محیط

خاک بر سر مدعی جیسے سراب

انشا

(۱)

در حمد

اے خداوندِ مہر و شریا و شفیق
 ہمیشہ کر کتب ابداع میں تونے کھولے
 تذکرہ پھر تو ہوا مسماہ وحدت کا
 ذاتِ کنہ کو کفہیم کریں کیا ادہام
 کیجیے گر نظر غور بہ انواعِ صفات (۵)
 روح کو حکم تعلق بہ جہ فرمایا
 مزج سے چار عناصر کو یہ دی کیفیت
 خلق انساں کو کیا نامیہ اس کو بخشی
 جلد دی لحم کو تصوین کو تاغازیہ سے
 میں سب اعصاب و شریانیں رباط میں لگے تا
 واسطے فائدے کے سب یہ بنائے اعضا
 سمیع و ذوق و بصر و لمس و سم و وہم و خیال
 صدقے اس بندہ نوازی کے تری ہم جاویں
 جو ہر صنم سے ہیں تیرے مقولات عشر
 فعل ملک این متی باکم و کیف و ہم وضع (۱۵)
 تیری سطوت کی جودادی کو نظر بھر کیجیے
 بحرِ مواجِ حقائق سے گزر کون کے
 داورا! سچ کہ سزاوار پرستش تو ہے
 روز و شب حضرت خلاق تیرے حکم میں ہیں
 بجلہ سے قلعه اقطارِ سموات عملا (۲۰)
 قافِ شپہ نہ ہو جس کا نہ سمندر خندق
 لعل نور سے تیرے جہاں کو رونق
 دفعت نسخہ افلاک کے جوں سا درق
 عقلِ اول نے پڑھا تجھ سے مودب ہستی
 سیکڑوں نوع کے ہیں جس میں قاتق مخلق
 خیرہ ہو ذہن کہے ہے یہ مسائل میں ادق (۵)
 تاکہ اشکالِ ہیولا و صور ہوں مشفق
 قیدِ ہستی نے کیا پردہ اطلاق کو شق
 ہیئت جسم کو کر کے متشکل زعلق
 ایک پردے میں قویٰ اخذ کریں اپنا حق
 روح کی آمد و شد سے نہ رہے نہج و دق (۱۰)
 عاتق و کف و ید و ساعد و رُسخ و مرفق
 بن کہے تو نے دیے ہم کو کریم مطلق
 باپ ماں جوتے ہیں کب ایسے شفیق و شفیع
 سب امورات میں ہر آن رفیق و ارفق
 انفعال اور اضافت ہے بہ ہر شے ملحق (۱۵)
 تو سن وہم کو یکبارگی آجائے عرق
 ہاں مگر فضل ہے تیرا ہی بجائے زورق
 بے شک و شبہہ سمعنا و اطعنا الحق
 عرش و لوح و قلم و شمش جہت و ہفت طبق
 قافِ شپہ نہ ہو جس کا نہ سمندر خندق (۲۰)

ہے موالیدہ ثلاثہ کو علی قدر الحال
 لطف فرما جو ترا نطل ہمایوں ہو تک
 فی المثل تو سن ایام دلیالی پر بیٹھ
 جلد ہی کیجیے مضامین حقیقت کی سر
 سخی بے فائدہ سے کیا مجھے حال ہوگا (۲۵)
 سیکڑوں طرح کی خلعت کو تو اے رازق کل
 تو نیم فیض نہ چھڑکے تو سیاہ الابحار
 حمد کے بعد یہ شکر یہ ادا کرتا ہوں
 کہ مجھے دین محمد میں کیا تو نے خلق

.. .. (۳۰)

.. ..

.. ..

شر و سوا میں شیاطین سے بچا لے مجھ کو
 نہ تو کچھ دین سے بہرہ نہ مجھے دنیا سے
 وسعت رزق تفضل ہو مجھے صحت ساتھ (۳۵)
 رزق کے تو نے تکفل کی قسم کھائی ہے
 عمر تا یک صدوی سال عنایت ہو مجھے
 تاکہ مشغول عبادت رہے انشاء اللہ
 اپنے اطفال عیال دپر و مادر ساتھ
 مان اس عرض تمت کو تجھے لازم ہے (۴۰)
 قلم عفومری لوح جبرائیم پر کھینچ
 کلمہ منہ سے دم نزع مرے جاری ہو
 ہاتھ سے ساتی کوثر کے پلا دینا جام

تیرے سائے میں چھپا آگے موں ارب خلق
 سن لے اس بندہ انشا کی بھی آسیر حق
 جلد ایسی کہ نہ کرنی پڑے مجھ کو رزق رزق
 ہے قسم تیری تو آونی و ابر و ادنی
 یک یہ شرط ہے اس ساتھ نہ کچھ ہو بتی
 ضائع اوقات کو کھویا نہ کہے حق ناحق
 روز و شب ورد و وظائف میں اے مستغرق
 خاطر احمد مختار و وصی برحق
 از پے حیدر کرار امام اصدق
 جب تک نکھوں میں ہے جان کی ذرہ بھی رزق
 عطش روز قیامت سے نہ ہو مجھ کو قلق

اہل بیت نبوی کے لیے اے بارالہ
 کچھ نہ پہنچے مجھے آسیب جہنم مطلق

(۷)

در مدح شاہزادہ سلیمان شکوہ

صبح دم میں نے جولی بستر گل پر کر دٹ
دیکھتا کیا ہوں سرانے ہے کھڑی ایک پرکا
عطر میں ڈوبی ہوئی زور ہے بوباس اس کی
آفتاب اس کی جبین کے جو مقابل ہوئے
موتیوں سے جو بھری مانگ دیکھے اس کی (۵)
چاندنی میں نہ ہو معلوم کہ صبر ہے وہ پری
اس درگوش پہ بھی زلف جو گندلی مارے
جس وہ دونوں بھویں ہوئے بے ظالم بیداد
ڈوے آنکھوں میں چھٹے ایسے ہی کافر خونخوار
پائے خم جیسے سیہ مست پڑا ہوئے کوئی
حرکت اس کی تھی یوں غمزہ چالاک کے ساتھ
چتون ٹنکیں بلا زنگس جادو آنکھیں
تیور اس آن سے بگڑے ہوئے دونوں گویا
شوخی اس روپے اس تار نظر رکھیلے
صفب مرکان رسا میں یہ ستم تیزی کچھ
منہ میں لیوے ہے جو چوٹی کو وہ ٹھیکیلی ہے
کیوں نہ ہو غرقِ بحرِ مرجع البحرین آ
ناک اس شوخ کا برزخ کی طرح بیچ میں ہے
تھا وہاں نام خدا عالم خود بینی گرم
لام ہے جوں بہم الحمد میں روپایا ہے (۱۰)

جنش باد بہاری سے گئی آنکھ اچٹ
جس کے جو بن سے ٹپکتی ہے نری گدراہٹ
بل بے دھج بل بے اکڑ بل بے تری گراہٹ
صدقے صدقے جو کہے آفے تری تھکاہٹ
سیر سے تاروں بھری رات کی جی جائے اچٹ (۵)
سر کے سوندھے کی مہک کی مگر آجائے لپٹ
سانپ کے من کی اگر کہیے تو پھبتی ہے نہت
انکھڑاں سحر نگہ قبر غضب گراہٹ
کہ رک تھل کی نزاکت کو رگا دیوں چٹ
گوشہ چشم میں یوں خال رہا تھا وہ لپٹ (۱۰)
زند جوں اینڈ کے سینا نے میں لیوے کر دٹ
نگہ ایسی ہے کہ دے برق کی چٹک کو الٹ
مستعد قتل ہی کر ڈالنے پر ہیں جھٹ جھٹ
آتا جاتا ہو دین پر کوئی جس طرح سے نہٹ
دست اندیشہ عشاق جہاں جلے کٹ (۱۵)
عقدہ راس و ذنب چاند کو لگ جاوے جھٹ
بہم اسواج میں آنکھوں کی یہ ہے الجھاڈ
تا کہ دو چشمے نہ ایک ایک سے مل جاوے جھٹ
اس کے تھنوں کی پھر ترک میں تھی غضب گراہٹ
کشش ایسی ہے سہ صوٹ ایسی ہے پاکیزہ لپٹ (۲۰)

ایک مضمون سنو تم اور بھی پاکیزہ نیٹ
 ۵ "کو اللہ کی یاں نور سے دی چمکا ہٹ
 غنچ اور سیب فتن بوسوں کے قابل چٹ چٹ
 تہ میں اندازہ تبسم کے رچھا شرما ہٹ
 (۲۵) خون عشاق چٹھا جانے کو حاضر غٹ غٹ
 جیسے کہتی ہو کسی ساتھ گلے سے تو لپٹ
 اس کے ساعد کی ڈلک میں تھی یہ کچھ پھیلا ہٹ
 جس میں مغل کی شکن کی سی پڑی تھری ہٹ
 سیلی ایسی ہے دھواں جیسے کہ سنبل کی لٹ
 (۲۶) ہو انھیں دیکھتے ہی اور ہی کچھ للچا ہٹ
 دل یہ چاہے کہ انھیں دھڑکے لے بھاگے چٹ
 گول گول ابھر ہوئے بھونکے ہے جن لپٹ
 دیکھ کر بے مزے کے جنھیں جی جا لٹ
 چٹ کف دست خیال میں گھیں جا چٹ
 (۳۵) گھر کے ساری ہی نزاکت میں آئی ہے ہٹ
 دھیان میں بوسہ عاشق کے ترافے لپٹ
 موم پر بہر کوئی گول سی جوں آئے اچٹ
 کھوج میں اس کی کمر کے یہ ہوئی اکٹا ہٹ
 لیکن آذت تھی وہ پیلام کی چٹ کی سمٹ
 (۳۶) جس کے باعث تھی خوش آئند یہ رب بھڑکا ہٹ
 حسن دخوبی نے وہیں آ کے کیا تھا جھگٹ
 دھیان کے ساتھ جہاں پائے نظر جا رہٹ
 اس کے اٹھلاتے ہوئے چلنے کی سن کر آہٹ
 دال نے عین ا بے درد پرے ہو چل ہٹ
 (۳۷) کہ نہ عباسی کی چٹ میں بھی ویسی ہو سمٹ

گرچہ تشیل یہ دل چپ بندھی ہے لیکن
 خوش نویں ازلی نے خط قرآنی سے
 کال گد راتے ہوئے چوسنے کے لائق ہونٹ
 وہ دھواں صہار دھڑی دانت مو موقی کی رڑی
 گردن اس دھج سے صراحی ہوئے سرخ کی جوں
 تھی برد ووش میں بالیدگی ایسی ہی کہ صاف
 آستیں کو چہ مہتاب نظر آتی ہے
 سینہ جوں آئینہ شفاف شکم ایسا صاف
 شہر سبز اس کے وہ سب رونگٹے یاد ا دی نمل
 قلعے نور کے تھیں اس کی کچیں وہ دد نوں (۲۶)
 گزک بادہ کشاں زنگترے سے دد نوں
 نیم بشگفتہ کنول چشمہ خوبی کے دو
 نبت انگلیا میں مکی زور پڑا تے کی پھبن
 گد گد ہٹ پر اگر ناز کی پڑ جائے نظر
 بوقیوں ل کو کہ ہے حسن کے دریا کا بھنور (۳۵)
 نقش پا اس کے ذقن کا پھسل آیا ہوگا
 نید شلوار سے سپیدہ سو اس روپے ساٹھ
 سیل خوں ہو کے بہا کو چہ نیفہ میں خیال
 تھی رگ جان تننا کہ دکھائی نہ پڑے
 بیج میں یہ نہ کہوں تھی بہ گماں کچھ تو شے (۳۶)
 کیا کردں اس کی بیاں خوش کفلی کا عالم
 گات زانو کی وہ پاکیزہ طرح دار کہ ہائے
 قامت ایسی کہ قیامت بھی کرے جس کو سلام
 شور محشر کو یہ کہہ اٹھے خرام اس کا صاف
 چھلے ہنگلیوں کی پورں میں ہند کا وہ شوخ (۳۷)

سرخیاں ان ایڑیوں کی موتیوں کو جوتی کے
 نشے میں فلق صہبا سے یہ فرما اٹھے
 سرد شاد د صنوبر سے کہے چلتے ہو
 نہ دھڑک ایسی ہی میاں کر گئے نہ پے
 کچھ نہ کہنا نہ جواہر نہ تکلف نہ بناد (۵۰)
 کشتیاں دیکھ جواہر کی یہی کہہ اٹھا
 بھلے لگے جو بناوٹ سے بھلا کیا حاصل
 بادل پوشی و آراستگی اور سنگار
 سانگ ہولی میں حضور اپنے جولاویں ہرات
 گوپن ہو کے پری ڈھونڈیں کدم کی چھائیں
 گاؤں گول کاہے پنڈا ہے زالا یہ کہیں
 گاگریں لیویں اٹھا اور یہ کہتی جاویں
 سونے روپے میں جولد جائیں گنواؤں کی طرح
 باز صیں مضمون جو رونے کا تو بول اٹھیں یوں
 انرض بھی جو اس اوصاف موصوف اس نے
 مجھ سے سنکھ ہو کہا دولت بیدار ہو میں
 مجلس آراستہ ہے سال گرہ کی اس کی
 یعنی وہ شاہ سلیمان کہ شکوہ اس کی
 جشن شاہانہ ہے میں سب امرا حاضر وقت
 ہے یہ دھڑکا دہل و کوس کی آوازوں سے
 چیری صاحب بھی یہ کہتا ہے در دولت پر
 میں سلائی کو کھڑے باندھ کے صف رنگین
 بزم ایسی ہی مرتب ہے کہ سبحان اللہ
 قد آدم ہیں کر و رن ہی لگے آئینے
 ارغنون کی کہیں آواز کہیں ناچ کی ہے

گھنگھیاں کہ کے دکھاتے سمجھ اک آن میں چٹ
 کیا خوش آتی ہے صدامجھ کو یہ تیری غٹ غٹ
 کھیلنے جاتے ہیں ہم آج چمن میں جھڑٹ
 ریش قاضی میں وہ صہبا کی لگاتے لمبٹ
 سادگی اپنی سے سرد خوشی سے غٹ پٹ
 کس کو ہے ایسی غرض مفت کسے جو کھٹ
 فائدہ فرق سے لے پاؤں تلک جائے پٹ
 چاہیے کائناتوں کو اپنے کہ ہو چکا ہٹ
 کہ کنھیا بنیں اور سر پہ وہ دھریوں مکٹ
 بانسری دھن میں کھا دیوں ہی جنات
 گوانیں بن کے کہیں نہیں کے وہ ہے منی بٹ
 دیکھت دھندلے جو درم اوتی ہے ننگٹ
 دھام گھر کو کہیں نزدیک کو بولیں وہ نکٹ
 چھلے ہرمن میں آنسو ہے جیسے کرہٹ
 اپنے کھڑے سے دوپٹے کی مسلسل کواٹ
 خواب غفلت سے بس اب چونک گلے میر لپٹ
 جس کی ہر لحظہ دعا دینے میں سب کورٹ
 نیر حشت و اقبال کو ہے چمکا ہٹ
 اس کے مجھے کو کھڑے فوجوں کے غٹ غٹ
 سینہ کا دوز میں آج کہیں جائے نہ بھٹ
 روح بخشنہ ہے عیسیٰ کی قسم یہ چوٹ
 مارٹن اور برن رولی ایل، آرٹ
 جس میں اقسام تا شا کا ہوا ہے جھگٹ
 طرہ گسترہ جواہر کے چھڑکٹ سرکٹ
 خفقاں جس سے کہ جاتا ہے اور گھبراہٹ

واسطے نذر کے کر تو بھی قصیدہ کوئی عرض
مستے ہی میں نے یہ دولت سے خوشی کا مرہ
بارپا محفل شاہانہ میں مطلع وہ پڑھا
اٹھ کر باندھ اٹھی جلد چلا چل جھٹ پٹ
شرف اندوز ہوا خدمتِ اقدس میں جھٹ
جس کی سطوت سے ہوئی جان عدد کی تلپٹ

مطلع

عازم جنگ ہو جس لحظہ تو گلگوں کوٹ پٹ
مار چنگاڑ عرق زال کسے دہشت سے
جامہ چرم پلنگ اپنے بدن سے پھینکے
حیدری نعرہ توجہ روز و غامیں کھینچے
برسر قاف ہو کر قلعہ عدد کا تیرے
گر پڑیں ٹوٹ کے سوکھٹے ہواک آن کے بیچ
قہر خاق کا نمونہ ہے تری یہ شمشیر
مگر کوہ پہ لاگے تو کرے دو ٹکڑے
صاعقہ جس کے دم آئے تھر تھر کلنے
الاماں بول اٹھیں تیسرے روم و خاقاں
دیکھ کر تخت ہوا دار کی تیرے خوبی
گر نظر چرخ کرے چتر کو تیرے شاہا
باد پا کا ترے کیا دصف کردن خوبی کا
شرق سے غرب تلک ایسی کہاں وسعت
پوئیوں جلے تو معلوم کرے یوں خلقت
ہوش کھو دیوے غزالان جہاں کے یکبار
صا آنکھوں میں چھلا داسا دکھائی دجائے
یہ سبک رد کہ جسے وہم نہ پادے ہرگز
گو بچنے کو ترے ہاتھی کے اگر وعدے
جب سواری میں تری بیٹھ کے وہ اٹھ بہ زور
ہفت اقلیم کے باشندے قدم بوس کریں

گاؤ سر پھینک کے چٹ سام سا بھاگے جیوٹ
(۵) پاؤں رستم کا گل ولا پہ پھسل جاوے ریٹ
ہاتھ سے ریش دو شاخ اپنی کوٹے الجھاوٹ
شکر شام ترے آگے سے کھاوے گھونگھٹ
منہدم کر دے اسے گاؤں میں کی کروٹ
تیرے لٹکارتے ہی اس کے کواڑوں کے پٹ
(۱۰) لاکھوں سراپائے عدد جس کے کاٹیں چٹ چٹ
نہ تھڑے کچھ نہ مڑے رک رہے ایسی اکٹ
صولت برق کو کہہ بیٹھے چمک جس کی ہٹ
گر کہیں ہاتھ میں تولے کے اسے جاوے ڈپٹ
کہکشاں ابر کے دامن کا بنائے گھونگھٹ
(۱۵) پنجہ ہر سے لے اس کی بلایں چٹ چٹ
بھڑے اس کی وہ جلدی وہ الٹ اور پٹ
کہ کبھی کھول کے دل تو اسے پھینکے سر پٹ
کہ ابھی باد بہاری سے گیا جا کے چٹ
چاروں پانودوں کی جماد وہ اچا کے رسمٹ
بات کہنے میں اگر باگ کہیں جائے پٹ
(۲۰) اس قدر جلد کہ جون بہت گلشن کی پٹ
رفت و منزلت اپنی سے وہیں جاوے گھٹ
روم سے شام تلک ساری زمیں آوے سمٹ
دیکھ اجلال وہیں سا کہ جہاں نہٹ کھٹ

ایک ہی لقمہ خرطوم میں دہ قاف شکوہ (۹۵) کشت آمال کو کفار کی کر جا دے چٹ
 اس کے رانتوں کی بندی کو اگر میں سنا بھی دیکھے تو یہی گندے خیال اس کا چٹ
 ہاتھ عیسیٰ نے اٹھاتے ہیں دعا کو دوزں لیلۃ القدر فرخ بخش کی پا کر آہٹ
 ختم کرتا ہے دعائیتہ پہ انشا اللہ یارب اس در پہ ہو عالم کو خوشی کی آہٹ
 صحت و حش و نشاط و طرب دولت کا حسب الخواہ سہ ذات سے تیری جگھٹ
 خوبی و خیرتی و راحت و آرام و سرور (۱۰۰) تیرے درد ازلے کی تا حشر نہ چھوڑیں کچھٹ
 دہ سہانی ہے بختی تری نوبت شبِ روز کہ جگر دشمنوں کا دیویں ٹکوریں ہی اٹ
 نوبتی گا دیں سب الغورہ و شہنایں سدا دھرتی اور قول خیال اور ترانہ تر دھ
 دیں جس دقت کہ وہ بولیں یہ لہراٹھے لے گیولے گیو متوار و حجابی ہاے افوٹ
 تیرے ہی مجرے میں ہونغمہ سرا صبح کے دھیروی کنکلی توڑی والہیا اور کھٹ
 کہ نادہل و بوق کی آوازوں میں (۱۰۵) ہم کو سوچھا کرے آرام و خوشی کی کر دھ
 کھا کلا رنگ گریں تیرے سبھی اعدایوں راگ مالایں کھنچی جیسے کہ ہو صورت نہٹ

بس سلیمان جہاں تو ہی ہوا در دنیا ہو
 جب تلک گنبدِ مینا میں ہے چمکاہٹ



(۳)

در مدح جارج سوم

بگھٹیاں نور کی تیار کراے بوئے سمن
 عالم اطفال نباتات پہ ہوگا کچھ اور
 کوئی شبنم سے چٹربک بالوں پہ اپنے پوڈر
 شاخ نازک سے کوئی ہاتھ میں لے کر اک کیت
 نستر بھی نئی صورت کا دکھائے گا رنگ (۵)
 اپنے گیدس شگونے بھی کریں گے حاضر
 اہل نظارہ کی آنکھوں میں نظر آدے گی
 اور ہی جلے نگاہوں کو لگے گی دینے
 پتے ہل ہل کے سجادیں گے فرنگی طنبور
 کھینچ کر تار رگ ابر بہاری سے کئی (۱۰)
 اپنی سنگین چمکتی ہوئی دکھلا دے گی
 نے نوازی کے لیے کھول کے انہی منقار
 اردلی کے جو گراں ڈیل ہیں ہونگے سب جج
 آئے گا نذر کوشیشے کی گھڑی لے کے جاب
 نہت آئے گی نکل کھول کلی کا کمرہ (۱۵)
 حوض صندوق فرنگی کے مشابہ ہوگا
 جب ہوا کھا کے گھر آویں گے تو دیکھیں گے پاج
 کیا تعجب ہے جو فواروں کی ہوسازنگی
 ٹانگ لے باد لے کا آب رواں سے نیفہ
 ادوی اک لاہی کی بادل سے پہن کر شپواز (۲۰)
 گل مہتاب سے گوٹھے کا لگا کر دامن
 کہ ہوا کھانے کو نکلیں گے جو انان چمن
 گورے کالے سمجھی مہتیں گے نئے کپڑے پہن
 میٹھ کر جلوسے کی کرسی پہ دکھائے گا پھین
 ہوا لگ رب سے نکالے گا نرالا جو بن
 کو ج پناز کے جب پاؤں رکھے گا بن ٹھن
 غنچہ گل سمجھاواں کھولیں گے بول کے بہن
 باغ میں زر گس شہداد کی ہوائی چتون
 ادوی بانات کی کرتی میں شکوہ سون
 لالہ لادے گا سلامی کو بنا کر پلٹن
 خود نسیم سحر آدے گی بجانے ارگن (۱۰)
 آپڑے گی جو کہیں نہر پہ سوچ کی کرن
 آکر دکھلا دے گی بسمل بھی جو ہے اس کا فن
 کرتا چھونکے کا جس وقت کہ آسکھ درس
 یاسمین پتوں کی مینیں میں چلے گی بن ٹھن
 ساتھ ہوو گی نزاکت بھی جو ہے اس کی بہن (۱۵)
 اس میں ہو دیں گے پری زاد سمجھی کس ننگ
 وضع پر بند کی ہے باغ میں جن کا سکن
 رعد کے طبلے بجیں ایسے کہ ہوں مست ہرن
 ڈال کر مہر سے ٹانگوں میں ازار ساٹھن
 گل مہتاب سے گوٹھے کا لگا کر دامن (۲۰)

چاند آئے کے دوپٹے کو شب بام سے اڑ رہا
 بچے کو ہو کھڑی آن کے چلا بائی
 کوٹ کوٹ اس میں بھرا ہے یہ قدرتِ جمال
 یعنی وہ شکر پری کہتے ہیں سبھی جس کو
 ہے وہ ناک سے درست ایسی سبحان اللہ (۲۵) بل بے رنج بل بے اکڑ بل بے تراشکا ہیں
 شکر بند و حش میں ہوئی حامل اک نہر
 چین سے راہ جیں اس کی بہت پر پیچ
 و دہرے جیم کے اول تسلیم قدرت نے
 کون دو نقش کہن یعنی جمال و جلوہ
 جن کا اس شکل پری چہرہ پہ ہے ابرو نام (۳۰) جن کے خاطر ہے مرے جی کا زمانہ دشمن
 حق نے اس شوخ کے چہرے پہ کیے دھرم
 ڈرے آنکھوں کے جو ہیں ان کا بنا کر بھندا
 اس کی مرگاں سے مردل میں کھلتی ہے پھانس
 ہے خط نسخ میں اللہ کے جو اس کی ناک
 یا کوئی دائرے میں جیسے شلت کھینچے (۳۵) گول چہرے پہ اس طرح سے کچھ اس کی پھن
 پارہ ہائے صدف نور تھے وہ دونوں کان
 باہر ان میں سے نکلی جب کہ ہوا جلوہ فروز
 تب جدائی پڑی آپس میں تو ناچار ہی
 دونوں رخسارے ہیں وہ ایک فرنگی فانوس
 یہ کسی چشم خزاری کا ہے گویا ڈورا (۴۰) ہے غلط فہمی اگر کہیے اسے غنچہ دہن
 نظر آئے مسی آلودہ وہ دندان اس کے
 منہ میں حیرت سے کہیں کی تھی جوانگی اس نے
 لب نازک وہ سمٹ جاتے ہیں آہٹ مجھے
 روشنی چاند سے کھڑے پہ اسی چاہے
 صبح محشر کے یہی سر پہ بلا لائے گی (۴۵) کچھ قیامت غرض اس کی بیاض گردن

مینہ کی بوند دل کے بپاتی ہوئی گھنگرو چھین
 چو کرٹی بھولیں جسے دیکھ غزالانِ ختن
 روشنی مانگ لیں اس کھڑے سے پرین پرین
 تیرہ جو جس کی جدائی سے جہان روشن
 مانگ میں اس کی بحث کرتے ہو کچھ اور سخن
 ہے اسی پیچ سے خورشید بھی گم کردہ وطن
 کھینچے تا ان سے ہویدا ہوں یہ دو نقش کہن
 دو سر جیم کے میں دونوں ہی ناک کے پھن
 شائدین اس کے ہیں بے شبہ دو چشم پرین
 لے گئے سیکڑوں ل کھینچ کے یہ دور ہزن
 باز کی جست کچھ کم نہیں اس کی چتون
 کیوں نہ خود بینی انوکھی اسے سب آئے بن
 ایک ہی روح تھی ان دونوں کی اور ایک تان
 گوہر قدرت حق یعنی وہ روتے روشن
 ایک نے یوں کو کیا ایک نے دوں کو ممکن
 شمع کا فوری حسن اس میں ہوئی ہے روشن
 حسن کے سین کے دندانے بوجہ حسن
 عکس نے اس کے کیا اس میں زباں ہوکن
 اس میں آتے ہیں نظر بیرہی کے چلن
 چاہ نخب اسے اب میں کہوں یا چاہ دقن
 کچھ قیامت غرض اس کی بیاض گردن

اس کی گردن کے جوڑے کو اڑا جاؤ تو جھٹ
 دیکھ لے آئیہ دھواں دھواں کھجوری چوٹی
 اس کے حلقوم میں ہے نغمہ داؤد کا گھر
 کہ کبھی لگ نہ سکے اس کو بلوریں گیداس
 بسکہ ہے اپنے رخ خوب پہ عاشق وہ آپ (۵۰) تا نظر آئے اسے وہ رخ زیادہ بدن
 میں دو آئینہ تابندہ وہ دونوں شانے
 کیا کردں اس بت کا زکی کچوں کی تعریف
 نیم بشگفتہ کنول چشمہ خوبی کے دو
 دار پار آن کے یا بیٹھے ہیں چکوا چکوی
 پیر جاتے تھے وہ دریا سے نزاکت گویا (۵۱) تو بنی چھاتی کے تلے رکھے ہوئے وہ پرفن
 بھٹیاں ہیں جو دھواں دھار بھلا میں ان کو
 یا ہوا کھانے کو مہتاب میں کالے دوناگ
 تب بنایا وہ شکم جب کہ بہم جمع ہوا
 حسن کے بدرہہ سربستہ پہ ہے ناز کی ہیر
 یا انگوٹھی کی گھڑی ہے وہ نزاکت بھری (۶۰) جس پہ قربان کیے سیکڑوں بچتے ارگن
 بائے ہوز کی سی صورت، کروں نہ کیوں
 یا یہ کہیے وہ شکم آئینہ ساں ہے شفاف
 تھر تھراتی ہے جولٹ ماتھے پہ اس کا زکے
 فی الشل فرض رگ گل میں گرہ کیجے اگر
 یاد دلواتی ہے چوٹی وہ کدم کی چھائی (۶۵) پیٹھ کیونکر میں کہوں اس کو وہ بندر بن
 شاخ طوبائے بہشت اس کے وہ دوبازد میں
 اور سقنقور نرمد مادہ ہیں دونوں ساعد
 اک ہوا دصف کف دست میں ایسی ہی چلی
 موج دریا سے نزاکت وہ لکیریں اس کی
 انگلیاں اس کی سقنقور کے بچے سی پست (۷۰) قوت باہ کے ہجان کو آشوب زمین
 چشم خورشید میں عیسیٰ وہیں مائے سوزن
 گر نہ دیکھی ہو کسی شخص نے اڑتی ناگن
 اور گلے میں ہے کیا اس کے صفائی نے وطن
 ہووے بالفرض بہا اس کی اگر ملک ختن
 داہنے بائیں انھیں رکھے ہے وہ رشک چین
 ہائے ان کا اکھار اور وہ اٹھا جو بن
 گول گول ابھر ہوئے بھوزوں کی سی جن کی بھین
 ہے وہ موتی کی لڑی بیچ میں دریا جن
 گھنڈیاں ریزہ نیلم کی کہوں سیام بدن
 گنڈلی مائے ہوئے بیٹھے ہیں نکال اپنا من
 سودہ اختر در صافی مہتاب میں چھن
 ناف کہنا ہے اسے سخت اجا بیلان
 آہ کا پوچھو تو بے شبہ ہی ہے مسکن
 میرا نا سو ر جگر اس میں ہوا عکس نلگن
 اسی کے عکس سے ٹھہری ہے روماد بن ٹھن
 ہم سے تب دصف کمر اس کا ہونہا اکمن
 پیٹھ کیونکر میں کہوں اس کو وہ بندر بن
 ان کے حاصل ہووے ہی جی میں جو کچھ جاو ٹھن
 مت ہو دیکھ جنھیں مرد سے لے کر تازن
 کہ لگا اس کے سبب کرنے مرا جی سن سن
 اور پوروں کی دمک ایسی کہ جیسے گھنڈن
 قوت باہ کے ہجان کو آشوب زمین

شاخِ مرجاں پہ نمودارٹی شبنم ہی سمجھ
 آنکھ پڑتے ہی پھسل جاؤ تو کچھ در نہیں
 چاہتا تھا کہ میں ٹک بڑھ چلوں آگے لیکن
 میں دہی رائیں یہ کیلوں کے دھتوں کی شبیہ
 وضع زانو کی طرح دار یہ پاکیزہ کہائے (۵۰)
 پاؤں تھے ایسے کہ ہو جیسے سنہری مچھلی
 آنکھیں اس فنِ دقِ پائے یلیں پر یوں
 سرخی ان اڑیوں کی موتیوں کو جوتی کے
 اس کی اس سادگی وضع پہ صد تھی کجے
 میں جوانِ خوبیوں کے ساتھ وہ ناچیں گی آج
 آج ہے جونِ مہینے کی یہ چوتھی تاریخ
 اس میں ہے سالگرہ اس کی جسے کہتے ہیں
 عیشِ عشرت کی یہ بواہ اس میں چچی
 دیکھ اس شب کو تو مجنوں نہ ڈھلے سیلی پر
 دھوم دھاوا ایسی ہوئی ہے کہ دیکھی کس نے
 جلوہ گر تو پہ ہوائی ہے ہزاروں دھبے
 مینریں کھپتی ہوئی ہیں اور بڑا کھانا ہے
 برج اڑتے ہوئے گرد دیکھے تو یوں عقل کہے
 پھرتی گھوڑ بھلیں ہیں ابڑی ہوئی چاروں طرف
 منتظرِ چرخ پہ خود حضرت عیسیٰ آویں (۹۰)
 کچھ نہ لندن ہی میں یہ زمزمہ عیش ہے آج
 یہ خبر سن کے ہوا شاد وہ فخر آفاق
 یعنی نوابِ فلک رتبہ یمن الدولہ
 ناظم الملک بہادر وہ جنابِ عالی
 وہ سعادت علی خاں عالی اعلیٰ حشمت (۹۵)
 اس کی انگلی پہ وہ نازن کی سفیدی کی پھین
 کہ پڑی ناز کی ناز سے ہے یاں رہن
 اتنے میں شرم نے کپڑا ہی مرا آدمی
 شوق کے پیل کو دکھلاتی ہیں جو کبھی بن
 (۵۰) سابقہ میں کو اگر پوچھو تو بلور میں
 ان کے دھونے کے لیے چاہیے روپے کا لگن
 کہ نظر آنے لگی زگس شہلا کی پھین
 گھنگھیاں کہے دکھائے تھے یاں پھیلا بن
 میں غرض جتنے سنگار اور جہاں تک ابرن
 (۸۰) اس میں اگر شک ہو تو پھر سن لے تو اے بھگن
 کیوں نہ اس روز مبارک کی انوکھی پھین
 جارج ٹاٹ جیم مرتبہ شاہ لندن
 جیسے سج سج کی ہو ددن کی لال بیاہی پھین
 راجہ نل کی نہ پڑے آنکھ کبھی سوئے دن
 چھٹی ہے بارہ دری اور اندر کے چمن
 جھاڑ شیشے کے ہوئے لاکھ طرح کے روشن
 سارے اکڑاں مرغ کے لگے ہیں باسن
 جوگی جے پال چلا مار ہوا پر آسن
 کچھ تعجب نہیں ہے سن کے جوان کی گھن گھن
 دیدہ یہ نہ م کریں چھوڑ کے منہ کی چلن
 ہند میں بھی تو سہراں گھر میں ہے طبلے کی پر
 جس کے قدم کے سب سے یہ جہاں شک چن
 حاتم عہد، جم دقت، فلاطون زمین
 دب گئے جس زمانے کے سب آشوب و فتن
 (۹۵) جس کی ہے نگہت اقبال سے عالم گلشن

کن نے اس شان کا دیکھا ہے وزیرِ اعظم
صفدرِ معرکہ منصور و شجاع و غازی
انتظامِ رؤسا اس سے ہوا کچھ ایسا
فصل کے کیشے بنے اس کے عدد مرنے کو
ہے یہ برہاں سے ہویدا کہ مبارز ایسا (۱۰۰)
جس گھڑی باندھ کر عازمِ سیدالہودہ
دیکھ لے اس کے نگادر کی ابھی جولاں گاہ
جس جگہ دیکھے سناں اس کی چمکتی رن میں
زور یہ اس کے عطا حق نے کیا بازو میں
خاکِ تودہ کلج دم میں بنا دے غزال (۱۰۱)
کیا کرم اس کا بیاں کیجے کہ در اس کے
جود کا لفظ جہاں اس کی زباں پر گزے
اس خوشی کا یہ سبب کہ سب انگیزے کے از
اور انگہ نہ یہ بھی ہیں جودہ اسرارِ حضور
جب ہم رابطے یہ ہوں تو نہ ہوں کیونکر (۱۰۲)
کیونکہ مالک ہے سب انگیزے کا وہ شاہِ بزرگ
وصف میں اس کے سنو مطلع رنگیں اک اور

مطلع

اس کے یوں فرق پہ ہے تاجِ رستم کی پہن
باندھتا گرہ سرا عدا سے نہ وہ کلمہ نار
اس کی بخش ہے بھر جاویں جو صلِ تھل کیا دخل (۱۰۵)
قدر ہر علم کی کی اس نے یہاں تک کہ ہم
اس کی افواج نے جا کی مددِ قیصرِ روم
قوم نے اس کی جود و ڈرائے سمندر میں جہا
جستجو دیکھ نہی اور نکالی دنیا
صبح کو جیسے نمودار ہو سورج کی کرن
شکرِ ایند نہ بجالاتے کبھی زاغ و زغن
جھڑنگا دینے کو دنیا میں وہ ہے جولاں دان
سیکڑوں جمع ہوئے فصل و ہنر کے خرمن
مصر کے ملک سے سب ماز نکالے دشمن
وہ کیا کام سکندر سے نہ جو آیا بن
رانج اس میں بھی کیے اپنے تھے جیسے کلن

ایک الکٹریٹی ایسی ہے بنائی جس کو (۱۲۰) کبھی دیکھے تو فلاطون ہے سرکن برکن
 ٹیپو سلطان کا قصہ وہ سنا جوے گا کہ کے کیا کام پھراواں جو گیا تھا رجن
 لارڈ حکام نے ایسے ہی کیے اک دوار دفعہ کانپ گیا جس کے سبب بکھن
 قوم انگریز یہ ہیں ایسے کہ جن سے کانپے آف گروچ عفاریت سمیت آہرمن
 دید بہ ان کو خدا نے وہ دیا جس کے حضور چیز کیا ہے وہ بھیکن وہ کہاں کا راون
 جیت کر آئے لڑائی جو ہا تجارت کی (۱۲۵) توجہ ہشتر بھی کرے نذر سر جو دھن
 کیوں نہ اس قوم سے ظاہر ہو شجاعت سی ان کے ہے سر پہ وہی مہر تھا سایہ فگن
 تھر تھرا ہے وہ سمک کا وز میں ہے جس پر وہ فلک رتبہ اگر ہاتھ میں لے اپنے ڈگن
 دل میں ہے کر کے مخاطب اسے اک مطلع نو پڑھیے ایسا ہی کہ غش سن کے کریں اہل سخن

مطلع

بیٹھے جب تخت پہ تو وقت سخاوت بن بھن مورچل ہاتھ میں لے کر ہو کھڑا راجہ کرن
 جود کا بھی ترے کچھ اور نیا ہے انداز (۱۲۶) اور ہی ہاتھوں میں ہے تیرے سخاوت کی بھن
 یعنی تو سر پہ رکھے جس کے ملک اک خالی ہاتھ وہ جسے چلے اے بخش دے ملک ارمن
 مانگنے کی ہے ترے ددر میں سائل کو تم چاہیے گوا سے تخت کے و اقلیم ختن
 کیوں کہ عادی ہیں ترے دور میں اہل دول کہ جسے دیکھیں فلاکت سے گرفتار بھن
 عجز کے ساتھ کہیں اس کے بیجے صاحب ہاتھ میں لعل بدخشاں ہو و گردِ عدن
 عدل سے تیرے برابر نہ ہو عدل کسری (۱۲۷) کہے اس کو جو کوئی سکو وہ کیا اس کا دہن
 حکم سے تیرے جہاں تک کہ زمیں ہے عمور بسکہ ہے چور کے اخراج کی ہر جبا قدغن
 جا چھپا دزدِ حنا ہاتھ میں محبوبوں کے اس سوا اور کہیں اس کو نہ سو جھامان
 اور کہیں زخم میں رہ جائے اگر چور ذرا تو وہیں واسطے جراح کے ہے دارورمن
 مل گئے خاک میں کہے کہ وہ سیہ سخت بھی جواڑا جاتے تھے آنکھوں سے چرا کر انجن
 اس ستم پر کہ لگا دے دل پر دانہ میں آگ (۱۲۸) شمع کو گاڑتے ہیں تابہ کمرے کے لگن
 بزمِ شاہانہ میں اب قصہ یہی ہے میرا عربی بول کے دکھلاؤں ملک اک سیرمین

دخل تھوڑا سا مجھے لہجہ ترکی میں ہے اس زباں میں بھی سن اشعار کچھ اشاہ زبن

فارسی بولیے اب عزم ہو ایہ بالجزم کہ دکھاؤں تجھے شیراز و صفا ہاں کے چلن
 ہو سکے وصف تری کوچ کا کس سے پورا بنے نمونہ اسی کا بہرہ رخشاں کی کرن
 آنکھ بھر دیکھے اسے گیو تو تیور جل جائیں (۱۳۵) چاہ میں کانپ اٹھے اس کی چمک سے بیزن
 کیا ترے سامنے ہو سکتے ہیں وہ کوزنک اپنے خاندنہ خداوند کے جو ہیں دشمن
 صادق آئی وہ شل حق میں تے حاسد کے ہے جو مشہور نہی ناگنی اڑتی بے چین
 رزم گہ میں غضب آلودہ تو جرم آدے ہفت کشور کا اگر والی ہو تیرا دشمن
 کھلبلی فوج میں ایسی ہی ٹپے اس کی کردہ ہوئے ارمان جسے ہوئے وہاں جاں کنڈن
 موریشاں ہوں کہیں خوش دہرادر روتے (۱۴۰) کہیں بیٹیں اسے آکر سپرد و خرد زن
 علم گریزے زمانے میں نہ ہوتا راج اور ترا ملک نہ ہوتا علما کا امن
 بسکہ تمیز کسی فن کی نہ رہتی باقی بو علی بیٹھتے بن کر سبھی گنگ والکن
 تھے ریاضی میں جو اہر حکمائے یوناں سب بجاتے تھے وہ نقارۃ الملک لمن
 پرتے عہد میں موجود جو ہوتے تو انھیں ایک لڑکا یہی کہتا کہ بڑے ہو کو دن
 ہوئیا تصنیف کتابیں جو تے عصر میں (۱۵۵) ان کے آگے کتب ماضیہ تقویم کہیں
 سامنے ان کے ہے تحریر مجسطی ایسی جس طرح ہوئے نئی جنس کا میلہ بیٹھن
 اب دعا مانگے ہے انشا کہو انشا اللہ مل کے آئیں کرو آئیں سب اے اہل سخن
 جب تلک مزرع سرسبز فلک ہے شاداب اس پہ انجم رہیں جب تک کہ یہ خرمن خرمن
 جب تلک پھولیں پھلیں سار یہ اشجار جہاں جب تلک باد بہاری سے ہوزیب گلشن
 جب تلک ماہ کے گھوٹے کی فلک ہو گھٹی (۱۶۰) جب تلک شام کے ہو ساتھ شفق کی پلشن
 جب تلک چرخ کہن شکل گورنر میں رہے صاحب شرق میں جب تک کہ ہوں جزل کے چلن
 شاہ انگلش یہی جانچ رہے باعزم و شکوہ سب کو بخشا کرے نت سیم و طلا لاکھوں منا

فیض ایسا ہے اس کے حکم تو جھٹ آن میں یسوعے پکڑ دوپ طلا کا آہن
فتح و فیروزی و شادی رہیں اس کو نصیب طبع اقدس کے ملا ت نہ پھرے پیرا من
کپنی نور کی جب تک کہ ہے یہ قائم (۱۶۵) بادشاہی ہے اس کی ہی بوجہ حسن
جب تک کہ سئی زریں پہ یہ خورشید ہے رونق افزائے نلک خلعت شاہانہ پہن
ناظم الملک بہادر سے اور نگینہ دے رابطے یوں ہی رہیں اور محبت کے چلن
یہی خواہش ہے سرے جی کو الہی سُن لے دولت و حُثمت و ثروت پہ کر دے قدغن
کہ نہ جادیں کہیں بے حکم انھیں دد نون کے کبھی آپس میں کسی ڈھب سے نہ ہوئے آن بن

دد نون سرکاروں کا اقبال ہے روز افزوں
دوست سب باد ہوں پا مال رہیں دشمن



مصحفی

در مدح نواب آصف الدولہ

جب سے سوطاں میں ہوا نیرِ عظیم کا عمل
کہ خاک میں پھیلی ہے طراوت از بس
اس قدر آب سے معمور ہوا ہے خمِ خاک
اب اسے دیکھو تو سہر سبز نظر آتی ہے
کی ہے صانع نے ز بس خاک چنیا کاری (۵)
عالم آب ہی ہر سو اسے آتا ہے نظر
کو کھلے بولتے ہیں اسی خوش آوازی سے
ساغرِ عیش کو کہتا ہے پیہا " پی پی"
شوِ صدفِ کا یہ عالم ہے کہ اب دریا سے
چکڑے چکوی کی شب بھر ہوئی اور دراز
تال اور سم سے جو اٹھتی ہے گھٹا طو سی
جے زمین بیر بہشتی سے یہاں تک رنگیں
سفرِ عالم بالا جو ہوا ہے درمیش
ہم تصاعد میں بخارات زمیں میں ہڑم
رعد اس زور سے کڑکے ہے کہ جیسے ہنوت
تو کہے ہاتھ میں خورشید کے بادلے کر
بسکہ قطرات کے پکیاں سے ہوا ہے رورن
آب کی ایسی ہے ریزش کہ نظر آتا ہے
مچھلی گر سر کو نکالے ہے تو پھر جا ہے مچھ

جس طرف دیکھے پانی سے بھرے ہیں جلِ قحل
نہیں ملتی ہے زمین خشک بقدرِ خزل
کہ نہیں اس میں اب اک ذرہ کا ہرگز مدخل
مارے خشکی کے پڑی تھی جوز میں جوں سر کل
جس طرف دیکھے سبزی سے ہر میں جنگل (۵)
آنکھ پانی سے جو اپنی کبھی کھولے ہے کنول
جیسے اطفال پڑھیں مل کے دستاں میں غزل
انبہ کی ڈالی پہ بولے ہے جو تو تو کو گل
مچھلی آرہی ہیں بیتاب ہو ساحل پہ پھل
بس کہ آپس میں کیا آب کے طغیاں نے غل
ناچتے پھرتے ہیں طاؤس بہر کوہ و کتل
تو کہے اس پہ بچھا یا ہے دو خواہ مغل
لنگہ ابر نے دریا سے بھری ہے چھاگل
ہم تقاطر میں مسامات ہوا میں پل پل
پانی اس زور سے پڑتا ہے کہ جیسے موسل (۱۵)
نشر تیر نے کھولی ہے فلک کی آنکھ
شکل گرداب ہے جو خانہ زنبورِ غسل
درد دیوار ہر اک صورتِ آئینہ محل
چادرِ آب کا منہ پر وہیں لے کر آنجل

ان دنوں جن کو سفر آئے ہے درمیشی کبھو (۲۰) مارے جھیلوں کے درد و گام میں جاتے ہیں چل
 زور سے پانی کے کچھ بس نہیں چلتا از بس
 سر پہ ہے صبح کے صوبج کے کلمہ بارانی
 سینہ نے تار یہ باندھا نہیں گردیکھیے خوب
 قطرے کی تیز ردی کا میں کروں کیا مذکور
 فیل ہاراں کا زبس شور ہے سرکاروں میں (۲۱)
 اک طرف نعرہ کناں جائے ہے دریا اٹک
 دجلہ جاتے ہیں چٹھے جیسے کہ گھوٹے کا سوار
 اس قدر آب کا طغیاں ہے کہ اب رہتے ہیں
 بس کہ زد آنے سے گھر کے بچے جاتے ہیں
 دبدب کیا ہے یہ عارض پہ ہوا کے قطرات (۲۲)
 زرد مٹی ہے سو سونے کی طرح گلتی ہے
 بیم گرداب نے ملاج کو آ کر گھیرا
 ہو ہر اک گام پہ جب لغزش پا دامن گیر
 تن بہ تقدیر کوئی ہوتا ہے گھرنا پہ سوار
 نالے کھولے جو کہیں ہیں تو کہیں میں تھیلیں (۲۳)
 بختی چرخ کو خطرہ ہے کہ اس رستے میں
 پاؤں بھی رکھتے ہیں گن گن کے قدم چلتے
 بے عصا راہ جو چاہے کوئی اک گام چلے
 بسکہ دھماں کو زمین ساتھ ہے ہے کاوش
 تختہ مشق الف کیونکہ نہ ہو تختہ خاک (۲۴)
 شیر لیتے ہیں غزالوں کی طرح راہ گرینہ
 سیب نقشی سا نظر آئے ہے بوندوں سے تمام
 ہے ہم سود کیے برگ درختاں اس وضع
 حوض برزی کے پانی کی صفا کچھت پوچھ

راہ چلنے میں برابر میں سوار اور پیدل
 شب تاریک کے کاندھے پہ پڑا ہے کبیل
 یک قلم کھینچی ہے صفحے پہ ہوا کے جدول
 موم جائے سے وہ پیکان سا جاتا ہے نکل
 فیل دن رات کھڑے رہتے ہیں اڑھے کبل
 اک طرف دیکھیے تو بل پہ ہے اپنے سنبل
 چادہ سیاب سے آئے ہیں کنویں سارے ابل
 غرق پانی میں کھڑے تابہ مکر کوہ و کتل
 غوطہ کھاتے پھریں میں سیل میں اور درل
 نہیں عارض جو ہوا دیدہ انجم کو سبل
 سیم گل جاتی ہے دو بہ دوں میں توں سیم کھل
 کشتی پانی کے بھرے جو ہوئی تک جوہل
 راہ رو گرنے سے کس طرح بھلا جائے سبھل
 کوئی کدو باندھ کے کرتا ہے عبور نہیں
 کہیں رشتیں ہیں زمین پر تو کہیں ہے دلدل
 پاؤں رکھتے ہوئے جادے نہ کہیں بیراصل
 ہر گلی کوچے میں ہے بس کہ باخراط وصل
 سد رہ آ کے اسے ہوتے ہے لغزش کا وصل
 ہر طرف خاک کے سکاں میں پڑے ہیں ابل
 جب کہ اس پر الفی شکل چلیں لاکھوں بل
 گونجتا ہے جو کبھی شیر سیہ سا بادل
 شاخ پر نخل شردار کی اس رت کا پھل
 جیسے دھوٹا ہے کوئی ہاتھوں کو اپنے تل
 موج سے آئینے پر اس کے ابھرتے مصقل

پٹریاں نہر کی جوں تختہ بلوریں صاف (۴۵) وقتِ نظارہ نظر جاتی ہے جن پر سے پھیل
 خاک شولی پہ زبس ابر نے باندھی ہے کمر
 دامنِ دشت ہے وہ شستہ درختہ سارا
 رات بھیگی ہوئی کا اس میں نظر آئے سما
 اس صفا ساتھ ستاروں کی چمکے گویا
 جگنو چمکیں ہیں زبس ان میں ستاروں کی طرح
 بک آٹار میں بارش کے مہیا شبِ روز
 منحنی خط سے نکلتی ہے کبھی قوسِ قزح
 سرخی و زردی و سبزی سے ہوا ہے اس میں
 دیکھ تو صانعِ قدرت کی یہ رنگ آمیزی
 ساتھ سرخی کے ہے یوں ابر سیہ کی تحریر
 انگے میل فلک سے گئی ہے دھڑی شب
 بک رہتا ہے سماں صبحِ طرب کا آج
 عشق کرتا ہے زبس دامن پر ہیز کو چاک
 خاص مدوحِ فلک رہتا ہے مرا جس کے لیے
 آصف الدولہ کہ بارانِ سخا سے جس کے
 کیا عجب اس کی اگر روزِ درم ریزی
 جس جگہ نام کی ہے اہل کرم کی فہرت
 دیوے نعمت جو کسی کو تو کسی کو حسرت
 اس کی زرخشتی سے یوں دستِ طرح ہے معمور
 جذب میں اس کی سخاوت کے جو ہیں رتبہ شناس (۶۵)
 تس پہ پھر عدل بھی آنا ہے کہ اب دنیا میں
 یعنی اک شتمہ تو یہ ہے کہ اگر تیر انداز
 تیرہ جائے کہاں ہی میں ترازو ہو کر
 اب تلک ناہ فلک پر ہے گرفتارِ خوف
 (۵۰) روکشِ دامنِ افلاک میں دامنِ جبل
 گھر میں اربابِ طرب گاتے ہیں میٹھے نکل
 صورتِ دائرہ نہ کھینچے ہے گاہے کندل
 لعل و فیروزہ و پھرج بیک سنگ کھل
 ایک پیالے میں کئی رنگ کیوں کر حل
 نورِ مشعل پہ ہو جس طرح کہ ددِ مشعل
 ہاتھ میں مطربہ شام کے دے کر کھل
 آنکھ جب کھلتی ہے سوتے سے کہ دن کا دھل
 عیش و عشرت کے مہیا ہیں سب یا بادل
 تانے رہتی ہے سدا کالی گھٹادل بادل
 (۶۰) دشت تا دشت ترقازہ میں صحرا و جبل
 پشتِ ماہی کمر کا وز میں ہو جو جھل
 ہے لکھنا نام دباں سے اسی کا اول
 بخشے خلعت جو کسی کو تو کسی کو کوتل
 ہاتھ جاتا ہے پھپھولوں میں کسی کا جوں پھل
 قصہ رخشش حاتم کو سمجھتے ہیں زحل
 نظر آتا نہیں ہرگز کوئی ایسا عدل
 ہاتھ میں لے کے کہاں است کرے دوش و بغل
 چھوٹے وقت جو ہاتھ اس کا کہیں جائے جل
 ہاتھ میں لے کے وہ نکلا تھا کہیں سیم و غل

اس کے بے حکم جو ہنرم کو ہلا دے آتش (۷۰) رکھے وہ اس کو نظر بند بیان منتقل
 جب تلک خاک سے اس کی نہ ہو پیدا پھر نخل اور اس نخل کی ٹہنی سے نہ پھوٹے کو نخل
 عدل کو دیکھ کے کرنے لگا وہ بھی دعویٰ تار مڑی کا گیا تھا کہیں تک آگ میں جل
 شیر فرزند ہی میں لیتا ہے غزالہ کے تئیں پردہ میں موش کے پتے کی کرے ہے چپقل
 آشیاں بنجہ شاہین میں ضعوہ نے کیا مار و طاؤس میں باقی نہ رہی جنگ جہل
 پانی اک گھاٹ پیا کرتے ہیں باگھ اور بکری (۷۱) گرگ اور میش کی اک جا پہ کٹے ہے آنول
 دخل کیا دست درازی کرے اٹھ کر نہیں بیج ہیں ہاتھ جو فتنے کے تو ہیں پاؤں بھی شل
 اور شجاعت بھی یہاں تک ہے کہ اس کی شیر برق کی طرح غلہ فوں میں رہے ہے بے کل
 تابدار ی میں تو وہ ہے خم ابروئے تباں آبداری میں ہے جیسے دم شمشیر اصل
 اس کی وہ بال باریک ہے چر داں بارہ بال کو چیرتی ہے شل دو خط جہل
 گر خصریم رجز خواں پہ لگا اس کا ہاتھ (۷۲) ایسی بیٹھی کہ کیا قصہ ہی اس کا فیصل
 صورت شیر جو گلکچ کا ہے قبضہ اس پر جس کے دیکھے سے دل شیر زیاں جائے دل
 دب کے چلتا ہے شکوہ اس کے سے نہ کام نہنگ بسکہ میت ہی میں دشمن کو وہ جاتا ہے نگل
 دستگی اس کی جو دیکھے تو کہے یوں شاعر زلف معشوق ہے یہ گرچ نہیں اس میں ب
 اس کی برش کی میں تعریف کیوں کیا کہ وہ تیغ گر تضا کار پڑے کوہ کے دا من میں اگل
 کہ د ٹکڑے کمر کوہ جو بیٹھے نیچے (۷۳) کمر گاد ز میں سے بھی تو پھر جائے نکل
 حشمت و جاہ میں ہر گز نہیں فغفور سے کم بندے اس کے ہیں بہت شل طخان و غزل
 زمین میں اپنے وہ اس کا ہے جواک پل شکوہ پیل کو ڈالے ہے چوٹی کی طرح پاؤں میں مل
 کمرہ ناز کو سمجھے نہ وہ کیوں چنگاری آسماں مطبخ والا کا جو جس کے بر جل
 کیجیے جمع اگر حاصل بحر و کاں کو دخل کیا ہے کہ وفا کر سکے باخرج بصل
 نطع پر ہودی نہ اس کے کبھی زہار سپید (۷۴) خاصے پر دودھ میں تاخوب دھوئیں چاول
 ہو معالج جو فلاطون فراست اس کا ساتھ صحت کے بدل ہودی زمانے کے خلل
 چھوڑے چیتے کو وہ اپنے جو کسی صحرا میں اس کے حلوں نہ پاڑھا ہی بچے نہ چپقل
 ہے کلاں گیر زبس باز شکاری اس کا نہیں ہوتا متوجہ بشکار قسقل
 بلکہ سیرغ ہو اسیر تلک فرسا کو سمجھے ہے آگے کلاں گیری کے اپنی ز نخل

مدح حاضر سے معرا ہے عروس معنی (۹۵) چاہیے اس کے تئیں مطلع ثانی کا اصل
اس لیے یہ جو قلم ہے مرا کل کا گھوڑا پھیرتا ہوں میں مخاطب کی طرف اس کی کل
مطلع

تو وہ ہے سایہ لطف دکریم عزاد جل جس کے سایہ میں ہے آباد یہ سارا دنگل
گراٹھا ڈالے زمانے سے دونی کا تو حرف ایک کے دو نظر آدیں نہ بچشم اتول
ہے شرف گاہ تری برج عماری مدوح جس طرح نیبرا عظم کا شرف گاہ صل
ساتھ دہے کے تے بسکہ وفا ہے نزدیک (۱۰۰) آج مفہوم ہوا اس سے کہا تو نے جو کل
مہ نو دور سے نت اس کو کہے ہے سجدہ شکل محراب ہے وہ جو تری تلوار کا پھل
پوست کھینچے دہیں اس کا تراش کھنہ دل پوست بر پوست جو ہوتا ہے کوئی مثل نصل
عہد میں تیرے تہمتن ہی نہ پکڑا آیا فصل خاں لکڑے سے جکڑے گئے کیا کیا ایندہ
یاں شجاعت کا جو راون نے کبھی دم مارا توپ کے منہ پہ رکھا کرا سے بھیجا مقتل
کیا عجب ہے جو مکافات عمل کے باعث (۱۰۵) دن دیے ہوئے لگے چور کے گھر میں کو نھل
تیری امرائی کا دیکھا ہے جنھوں نے کہ دماغ اپنی مجلس میں وہ دیتے نہیں قیصر کو محل
بے نواؤں کی جو فریاد کو پہنچے تو کبھی شکل نالے کی لب جو سے نہ نکلے نرسل
جس زمیں پر کہ ترے خلق کا بادل بربا نہ اکادوں سے کوئی نخل بغیر از صندل
گرتا ابر کرم تربیت باغ کرے کیا عجب شاخ صنوبر بھی اگر لادے پھل
موٹا کافی پہ جو آجائے ترا ناخن فکر (۱۱۰) کھولے عالم کا دہیں عقدہ مالا نخل
خاک کو آج یہ رتبہ ہے کہ ہرزہ ریگ ہو کے چلتا ہے بہ خورشید فلک دست و نخل
خضم بے نور کی کیا تاب مقابل ہوتے دعویٰ روشنی سوچ سے کرے کیونکہ چغل
وسعت کیش کا تیری ہے وہ عالم کہ جسے گر مفتلی بھی بیاں کیجے تو ہوئے محل
کرے تو تلخ کو شیریں جو علی الرغم اپنے طعم بیمار میں میٹھے کا مزہ دے حنظل
اطلس سبز فلک کو یہ تمنا ہے کہ ہو (۱۱۵) تیرے فراشوں کے پاؤں کے تلے استعمال
کھینچ کر تیغ جو میداں میں تو آفے تو وہیں سامنے سے تے تل جاوے وہ جو ہوئے اٹل

اب تو کرتا ہوں میں تعریف تے گھوڑے کی وہ جو گھوڑا ترا بجلی کی طرح ہے چنچل

جلد اتنا ہے کہ ہے عرصہ یک کام اس کا
 اس کی سرعت میں کہوں کیا کہ ہلاکت کی طرح (۱۲۰) دیکھتے دیکھتے ہو جائے نظر سے اور جمل
 عقل حیراں ہے کہ کیا اس کو کہے فہم حکیم
 قدرت طے زماں سے ہے نت اس کی ماضی
 اس کے کادے کے مہر فلک پر مریخ چاک
 حلقہ دائرہ نعل ستم اس کا ہے وہ نون
 یمن پر اس کی نظر ہے تو پھر چہرہ نویس (۱۲۵) بیچ دفتر کے لکھیں خوش فلک کو ارجل
 تھو تھنی اس کی نزاکت میں بگ بگ کل رخ
 گر چہ کہلاتے ہے خوش چشتی سے اپنی شہل
 یال پر اس کے جلاتی ہے پری آ کے پسند
 فرہی سے ہے پری اس پہ زبس پرنالی
 اور جو ہاتھی ہے تیرا بہ صفت کوہ بلند
 عید کے دن اسے کیا خوب بھبھے ہے اللہ (۱۳۰) پاؤں میں چاندی کی زنجیر گلے میں مہل
 آوے چلنے پہ تو جوں ابر سبک ہے رہوار
 مو کے میں جو وہ چھوٹا تو خوردہ شمشیر
 خاک کے مارے جو ٹھوکر تو ہوا بیچ جبال
 ریگ کی طرح سے فولاد کے اجزا ہوں قتی
 عظیم اور شان یہ کچھ تس پہ گرانباری کا (۱۳۵) سچ بیاں کیجیے اس کے تو ہے ایسا جو جمل
 اس کنا سے پہ جو دریا کے رکھے اپنا پاؤں
 خط اسود سے نمایاں ہے یہ خط ابیض
 یاسیہ خیمہ سیلی کے میں دو استاد سے
 نہ غلط یہ بھی نہیں سوچا ہے اک مضمون در
 اس کو سمجھیں گے جو ہیں فن سخن کے اکل
 تاکرے آ کے تری بزم میں روشن اس کو (۱۴۰) شمع کا نور کالا یا ہے دوشاخہ یہ زحل

نقشِ پا اس کے ہیں پر گردہ میزاں جن سے
تیشہ کو کہن اُس وقت ہے اس کا آنکس
مصطفیٰ طولِ قصید کو نہ دے حد سے زیاد
وقت ہے آسرو سامانِ دعا کرتی آ
جب تلک ہے یہ شبِ روز کا ہنگامہ گرم (۱۴۵) جب تلک ہے مہ و خورشید کی روشن مشعل
جب تلک خاک سے ہوتی ہے نباتا پدید
جب تلک زہرہ بہ خنیاگری ہے آمادہ
جب تلک آنکھ تاروں کی ہیں نظارہ فریب
یا الہی رہے محکم یہ ترا پنجہ و تیغ
یا الہی رہے قائم یہ ترادین و دہل

جو نگو خواہ میں پہنچیں بہ مقامِ اعلیٰ

اور جو بدخواہ ہیں بت ان کی جگہ ہو افضل



ذوق

(۱)

در تہنیت حسنِ صحت مرزا محمد الوظفر

واہ داکیا سجدل ہے باغِ عالم میں ہوا
بھرتی ہے کیا کیا مسحاتی کادم بادِ بہار
ہے گلوں کے حق میں شبنم مرہم زخمِ جلر
ہو گیا موقوف یہ سودا کا بالکل احراق
ہو گیا زائل زاج دہرے یاں تک جنوں
ہوتا ہے لطف ہوا سے اس قدر پیدا ہو
پائی یہ اصلاح صفرانے کہ دنیا میں کہیں
ہر زاجِ بلغمی میں ہوتی ہے تولیدِ خوں
نام کو اشیا میں نے تلخی رہی نے سمیت
کیا عجب جدوار کی تاثیر رکھے گرز قوم
نیش کی جانوش ہو دنیالہ زنبور میں
راحت و آرام کا اس دور میں دور دور
موتیا بند آنکھ میں اپنے جو کھتی تھی صدف
آگیا اصلاح پر ایسا زمانے کا مزاج
نسخے پر لکھنے نہیں پاتا ہوا شانی طیب
فرق چاہا یاں تک اعضاء بدن در دے
لاغودوں کو ہو کمال ابطلات یہ شتا
صبح صادق کے ہے گوسر میں پیدی آگئی
بھوک کی شدت سے اس کو یک نفس فرصت ہو

مثل نبضِ صبا صحت ہے ہر موجِ صبا
بن گیا گلزارِ عالم رشکِ صد دارا شفا
شاخِ بشکتہ کو ہے باراں کا قطرہ مویا
لالہ بے داغ یہ پانے لگا نشود نا
(۵) بید مجنوں کا بھی صحرا میں نہیں باقی پتا
برگ میں ہر نخل کے سرخی ہے جوں برگِ جنا
زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہیں ہے کہربا
چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہے بجا
بن گئی تریا کا فیوں زہر میٹھا ہو گیا
(۱۰) کیا عجب گر آپ خنظل دیوے شربت کا مزا
کام میں افعی کے ہو مہرہ بجائے آبلہ
چاہیے واقف نہ ہو دورانِ سر سے آسیا
اب رکھے ہے روشنی مثل دلِ اہل صفا
تاز بانِ خامہ بھی آتا نہیں حرفِ دوا
(۱۵) کہتا ہے بیار بس کر مجھ کو بالکل ہے شفا
درد کے جو حرف میں وہ آپ ہی ہیں سب جفا
کیسے دو ہفتے ہلالِ اک شب میں ہو بدالِ دجا
لیکن اس پیری میں بھی صادق ہے ایسی شہا
قرص سے خورشید کے جب تک نہ کرے ناشتا

رات بھر ٹونگا کیا انجم کے دانے چرخ پیر (۲۰) پھر جو دیکھا صبح کو اصال شکم میں کچھ نہ تھا
 پہنچی یہ تیغ کی نوبت کہ نوبت خانے میں یستی ہے جی کھول کر کیا کیا ڈکاریں کرنا
 کوں پھولا ہے خوشی سے نفع کا کیا دخل، جوں حباب اس کے نہیں مطلق شکم میں اطلاق
 ہضم کال اس قدر معد نے پہنچایا بہم جید الکیموس ہے جو خلق سے اتری غذا
 ہے مزاج اہل عالم یہ قریب اعتدال ساتوں قلیہ میں گویا اب بخط استوا
 رکھے گا تھوڑا درگند اکوئی کیوں اپنے پاس (۲۵) یا غ عالم میں یہی عالم جو صحت کا رہا
 دے گا طائوس اپنے بال و پر سارے نقش و پھینک دے گی توڑ کر گند اگلے سے فاختا
 اس قدر جاتی رہی عالم سے بیماری کہ آج نام گلشن میں نہیں ہے زکس بیمار کا
 واقعی کس طرح سے صحت نہ اک عالم کو ہو جب کہ ہو اس کی نوید غسل صحت جاں فزا
 وہ دلی عہد زماں مرزا محمد بو ظفر اس کی قوت گر ضعیفوں کو بنا دے اقویا
 تقویت کا یہ اثر ہو عام جو ہیں برگ زرد (۳۰) ہوں مقوی دل و جاں شل ادراقی طلا
 شادی صحت سے اس کی آج ہو کر شاد شاہ تہنیت خوانی میں ہیں سرگرم سب صحت سرا
 میں بھی اس رشک چمن بھل میں مطلع پڑھو بلبیل تصویر سن کر بول اٹھے مر حبا
 مطلع

آج ہے عالم میں وہ روز سعادۂ اتما دے اگر زاغ دزغن بیضہ تو پیدا ہو رہا
 مرثوۂ جاں بخش صحت ہے ترا مار الحیات جس جوں سیاب کشتہ مردہ دل زندہ ہوا
 ہے بقائے عمر سے تیری بقلے عمر خلق (۲۵) ذات ہے تیری جہاں میں چشمہ آب بقا
 قطرہ انسانی سے آب غسل صحت کی تر ہوں درخوش آب پیدا اس قدر قوت فزا
 ہو دیں استعمال یا قوتی میں وہ سوتی اگر بخشے پیران کہن کو نوجوانوں کے قوا
 جسم کو مل ل کے دھویا تو نے جن دم و غسل گرد کلفت کو دل عالم سے گویا دھو دیا
 دل عود سنگ دل کا تھا شقاوت کے جوخت زیر پا مال ہوتا ہے برنگ سنگ پا
 خوردہ کل کو صبا لائی تصدق کے لیے (۳۰) دے گیا ابر بہاری نذر در بے بہا
 شادی صحت کا تیری کیا کہوں عالم کہ آج جوش عشرت کے یہ عالم بن گیا عشرت سرا
 چھیرے تار شمع کو گرنا خن موج نسیم بزم میں پیدا ہوتا بار ساز مطرب کی صدا
 لب پہ ساغر کے ہے جوں موج تبسم موج مے شور قلقل لب پہ ہے مینا مے کے تہقہا

بزمِ تصویراتِ فانوسِ خیالی کی طرح حلقہٴ رقاصگاہاں ہے زیرِ گردوں جا بجا
 کر رہا صحنِ چین ہی میں ہے کیا طائرِ سِمنِ قص (۴۵) آشیانے میں ہے رقصاں طائرِ قبلہ نما
 خانہٴ ہائے چشم میں بھی تیلیوں کا رقص ہے ہے جو منظورِ نظر سب کو تماشا رقص کا
 چھوٹی آتش بازی ایسی جس کی گل کاری کو دیکھ رات کو کہتے تھے آپس میں ثریا و سہیلا
 صنمِ آتش بازی پر حیرت زدہ ہوتی ہے عقل سنگِ پار میں سے کہیں باروت کو پسیا تھا کیا
 ہو گئی تاثیرِ جس کی یہ کہ ہر گلِ زیرے رنیۂ فولا دنکلے بن کے گل ہائے طلا
 گنج چھٹتے تھے ستاروں کے عجیب انداز سے (۵۰) ماہِ پاؤں کا تھا گویا خندہٴ دندان نما
 منہ ہے کیا جو زنگ سے مہتاب کے مہتاب ہو غارِ سے ہر چند چکے زنگ روئے مہ تقا
 برنج جوارِ کر ہوئے تندیلِ شربِ زیندک برنج تھے جتنے فلک پر ب کوشن کر دیا
 فی الحقیقت یہ شادی ہے کہ جس کے روبرو جشنِ جمشیدی کا کچھ مطلق نہیں رہتا رہا
 ہے زبانِ خامہ عاجز آگے بس تعریف میں ذوق کہتا ہے اٹھا کر ذوق میں درتِ دعا

رکھے صحت سے ہمیشہ شافی مطلق تجھے
 جو تیرے بہ خواہ ہوں رنج میں ہوں مبتلا

در مدح بہادر شاہ ظفر

شب کو میں اپنے سر پر خوابِ ادا
 مرے لیتا تھا پڑا علم و عمل کے اپنے
 ہو گیا علم حصولی تھا حضوری مجھ کو
 جو مسائل نظری تھے وہ یہی تھے تمام
 نہ غرض مجھ کو نتیجے سے نہ تھا شکل کام (۵)
 ذہن میں سب برے حاضر صورِ علمیت
 چاروں چاروں جو ترغیب سے یاروں کی کبھی
 کبھی ہمت تھی مری قاعدہ صرف میں صرف
 کبھی منطق کو تفوق یہ مرے ناطق سے
 کبھی میں کرتا تھا تصریح معانی و بیان (۱۰)
 کبھی تقیم فرائض، کبھی تفہیم اصول
 کبھی تھا علم الہی کی طرف ذہن رسا
 کبھی تھا عقل پہ مذہب مرا مانند حکیم
 کبھی کرتا تھا قدم چرخ کائنات بچات
 کبھی انکار قیامت پہ میں لاتا تھا دلیل (۱۵)
 حشرِ احباد میں تھا گاہ تردد مجھ کو
 کبھی تھی عرصہ تدویر فلک کی مجھے سیر
 کبھی ثابت مرے نزدیک فلک کی گردش
 کبھی میں کرتا تھا اعراض میں جو ہر قائم
 کبھی منقول پہ اٹل کبھی سوئے معقول (۲۰)
 کبھی میں فقہ پہ راغب کبھی سوئے حکمت
 نشہ و علم میں سرست غرور و نخوت
 تھا تصور مرا ہر آن میں تصدیق و صفت
 تھا مرا ذہن نہ محتاج حصول صورت
 عقل کو تجربے کی اتنی ہوئی تھی کثرت
 تھی مرے فکر کو ہر شکل خطائے عصمت (۵)
 پہ جتنی مجھے منظور نہ تھی علمیت
 درس و تدریس پہ آجاتی تھی مجھ کو رغبت
 کبھی تھی نحو میں ہر کو مجھے نحویت
 تحت حکمت ہو یہ فن گرچہ ہے تحت حکمت
 کبھی میں کرتا تھا توضیح نجوم و ہیئت (۱۰)
 کبھی تعلیم عقائد بکتاب و سنت
 کبھی کرتی تھی طبیعی میں طبیعت جودت
 کبھی شل متکلم مجھے پاس ملت
 اور کبھی کرتا تھا باطل بساء و نشقت
 کبھی تکرارِ تناسخ پہ مجھے سو جوت (۱۵)
 کبھی تھی عالم بد زخ میں مجھے اک حیرت
 کبھی میں ناپتا تھا سطح زمین کی دعت
 کبھی مثبت مرے نزدیک زمین کی حرکت
 کبھی میں کرتا تھا معلول سے ثابت علت
 کبھی میں فقہ پہ راغب کبھی سوئے حکمت (۲۰)

کبھی میں حافظ قرآن بہ علم تفسیر
 کبھی کرتا تھا مجھ پر حواشی تحریر
 کبھی میں کرتا تھا قانون سے تشریح علاج
 کبھی میں لون سے بنیدہ بیمار و صبح
 گہ نباتات کی آگاہ میں کیفیت سے (۲۵)
 کبھی مشائخوں سے کرتا تھا میں پیش روی
 کبھی میں نفی حقائق میں تھا سوفسطائی
 کبھی میں جبری و مجبور عقل و تدبیر
 گہ ملاحد کی تھی تردید کلام اتحاد
 جوں ہند میں کبھی مالوف شکل و مقدار (۲۶)
 کبھی حرفوں سے تھا مطلوب مثال جفار
 خانہ کیسہ سے خارج کبھی شکل داخل
 کبھی کرتا تھا قرآن مہ و زہرہ پہ نظر
 کبھی افسون و غریت کبھی تعویذ و طلسم
 کبھی تھا علم قیادہ میں یہ ادراک مجھے (۲۷)
 کبھی میں رہتا سردی میں تھا ایسا شہنشاہ
 سیمیا سے کبھی تصویر کش مہجومات
 کبھی میں شیخ شیوخ اور کبھی شیخ رئیس
 کبھی میں قرب زرائع سے تھا عالی درجہ
 ماہر موسیقی ایسا کہ ادا کرتا تھا (۲۸)
 کبھی میں بارہ مقام اور کبھی چاروں ست
 نظم میں نام مرا انشراح میں میری شہرت
 طبع موزوں کی دکھاتا تھا جو موزونیت
 کبھی مصحف میں نظر میری سر ہر آیت
 ژند و پاژند میں کرتے تھے مری تجمیعیت
 کبھی یہ آگہی شاستر و بیو پر ان (۲۹)
 کروں اک بات سے پندت کی کتھ میں کھندت

کبھی میں نفرو مقام میں نہایت ذی ہوش
آخرش دیکھا تو اعلم حجاب الابر
فائدہ کیا جو ہر اک علم کی جانی تعریف
فائدہ کیا کہ جو دیکھیں کتب ہر مذہب
عقل سے گرچہ کیا مادہ ایسا پیدا (۵۰) کہ بہر شکل ہوا اک تازہ محل صورت
یا بنائی کوئی صورت کہ جسے دیکھ کے ہو
بے مقدر نہ پٹے صورت بہبود نظر
پڑھوں اک مطلع برحسبہ میں اس موقع پر
مطلع

گر نہ صاحب جو ہر کو مقدر عزت
کیا ہوا علم مقولے سے اگر کیف کے ہے (۵۱) لیک بے یادری بخت نہیں کیفیت
قاضی چرخ بھی جو تو ہے تو کیا اگر تیر
دور گردوں نہ موافق ہو تو ہو ادخلف
آگے بگشتگی بخت کے چلنے کی نہیں
گو فصاحت میں تو سبحان ہے دے بتقدیر
گو ریاضی میں ہے صنائع اگر بخت ہیں بد (۶۰) نقش باطل ہے تری شکل وہ جس صفت
کیا ہوا جانا اگر مسئلہ بیرونار
کام تقویم نہ آئے نہ تری مطلب
علم سے ہونہ کبھی چارہ آزار نصیب
سودا میں تے نسخے میں ہوں پر بے تقدیر
علم نیزج سے گو بوفے تو نخل نارج (۶۵) بے مقدر نہ ہو حاصل ثمر خوش لذت
علم سے جو سبق آموز ملائک تھادہ دیکھ
ہوا سجود ملائک یہ ظہوم اور جہول
گو تصوف سے ہو تو صوفی سجادہ نشین
علم سے لاکھ ہوشی تری پر بے تقدیر

جو ہر فرد ہے بالفرض تو کیا بے قسمت
لیک بے یادری بخت نہیں کیفیت
مثل دہقان فلک رکھتے ہوں طالع نکبت
جر اثقال میں تو جتنی اٹھائے سخت
نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
حرف مطلب بہ زباں کو ہو تری سوکنت
نقش باطل ہے تری شکل وہ جس صفت
پستی بخت سے سمجھ کو جو نہیں رفعت
طالع بد سے اگر نیک آئے ساعت
پور سینا ہے تو کیا سینے میں خون حرمت
نہ ہو بالخاصہ تاثیر نہ بالکیفیت
بے مقدر نہ ہو حاصل ثمر خوش لذت (۶۵) بخت بد سے ہوا مستوجب رحم و لغت
یعنی انسان تو ی بخت ضعیف الخلق
بے مقدر نہ کرامت ہونہ خرق عادت
نہ کہے کوئی سمجھ شیخ علیہ الرحمہ

یہ مقالات مثالِ قصصِ مصنوعہ (۷۰) ہوئے یکبار جو افسانہ خوابِ غفلت
 لگ گئی آنکھ مری دیکھتا کیا خواب میں ہوا
 اللہ اللہ رے حسن اس کا کہ سترِ با قدم
 یاد کرتا قدرِ عنا کو ہے اس کے زاہد
 چشمِ وحشی کو اگر اپنی وہ دکھلائے تو ہو
 دلِ شامت زدہ کے درپے تدبیرِ پاک
 آتشِ حسن سے اک شعلہٴ سرکشِ بینی
 فوجِ مرگاں وہ بلا ہوئے صفا آتو کیے
 جاہِ بابل وہ ذوقِ ادب و صواں زلف کا عکس
 لعلِ شیریں کی عباد پہ جوئے جاں عاشق
 نہ دمِ شرم تبسم سے لب اس کے خوگر (۸۰) نہ تغافل سے ان آنکھوں کو نگہ کی عباد
 کھول دے معنیٰ معدومِ کمر کی جنبش
 شوخی و ناز کی تعریف میں اس کی مطلع
 وہ پڑھوں میں کہ جسے سن ہو دل کو فرحت

مطلع

شوخی اس چہر پہ یوں گل میں جو جیسے حرمت
 لبِ پاں خوردہ کی شوخی کے ہے آگے اک بات
 نازک اندام وہ اور سنگِ دل ان کے بھی سوا (۸۵) آیا جن سنگدلوں کے لیے ہے تم قسّت
 سیلی سینے پہ نہ تھی جعد پس پشت کا عکس
 چینی رنگ کا اپنے وہ دکھا کر عالم
 اللہ اللہ رے تری ملکنت افِ بے تمیز
 قہر انداز، بلا ناز، قیامت طناز
 جا بجا عالمِ مستی میں قدم کو لغزش (۹۰) دمیدم نشہ صہبا سے زباں کو ملکنت
 آگے اس رشکِ مسیحا نے کہا بالیں پر
 شورِ بختی سے نہ اتنا نہک افشاں ہو کہ جو
 کیا سبب ہوتا کہ دور سے نہیں کیوں خالی
 نازیوں چشم میں زگس میں ہو جیسے نکبت
 گر لگا دے وہ مسیحا پہ بھی خوں کی تہمت
 نظر آتا تھا صفائی سے الف کی صورت
 ایک عالم کا ہو دل کے نعل میں چنیت
 واہ سے تیرا تاجر تری بن بے نخوت
 سحرِ چشمک، ستم ایما دکر شہرِ آفت
 لا یتم نعم کہ یہ غافل نہیں تبت غفلت
 بادۂ مے کردہ عیش کی گم کیفیت
 دل ترا شیشہٴ ساعت کی طرح یک ساعت

بزم ہستی میں تو منس بول رہے گا تک
 آتش دل سے ترے گوشہ تنہائی میں (۹۵) بن گئی شعلہ جوالہ کندہ وحدت
 وقت ضائع نہ کر اٹھ بستر اندوہ سے تو
 فکر باطل سے نہ کر دل کو خنک تو اپنے
 دیکھ تو کیا افق مشرق اوار سے ہے
 ادھم بیل سر عرصہ ہے برگشتہ عنان
 جانب شرق ہے نوری فلق بال کشا (۱۰۰) جانب غرب ہے پردا ز غراب ظلمت
 چرخ مینائی پر اک سبز پری کا عالم
 نہکت گل جو ہوا میں تو ہوا عطر شاں
 کھلے ہی جاتے ہیں سب غنچے زہے جوش نشا
 آج یہ جوش ہے رحمت باری کہیں
 طفل تو مشق کی مشقی کی طرح سو سو بار (۱۰۵) دھوئے مستوں کے سینامے کو ابر رحمت
 کہے یہ زند کہ اوز بہ فروش آگ نہ بھانک
 قل ہوا زہد کا قلیا ہوئی ناہد کی تمام
 اس قدر ساز طرب ساز کی آواز بلند
 نغمہ بر لب کہیں مطرب پسر زہرہ جبین
 لے کے انکڑائی کہیں چٹنے لگی رام کلی (۱۱۰) اٹھی ملتی ہوئی آنکھوں کو کہیں اپنی لبت
 چشم سرمست مئے ناز میں کا جل پھیلا
 بے تک آیا نظر حسن بہ داہم چرخ
 چونکہ مرغ سحری عرش سے آواز خردس
 باغ عالم میں ہیں مرغان ادلی اجنہ تک
 دی ہے مسجد میں موذن نے اذان بہر نماز (۱۱۵) باد صو ہو کے نمازی نے ہے باندھی نیت
 ہوئی بت خانے سے ناقوس کی پیدا آواز
 اُٹھے مے خوار صبحی کے لیے لے کے سہو
 اک طرف سے ہوئی گھڑیال کی آواز بلند
 صورت شمع سحر سوختہ روئی صورت
 چل دیرے کدہ تک ہے حرکت برکت
 ہے سمجھے شل سحر یک دو نفس کی بہت
 جلوہ افروز رنج بانوئے صبح عشرت
 اشہب یوم سبک سیر ہے سوئے راحت
 (۱۰۰) جانب غرب ہے پردا ز غراب ظلمت
 شفق صبح پر اک لال پری کی طالت
 تازگی گل کو چمن میں تو چمن کو زہمت
 لوٹے ہی جاتے ہیں گل بل بے ہنسی کی شدت
 نہ رہی کلفت عصیاں سے جہاں میں ظلمت
 (۱۰۵) دھوئے مستوں کے سینامے کو ابر رحمت
 مانگے گر بادۂ نوز بد کہن کی قیمت
 سننے ہی قلقل مینائے شراب عشرت
 چھیریں گرتا رکھرج کا تو ہو پیدادھیوت
 جام دردست کہیں مغچہ مہ طلعت
 (۱۱۰) اٹھی ملتی ہوئی آنکھوں کو کہیں اپنی لبت
 لب مے گوں پہ مہی کی پڑی پھکی رنگت
 ہو گیا زرد رنج شمع دچراغ خلوت
 ہو گئی خواب کو آوازہ کو سہ رحلت
 شل مرغان سحر نغمہ طراز عشرت
 (۱۱۵) باد صو ہو کے نمازی نے ہے باندھی نیت
 چلے جہنا کو برہمن کوئی لے کر مورت
 کہ عداوت ہے اگر کیجیے ترک عادت
 ایک جانب سے لگی آنے صدائے نوبت

سحر عید ہے کر عید کا سامان نشاط روزِ شادی کی ہے آتشِ غم کی رخت
 آج وہ دن ہے کہ آغوش میں لے کر تجھ کو (۱۲۵) کہے طوبیٰ نیک ہر شاہدِ طوبیٰ قامت
 اب میں بیدار ترے بخت مددگار نصیب اب قوی ہیں تیرے طالع تری یادِ قسمت
 فکر کر تہنیتِ عید کا اس شاہ کی تو دور میں جس کے ہے ہر صبحِ صبحِ دولت
 وہ شہنشاہ بہادر شبِ کسریٰ انصاف خسروِ جمِ خدمِ دُدا وِردِ دارِ احمت
 قوتِ ملت و دینِ تابعِ کفر و الحاد حامیِ شرعِ بنی ماحیٰ شرکِ بدعت
 حکمِ شرعی سے کرے سلبِ سب جذبہِ شوق (۱۲۵) مردِ مجذوب سے گر ترک ہو سہرِ عورت
 کون اس کا نہیں و صاف صفاتِ نیکو کون اس کا نہیں سرگرمِ ثناء و بدعت
 سنتے ہی میں نے بھی وہ مطلعِ روشن لکھا مطلعِ صبح کو ہو سائے جس کے خجلت

مطلع

مصحفِ رخ ترا لے سایہ رب العزت کھول دے معنی اُٹھتے علیکم نعمت
 تیرا دروازہ دولت ہے مقامِ امید تیرا دیوانِ عدالت ہے محلِ عبرت
 تیرا احسان بہارِ چمنِ صدِ رونی (۱۳۰) تیرا نیتِ چمنِ آرائے ہزارِ امنیت
 تیرے عشرتِ کدے میں بار کسے غیرِ نشاط تیرے خلوتِ کدے میں دھل کسے جزِ طاقت
 صفحہٴ علم پہ برجیں سے تو ہم زانو حجلہٴ عیش میں ناہید سے تو ہم صحبت
 ماہِ نو ایک فلک پر ترے نو بردوں میں نو فلک نو کردوں میں تیرے قدیمِ خدمت
 کیسے گوہرِ انجم ترا صرفِ انعام طاقتِ اطلس گردوں ترا وقفِ خلعت
 نیتِ نیک تری آئینہٴ حسنِ عمل (۱۳۵) عملِ خیر ترا جلوہٴ حسنِ نیت
 ذہنِ عالی ہے ترا طاقتِ شاخِ سدرہ طبعِ رنگیں تری گلچینِ ریاضِ جنت
 تیرا انصال جہاں کے لیے برہانِ کرم تیرا اکرام زمانے کو دلیلِ رحمت
 علمِ ظاہر سے ہے یکساں تجھے دُرُ زرد نورِ باطن سے برابر ہے حضورِ غیبت
 ذہنِ صافی ہے ترا پردہٴ در معنیِ نجیب موشگافی ہے تری کوہِ شگافِ وقت
 عقل میں شمس ہے تو علم میں کانِ گوہر (۱۴۰) فضل میں کعبہ ہے تو حلم میں کوہِ رحمت
 تیری تدبیرِ پرازِ دفرِ ہوش و فرنگ تیری شمشیرِ پرازِ جوہرِ فتح و نصرت
 دعوتِ صدق پہ لائے تری ایماں تصدیق دستِ ہمت پہ کرے تیرے سفا و بیعت

تجھ سے راضی ہے خدا اور خدا کا محبوب
 تیرا حامی ہے نبی اور نبی کی عترت
 عزم کو ہے ترے ہر عزم میں عزم بالجزم
 قصد کو تیرے ہے ہر قصد میں قصد بصدقت
 قوت روح ملائک چمن قدس میں ہو (۱۴۵) ذاتِ قدسی کا تری عطرِ قباۓ عفت
 کیا اللہ نے جب تجھ سا ولی نعمتِ خلق
 نطقِ شیریں سے تری عامِ جلالت ہوا اگر
 شوکتِ عقربِ جبارہ کے مانند رہے
 روشنِ شیشہ ہر اک سنگِ جہرِ زہ ریزہ
 سرکشوار چھپاتا ہے فلکِ زیرِ سپر (۱۵۰) کیا غضب ہے تری شیرِ غضب کی ہیبت
 آئے طوفاں جو ترے قہر کا طغیانی پر
 کشتیِ فوج بھی اعدا کو ہو گردابِ صفت
 وہ تری تیغ کی برش ہے کہ سایہ جس کا
 کرے اک دم میں ہیولی سے مفارقِ صوت
 تیرا بدخواہ رہے حذر سے یاں تک محروم
 دیں نہ تعوید اسے تا بہ نشانِ تربت
 آسیادِ ابر پھرے کیوں فلکِ گردِ زمیں
 تیرے تو سن کے جو کافے کی اڑا جا پھرت
 کیا ترے فیل کے ارضا لکھوں میں کہ وہ ہے (۱۵۵) ابرِ رنثارِ جیل پیکرِ گردوں رفت
 اس کی خرطوم ہے گریڑہِ سیلی کی شال
 تو میں دندانِ صفا ساعدِ سلمیٰ کی صفت
 کیا عجب گم ہو تپ لڑہ ہیبت سے تری
 نبض کی طرح رگِ سنگ میں پیدا سرعت
 آبِ بارانِ کرم تیرا ہے وہ شربتِ خضر
 بر سے لالچہ تو افیوں میں نہ ہو سمیٹ
 عدل کے لفظ کو دیتا نہیں نقطہ کوئی
 عدل سے تیرے جو موقوفِ رحمِ شہوت
 عہد میں تیرے عجب کیا سرِ داغِ دلِ شمع (۱۶۰) شعلے میں مرہم کا نور کی ہو خاصیت
 پنچہ گر بہ سرِ بچہ موش و کنجشک
 تو بلا شبہ پڑے دینی تہوں کو دیت
 دورِ انصاف میں گرتیرے ہو کشتہ سینا
 اے شہنشاہِ صفا ذہنِ دسرا پا صفت
 دیا اللہ نے وہ قلبِ مصفا تجھ کو
 عرضِ حاجت کی نہیں سامنے تیرے حاجت
 فردِ تفصیل جو انج ہے رخِ حاجت مند

عید کو دیکھ ترے ساتھ خلّاق کا، جوم (۱۶۵) کہے عارف کہ یہ کثرت میں ظاہر وحدت
 لکھے گر خامہ ترا وصفِ شمیم اخلاق تو ہر اک نقطہ ہوا کہ نافہ مشکِ تبّت
 منتہی ہوں نہ کبھو تیرے صفاتِ نیکو گریباں کیجیے تاجِ شرفِ بے صفت
 ذوق کرتا ہے دعائیت پر اب ختم سخن کہ زباں کو ہے نہ یار نہ قلم کو طاقت
 عید ہر سال مبارک ہو تجھے عالم میں باشکوہ و حشم دجاہ و بعمرو صحت
 خیر خواہوں کے ترے چہرے ہو رنگِ نشاط
 اور بہ خواہوں کے رخسار پہ اشکِ حسرت



(۳۱)

در مدح بہادر شاہ ظفر

زہے نشاط اگر کیجیے اسے تحریر
 دیاں سے ذکر اگر چھڑیے تو پیدا ہو
 ہوا یہ باغ جہاں میں شگفتگی کا جوش
 کہ ہے والہ غنچہ در ہزار سخن
 کچھ انبساط ہوائے چمن سے در نہیں (۵)
 قفس میں بیضے کے بھی شوقِ نغمہ سنجی سے
 اثر سے بادِ بہاری کے لہلہانے میں
 نکل کے سنگ سے گر ہو شرارہ تخمِ فنا
 زمیں پہ گرتے ہی لے آئے دانہ برگِ شمر
 ہوا یہ دھڑتا ہے اس طرح سے ابرسیاہ (۱۰)
 نہ خارِ دشت ہی نرمی میں خوابِ مخلص ہے
 ہوا میں ہے یہ طراوت کہ دودِ گلخن بھی
 یہ آیا جوش میں بارانِ رحمتِ باری
 ہر ایک خارِ بے گل ہر گل ایک ساغرِ عیش
 ہر ایک قطرہٴ شبنم گہر کی طرح خوش آب (۱۵)
 کہ ہے صبحِ شکر خندہ اس منے کے ساتھ
 سنوارتی ہے جو شام اپنا زلفِ شکیں کو
 نہالِ شمع سے ہر شب چنے گلِ شبو
 چنے چراغ تو ایسی منہی میں پھولِ تجرین
 ہے ہے چرخ پہ ہر صبح جوں صبحی کش (۲۰) بایں درازی ریش آفتاب ساغرِ گر
 عیاں ہو خاے سے تحریرِ نغمہ جا صریح
 نفس کے تار سے آوازِ خوشتر از ہم وزیر
 کلیدِ قفلِ دلِ تنگ و خاطرِ دل گیر
 چمن میں موجِ تبسم کی کھول کر زنجیر
 جو دا ہو غنچہ منقارِ بلسل تصویر
 عجیب نہیں کہ ہو مرغِ چمن بنا لہ صفر
 زمیں پہ ہمسرِ سنبل ہے موجِ نقشِ تصویر
 تو بنرِ فیض ہوا سے ہو وہ بزرگِ شعیر
 جو ٹوٹے ہاتھ سے زاہد کے سجدہٴ تندریر
 کہ جیسے جائے کوئی پیل مت بے زنجیر (۱۰)
 ہر ایک تارِ برگِ سنگ بھی ہے تارِ حریر
 رستا اٹھتا ہے آتش سے مثلِ ابرِ مطہر
 کہ سنگ سنگ میں سنگِ یدہ کی ہے تاثیر
 ہر ایک شت چمن ہر چمن بہشتِ نظیر
 ہر اک گہر گہر شب چراغ پر تنویر (۱۵)
 کہ جس طرح بہم آ میختہ ہوں شکرِ شیر
 سوادِ مشکِ ختن پر ہے لاکھ آ ہو گیر
 بہارِ عیش میں گلِ چیں کی طرح سے گل گیر
 حیا سے رنگِ گلِ آفتاب ہو تغیر
 بایں درازی ریش آفتاب ساغرِ گر (۲۰)

عجب نہیں ہے کہ آتش زمانہ سے چمن میں ہے یہ درختان سبز پر جو بن
خانی پنچہ ہوں تاکہ پھار و بیدار بھر کہ زہر کھاتے ہیں سبز ان خطہ کشمیر
نہ کیوں کہ دیکھ کر گلشن کو یہ پڑھوں مطلع کہ آئے ہے نظر اک قدرت خدائے قدیر

مطلع

ظہور زکس و گل جلوہ سمیع و بصیر نسیم و نہکت گل منظر لطیف و خیر
شیمیم عیش سے ہے یہ زمانہ عطر آگین (۲۵) کہ قرص غنیرا گر ہے زمیں، تو گرد، عبیر
حمل سے حوت تلک جا بجا ہیں تصویر بنا ہے عالم بالا بھی عالم تصویر
جہات ستہ سے نرم جہاں، وسعت خواہ کہ ہے، مجوم نشاط و سرور حجم غصیر
زمانہ دشمن عشرت کا اس قدر قاتل کہ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے شمیر
ہوا ہے مدد سے یہ نرم گاہ عیش و نشاط کہ شمس باز غم کی جا پڑھیں ہیں بد بزمیر
اگر پیار ہے صغریٰ تو ہے سبو کبریٰ (۳۱) نتیجہ یہ ہے کہ سرمست میں صغیر و کبیر
زمین سیکہ یہ خندہ نشاط انگیز کہ لائے مے سے ہو دیوار تہ قہر تہیر
دیا ہے رنج کو دھو تیرے غسل صوفیہ ضمیر خلق سے لے بادشاہ پاک ضمیر
عجب نہیں یہ ہوا سے کہ مثل نبض صحیح کرے اگر حرکت موج چشمہ تصویر
شہنشاہا ترے میں شفا سے کمال سے جولا علاج مرض تھے وہ ہیں علاج پذیر
کہ چوب گل کو اگر ماریں بید مجنوں پر (۲۵) تو صورت بشر پوش مند خوش تقریر
اشارہ فہم ہوا ایسا کہ وہ بیان کرے زبان برگ سے گونگوں خواب کی تعبیر
جو میل کھل بشار ہو کا کب خط غبار تو چشم دائرہ عین بھی ہو چشم بصیر
نہ موج مے کو ہو پیش نہ شیشہ لے چکی گئی جہاں سے یہ بیماری فو اتق و زحیر
نہ برق کو تپ لرزہ نہ ابر کو ہوز کام نہ آب میں ہو رطوبت نہ خاک میں بخر
بدل گئی ہے حلاوت سے تلخی دارو (۲۵) شراب تلخ بھی ہے مے کشوں کو شکر شیر
قوی ہے قوت تاثیر سے دوائے طبیب غنی قبول کی دولت ہے دوائے فقیر
شکرت دل کو ترے میں تندستی سے کرے درست اگر موسیائی تدبیر
تو موئے کا سہ چینی کو چارہ ساز تضا نکالے کا سہ چینی سے مثل بوئے خمیر
کھجائے سرجو کبھی مفسدان سرکش کا علاج خارش سر ہو بہ ناخن شمیر

بنا ہے نقش، شفا خانہ ہزار شفا (۲۵) ہر ایک خانہ تعویذ صاحب تکبیر
 ہر ایک اسم، عزیمت میں اسمِ عظم
 رہا نہ کوئی گرفتار رنجِ عالم میں
 شہا! ہے دم سے ترے زندگانی عالم
 مثالِ خضر توالے رہناے ملتِ دین
 تو وہ ہے حامی دنیا و دین زمانے میں (۵۰) کہ تجھ سے زیم ہے دنیا کو دین کو تو قیر
 کیا شہانِ سلف نے مسخر ایک جہاں
 سحر سے شام تلک زرفشاں ہے پنجہ مہر
 فلک پہ کرتا ہے ہر شب ادا جو سجدہ شکر
 یہ روز بہ سے ترے ہے جواں جہاں کہن
 حیات بخش جہاں تیرا مرثوہ صحت (۵۵) جو بخشے خلق کو عمرِ طویل و عیشِ کثیر
 ہزاروں سال ہر صدی نکال کے دست
 جہاں کو یوں تری صحت کے ساتھ ہے صحت
 یہ وہ خوشی ہے کہ فر بہ ہوں جس روز بروز
 پڑھوں ثنائیں تری اب وہ مطلع روشن
 کہ جس کا مطلع خود شید بھی نہ ہوئے نظیر
 مطلع

شہنشاہ! وہ تری روشنی رائے منیر (۶۰) عقولِ عشرہ کا نوار جس کے عشرِ عشر
 جو ہونے تابع امرِ تشاؤ و رواۃ فی الامر
 جو ہیں نکاتِ دہانی بشر کی فہم سے دور
 اگر ہے سہو کو کچھ دخلِ حافظے میں تو یہ
 حیا ہے گر تعلق تری نگاہ کے ساتھ
 ترا تو سبب بھی یوں ہے داخلِ حسنا (۶۵) کہ جیسے صحبتِ اصحابِ کہف میں تطہیر
 کرے ہے سلبِ تغیر کو ذاتِ حادث کے
 مجال کیا کہ ترے عہد میں شر کی طرح
 ہوا میں آ کے جو کرتا ہے سرکش شعلہ
 تو عقل کل کو کرے تو نہ ہرگز اپنا مشیر
 وہ تیرے ذہن میں موجود ربِ قلیل و کثیر
 نہ اپنا یاد ہے احساں نہ غیر کی تقصیر
 تو ہے ضمیر کی جانب تری صفا کی ضمیر
 زمانہ عدل سے تیرے یہ اعتدال پذیر
 اٹھائیں سر کو شرارت سے سرکشانِ شریر
 تو چکیاں دلِ آتش میں لے ہے آتش گیر

ترے نقی سے جو بالکل رہی نہ خو زری
 لڑائیوں میں کہیں پھوٹی نہیں نکیر
 جو پہنچے بت کدے میں تیرا شور دینا رہی (۷۰)
 بلند آواز نا قوس سے بھی ہو کبیر
 کیا یہ کفر کو اسلام نے ترے معدوم
 کہ کوئی زلف بتاں پر نہ کر سکے تکفیر
 جہاں میں چشم سبست یار کا ہوینگ
 جو مے کشوں کو ترا احتساب دے تغیر
 پڑے گلے میں رسن خط سرمہ سے اس کے
 بے مدام وہ گردش میں اپنے تہیر
 وہ برق قبر خدا تیری تیغ آتش دم
 کہ جس کی آتش ترے دشمنوں کو نابھیر
 جو ہے خدنگ کا تیرے نشانہ چشم خسود (۷۱)
 تو ہے تفنگ کا تیرے دل عد و پخیر
 ترے نہیب سے ہوں شکل فلسا ہی لنگ
 کریں نہ حلقہ جو ہر رفاقت شمشیر
 جو تیرے نکلے کہاں سے تری وہ ہو جائے
 طلب میں جان عد کی رواں قضا کا کھیر
 ترے ہے خامہ طغرائنگار میں یہ زور
 جو کھینچے اک روش خط منحنی وہ لکیر
 تو اس سے ایسے ہوں اشکال نہد سی پیدا
 شافے دیکھ کے اقلیدس اپنی سب تحریر
 وہ روشنی ترے خط میں کہ ابن مقلہ اگر (۸۰)
 لگائے آنکھوں میں سرمے کی جاتری تحریر
 تو ہو یہ نور بصارت کہ پڑھے حرف بحر
 جو ہوئے لوح جبین پر نوشتہ تقدیر
 رقم میں گر ترے اوصاف کے قصو کے
 زبان خار عطا کی ناک میں دے تیر
 ترا سند ہے وہ تیز رو کہ وقت خرام
 نظر ہو دیدہ زر قاک بھی اس کی نظیر
 کہ سیر گاہ ہے اس کی تو راہ یک روزہ
 ترے جو نیل کی تعریف خسرو الیکھوں (۸۵)
 کردوں حکایت شیریں و کوہ کن تحریر
 کہ نیل کوہ کجک تیشہ فیلباں فریاد
 وہ دونوں دانت صفا ایک ایک جو شیر
 چلے نہ اشرفی آفتاب عالم میں
 خط شعاع سے اس پر جو یہ نہ ہو تحریر
 ابو ظفر شبہ والا گہر بہادر شبہ
 جہاں مستور عالم مطیع و خلق مطاع (۹۰)
 فلک ہویدہ و اختر معین و نجت نصیر
 شبہ بلند نگہ شہر یار و الاجاہ
 جہاں مستور عالم مطیع و خلق مطاع
 زمیں ہو سبز جو تیرے صحاب بخشش سے
 تو یوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکیر

بجشیم مہر اگر تیرا نیل اقبال کرے نگاہ سہرا بجو آبِ غدیر
 تو فلس فلس ہوا ہیوں کے دقتِ شکار نگیں دستِ سیماں بدستِ ماہی گیر
 نہ ہے ثنا کے لیے تیرے اختتامِ تمام نہ ہے دعا کے لیے تیری انتہا و اخیر
 مگر یہ ذوقِ ثنا سنج و مدح خواں تیرا (۹۵) غلامِ پیر کہن سال اک فقیر حقیر
 کرے ہے دل سے دعا یہ سدا فقیرانہ سنا ہے جب سے کہ رحمِ خدا دعائے فقیر
 الہی آب پہ ہوتا زمیں زمیں کو ثبات زمیں پہ تا ہو فلک اور فلک کو ہوتا دید
 فلک پہ چھوڑے نہ آدا منِ مسیح حیات زمیں پہ خضر کی تا ہو فنا نہ دامن گیر
 عطا کرے تجھے عالم میں قادرِ قیوم بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر

تن قوی و مزاج صحیح و عمر طویل
 سپاہِ دافرو ملکِ وسیع و گنجِ خطیر



(۴)

در مدح اکبر شاہ ثانی

دل کہ اس دہر میں ہے گر سنہ نازِ بیا
 ہوں وہ لب تشنہ کہ میں دامنِ دریا کھوں
 وہ خنک دل ہوں کہ جس کے نفس سرد ہے آہ
 میں ہوں وہ شعلہ جو آلهِ بزیہ گردوں
 میں وہ مجنون جگر تفتہ ہوں جس کے دمِ قصد (۵)
 چشمِ سوزن سے نہ لو سلسلہ زنجیر کا تم
 ہوں وہ افتادہ کہ ہمت کبھی یاد رہو تو ہو
 ہوں وہ تصویرِ سرِ صفحہ عالم جس پر
 دل گرفتہ ہوں وہ میں دہر میں مانند انار
 ہوں وہ فرسودہ غم جس سے چشمِ بنفش (۱)
 قطرہ شبنم کا ہو گل پر تو مری نظروں
 میں ہوں وہ کشت کہ بیگناہ ہے سبزہ جس سے
 فلکِ سبز کے نیچے ہوں میں تلوار کا لیت
 ہوں وہ خود رفتہ کہ جوں عمر تلف کر دے مجھے
 ماہِ خشک کی طرح ہوتا عیاں ہوں سرکہ (۵)
 ہوں وہ گرشتہ کہ گری ساقی دسا غرا چو
 اس گلستاں کی روش پر گل بازی ہوں میں
 دل نے لیمو سے کیا رنگ طلا کا روشن
 میں وہ گردشِ زدہ دہروں جس کا پسِ برگ
 میں ہوں بس لیلِ خوں شدہ جس کے خوں میں (۲)
 نیم تیغِ قاتلِ روشِ کشتی دریا ہو رواں
 نیم تیغ اس کو غنیمت ہے کہ دیکھا لپٹاں
 برقِ پُرسوز کا ہاتھ آئے جو طرفِ داماں
 دم میں یخ بستہ ہو سرِ چشمہ مہرِ رخشاں
 کما گردل کو قرار آئے تو چکر میں ہو جاں
 ہر بنِ موسے عوضِ خوں کے نکلتا ہے دھواں
 دلِ وحشت زدہ ہے لا غریبے تابِ قلاں
 دست گیر آ کے عصائے شہِ مورچکاں
 موقلمِ دد تو کرے کارِ سنان و پیکاں
 اک گرہ دا ہو تو ہو صد گرہ اندر داماں
 کرتا سروِ چینِ دہر ہے کارِ سوہاں (۱)
 سنگِ حسرت ہو کہ رکھتا ہوں زیرِ دنداں
 اور اگر ہے تو ہے آغشتہ زہرِ ابِ سناں
 آبِ شمشیر مجھے دد کہ یہی ہے مری جاں
 حشر تک ڈھوڑیں تو ممکن نہیں تھائے نشاں
 اور ابھی پلی میں جو دیکھو تو عیاں ہوں نہاں (۵)
 حلقہٴ دوبرِ فلاخن ہو بدستِ دہقان
 نہ ادھر ہوں نہ ادھر ہوں دبا ہوں نہاں
 ترش روئی سے رُخِ زرد ہے میرا تاباں
 سنگِ قنود بھی چکر میں ہو مانندِ فناں
 تیغِ قاتلِ روشِ کشتی دریا ہو رواں (۲)

اشکِ خوئیں ہے مرا آتشِ یا قوتِ بین
دل اڑا جاتا ہے جل جل کے جوہن آگِ برا
طفلِ معصوم کا ہے خوابِ مری موتِ حیات
دہ سیہ بخت ہوں میں خاکِ نے جس کی بیکر
میں دہ بیمار ہوں مایوسِ شفا جس کے لیے (۲۵)
دمِ عیسیٰ نے کیا کارِ نفوسِ شعبا
اٹھ سکا سر نہ مرا زرعِ گیتی میں ذرا
شرحِ جاں سوز سے میری تے قلیاں کا طرح
دلِ مایوس یہ تھا کہ رہا مجھ سے کہ خرد
یہ تو کر غور کہ مداح ہے کس شاہ کا تو
وہ شہنشاہ کہ جشنِ اس کا ہے افلاک کی سیر (۳)
ماہ گردوں پہ ہے اور آ کے زمیں پر مقباب
سن کے یہ مژدہ جاں بخش ہراک کو بات تک
دیکھا ہوں کہ سرِ شاخِ مژدہ کا سہ چشم
آج عالم کا ہے دل شاد کہ جوں عالم نور
ماہِ فرخندہ لقب شاہِ محمداکبر (۳۵)
دیکھا ہے دلتِ وصول کا جو اس کے اقبال
مدحِ حاضر کے لیے حاضر دربارِ مودق

مطلع

پوچھ لو آج فلک سے کہ ہے خورشید کہاں
تیرے جلوے کی بجلی نے جو روشن کیاں
آستیں اپنی ہلا دے جو ترا دستِ کرم (۳۶)
کیوں نہ اربابِ ہم ہوں تری ہمت کے غلام
آگے دریا ترے خود کھولے ہے لبِ ہما سوال
سرخوردی ترے حاسد کو جگر خواری ہے
کانپتے ہیں تری ہیبت سے پلنگ اور نہنگ
گر ہے کچھ وزن تو آجائے پہ سوتے میزاں
ہو گیا شمعِ مرے سینے میں تارِ گِ جاں
حق یہی ہے کہ الانسان عبید الاحساں
کہوے کس منہ سے کہ پنجہ بھی ہے رکھتا مر جاں
شیر کے بال سے ہے تیز تر اس کو رگِ پاں
بحرِ پر ہے تری تیغ کی برش یکساں

ہے زہر رکھتی اسی واسطے مایہ آب (۵۱) پہنچے جوشن ہے میتاں میں ہر اک شیرِ ثراں
 تیغِ ہندی تو کمر میں ہے پہ اک اک جوہر رکھتا درِ زیرِ نگین ہے صفحاتِ صفہاں
 کوہ پر بیٹھے کے یوں بیٹھے بہ پشتِ مایہ جیسے ابرو سے تباں ہوتے آئینہ عیاں
 تیرے خنجر کو ملا شہرِ قدرت سے ہے دور مرغِ دل سینوں جوں ناغ و زغن میں پڑاں
 تیرا دک کو ترے دیکھ کے ہے لوٹ رہا طاہرِ قبلہ نما خاک کرے کا طیسراں
 آتشِ قہر کی بیبت سے تری نارِ سیر (۵۲) رکھتی شعلے سے ہے انگشتِ زیرِ دندان
 گنبدِ چرخ ہوا کلبہ پر دود اسے روح کو سینہ حاسد میں بجائے خفقاں
 تیرا فرماں تھا کہ فرماں بردار کے سوا ہوئے یہ منکرِ اقبال ترے ناپیدا
 تیرے ہتھابِ کرم سے جو سرِ قلزمِ قہر پردہ نور میں ابلا ہے تنویرِ طوفاں
 عدل نے تیرے دکھائے ہمِ آتشِ آب (۵۳) آبِ آئینہ میں روشن ہے رخِ برق و شاں
 دل افکار کا ہے سودہ الماس علاج سنگ ہے سنگِ جرات بہ سرِ زخمِ جہاں
 تیری تاثیرِ محبت نے دیا ہے تریاک ورنہ تھا زہرِ دلوں کو خطِ سبزِ خواں
 افقِ صبح سے کافور کا لے کر مرہم رکھتا ہتھاب ہے بر سینہ صد چاک کتاں
 سرِ زلفِ عہد نے کی تیرے یہاں تک معدوم کہ نظر آتا نہیں دشت میں کانٹوں کا نشاں
 بے علفِ ناڈہ یلی ہے مگر قیسِ غریب (۵۴) نہیں دیتا بہ ضیافتِ سرِ خارِ مژگاں
 خسرو! تیری توانائی اقبال سے آج ناتوانوں کی ہوئی دہر میں یہ تابِ توں
 مور کا سلسلہ نقشِ قدم گر ہو کہیں اپنے حلقے میں جکڑ لیتا ہے صد پلِ دماں
 آگے جلوے کے ترے پنجہ خورشید ہے گرد آگے رتبے کے ترے خاک ہے جرمِ کیواں
 اس تصور میں جو ہے پیشِ نظرِ عالمِ نور اس کو اک مطلعِ مژروں میں کرتا ہوا
 مطلع

گر تری ذات نہ ہو کعبہ اقبالِ جہاں (۵۵) آسماں ہووے نہ پھر پھر کے زمیں کا قباں
 ہو میں نا صیہ سالی تری خورشید کو روزِ موگشاں لاتی ہے درِ پرتے ہو سرگرداں
 مہرِ گاہِ ہمتِ عالی کا جوابِ دل لائے ایسے میساں گدہ آفاق پہ ہوا قطرہ نشاں
 جن کی شادابی گوہر کو اگر دیکھے تو درِ طرفۃ العین میں ہو کاہِ ربا کا یرقاں

آتشِ قبر و غضبِ تیری عیاذاً باللہ
 ہے یقین صورتِ نخلِ گلِ آتشِ بازی (۷۰) مشتعل ہوئے اگر سوئے تکتانِ جہاں
 ماجرا خلمے نے شیریں سخن کا تیری
 سخنِ دہلِ سخن سب سہرا مل تھے کٹھے
 وصفِ شوخی تھے تو سن کا ہو کس طرح رقم
 باندھوں کس طرح سے مضمونِ سواری میں
 قلم و حرف نہیں پیشِ نظر میں امن م
 کہوں شستگی اس بادیہِ پیا کی میں کیا
 نہیں انسان، مگر کام میں انسانِ فزوں
 خسرو! سرعتِ رفتار ہو گئے مدِ نظر
 جلوہ گر خانہِ زیں پر ہو پھر اس شان سے تو
 تازیانہ جو لگائے تو کفل پر اس کے (۸۰)
 ابھی کوڑے کی صدا کوہ سے پھر کر نہ چلے
 کیا دکھاؤں تے ہاتھی کی بلندی شاہا!
 جھوٹا جھاتا آتا ہے درِ دولت پر
 سمتِ قبلہ ہے ابرا یا سردوش ہوا
 اس کی متک پہ سپر اور وہ نگارِ خطوم (۷۵)
 اور اگر یہ نہیں مضمون تو کسی ہوش کی
 اس کے دندان یہ نہیں غور سے دیکھا میں نے
 کیا لکھوں آگے ترا وصف کہ منہ میں میر
 ختم کرتا ہے ثنا تیری دعا پر اب ذوق
 تجھ کو حشبن مبارک ہو بصد جاہ و جلال (۹۰)
 جو دعا گو ہیں ترے ان کی دعائیں ہو قبول
 صبحِ حشبن طرب افزا میں ہو دائم خنداں

اور بزرگِ شبِ دیگور تھے سب بدخواہ

روسیہ محفلِ عالم میں ہوں جوں ماتیاں

(۵)

در مدح بہادر شاہ ظفر

ساون میں دیا پھر یہ سوال دکھائی
 کرتا ہے ہلال ابروئے پر خم سے اشارہ
 کس رنگ سے ہوں ہاتھ نہ سیکس کے خنائی
 ساتی نے ہے آتش سے تیز اڑائی
 یہ جوش ہے باراں کا کہ افلاک کے نیچے (۵)
 پہنچا ملک شکہ باراں سے ہے یہ زور
 ہوتا قلم عمتاں بہ لب جو مقبسم
 ہے کثرت باراں سے ہوئی عام یہ سردی
 سردی آخرا پہنچے ہے عاشق کے جل تک
 عالم یہ ہوا کا ہے کہ تاثیر ہوا سے (۱۰)
 کیا صرف ہوا ہے طرب و عیش سے عالم
 خالی نہیں مے سے ریش دانہ انگور
 جو آئینہ دل ہے وہ عاشق کی بے لیا
 کرتی ہے صبا آ کے کبھی شک فشان
 تھا سوزنی خار کا صحرا میں جہاں فرش (۱۵)
 آرائش گلشن کے لیے جامہ رنگیں
 ہے رنگیں شہلا نے دیا آنکھ میں کاجل
 ابرو پہ کرے قوس قزح دسمہ تو خورشید
 رخسارہ گل چیں کا ہے سرخی سے یہ عالم
 کیا ساغر رنگیں کو کیا جلد مہیا (۲۰)
 ہوتی متحمل نہیں اک ساغر گل کی
 برسات میں عید آئی قدح کش کی بن
 ساتی کو کہ بھر بادہ سے کشتی طلائی
 کس رنگ سے ہوں ہاتھ نہ سیکس کے خنائی
 ساتی نے ہے آتش سے تیز اڑائی
 ہرنالے کی ہے دشت میں دریا پہ چڑھائی
 تالاب سمندر کو کرے چشم نہائی
 کافور کی تاثیر گئی جوز، میں پائی
 معشوق کا گریہ ہاتھ میں ہے دست خنائی
 گردوں پہ ہے خورشید کا بھی دیدہ ہوائی
 ہے مدد سے میں بھی سبق صرف ہوائی
 زاہد کا بھی ہر دانہ تسبیح ریائی
 گویا کہ ہے مینائے کاہ ربائی
 کرتی ہے نسیم آ کے کبھی نخل سائی
 بنرے نے وہاں نخل خوش رنگ بچھائی
 زیبا نش غنچہ کے لیے تنگ قبائی
 برگ گل سوسن نے دھڑی لب جانی
 سرخی شفق سے کرے ریش اپنی خنائی
 جوں دقت غضب چہرہ ترکان خطائی
 زنگ نے تو سروں ہی متھیلی پہ جسمائی
 شاخ گل احمر کی نزاکت سے کلائی

اعجازِ نواسخی مطرب سے چمن میں
حیرت کی نہیں جائے کہ دیوارِ چمن پر
شاہِ اترے جلوس سے ہے عید کی رونق
کہتے ہیں مہِ نوجسے ابرو نے وہ تیری (۷۵)
پر تو سے ترے جامِ مے عیشِ سرِ بزم
ٹپکے لبِ ساغر سے وہ قطرہ کر وی شکل
کیا علم سائے ترا سینے میں فلک کے
ٹپھتا ہوں ترے سائے وہ مطلعِ نوز
ہر خار کی ہے نوکِ زباں شعرِ نوائی
ہر طائرِ تصویرِ کرے نغمہ سرائی
عالم نے تجھے دیکھ کے ہے عید سنائی
کی آئینہ چرخ میں ہے عکسِ نمائی (۷۵)
لے ساغرِ حمشید کرے کارِ روانی
ہوشِ فلک جس میں تماشا ئیِ خدائی
دریا کی کہاں ہو سکے کاسے میں سمائی
احنت کہیں سن کے بہائی و سنائی

مطلع

یوں کرسیِ زر پر ہے تری جلوہ نمائی (۳)
رکھتا ہے تو وہ دستِ سخا سائے جس کے
گمرہ کو بدایت جو تری راہ پہ لائے
تاناخُن شمشیر نہ ہوناخُن تدبیر
خوشید سے افروز ہونشاں سجدہ کارشن
عکسِ رُخ روشن سے ترے جوں یہ بیضا (۴)
کرتا ہے تری نذرِ سدا نقدِ سعادت
اگ مرغ ہو کیا ہے کہ سیرِ غ نہ چھوٹے
ہر کوہ اگر کوہِ صفا ہو تو عجب کیا
ہو بلکہ صفا ایسی دلِ سنگِ صنم میں
ہر شعرِ غزل میں ترے معنی شفا ہیں (۵)
مانع جو ہوا دت درازی کو ترا عدل
زنجیر میں جو ہر کے رہے تیغ ہمیشہ
دیتا ہے دعا ذوق کہ مضمونِ ثنائیں
ہے ذہنِ رسا کو یہ کہاں اس کے رسائی

ہر سال شہا ہو دے مبارک یہ تجھے عید

تو مسندِ شاہی پہ کرے جلوہ نمائی

مومن

در مدح راجہ اجیت سنگھ

صبح ہوئی تو کیا ہوا ہے دی تیرہ آخری
چشم ستارہ سحر لون زحل سے سرسما
خطِ بیاض صبح وہ شعلہ دم اثر سپید
یاد ہوا ہے کوئی یار خانہ خراب جاں گزار
سامع سوز دل خراش گریہ فروز دزخم ریزہ (۵)
مجھ کو فغاں کا ام اور ذکر میں اہل خانقا
چار طرف ہے غلغلہ حتیٰ علیٰ الفلاح کا
شعلہ شمع سے فروں چہرہ راز ریزگوں
رشک فزا نظارہ صحبت ساکنانِ قرب
صبح مرعاشِ روضِ شبِ اولین گور (۱۰)
غم نہ سما سکا مرا بکہ جہانِ تنگ میں
صبح کی جب بہار ہے ساقی غنچہ بویں
ہر حرکت متحرک شوق و ہیج ہو س
بستر گل پہ خواب خوش سرخوشی نشاطِ خوا
زطل گراں دم صبح سے شینہ روح (۱۵)
عطرِ شام حور عین نہ فلک نو آفریں
ایک سے ایک کامیاب سینہ حاسداں کباب
جب نہ ہے طبع تو کیا خلد میں گرے بغرض
میرے یہ بخت بے بخت ایسے نصیبِ ناب
طولِ دل کی حد نہیں سازِ طرب کہاں آئے (۲۰)
کثرتِ دود سے سیاہ شعلہ شمعِ حادری
دشنہ ترک چرخ سے تیز نگاہِ مشری
عکس سے جس کے آب ہوا آئینہ سکندری
خفیہ شمال میں موم بادِ صبا میں مصری
نغمہ نوکِ عندلیب قہقہہ گلِ تری
دیر میں شورِ بید خواں سیکہ سے نواگری
بطنیوں کے عذرِ رنگ شدتِ ضعفِ لاغری
رنگِ شفق سے بیشتر گریہ مرا معصفری
پستی بخت کو دکھلے گھری بلند نظری
زور گدازِ بیمِ شام، سختی روزِ محشری
چرخ میں یہ محدثی آگئی اور معشری
مے سے عذارِ لالہ رنگ لب سے مذاقِ شکری
قلقل شیشہ قاہ قاہ مطربِ طرفہ زیوری
عطرِ لباس سے گلابِ جرمِ دماغ کی تری
ادخنہ و بخور سے عنبر و بانِ مجھری
ایک طرف شرابِ ناب ایک طرف گزک دھری
تصیرِ رجبہ سے لعلی و جامِ گوہری
چارہ یاس امیدِ حشر مرگِ علاجِ مفطری
بادِ شہی جہاں ہو کم حیف ہاں قلندری

یاں کے ہوئے نہواں کے ہم جیسے فقیرت پرست
چرخ نے جیسے جیتے جی کیں پدہی عنایتیں
عشق عیاں کا کیا بیان نہر اپناں
وہم بدوں شدن خیال قید سے چھوٹا مال
چھٹ بھی گئے تو راہ بند جا بجائے لامکاں (۲۵)
رغبت وصل پر حذر یار کو پائے پائے ہے
کل سے زیادہ آج ہے غم کی فراہمی مباد
چرخ سے جنگ اور ایک جزو ضعیف چرخ یہ
نالے سے میر گرم و خشک زہرہ ماہ کا مزاج
جان جہاں کو دل دیا دشمن جاں ہوا جہاں (۲۰)
یک دل دگوں گونہ زخم یک تن و فوج فوج خصم
جو رہوں وفا کروں حق وفا ادا کروں
قدر ہنر کو چاہیے عقل و تمیز و درک و فہم
سوارائے عصر تعبے خرد اور جہل دوست
ایک جہاں میں قدر داں سودہ بزم آسماں (۲۵)
راجہ اجیت سنگھ نام کام روئے خاص عام
فیل نشیں بنا دیا خاک نشیں کو اس نے اب
چین سے زر و عدل کے درکان سے لعل کو ہرائے
دست گہر خشاں سے وہ نامہ اگر رقم کرے
لیتے ہوئے گرائے جو بار عطا سے لعل و در (۲۰)
حاکم و معن پائمال اس کے صف نعال میں
لعل لب اس کے خوشاں جیسے گہر شادست
یک شبہ خراج بزم کا نیمہ خراج نیم روز
ایک جہاں گدائے در اور وہ سب کا معقد
دور کرم میں اس کے لعل خشکی لب کا ہے بہا (۲۵)
بندگی خدا تو ہو گرنہ ہو صاحب افسری
خاک کسے گی بعد مرگ ویسی ہی مہر داری
قمری نالہ کش زباں میری ہے دل صنوبری
یاں سے گریز کیا مجال بند گراں پہ بھوری
کوئی عجب ظلم ہے گنبد چرخ چنبری (۲۵)
ناکسی آفت قرار نے ہو سس ستم گری
آج سے کل زیادہ ہو حال کی اپنا بتری
طالع ددوں خراب ہو آپ کرے جو یاوری
گریدے سے میر سرد تر طبع بروج آوری
سرمی ہوا نظری یاں سینے میں آرزو بھری (۲۰)
یک جگر و ہزار منش یک سر و صد گراں سری
یہ نہ کروں تو کیا کروں قہر ہے عشق و بے زری
دست کشادہ دل فراخ منعمی و تو نگر
بخل کے ساتھ ہر جگہ جمع بھیجا و خری
جود سے جس کے بے نظام کار جہاں کی اتری (۲۵)
خاک نہیں فلک کو زیب لاف و گزاف بتری
بسکہ جہاں میں شہر ہے اس کی غریب پرہی
دام ہما ہو حسرت مرتبہ کبوتری
کلبہ خا کر دہ ہو جیسے دکان جوہری (۲۰)
صدرین بزم کام بخشی و فیض گستری
جائزہ کم نہ آفریں دونوں میں ہے برابری
بخشش ہفتہ حاصل فائدہ ہفت کشوری
طبعی سے شیخ وقت جس کا سوال قیصری
دریتم کو بکے چشم یتیم کی تری (۲۵)

اس سے زیادہ اور کیا ہوئے گی بخشش عطا
 رونق لولیان بزم دیکھ کر اس کے جوہ سے
 گرم دعائے بازگشت شکل بشر میں ہوئے نما
 اس کے ادم حشمت و مائدہ جلال پر
 جوش طراوت شام و جہ عطاس عزد جاہ (۵۰)
 بوسہ رد ابھر طرقتی سجدہ دفرق ہر فرقتی
 تودہ بہار باغ حسن جس پہ کسے شمار مجا
 لب کو شال کس سے دوں لعل عشیق بے مزا
 چشم کا تیری استزاج روح فزا نظر فزا
 فصل بہار بعد یاس کس لیے غنیمت بھر ہوا (۵۱)
 جمع ہیں تجھ میں عدل حسن جن گزرا بیاں خرا
 اطللس چرخ زیر گردش ہوائے رشک سے
 تودہ سوار بیکہ تاز عرصہ رزم گاہ میں
 تو سن باد پاتا را روز و نغا بگاڑ دے
 سیر ریاض میں نسیم سطلج ہوا پہ پوئے گل (۶۰)
 روز نبرد گرچہ ہو خصم جباں کے زیر پراں
 اس تگدو کو کیا کہیں چرخ ہے ایک جہت مہیا
 ہائے سبک عنانیاں داہ گراں رکابیاں
 مجھ سے مدیحہ سنج کا پیک خیال گرنہ ہو
 کر دیے دشمن اس لیے تو نے زبون و مزگول (۶۵)
 تختہ حریف کا تباہ حال و تغیر کعبتیں
 جس نے مقابلہ کیا بے جگری سے صل دیا
 چرخ سے کم تو کیا ہو وہ خود جو ضرب گئے اٹھائے
 ساکن بگرد بہ تمام رام نہ ہوں تو کیا کریں
 افعی رنج سینے کو چیر کے دل نکال لے (۷۰)
 مار سیاہ زلف سے ہونہ سکے یہ دلبری
 کم ہے اکثروں ملک میں نہ ہو مقرری
 تیرہ نگاہ یکہ ہے لونی چرخ چنبیری
 بہر حصول زیور و چارہ رشک نیوری
 خستہ ذباب کی طینن طنطنہ سکندی
 لطف نسیم مشک نیز خلق شمیم عنبری
 سنگ اس کا اک صنم رشک بتان آذری
 لالہ رنجی سہی قدی گل بدنی، سمن پری
 گل میں کہاں یہ ناز کی تل میں کہاں یہ حمزی
 گریہ مستی و نگاہ روح گلاب و مہری
 بزم میں تیری گرتی تھی گل کو امید ساغری (۵۵)
 مست شراب لب شراب مجھ پری رنجی پری
 آتش سینہ نجوم محبت آب پسکری
 جامہ دریدہ جس کے ساتھ قطرہ زنی سے صفدی
 صرصر عادی ہوا دم میں دکھا کے صرصری
 عرض بحر طے کرے آن میں بے شنادری (۶۰)
 تو سن برتیں فلک تو بھی محال جانبری
 نیم قدم پہ رہ گئی طائری و تگادری
 گاہ غزال ہیں ہے وہ گاہ پلنگ بربری
 شاہ سوار کیا کرے کس سے ہو اس کی چاکری
 سجدہ گہ صفات بد تا کہ ہو نیک محضی (۶۵)
 نیل مرام و شش جہت مہرہ و قیلہ ششدری
 کیا کھلے ایک حملے میں گرچہ کھلے دلاوری
 حرب سے پہلے شکن بہر عدویہ مغفری
 تیغ میں پہنکی اور طبع میں یہ غضفری
 مار سیاہ زلف سے ہونہ سکے یہ دلبری

بال و پر فرشتہ موت میں یا پر خدنگ
 خندہ برقی تیغ میں گر گئی مہر ماہ تیر
 شہرت ظلم و جور سے دور میں تیرے کی عجب
 رونق بزم و عزم رزم قمر جلال قدر جاہ
 سینے پہ روئے دلبران بر میں قبائے رستمی (۷۵) پاؤں پہ فرق سرور اں سر پہ کلاہ سروری
 اس قدر اعتبار پر اس قدر انقلاب حال
 ہے ترے در پہ منحصر اب جو شرف تو طے ننگ
 بسکہ خلف محال تھا ہو گئی نسل منقطع
 ہے خرد مجسم و نکتہ نواز قدر داں
 شاعر بے نظیر ہوں سحر بیاں دبیر ہوں (۸۰) دم ہے مرا نمونہ معجزہ پیمبری
 سحر حلال سے مرے جادوئے ساری خجل
 لاف زنی پس مدیح رسم قدیم کیا کروں
 کفر حکایت غرور اس کے بغیر یہ محال
 میری زبان میں وہ بات جس سے ملک سخن بے
 حیرتی عقوبت تازہ مژگان قہر (۸۵) بسکہ مرے حد ہے تیرہ ردان انوری
 مجھ کو یہ گل زمیں پسند آگئی اتفاق سے
 نان گدا پہ رغبت شاہ جہاں غلط غلط
 خود نہیں کی ہے اختیار نظم کو میں نے یہ زبان
 باغ میں اپنے ہر شجر تارہ چار و سر و بید
 لذت مدح جاں فزا لکھی بجو تاب کاہ (۹۰) شہد ہے یاں تو شہد ناب صبر ہے تو سقوطی
 میری طلاقت لساں میری فصاحت کلام
 میرے معاند و حسود ہرزہ ستائے زلفاں
 میں یہ سگان جیفہ خوار مغز سخن سے بے نصیب
 میں وہ شبہ سر یہ فضل جس کے خطیب کے لیے
 فرط جمال سے نہیں گرچہ لباس کا خیال (۹۵) تو بھی تو بکر فکر کو ننگ ہے زہرہ معجری

قیمتِ حسنِ یوسفی میرے سخن کا رونما
 حضرت مومن اس قدر لاف اگرچہ ہے دست
 ختم سخن دعا پہ ہوتا نہ اثر میں ہو کلام
 تاکہ ہے بیتِ مفتیں قوتِ ولیٰ فلک
 تا ہے الفتِ آزمانا زو غرورِ دلربا (۱۰۰) تاکہ ہے آرزو فزا طرزا دے دلیری
 جو رہے تیرے جاں نثار غارتیانِ دینِ دل
 تاکہ ہو نو بہار میں قسمتِ رند مشرباں
 بہرِ حسود جامِ زہر سا غمے تھے پیے
 رقصِ دس دسے تری انجمنِ نشاط گرم
 سوئے ہزار گوشِ جاں روئے زمین زرشاں (۱۰۵) باغ میں جب تک اس طرح جلوہ کرے گل تری

تجھ کو نصیبِ بزم میں داد وہی صلہ وہی
 مجھ کو مبارک ایک سو مدح گری گداگری

غالب

(۱)

در منقبت حضرت علیؑ

دہر جز جلوه یکتا بی معشوق نہیں
 بے دلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
 ہرزہ ہے نغمہ زیر و بم ہستی و عدم
 نقش معنی ہمہ خمیازہ عرض صورت
 لاف دانش غلط و نفع عبارت معلوم
 مثل مضمون وفا باد یہ درست تسلیم
 عشق بے ربطی شیرازہ اجزائے حواس
 کوہ کن گرسنہ مزد و ربط گاہ رقیب
 کس نے دیکھا نفس اہل دفا آتش خیز
 ساج زمرئہ اہل جہاں ہوں لیکن (۱۰)
 کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ
 نقش لا حول لکھ لے خامہ بندیاں تحریر
 منظر فیض خدا جان و دل ختم رسل
 ہودہ سرمایہ ایجاد جہاں گرم خرام
 جلوہ پرداز ہونقش قدم اس کا جس جا (۱۵)
 نسبت نام سے اس کی ہے یہ رتبہ کہ ہے
 فیض خلق اس کی ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سرا
 برش تیغ کا اس کی ہے جہاں میں چرچا
 ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خود میں
 بے کسی ہائے تماشا کہ نہ دنیا ہے نہ دین
 لغو ہے آئینہ فرق جنون و تمکین
 سخن حق ہمہ پیمانہ ذوق تمکین
 (۵) درد یک ساغر غفلت ہے چپے نیا و چپے دیں
 صورت نقش قدم خاک بہ فرق تمکین
 وصل زنگار رخ آئینہ حسن یقین
 بے ستوں آئینہ خواب گران شیریں
 کس نے پایا اثر نالہ دل ہائے حزیں
 (۱۰) نہ سرو برگ ستائش نہ دماغ نفی
 یک قلم خارج آداب وقار و تمکین
 یا علی عرض کرے فطرت و سواس قرین
 قبلہ آل نبی کعبہ ایجاد یقین
 ہر کف خاک ہوداں گردہ تصویر زمیں
 (۱۵) وہ کف خاک ہے ناموس در عالم کی ہیں
 ابد آشت فلک خم شدہ ناز زمیں
 بجئے گل سے نفس باد صبا عطر آگین
 قطع ہو جائے نہ سرشتہ ایجاد کہیں

کفر سوز اس کا وہ جلوہ ہے کہ جسے ٹوٹے رنگ عاشق کی طرح رونق بخانہ چیں
 جاں پناہ دل دجاں فیض رسا نا شاہا (۲۴) دسی ختم رسل تو ہے بہ فتوائے یقیں
 جسم الظہر کو ترے دوش چمبہ منبر نام نامی کو ترے ناصیہ عرش نگیں
 کس سے ممکن ہے تری مدح بغیر از واجب شعلہ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں
 آستان پر ہے ترے جو ہر آئینہ سنگ رقم بندگی حضرت جبریل اچیں
 تیرے در کے لیے اسبابِ نثار آمادہ خاکیموں کو جو خدا نے دیے جان و دل دیں
 تیری مدحت کے لیے ہیں دلِ جاں کام دوزبا (۲۵) تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم دست و جبین
 کس سے ہو سکتی ہے مداحیِ ممدوح خدا کس سے ہو سکتی ہے آرائشِ فردوس بریں
 جنسِ بازارِ معاصی اسدا شد اسد کہ سوا تیرے کوئی اس کا خریدار نہیں
 شوخیِ عرضِ مطالب میں گستاخ طلب ہے تیرے حوصلہ فضل پر از بکہ یقیں
 دے دعا کو مری وہ مرتبہ حسن قبول کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سوار آ میں
 غمِ شبیر سے ہو سینہ یہاں تک بر نہ (۲۶) کہ رہیں خونِ جگر سے سری آنکھیں رنگیں
 طبع کو الفتِ دل میں یہ گرگئی شوق کہ جہاں تک چلے اس کے قدم اور مجھ سے جبین
 دل الفتِ نسبِ سینہ توحید فضا نگہ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں

صرف اعدا اثرِ شعلہ دودِ دوزخ
 وقف احبابِ گل و بلبلِ فردوس بریں

(۲)

در مدح بہادر شاہ ظفر

ہاں بہ نو بستیں ہم اس کا نام
 دو دن آیا ہے تو نظر دم صبح
 بارے دو دن کہاں رہا غائب
 اٹ کے جاتا کہاں کہ تاروں کا
 مرحبا اے سرور خاص خواص (۵)
 عذر میں تین دن نہ آنے کے
 اس کو بھولا نہ چاہیے کہنا
 ایک میں کیا کہ سب نے جان لیا
 راتِ دل مجھ سے کیوں چھپاتا ہے
 جانتا ہوں کہ آج دنیا میں (۱۰)
 میں نے مانا کہ تو ہے حلقہ بگوش
 جانتا ہوں کہ جانتا ہے تو
 مہرتا ہاں کو ہو تو ہوا اے ماہ
 تجھ کو کیا پایہ روشناسی کا
 جانتا ہوں کہ اس کے فیض سے تو (۱۵)
 ماہ بن ماہتاب بن میں کون
 میرا اپنا جدِ عالم ہے
 ہے مجھے آرزوئے بخشش خاص
 جو کہ بخشے گا تجھ کو فرزدغ
 جب کہ چودہ منازلِ فلکی (۲۰)
 تیرے پر تو سے ہوں فرزدغ پذیر
 جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام
 یہی انداز اور یہی اندام
 بندہ عاجز ہے گردشِ ایام
 آسمان نے بچھا رکھا تھا دام
 حبذا اے نشاطِ عام عوام
 لے کے آیا ہے عید کا پیغام
 صبح جو جائے اور آئے شام
 تیرا آغاز اور ترا انجام
 مجھ کو سمجھا ہے کیا کہیں تمام
 ایک ہی ہے امید گاہِ انام
 غالب اس کا مگر نہیں ہے غلام
 تب کہا ہے بطرِ استفہام
 قربِ ہر روزہ برسبیلِ دوام
 جز بہ تقریبِ عیدِ ماہِ صیام
 پھر نبا چاہتا ہے ماہِ تام
 مجھ کو کیا بانٹ دے گا تو انعام
 اور کے لین دین سے کیا کام
 گر تجھے ہے امیدِ رحمتِ عام
 کیا نہ دے گا مجھے مئے کلفام
 کر چکے قطعِ تیری تیزیِ کام
 کوئے و شکوے و صحن و منظرِ دام

دیکھنا میرے ہاتھ میں برنیہ اپنی صورت کا اک بلوریں جام
پھر غزل کی روش پر چل نکلا
تو سن طبع چاہتا تھا لگام

زہرِ غم کر چکا تھا میرا کام تجھ کو کس نے کہا کہ ہو بدنام
میں ہی پھر کیوں نہ مے پیے جاؤں (۲۵) غم سے جب زیت ہو گئی ہو حرام
بوسہ کیسا یہی غنیمت ہے کہ نہ سمجھیں وہ لذتِ دشنام
کعبے میں جا بجائیں گے اتوس اب تو باندھا ہے دیر میں احرام
اس قدح کا ہے دورِ مجھ کو نقد چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ ام
بوسہ دینے میں ان کو ہے انکار دل کے لینے میں جن کو تھا ابرام
چھڑتا ہوں کہ ان کو غصہ آئے
کیوں رکھوں در نہ غالب اپنا نام

کہہ چکا میں تو سب کچھ اب تو کہہ اے پری چہرہ پیکِ تیز خرام
کون ہے جس کے در پہ ناصیہ سا میں مہر و زہر و بہرام
تو نہیں جانتا تو مجھ سے سن نام شاہنشہ بلند مقام
قبلہ چشم و دل بہادر شاہ منظرِ ذوالجلالِ دالاکرام
شہ سوارِ طریقہ انصاف (۲۵) تو بہارِ حدیقہ اسلام
جس کا ہر فعل صورتِ اعجاز جس کا ہر قول معنی الہام
بزم میں سینہ بانِ قیصر و جم بزم میں استادِ رستم و سام
اے ترا لطفِ زندگی افزا اے ترا عہدِ فرخی فرجام
چشم بد دورِ خردانہ شکوہ خوشِ اللہ عارفانہ کلام
جاں نثاروں میں تیرے قیصرِ دم (۲۶) جرعمہ خواروں میں تیرے مرشدِ جام
دارشِ ملک جانتے ہیں کچھ ایرج و تور و خسرو و بہرام
زورِ بازو میں مانتے ہیں کچھ گیو و گودرز و بیشن و ربام
مرحبا موشگافیِ نادک آفریں آبِ داریِ صمصام
تیر کو تیرے تیر غیر بد ف تیغ کو تیری تیغِ خصم نیام

رعد کا کر رہا ہے کیا دم بند (۵۴) برقی کودے رہا ہے کیا الزام
 تیرے فیصل گراں جسد کی صدا تیرے رخس سبک عنایاں کا خرام
 فن صورت گری میں تیرا گرز گرنہ رکھتا ہو دستگاہ تمام
 اس کے مضروب کے سروتن سے کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام
 جب ازل میں رقم پذیر ہوئے صفحہ ہائے یسالی و ایام
 اور ان اوراق میں بہ کلک قضا (۵۵) مجملہ مندرج ہوئے احکام
 لکھ دیا شاہدوں کو عاشق کُش لکھ دیا عاشقوں کو دشمن کام
 آسمان کو کہا گیا کہ کہیں گنبد تیز گز نیلی فام
 حکم ناطق نکھا گیا کہ کہیں خصال کو دانہ اور زلف کو دام
 آتش و آب و باد و خاک نے لی وضع سوز و نرم و رم و آرام
 مہر رخشاں کا نام خسرو بد (۵۶) ماہ تاباں کا نام شمع شام
 تیری تویق سلطنت کو بھی دی بدستور صورت ارقام
 کاتب حکم نے بوجب حکم اس رقم کو دیا طرہ ازدوام

ہے ازل سے روائی آغاز

ہوا بد تک رسائی انجام

— — — — —

شہیدی

درِ نعت

رقم پیدا کیا کیا طرفہ بسم اللہ کی مد کا
 طلوع روشنی جیسے نشان ہوش کی آمد کا
 دبستان ازل میں وہ معلم عقل کل کا تھا
 چمن پیرا کن فراش جس کی بنہ رنگیں میں
 عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا
 شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اس سے
 شب روز اس کے صاحبزادوں کا گہوارہ جنباں تھا
 وہ اس عالم میں رونق بخش تھا حور و تلیں کو
 شب حراج چڑھ کر عرش پر دم میں اتر آیا
 رواں تنیم کو شرا یک قطرہ آبے جس کے
 کشادہ عقدہ باطن میں کافی نام حق اس کے
 وفات ظاہری سے جو ہر جاں میں فرق آیا
 نہ کم قد اس کی شیرازہ بکھر جانے سے ارکان کے
 گرامی بن کے جانکے ادھر ابلیس اندھا ہو
 ادھر اللہ سے اصل ادھر مخلوق کا شامل
 گذر وحدت سے کثرت میں نہ ہوتا ذاتِ مطلق
 بھروسہ کسی کو اک حصارِ عافیت کا ہو
 ترے پاؤں سے مہتمم فلک پر منزل کیوں
 خدا بن مانگے کیا کیا نعمتیں دیتا ہے بندوں کو
 بیٹیں گے جس گھڑی عشرت کے سااں بزمِ جنت میں

سردیواں نکھا ہے میں نے مطلعِ نوبِ احمد کا
 ظہورِ حق کی حجت ہے جہاں میں نور احمد کا
 نہ تھا نام و نشان جن روزوں اس لوحِ زبرجد کا
 بہارِ آفرینش ایک بٹوا جس کی مسند کا
 (۵) عرب میں شواٹھا جس وقت اس کی آمد آمد کا
 نہ تنہا فخرِ عالم فخر تھا اپنے اب و جد کا
 عجیب صعب یاد تھا روح الامیں کو بھی خوشامد کا
 گیا جنت میں طوبی بن کے سایہ اس سہی قد کا
 بیاں اس قلزمِ معنی کے کیا ہو جزا درید کا
 (۱۰) کر دں کیا دصفا اس درِ شیم بھر سرمد کا
 کھلا کرتا ہے بن کنجی ہمیشہ قفلِ اسجد کا
 وہ جسم پاک گو محسود تھا روحِ مجرّد کا
 نہ افزدوں رتبہ قرآنِ محرّر سے مجلد کا
 ملا ہے قصرِ خضر روح کو اس کی زمرّد کا
 (۱۵) خواص اس بزمِ کبریٰ میں، حرفِ شدّد کا
 نہ بتا صفرِ نقشِ احد پر سیم احمد کا
 مجھے نامِ مبارک کا ہے ذوالقرنین کو سد کا
 تیسے سجدے ہستم آساں پر فرق فرق کا
 ترادست دعا ضامن ہے جیسے کل کے مقصد کا
 (۲۰) کھلے کا حال اتت کو تیسے انعام بے حد کا

لب گوہرِ فشاں اہوں گے جب عرضِ شفاعت کو
 رہا کعبے میں تیرے روضے کے در پر نہ جا پائی
 نشانہ تادراںِ اندازِ قدر کا دستِ دبا زد ہو
 عدد کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت میں
 ہوا کچھ سنا نہ ہو سکتا ہے میرا ہے یہی ایماں (۲۵)
 تری تعریفِ میری زباں میں آئی ہے تیری
 پھٹیں گے مثلِ تقویم کہن دیواں ہزاروں کے
 ہوئی ہے ہمتِ عالی مری معراج کی طاب
 کبھی نزدیک جا کر آستانے پر ملوں آنکھیں
 فراغِ دل سے گرداں زندگی کا کوئی دم گزرے (۳۰)
 مہینے کی زمیں کے گرنے لائق ہو مہرِ لاشہ
 تمنا ہے درختوں پر سے روضے کے جا بیٹھے
 تماشگاہِ محشر میں تکیں گے نیک منہ بد کا
 اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرہ سنگِ بود کا
 تری خواہش کہے تیر قضا کو حکمِ گرد کا
 محلِ باقی ہے اللہ کے قولِ موکد کا
 صفا ہاں تک مستخر ہو گا اس تیغِ بہند کا
 ہوا عالم میں شہرہ میرے اشعارِ مجتد کا
 میسر ہو طوافِ اے کاش مجھ کو تیرے رقد کا
 کبھی گردِ مٹیوں میں کروں نظارہ گنبد کا
 حسدِ بوخسرد عیسیٰ کو مرے عیشِ مخلد کا
 کسی صحرا میں داں کے طمرہ ہوں میں نامِ اورد کا
 قفسِ جس وقت ٹوٹے طائرِ برجِ مقید کا

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے

زباں پر میری جس دم نام آتا ہے محمد کا



سحر لکھنوی

درمدح منور الدولہ

تمام ہند کی تھا جان لکھنؤ اپنا
 جہاں ہے قالب بے جاں کسی میں جان نہیں
 اگر ہزار برس کھائے کا فلک گردش
 یہ مومنوں کے طبیعت میں خاکساری تھی
 مصاحبوں میں سب لکھنؤ کے چیدہ لوگ (۵)
 ہر ایک رشک البفضل فیضی و عرفی
 عجیب مجمع اہل کمال تھا افسوس
 نہ چوتھی کا کہیں جلسہ تیجے کی صحبت
 نہ پانچوں وقت کی نوبت نہ وردیاں نہ گجر
 جہاں میں صاحب چوہر کی ہے یہ بے قدری (۱۰)
 صفائی شہر کی ہے صاف صاف رستے ہیں
 یہ اتہا کی صفائی ہوئی ہے گلیوں کی
 بھٹکتے پھرتے ہیں گم کردہ کاراں کی طرح
 جنھوں نے راہ شریعت میں پاؤں رکھا تھا
 مکان سیکڑوں سڑکوں نے کر دیے مسار (۱۵)
 کسی کا کھد گیا پستہ کہیں گری دیوار
 جو کچھ خرید کو بازار تک گیا کوئی
 شکار مفت کا اب کھلتے ہیں برق انداز
 یہ حکم ہے کہ نہ ہوں چار ایک جا باہم
 عجیب باغ تھا رشک بہشت قیصر باغ (۲۰)
 ہر اک درخت تھا سیوے کا غیرت طوبا
 ہمارا خسرو جم جاہ جان عالم تھا
 فراق موت سے بدتر ہے اس میما کا
 پھر اس صفات کا ہو گا نہ آدمی پیدا
 وہ ہر تھا کہ ذرہ بوجہ تراب کا ذرا
 ہر ایک شہرہ آفاق و شاعر غرا
 نہ ہو گا اکبر اول کا نور تن ایسا
 ہزار حیف وہ صحبت فلک ویکھ سکا
 جہاں میں شادی و غم دونوں کا نزا نہ رہا
 نہ توپ چلتی ہے اب بے غضب کا سناٹا
 ٹکے ٹکے پہ کیوں اصفہانیاں کیا کیا
 کدورتوں کے ہیں تیلے یہ سب کا ہے نقشا
 کہ لکھنؤ میں کسی کا قدم نہیں جتا
 وہی تھے ہم کہ خضر کو بتاتے تھے رستا
 لیا انھوں نے تو پہلے ہی کیجے کا رستا
 تمام شہر کا کچھ اور ہو گیا نقشا
 چہرہ کہیں غائب کسی کا درد ازا
 وہاں سے پھر کے جو آیا تو گھر نہ پہچانا
 کہ جنگل آدمیوں کا یہ شہر ہے گویا
 وہ دن گئے کہ شب در روز رہتا تھا جلدا
 ہر اک درخت تھا سیوے کا غیرت طوبا

نہاں تپڑوں سے شبنم کے موتیوں سے سفید
 چمن لطیف لطیف آبخو نفیس نفیس
 وہ لال لال گل سرخ دلالہ حمرا
 ہوا کے جھونکوں میں بے شبہ جان آتی تھی
 عقیق سرخ کے گل تھے زمردیں سبز
 وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا درودی اودی گھٹا
 وہ زرد زرد زرد زرد گل، ہر ہر سبز
 حقیقتاً دم عیسیٰ تھی اس چمن کی ہوا
 (۲۵) بہار گل میں جہاں چاند کھیت کرتا تھا
 چمن کی خاک سے ہوتا تھا موتیا پیدا
 بنفشہ خط رخ خال سے ہوا پیدا
 شکارِ فاختہ کو جب وہ سرو قد آیا
 ہوائے باغ لگی صاف ہو گیا سبز
 (۲۶) سہی قدوں کا لب جو عجب ذخیرہ تھا
 گواہ رکھتا ہوں میں شاخِ دقت کو اس کا
 تو دفعۂ شجری ہو گیا تھا ہر دانا
 ہر ایک شاخ سے آتی تھی بانسری کی صدا
 شکستِ توبہ ز باد و قلعہ یمن
 (۲۷) وہ کوک کوٹلوں کی بونا پیہوں کا
 گلے میں کس کے نہ تھا گروا نیا جوڑا
 روشِ روشِ پتی صحبتیں، نیا جلسا
 وہ جم کے رہیں کی پریوں کا تخت پر آنا
 بگیر جام کہ ابر بہار آہنیا
 (۲۸) وہ دھوم دھام میں اعظم کی کون سنتا تھا
 فقط یہاں تو سہارا تھا اس کی رحمت کا
 عجب بہار تھی سادہ کی کیا جاتا تھا رنگ
 غزل سحر کی یہ گاتے تھے خوش گلو کیا کیا

غزل وہ پڑھتا ہوں جس میں رنگ خاص اپنا
 بہار آئی مبارک ہو جشنِ نور دزی
 چمن میں بیٹھ کے وصفِ بہار لکھتا ہوں
 چمن میں جنے نہ دوں گامیں رنگِ بلبل کا
 پلائے ساتی جسم جاہ جام کوثر کا
 قلم شراب کی ہوا در گلاب کا تختا

شراب تل کے بجے ہے بہار میں اب کی (۴۵) نجومی کہتے ہیں یزراں میں آفتاب آیا
 شکار کھیلو بٹھے کا چل کے دریا پر نکل چکا ہے نلک پر سحاب کا نیما
 یہ بزمہ برپا جو دیکھنا ہے کیا شاداب کہ غوطہ دے کے نکالی خضر نے بزم عبا
 ہوا گھٹا سے اندھیرا جو صحن گلشن میں تو عندیہ نے باتوں کا تھار باندھ دیا
 ہجوم گل میں یہ غنچے نہیں چٹکتے ہیں چمن میں گل کا کٹورا بجاری ہے صبا
 جہاں بہار میں آنسو گئے تھے بلبل کے (۵۰) اسی زمین پہ سنتے ہیں موتیا پھولا
 چمن کے گرد ہوں ہندی کی ٹٹیاں تیار گلوں پہ ڈالتی ہے آنکھ زگر گس شہلا
 ہوئی لڑائی زر گل پہ اغبانوں میں نیا شگوفہ ہے لو اور تازہ گل پھولا
 یہ باغ جس کا ہے بے شبہہ حقیقی وہ ہے حدیث میں ہے کہ دنیا نمونہ عقبیا

سحر وہ مرشد کامل ہو خود تو تھے یزراں

تمام شہر کو بھی اپنے رنگ پر کھینچا

غضب ہے یا تو وہ سیلے تھے یا یہ دیرانا (۵۵) مقام ہو کا ہے کوئی نظر نہیں آتا
 یہ شہر وہ تھا پرستان اسی کو کہتے تھے جو قصر تھا وہ اکھاڑا تھا راجہ اندر کا
 اجاڑا اب یہ پرستان بے سیماں ہے کہیں فراق نصیبوں کی موقوفوں دما
 خوش ہو عید کی نکلے کہیں وہ عید کا چاند دربارہ روئے ہمایوں کا پھر موزنظارا
 صداہ ڈنکے کی کانوں سے پھرنی یارب چلیں سلامی کی توہیں خدا کہے ایسا
 شرک پہ باد بہاری چمک کے پھر نکلے (۶۰) شگفتہ غنچہ دل ہو بہار دے بیلا
 ہر ایک کوچے میں سیلہ اسی طرح پھر ہو خدا سے زور کسی کا نہیں سوائے دعا
 مقام عجز ہے دم مارنے کی جاییہ نہیں جو کچھ نلک نے دکھا یا وہ آنکھوں سے دیکھا
 خدا ہی جانے نظر کس کی لگ گئی ایسی ہنسے بھی اتنے نہ تھے روئے جس قدر بخدا
 زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی ہے کمر سفر پہ بندھی ہے قدم نہیں جمتا
 رئیس شہر تو سب اپنے اپنے حال میں ہیں (۶۵) نہیں ہے آج کوئی اپنا روکنے والا
 نہیں تصور کسی کا یہ خوبی اعمال مقام شکر ہے لازم نہیں کلمہ شکوا

سحر وہ شعر پڑھے دل دکھا دیا تم نے

اب آگے سننے کی طاقت نہیں بے خدا

کوئی قصیدہ رنگیں پڑھو کہ جی پہلے وہ نذر دواسے جس کا ہو مرتبہ اعلا
وہ کون ہے کہ جناب منور الدولہ وزیر ایسا نہ آگے ہوا جناب ہو سکا
برٹ کعبہ خوشامد سے میں نہیں کہتا (۷۰) زمانے کا ہے یہی قول ایک مجھ پر کیا

صفت قلب سے کیسا ہے ظاہر باطن
جمال مہر کا، ریح کا جلال ملا
زیادہ کیجئے تعریف جس قدر کم ہے
ملک خصال فلک بارگاہ، کیوں فر
دثار شوکت جاہ و جلال عظمت و شان
غریب پردی و عدل گسری دگر
فردنی و تواضع بہ انکساری و عجز
نہیب و مدبہ و فتح و نصرت اقبال
لا زموں میں ہیں کس کس کمال کے کامل
قمر کے پاس سارے تینگے شمع کے گرد
جہیں کو مطلع خورشید لوگ کہتے ہیں
نمازی کعبے میں ہیں یا شرہ تہ ابرو
خدا کے نام کی سمرن دہن میں دنگ ہوا
یہی ہے آج ملک و جہ سرخ روئی کی
برا مکہ کا بھی ہر حنپہ اک زمانہ تھا
جہاں میں نام ہے مانند حاتم طائی
گر شنیدہ و دیدہ کا فرق ظاہر ہے
کچھ التفات نہیں جاہ دنیوی کی طرف
نہ ال سمجھے ذرا منصب وزارت کو
عجیب کام کیا راستے میں کعبے کے
پکڑ کے قید کیا ڈاکوؤں کے افسر کو
غبار و رنگ سے ہے پاک آئینہ دل کا
کمال ماہ کا پایا تو عرش کا رتبا
کہ ایک ذات میں لاکھوں صفات ہیں نجدا
(۷۱) قمر رکاب ہے انجسم سپاہ نام خدا
شکوہ و حسرت و دردت عطا وجود و سخا
مختاری و عنایات میں کہوں کیا کیا
بقدر دانی و جوہر شناسی یکتا
بیان کی نہیں حاجت ہیں سے ہیں پیدا
(۷۲) مصاحبوں میں ہیں بے شل بے بدل یکتا
قریب کل کے عنادل حضور میں نبدا
کہ آفتاب ہے ماتھے پر سجدے کا گھٹنا
ضیائے عارفانور ہے نور کا ترکا
غرض و طیفے سے خالی نہیں کبھی دیکھا
(۷۳) بہت شباب میں اپوس ہو چکی ہے حنا
عجب وزیر تھے بے شل جعفر و یحیا
دلائیوں میں ہے ضرب الشل بحد و سخا
انھیں سنا فقط آنکھوں سے آپ کو دیکھا
جہان میں نہ کوئی ہو گا ایسا بے پردا
(۷۴) کہ لکھ کے دے دیا شاہ اودھ کو استغفا
عرب میں دھوم ہوئی اور ہند میں شہرا
وہ بددوں میں تھا لکھو کو اس نے مارتھا

خودی نہ آئی ذرا سندِ دزارت پر رہا خدا پہ ہمیشہ حضور کا کیا
 سلامی توپ کی اہلِ فرنگ لیتے ہیں بہادری و شجاعت کا ہے یہ آواز
 کہاں سے پہنچے کہاں ساتھ ساتھ حضرت کے (۹۵) ہزاروں کوں تھا گو لکھنؤ سے کاکتا
 جہاں میں آئی رحمت ہو مومنوں کے لیے برائے رحمتِ عالم اٹھائی یہ ایذا
 خدا کے بندہ مقبول ایسے مچتے ہیں جو خیر خواہِ خلافت کہوں تو ہے زیبا
 شکارِ شیر میں اس پلِ مت کو مارا مسافروں کا وہ کوہِ ملال تھا گویا
 وہاں بھی شیر خدا نے بچا لیا آکر کہ شیر بن کے نمودار خود ہوئے مولا
 رفل کی گویاں قیل سیہ پہ پڑتی تھیں (۱۰۰) گمان تھا شبِ تار و شہابِ ثاقب کا
 بزمِ گبار یہ جھومتا تھا صحرا میں کہ چار روز تک گولیوں کا سینہ برسا
 حضورِ فرد ہیں بندوق کے لگانے میں نشانہ رات کو بھی آپ سے نہیں بچتا
 چراغِ گل نہ ہو گولی سے ادراکل اڑ جائے نہ کیونکر ایسے نشانے پہ دل ہو پیدانا
 نظرِ عدد نے ملائی کہ پڑ گئے گولے پلٹ کے آنکھ میں سرخ نگاہ جانہ سکا
 پڑی جو گولی ہوا دار کے دم گل گشت (۱۰۵) تو مرغِ نہایت گلِ باغ میں پھڑکنے لگا
 شکارِ خوب کیا صید گاہِ عالم میں برائے نام بھی کوئی نہ جانور چھوٹا
 رواج ہے جو پڑا قے کا عہدِ دولت میں اڑا دیا ہے ہر اک توڑے دار کا لڑکا
 تک میں بھی یہ اثر ہے حضورِ دالاکے جہاں نیا کوئی نوکر ہوا ہرن مارا
 نبی کے وقت میں مچتے جو آپ خاطر سے شکارِ آہوئے کعبہ حلال ہو جاتا
 بجا ہے قیلِ سواری کو کیسے ابر بہار (۱۱۰) جدھر کو نکلی سواری سنا کہ ہن برسا
 زہے دتار کہ کوہِ دتار بانٹھی ہے یہ سر پہنچا پیلِ فلک کی مکر کا
 حضورِ جلوہ نما ہیں جو اپنے ہاتھی پر فلک پہ عیسیٰ مریم ہیں طور پر موسیٰ
 گمان ہوتا ہے خرطوم پر زمانے کو کہ کوہِ طور پہ موسیٰ نے رکھ دیا ہے عصا
 چمک میں ہے جل زریں بھی ضاد امنِ طور عیاں ہے ہودجِ سیمی پہ نور کا جلوا
 نہیں ہے قبول میں سلمہ کا پھول خشنودہ (۱۱۵) طلوعِ مہر ہے داماں طور سے گویا
 طلائعِ حوضے کو کہتے ہیں دیکھ دیکھ کے لوگ یہ کوہِ قاف پہ جاتا ہے تختِ پریوں کا
 شبِ دصال ہے جاتے میں طول میں شبِ ہجر روپلی قبول پہ بھی چاندنی کا ہے دھوکا

یقین ہوتا ہے اب دانتوں کی مصیبت سے
 سیاہی ہاتھی میں چشم مست جادو کی
 جلوس عید میں جیسے ہوتخت طاؤسی (۱۲۰) جلو میں ہاتھی کے آگے ہے وہ کُتل خاصا
 اسی سے کہتے ہیں اس باد پا کو دریائی
 عجب طلسم کا گھوڑا ہے بے نظیر کی طرح
 نسیم شہر میں دشت و جبل میں تند ہوا
 پری جمال ہے گھوڑے میں آدیت ہے
 پھرے ارادے دل کے اگر نگام نہ ہو (۱۲۵) اکیل دتیز رو و خوش خرام شانتا
 کبھی سواری میں حاجت ہوئی نہ چابک کی
 نہ ٹھہرے آنکھ کبھی گرم رو پہ صورت برق
 بس اب عنان کیت قلم سحر رد کو
 زمین شرمیں ہر چند ہے بڑی دحت
 جہاں میں جب تلک اسپ پہرے یارب (۱۳۰) ہے دست رعد میں جب تلک کہ برق کا کورا
 ہے نیزہ دار فلک کا بھی نام تا روشن
 بھرے یہ ابلق ایام جب تلک کا دا

سوار اسپ مضامین جو ہے مرا ممدوح
 الہی اس پہ ہو سایہ سوار دل دل کا

ایسر لکھنوی

در منقبت حضرت امام زین العابدین

ایک رستے میں جواک روز ہوا اپنا گزر
 نہ بلندی کا کہیں اس میں نہ پستی کا نشان
 عاشقوں کا اسے کیا چاک گریباں کہیے
 صاف آئینے کے مانند وہ رستہ لیکن
 دیکھتا کیٹاں کہ دو شخص رداں ہیں سر راہ (۵)
 دور گردوں نے کیے بد بھال ایک جگہ
 ایک کا نام تو تھا فرہی اور ایک کا ضعف
 فرہی کی تھی یہ تقریر ذرا سن اضعف
 سب پہ نظر ہرے کہ تو تنگ جہاں ہے ایسا
 ناتوانی سے کسی دم نہیں کھلتی تری آنکھ (۱۰)
 اس قدر شبت خمیدہ ہے کہ ہنگام خرام
 سر ہراک گام پہ ہلتا ہے یہ ضعف دماغ
 ہاتھ میں تیرے عصا آنکھ پہ تیری عینک
 ایک میں ہوں کہ وہ دی مجھ کو خدا نے طاقت
 تجھ سے اور مجھ سے کسی طرح کی نسبت ہی نہیں (۱۵)
 دیکھ صحرا میں جو چلتے ہیں ہوا کے جھونکے
 خشک کانٹے سے ہے ایذا کے سوا کیا حاصل
 چنبٹی جا رہا اگر موسم سرما میں نہ ہو
 مشک اگر پھولتی ہے آب سے ہو کر لبریز
 صاف ہموار برابر صفت سلک گہر
 جادۂ کاہشاں جس کو کہیں اہل نظر
 کوچہ گیسوئے محبوب پہ طرہ یکسر
 ہو رداں اس میں تو ٹھہرے نہ کبھی پانظر
 ایک فریبہ بدن اور ایک نہایت لاغر
 کاہ کا کوہ کے ہمراہ تھا گویا کہ سفر
 جمع ضدین سے کچھ بحث بھی تھی یکے یگر
 ہر طرح تجھ سے کیا مجھ کو خدا نے بہتر
 صید کر لیتے ہیں صیاد غزال لاغر
 کبھی زانوئے تفکر سے اٹھاتا نہیں سر
 سر سے ادھی نظر آتی ہے کئی اقدار
 دل ہراک جا پھلتا ہے یہ ضعف جگر
 نہ تھے ہاتھوں میں طاقت نہ یار کا نظر
 نرم ہے زیر قدم موم کی صورت پتھر
 فیصل سے موخر ضیف آنکھ ملے کیونکر
 ذرے چوتے ہیں گریزاں نہیں ہلتا پتھر
 بوجے خوش پھول کے دیتے ہیں چمن میں گل تر
 رخت باریک میں کیا خلق خدا کو ہوا ضرر
 ایک عالم کے لب خشک کو کرتی ہے وہ تر

ہے جو فریاد ہے تعظیم طلب خواہ مخواہ (۲۰) بند میں سب کی نمودند پہ پڑتی ہے نظر
 ضعف بولا کہ ترا قول سرا سر ہے خلاف
 چھا گئی ہے تری آنکھوں میں یہ اب تو چربی
 لاکھ چلاتے مگر مغز سے خالی ہے دہن
 دیکھنے کو ہے توانا بدن مستقی
 میل منزل سے ہیں بدتر کہیں پھولے پاد (۲۱)
 مرد پئے گوشت پہ آتی ہے بلا دنیا میں
 ہے یہ دستور کہ ہو جاتی ہے فریہ جو زباں
 اہل حق نے رہ تسلیم میں فاتے کر کے
 خواب وہ دن کو کرے یہ ہے شب بیدار
 آنکھ پٹی ہے یہ چار دم پر کس کی
 نا توانی سے بھی بہتر ہے جہاں میں کوئی شے
 رخت گندہ سے ہے پیرا من باریک بھف
 کس کو معلوم نہیں حوصلہ نور ضعیف
 شعر ہے معنی نازک سے پسندیدہ نطق
 آخر کار جو دونوں میں بڑھی گفت و شنود (۲۲)
 میں بھی نزدیک ہاں تھا یہ کیا میں خطا
 فیصلہ اس کا ہے منظور جو تم کو تو چلو
 داد و عرش کیس حاکم افلاک و زمین
 کاشف راز خفی محرم اسرار جلی
 شاہ اقبال شاں زیب دہ کون جہاں (۲۳)
 وہاں ہے عشق خدا شوق عبادت یہ رہا
 ان کو منظور ہو جو حکم خدا سے دی ہو
 عمدہ صنم ازل ناسخ ادیان و مل
 منبع جود و کرم خسرو بے طبل و علم
 (۲۴) پھٹ پڑیں کان تو کس کام کا بھاری زیور
 گاد و خربہ کو چھری دیتے ہیں قصاب اکثر
 بات کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا ہے شہر
 جسم کو شوق ریاضت سے بنایا مسطر
 خربہ میں ہے وہ کب ہے جو نقابت میں نہر
 ہے یہ نو کی طرف ایک زمانے کی نظر (۲۵)
 خوشنما کیا نہیں دیکھی ہے حسینوں کی کر
 دیکھ رشتے کو مخافت سے لگے ہاتھ گہر
 جس نے دعوت میں سلیمان کا بلا یا شکر
 چہرہ ہے بنی باریک سے منظور نظر
 جمع اک خلق تماشے کو ہوئی سرتاسر (۲۶)
 بحث کیا فائدہ ہے جنگ میں دونوں کا ضرر
 میرے ہمراہ عدالت میں حضور داد و
 شاہ دیں حضرت سجاد شفیع محشر
 نقل کا لاصل علی ترجمہ پیغمبر
 نزہت باغ جہاں رنگ ریاض حیدر (۲۷)
 شام کو سجدہ کیا ہو گئی سجدے میں سحر
 تابع حکم ہیں دو ایک قضا ایک قدر
 صاحب علم و عمل عالم قرآن و خبر
 حاصل لوح و قلم مالک قصر نہ در (۲۸)

جلوہ طبع رواں جام جہاں میں کہاں (۴۵) بود و نابود جہاں تا با بدیش نظر
خسرو ملک سخادت شہ درویش صفت تیغ میدان شجاعت علم فتح و ظفر
مصقل راز نہاں آئینہ حسن بیاں جان جسم و جہاں باعث ایک و بشر
جی میں آتا ہے کہ اک مطلع ثانی لکھوں شاعرانہ بھی صفت طبع کو ہے مد نظر

مطلع

آستاں آپ کا وہ کعبہ ہے اے فخر بشر دیدہ شوق ملائکہ ہے جہاں حلقہ در
قدم پاک سے ہاتھ آئی ہے جس بزم کو زیب (۵۵) شدلہ ہے شانہ کش گیسوئے دود مجر
شہرہ دغظ اگر جائے صنم خانوں میں برہمن سجدہ خالق کو تھکا دیں ابھی سر
حل کیے مسئلہ شرع نبی مثل علی بیشتر تم سے ہوئے معجزہ پینیب
ہفت افلاک نہیں آپ کی خاطر شاہا! سات زنیوں کا بنایا ہے خدا نے منبر
آپ کے باغ سخادت سے ہوئے اس کی عفو کے پھول ہیں جس نعل بخشش کے ثمر
ہوئے خلق آپ کی دریا میں جو شامل ہو جاوے کف دریا سے بھی آنے لگے بلاتے منبر
مروءہ آپ کو گرمی میں اگر ہو درکار توڑ دیں فخر سمجھ کر ملک اپنے شہر
سیر فردس محبت پہ تمھاری موقوف منحصر آپ کی الفت پہ نجات مقرر
باغ شاداب نبوت کے شگفتہ تمھیں پھول شجر صنعت خالق کے تمھیں تازہ ثمر
جو کہو منہ سے وہی ہو رہ زباں میں تاثیر پائے تغیر مقدر وہ دعائیں ہے اثر
تم وہ حاکم ہو کہ جب تک اجازت پائیں (۶۰) سنگ میں نعل نہ پیدا ہوں نہ دریا میں گہر
کون درویش ہے جوتے نہیں تم جس کے کفیل کون محتاج ہے لیتے نہیں تم جس کی خبر
تاب کیا بحر عدم کی کہ اسے غرق کرے کشتی عالم ایجاد کے تم ہو سنگ
لبہ دریا جو ہوا لطف کی آجائے کبھی موج کی شاخ سے پیدا ہوں گل و برک و ثمر
ہنر دہمن حضرت نہیں کچھ عیب سے کم تیرہ ہو جائے جو آئینہ نکالے جو ہر
دل دشمن میں کہاں آپ کی الفت یا شاہ (۶۵) تار آہن میں پروتا نہیں کوئی گوہر
ناخن نیزہ وہ گہرا ہے اگر چاہے وہ خار ماہی کی طرح تیغ سے کھینچے جو ہر
دبر سے تم جو اٹھے دہر ہوا بزم عزا سمع خاموش کی صورت ہوئے سبھا ک بسر
ہمتن زخم ہے اب صورت گل بلبل دل ہمتن داغ ہے ماہی کی طرح مرغ نظر

کون دنیا میں عزادار نہیں حضرت کا گیسوئے شام ہے دا، چاک گریبان سحر
 ماتم شاہ شہیداں میں ہے آپ کے اشک (۷۰) چھپ گیا ہر جہاں تاب تو نکلے اختر
 اس قدر کھل فاطمہ کے ہجر میں آپ کہ فلک اشک کے دریا میں ہوا نیلوں
 جا کے تم شام کے زنداں میں پھر آئے اس طرح خضر کا جیسے ہوا پردہ ظلمت میں گذر
 قید میں زور امامت نہ دکھایا تم نے گنج نہاں نظر اہل حسد سے بہتر
 آپ کی پیاس نے پانی کو کیا ہے فیصلہ برج آبی سے گزریاں ہیں فلک پر اختر
 سخت دل حال تمہارا جو نہیں گریاں ہوں (۷۱) اشک بن کر مژدہ تیغ سے ٹپکیں جو ہر
 چاہیے آپ کی تعریف میں ہوں صرف وہی ہوں جو مضمون دل بیمار سے بھی نازک تر
 خوف کفار سے کیا آپ کے مداح ہوں چپ شب نہیں سر نہ خاموشی مرغبان سحر
 یا علی ابن حسین ابن علی جان نبی ! اپنے مداح کے بھی حال سے لازم ہے خبر
 ابتداء سے مجھیں معلوم ہے یا شاہ امم در حضرت کے سوا اور نہ دیکھا کوئی در
 آپ کا نام لیا ہو گا نہ جب تک دم صبح (۷۲) نہ پایا ہو گا رطپن میں بھی شیر مادر
 نام حضرت ہی کا لوں تیغ تلے سو سو بار اب بھی ٹکڑے ہوں اگر جسم کے ستر ستر
 شوی سخت سے لیکن ہوں گنہگار ایسا کہ نہیں بار حجات سے اٹھا سکتا سر
 کہ بمقدار حیرانم مجھے تعزیر ملے تا ابد ہونہ سکے ختم حساب محشر
 اس کی درگاہ میں ہے آپ کی مقبول دعا جو زباں سے کہو آجائے وہی پیش نظر
 لو دعا آپ نے کی ہم کو بھی معلوم ہوا (۷۳) رحم خالق نے کیا غم کی ہوئی شام سحر
 یا خدا داخل دوزخ ہوں عدد حضرت کے

پائیں زرد س محب آپ کے روز محشر

منیر شکوہ آبادی

(۱)

در نعت

رنج احباب سے ظاہر ہوا ہے بغیر پہانی
 شکایت بخت کج کی لکھنے پر آئیں جو زندانی
 ابھی بننا ہے تجھ کو زکس گلزار حیرانی
 بہت سی نکر کی لیکن سب باری نہیں مکن
 جو میں عاشق مزاج ان کو نہیں بردا پردے کا
 بگڑنا بھی بنا بھی ہے ہر دم اپنی قسمت میں
 مضرت تشنہ کا مان شہادت کو نہ پہنچائے
 سوئے ہیں کفر و اسلام اس قدر آپس میں صحبت
 تکلف خوش لباسی کا رہا ہے بد مزاجی پر
 ہوا باز خود بینی میں آئینے کو بھی نقصاں
 حصیر خاک پر نقش قدم کی طرح تکیہ کر
 گل داغ جگر پائے شگفتہ طبع دنیا میں
 ملوث ہو چلے اہل صفا بھی صحبت بد میں
 سوائے استخوان زانویں فکر میں نہیں باقی
 سیہ کاروں کے سر پر افسر عزت نظر آئے
 پھنسا ہے موزیوں کے قبضے میں جن جہاں آرا
 غنی میں اژدہا و سیل و چند بوم ان روزوں
 چنے کھانے کو ترسیں صاحبان گوہر عالی
 پھنسنے میں ایک جا ادنیٰ دعا علیٰ داہری قسمت
 صفائی کے گواہوں میں، کاذب صبح پیشانی
 الف آلودوں کے ماتھے سے مانگے خط کی پیشانی
 نگاہ آخری سے ہود داغ لے چشم قربانی
 مرزاؤ کی چھاتی کا ہے تمہرشت پیشانی
 کسی خلوت سے چھپ سکتی نہیں شعلے کی عرمانی
 مگر ہے تختہ مشق طفل مکتب لوح پیشانی
 بجھاتے ہیں اسی سے لہجے میں تلوار کا پانی
 گلے ملتے ہیں ہر زاہد کے زمار سلیمانی
 ہزاروں چولیوں میں صر ہوگی چین پیشانی
 نہ کھولے چشم قربانی یہاں دکان حیرانی
 سمجھ پار ہو افسانہ تخت سلیمانی
 بحر زخم جبین کوئی نہیں ہے خندہ پیشانی
 نہیں رہنے کی آب صبح دم میں پاک دامانی
 بھلا کس تکیے پر سر رکھ کے سوئے بخت پیشانی
 بنے ہیں مرغ عیسیٰ ان دنوں مرغ سلیمانی
 قمر و عقرب ان روزوں بنا ہے ماہ کنگانی
 گسے دیں گے سلاطین جہاں جاگیر دیرانی
 صدف کو دے نوالہ موتیوں کا ابر نیسانی
 برابر خانہ زنجیر میں ہے سب کی مہمانی

بکھونا ٹاٹ کبیل اور رضا ٹھہرا ہے ان روزوں
 ایسوں سے بلائے غدر پہنچی ان غریبوں تک
 ہوئے فرماں روا خود مدعی ماخوذ فرماں بر
 کہ جو ہے مدعی قاضی وہی مفتی وہی شاہد
 کرے جو استغاثہ خدمت حکام اعلیٰ میں
 مثال اس کی یہ ہے جیسے بہت بیمار ہو کوئی
 نہایت منت و تزاری کرے حاذق طبیوں کی
 سینس بھی تو کہیں بے فائدہ کیوں غل مچا ہے
 سزا جو ظالموں کو دی وہ حق تھی حشیم مار شہن
 سوائے غیش زن زنداں میں مل سکتا نہیں کوئی
 ہوا ہے مشتری محبوس گو یا بزرگ عقرب میں
 مٹا ہے نام شاہی ہند سے اس درجن دوزخ
 جو کل مزدور تھے وہ آج ٹھہرے راج کے مالک
 عدالت ان دنوں ایسی بڑھائی ہے زمانے نے
 زمانے کا پتہ ملتا نہیں معدوم ہونے سے
 ہوا ہتھیار چھین جانے کی عالم میں چلی جے
 بنائیں پٹریاں تلواروں کو ترڑا کے گردوں
 بہادر نوحہ گر ہیں ماتم مرگ شجاعت میں
 ہوئے ہیں بے کفن مدفون شل میتِ بھلس
 ہوا چتر ہما غنقا سے بھی معدوم ان روزوں
 پڑے ہیں ٹھوکروں میں لاسہ سر بادشاہوں کے
 کسی نے کوڑیوں کے مول بھی پوچھا نہ ان روزوں
 کیا زاغ و زغن تھے آشیانہ چتر منزل پر
 پڑے ہیں خاک پر شاہانِ عالم واہ قحمت
 محل سونے کے ٹوٹے کھد گئے ایوانِ مینائی

(۲۰) کوئی اڑھے بچپائے لے کے ایسا رحم سلطانی
 کہ بے قدری وضع حال میں جن کا نہیں ثمانی
 تامل کی نظر سے ان کو دیکھیں انسی جانی
 اگر ہو غیر ثالث تو عدالت کی ہو آسانی
 بحالی حکم اول کی سنائیں قاضی و دانی
 (۲۵) گھٹے طاقت مدام اس کی بڑھیں امراض جسمانی
 نہ سنتے ہوں وہ اس کا شکوہ آلام روحانی
 وہی کافی ہے پہلا نسخہ لے بیمار نادانی
 مگر جم سے غریبوں کی عبث کی خانہ دیرانی
 ہوئی ہے خانہ زنبور میں دنیا کی مہمانی
 (۳۰) نظر آتے ہیں اہل علم و فضل اس سال زندانی
 نہیں ممکن کہ اب باانات بھی کہلائے سلطانی
 جو شب کو مہترانی تھی ہوئی دن کو مہارانی
 کہ شمشیر دگلو پتے ہیں اک ہی گھاٹ پر پانی
 مسافر ڈھونڈتے ہیں اب سرائے عالم فانی
 (۳۵) چلیں گھر چھوڑ کر جنگل کو گجراتی ایمانی
 کیا ارباب جو ہر کو ہر اک جیلے سے زندانی
 بجائے نعرہ شیرانہ سیکھی رشہ خوانی
 سنان گیو، تیغ رستمی، گرنہ زرمیانی
 پٹے ہیں دھوپ میں محتاج سایہ پلِ سبحانی
 (۴۰) الٹی روئے کس کا سر پکڑ کر تاج سلطانی
 چڑھی نیلام پر سلطانی و نوابی و خانی
 سر تخت ہما ہیں بوم صرف بال افشانی
 کینے ٹھوکروں سے توڑتے ہیں تخت سلطانی
 بنائے کہنہ گورستاں کی صورت قصر سلطانی

محل داغ کا بس ابدلِ وحشت فزا سڑکیں (۵۴) کہ جن کے عرض سے نام ہے طولِ عمرِ شیطانی
جہاں دیکھو سڑک پر بھیجِ وحشت کی لٹریٹ
عدالت سے لی ہے چھندِ دہوم دِزاغ کو ڈگری
نظر آتا ہے ہر سیلے میں انبوہ پریشانی
گلستانِ اِرم میں صوم ہے مرگھٹ کی دھوکا
ہوئی ہے ضبطِ ملکِ بابل طادِ سبستانی
ہرٹے فاتہ کشوں کے پیٹِ نعمتِ خانہ شاہی
نئی ہے کیسہِ مفلس درِ دولت کی دریانی
پریشانی کے ٹھیکے میں ہر اک بارِ دم جمع ہے (۵۵) اجارہ بستیوں کا لے کے خوش بھرتی ہے دریانی
اگر اس وقت میں بچتے تو ڈرے سے پھینکے پھرتے
جناں سیرِ زخانی متاعِ خسانِ خانی
کیا نی رختِ آہنگ کی صورتِ داغِ حسرت میں
ستم سے سانس لے سکتا نہیں کوئی ماسانی
کوئی دریا میں گریاں کوئی خشکی میں ساماں
اب سچ نوحِ طوفانی ہوا ہو نوحِ سامانی
خوشی کے دن بھی عریاں تھے سیرِ فلکِ فوجت
ہلالِ عید کرتا کس کے جاے کی گریبانی
بہار آئی بھی دنیا میں تو دیوانے کہاں مہنگے (۵۶) کرے گی بوئے گل کس کے داغِ جاں کی بہانی
ادلی لا لبصار کو تقدیر نے بالکل شادالا
کمرے کی سوزنِ تقدیر کن آنکھوں کی مرگانی
ملا ہے عہدِ خورشید شاید بعدِ ذابح کو
کہ لا کھوں ہر سحرِ تلوار سے بچتے ہیں ترابی
تضامتی معلق تھی وہ سرم ہو گئی اب کی
لشک کر پھانسی میں جاتی رہی بنیادِ انسانی
جو دیکھے اداکِ بیدادِ حسرتِ صیدِ خمی کی
کٹی سرخی سڑک پر جانتے ہیں کھینچنے والے (۶۰) ہوا ہے خونِ ناحق سے یہ فرشِ خاکِ انشانی
کہاں کی دایہ آغوشِ لمحہ میں اب سوتے ہیں
لگا دی ہے جھڑی بھی تیرا ان حوادث کی
فلک کرتے تھے جن اطفال کی گہوارہ جنسانی
لگا دی ہے جھڑی بھی تیرا ان حوادث کی
فلک نے تیرے بخشی کی اگر بخشی ہے بارانی
کہاں کا دانہ گندم نہ پانی جو کی بھوسی تک
لڑے ہیں گوئے کالے منہ میں باہم غضب آیا
جہاں دیکھو سپاہی مست ہیں حکامِ مجنوں میں (۶۵) اب اس کو فوجداری کوئی سمجھے خواہ دیوانی
فقیر زنگ کے پدے میں پنہاں اہلِ محبت ہیں
وہی پنہائے ایذا میں سہارا ڈھونڈتے جس کا
رسائی بہر کی مشکل ہے اب ذرتے کی خدمت میں
ترقی کو تنزل ہے تنزل کو ترقی ہے

عصائے پیر سے مطلب نکلتے غیرِ ثعبانی
فلک پر چلے ظلمانی ہے زیرِ خاک نورانی
فلک پیشِ زمین حاضر ہے بہر تہنیتِ خمرانی

نکل کر منہ سے آنا ہوا جب اس جزیرے میں (۷۰) اسیروں کی سیہ سختی سے کالا ہو گیا پانی
 نکلوا کر وطن سے بھردیا لاکھوں کو جنگل میں جگہ رہنے کی اب پاتے نہیں غول بیابانی
 نظر آتے ہزاروں دیو جن جس دن گھر چھوڑا سوا در شام غربت تھا مگر کھل سیلانی
 پھنسا ہے اس طرح مجھ سا مفید خلق محبس میں کہ علم کیمیا جیسے دل قاروں میں زندانی
 پھنسا میں شاید ان زور لاکھ آفت میں کو بھی برأت گرگ یوسف کی جو چاہے پیر کنعانی
 سلاطین قدیمہ کی دفاتر ہاتھ آتی ہیں (۷۱) بھری ہیں کوٹھیوں میں جنس فرعونی و ہامانی
 ہوئے ہیں جمع تحت فوق دنیا اس جزیرے میں بلندی اور پستی کی یہاں دیکھی خراوانی
 بلندی پر چٹھے تو دار پہ گویا چڑھے ناحق جو اترے تو کنوئیں میں لے گئے گویا اگر نجانی
 سیاہی جنگلیوں کی ہے سفیدی گورے رنگوں کی دوزنگی میں پھنسے روز و شب اس تا پونے نہ ملنی
 اگر اشیاء میں ہیں تو خود محتاج ہیں قیدی بڑی قسمت جو روٹی دال مل جائے آسانی
 ابالی دال کو کتے کی تہ فاقہ سمجھتا ہے (۷۲) نکتے چادلوں کو جانتا ہے بھینس کی سانی
 میٹر سمجھ مرغ دل ہے لیکن گوشت غنقا ہے چبائیں کیوں نہ پشت دست اس پوکے زندانی
 سوائے سخت دل ممکن نہیں ہے عید اضحیٰ کو اگر کا دوز میں ثور فلک کی بھی ہو قربانی
 اگرچہ گندی رنگوں کو پسایا اس جزیرے نے نہ پانی ایک دن بھی آرد گندم کی از رانی
 کر وارہ کشی یا مٹی کھود چکیاں پیو اگر ہو جاں بلب منہ میں نہ پکائے کوئی پانی
 سوا خارش کے دانوں کے ارھر کی دال کی کثرت (۷۳) زیادہ استخوان ریزہ دس سے چادلوں کی خراوانی
 لب شیریں کے بوسوں بھی بڑھ کر گڑ کی وقعت نہ پائیں صورت فریاد اگر سر چھوڑیں زندانی
 شکر کے بدلے ریگ ساحل دریا ہزاروں من کرے کیا خاک کوئی دعوت ہو رہ سیلانی
 سمجھ کر شور و محشر اس کو برد چونک پڑتے ہیں یہ دریا شور کرتا ہے کہ ہوتا ہے جگر پانی
 شرب در روز اپنی قسمت چھوڑتا ہے سنگ ساحل مفید قیدیوں ہو خاک تپھر اس کی طغیانی
 ثقالت آپ دریا میں نری سنگ ساحل میں (۷۴) کیلچا پانی کا پتھر ہے تپھر کا جگر پانی
 رہتا ہے بنا بہرہ دریا بار روز و شب پھرا جاتا ہے سب کے نزع امید پر پانی
 ملائک قیدیوں کے حال پر شاید کے روتے ہیں کہ ایک قطرہ باران میں دریا کی طغیانی
 شب تاریک ہم موج گردا بے چینی ہائل ہجوم کر بے جسمانی، دغور زنج روحانی
 کجاء اندھ حال اسبکساران ساحل ہا کہ کس بحر بلا کیش تھی ہستی ہے طوفانی

ہوائے تند سے نخلِ نذاک فرسا کھرتے ہیں (۹۵) بھی جاتی ہے بارش کے سبب بنیادِ انسانی
 عذابِ قومِ نوح و قومِ ہود آپس میں تمام ہیں نئی آب و ہوا ہے دعوتِ اصحابِ زندانی
 وطنِ بسکپروں کا جاگیر ہے یہ مار و کڑم کی کھانا زہرِ قتال ہے یہاں کی عینِ مہمانی
 جہاں دیکھو ہے اہلِ میت و خنزیر کی لڑت حریف اس کے ہیں از بس چینی دبر ہا و نرانی
 فغانِ خوابِ مخنوق و خنوقِ زاغ سنتے ہیں یہی ہے راگِ صبح و شام ٹوڑی ہے نہ ملتی
 سحرِ کشام سے غوغا ہے خرچکِ مضطرب کا (۱۰۰) محالِ منتفع ہے دیدہ مردم میں نیند آتی
 وہ گئی ہے یہاں جو نہد میں سو م ہے سری کا حرارتِ دھوپ کی ہے بد زباجِ جسمِ انسانی
 گئی گری تو پھر برساتِ ٹھہری تو پہنچے تک اسی برسات ہے ہم نبلِ فصلِ زمستانی
 یہاں اربابِ لندن کی بھی رنگت تیر ہوئی بنے مشک کی اگر نقرہ دکھائے اپنی جولانی
 سحر کی بھیرویں کو شامِ کلیان اس جگہ سمجھو کہ دارا چاندنی میں ہے اندھیری رات کا بانی
 بیاضِ تخمِ مرغیوں ہے مدادِ مجرہ گویا (۱۰۵) بنے خبثِ الحدید آئے جو مرواریدِ عثمانی
 اگر بنگلے کے اندے تم بٹھادو اس جزیرے میں عجب کیا ہے کہ پیدا اس ہوں زاغِ بیابانی
 یہاں بیماریاں دیکھیں زیادہ ساری دنیا سے بنا ہے کیسے امراض گویا جسمِ انسانی
 تمامی عمر کا سرمایہ طاقت لٹاتا ہے جو بھولے سے کوئی کر بیٹھتا ہے تپ کی مہمانی
 دوا کا قحط ہے امراض بے مانگے میسر ہیں گرانی ہوشیاری کی ہے بیہوشی کی ارزانی
 خبر بھی آ نہیں سکتی شفا کی اس جزیرے میں (۱۱۰) کیا ہے امتِ عیسیٰ نے کیا اس کو بھی زندانی
 اہلِ جس دن سے غوطے کھائے پہنچی اس جزیرے نہ سکتی ہی نہیں ایسی ڈری ہے دیکھ کر پانی
 کریں کیا سردوں کی خدمت کہ ہیں دستِ پازنہ تباہ ہاتھ کس سے مانگیں بہرِ فاتحہ خوانی
 مناجاتِ دعا و استغاثہ پڑھتے جاتے ہیں نہیں جاتی نہیں جاتی نہیں جاتی پریشانی
 پر روحِ الامیں دے طاہرِ فریاد کو یارب کہ اڑ کر صاف جا پہنچے مدینے میں آسانی
 خدائے کی صدا کعبے میں سن لی جس نے شرب (۱۱۵) نہ سنتے میں ہماری آہ کے کیا مصلحت جانی
 نہیں آتا جو رحم اس رحمتِ یلغالیں کو اب ہماری آہ ہے کیا مالہ تا تو سب رہبانی
 نہیں منتا جواب فریاد اپنے کلہ گویوں کی مگر مصروفِ خوابِ عیش ہے وہ نورِ زیدانی
 ملائکِ پاسبانوں میں ہی غفلت ہے پھر پر بمشکلِ خازنِ جنت نے پایا کارِ درباری
 گذر مکن نہیں، اس جگہ پیکِ تصور کا یہاں تاخیر میں ہے کشتی اُمید طوفانی

سفارش چاہتا ہوں راکبِ دشمن چمیرے (۱۲۸) جنابِ خاص آلِ عباس محبوبِ ربّانی
 لپٹ کر اپنے نانا کے گلے سے جلد چونکا دیں سفارش میری فرمائیں کہ ہوشکل کی آسانی
 کسی سے یہ قصیدہ محفلِ اقدس میں پڑھوائیں کہ جس کے سماعِ نو میں ہے سوزِ کی درخشاں

مطلع

جو اس کے نقشِ پا پر چھکاتے بندہ جانی پر تش گاہ ہر سجد کی ٹھہرے اس کی پشانی
 نہیں ممکن کرے کوئی گمانِ بطنِ نورانی عیثِ باندھے ہے تھیر پٹ پر مہرِ سلیمانی
 بڑھے گی اس قدر حیرت جو صبرِ پاک دیکھے گا (۱۲۹) بنے گا سورہ صا دا ک نظر میں چشمِ قربانی
 علاقہ کفر سے رکھے جو اس کے عہد میں شیطان گلچے دیو کی پچانسی ہو زنا رِ سلیمانی
 مگر فرشِ زمیں پر بے غصہ اقدس بنانا ہے سروں پر ڈھوتے ہیں حورِ ملائکہ خشتِ پشانی
 غلام اس کے اگر جو بندہ اخبارِ غیبی ہوں خبرِ نفس کی ڈاک پر بھجوائے روحانی
 سوا پایا سزا اصلی وطن سے آپ کے دل میں اتر کر لامکاں سے آئیں جب آیاتِ قرآنی
 پڑھوں میں ایک مطلع اور دربارِ معلیٰ میں (۱۳۰) اٹھائیں آج روحانی بھی لطفِ فکرِ انسانی

مطلع

پسند آئے جو اس کو اہلِ عصیاں کی پشانی حضورِ اشکِ حستِ چشمہ کوثرِ بھرے پانی
 تجلی سپاگر آجائے اس کا یونے نورانی تو دیکھے کو رہا درزا د بھی اسرارِ ربّانی
 دکھائے طفلِ طبعی سلطنت کے فقر اگر اس کا چلے انگلی پکڑ کر خاتمِ دستِ سلیمانی
 اگر سہواً بھی تبسح درودِ پاک کو چھوڑیں کو اکب بھول جائیں اپنی اپنی سجد گردانی
 کفِ پائے منور کی تجلی سے غش آیا ہے (۱۳۱) دہانِ مہر میں شبنم چوانے جاتی ہے پانی
 ہوئے ہیں گو سفند و گرگ اس کے محل سے باہم شبانِ وادیِ امین کرے کس کی نگہبانی
 کہوں کیا سایہ پر نور کے معدوم ہونے میں بھوکے تو سن فکر ت نے کی ہے اس میں جلالی
 نہ ہوتا جمع یہ سایہ اگر بد امانت میں نہ ہوتی خوش سواد اس مرتبہ اقلیمِ روحانی
 سیاہی چشم و زلفِ حور کی اس کی بدلت ہے قلم نے لوح پر لکھے اسی سے حکمِ ربّانی
 کلامِ پاک میں وائیل اسی کو حق نے فرمایا (۱۳۲) امانت ہے قسم کے واسطے یہ ظلِ نورانی
 یہی تو پردہ دارِ عاشق و معشوق ٹھہراتھا شبِ معراج بن کر کی اسی نے نور افشانی
 اسی سائے نے شاید لے لیا ظلِ حمایت میں کہ طوبی کی ملائکہ کرتے ہیں اتنی نگہبانی

نبی شام جوانی بھی اسی سائے کے صدف میں لباس کعبہ نے پانی اسی سے مشک نشانی
 کمالِ فقر حضرت کی اگر سن پائیں گے لذت لبِ نابِ جویں کے بوسوں کو ترسیں گے روحانی
 جو زرخشی کی خاطر نام لکھے وہ فقیروں کا رہا نوالہ کھاتے سونے کا دہانِ سیم بہانی
 جو اس کے گیسوئے پر نورِ حکم عام فرمائیں کسی گھر میں نہ کرنے پائے جمعیت پریشانی
 جلا سکتے نہیں عیسیٰ بھی پیشِ محضِ اکبر برنگِ مردہ تا بوتِ سلیمہ میں ہے عبرانی
 موقدِ انہاتِ پاک آباؤں مقدس ہیں سوا ہے قدسیوں کے پرے جن کی پاک اماں
 نکالا سایہ گیسوئے اقدس نے زمانے سے دھوئیں کے بھیس میں چھپنے لگی زلفِ پریشانی
 جسے تخمِ عذابِ اندہی اس آبِ باری سے ۱۵۰ کلید اس کے اعدا کا جو غم سے ہو گیا پانی
 جو برگِ خشک پائے راہِ شیریں کوئی دہقا سکھاوے نمازِ جنت کو برسوں کا رضوانی
 جہاں ہے پنجہ دستِ خدا شانہ کش گیسو وہاں سے خاک اڑا آتی پھرتی ہے کو سو پریشانی
 سیات ہوا اگر منظورِ اربابِ ضلالت کی شکنجے میں فلک کھینچے کتابِ مکرِ شیطانی
 چھڑایا یاس سے پلہ جو اس اہلِ عصیا کا ہوئی ہے توبہ دلا لہ بیانِ عفتِ زانی
 علاقہ کفر سے چھپ کر جو رکھے عہدِ اقدس میں ۱۵۱ جیو کا لگائے ہاتھ زناہِ سلیمانی
 یہ اس کے عہد میں امنِ اماں حاصل ہو دنیا کو کہ آتی ہے نظرِ جمعیتِ دل کی فرادانی
 حواسِ شخصِ دیوانہ بھی سونگھے سے فراہم ہوں جو چھینچو سنبلِ آشفق سے عطربِ پریشانی
 چراغاں کو چٹہ شوقِ القمر میں رات دیکھا فردغِ ناخنِ انور نے جب کی نور افشانی
 لہو میں تر دہانِ پاک تھا تھمر کے صدمے سے بلالِ لب نے کی عینِ شفق میں نور افشانی
 نہیں نکلے لہو کے قطرے دندانِ منور سے ۱۵۲ خدا نے تویوں میں تولے ہیں یاقوتِ ربّانی
 شفاعتِ انتِ معاصی کی جب فرمائیں گے حضرت کرے گا سایہ ہم سب پر ہائے فضلِ ربّانی
 بڑھے گی قدرِ عزّت اس قدر اجناسِ عصیا کی یہاں تک رحمتِ اللہ کی ہوگی فرادانی
 فرشتے آرزو دل میں کریں گے ترکِ عصمت کی کہیں گے کاش ملتا دگر تری کو جسمِ انسانی
 حسین ابن علی کی تشنہ کامی پر جوڑے ہیں انھیں کے واسطے ہے کوثرِ تسنیمِ ارزانی
 نہیں اس آبرو میں دشمنانِ آلِ کاظمہ ۱۵۳ سانِ دشمر کے منہ میں بھرا آیا کس لیے پانی
 مناقبِ آلِ نبی کے سادیں اپنی آیت کو اسی کے واسطے تھا مصطفائے آلِ عمرانی
 بھلا تعریفِ اس کی لکھ سکے کوئی بشر کیونکر کہ جس کے وصف میں مطلق ہیں خود آیاتِ قرآنی

اڑیں روح القدس کے ہوش ناکرت باقدس میں
 نہ کہہ سکتا قصیدہ جب بھی میں نعتِ مہدی میں
 نہیں ہے یہ قصیدہ "نالہ منطلوم" اسے سمجھو (۱۷۰) لقب اس کا یہ ہے پر نام ہے "فریادِ زندانی"
 خدائے پاک کا میں واسطہ دیتا ہوں حضرت کو
 قسم دیتا ہوں میں زخمِ سر حیدر کی حضرت کو
 وہی حیدر کہ جس کو نفسِ حضرت حق نے فرمایا
 وہی حیدر کہ جس کے واسطے کی شمس نے حبت
 قسم دیتا ہوں اب میں بفقہ حضرت کی حضرت کو (۱۷۵) جنابِ فاطمہ خاتونِ جنت را زربانی
 وہی زہرا کہ جس کی آپ خود تعظیم کرتے تھے
 جنابِ بیضا کی قسم دیتا ہوں حضرت کو
 قسم اس سیدِ منطلوم کی حضرت کو دیتا ہوں
 وہی منطلوم جس کی لاش پامال شدائد تھی
 قسم دوں ان شہیدانِ رہِ خالق کی یا مولا (۱۸۰) ہوئی شمشیرِ اربابِ ستم سے جن کی قربانی
 قسم اس آدمِ آلِ عبا کی آپ کو دوں میں
 جنابِ سیدِ شجاد زین العابدین ہیں وہ
 قسم حضرت کو ہے ان بانوانِ پاک و طاہر کی
 قسم ہے حضرت دالا کو روحِ پاکِ باقر کی
 قسم دیتا ہوں اب میں جفِ صادق کی یا مولا (۱۸۵) وہی جعفر جسے کہیے مجسمِ فضلِ ربانی
 قسم پر سوسئی کا نظم کی مولا رحم فرماؤ
 امامِ ضامن و ثامن کی دیتا ہوں قسم تم کو
 قسم دیتا ہوں مہرِ تاسعِ برجِ امامت کی
 علی چار میں کی اب قسم مقبول فرماؤ
 سمسئی سبطِ اکبر کی قسم دیتا ہوں حضرت کو (۱۹۰) کہ برقی طور جس کے سایے کی ہے نور افشانی
 جنابِ مہدی ہادی کی یا مولا قسم تم کو
 چکا فوند آنکھوں میں ہو ہوش اڑ جائیں غمِ آج
 وہی مہدی کہ جو اللہ کا ہے را زربانی
 کلیم اللہ اگر اس مہر کی دیکھیں درخشان

یہ قسمیں دے کے کہتا ہوں کہ جلدی رحم فرماؤ
 ملا دو جلد احبابِ عیال و اقربا سے اب
 رہائی قید سے بخشو کہ ہو مشکل کی آسانی
 دکھا دو جلد تر مجھ کو وطن کی صبح نورانی
 غبارِ شربِ بظما سے جلد آنکھیں بھونچو رانی
 اسی ذیجہ تک مطلبِ سر دل کے عنایت ہو
 غلامِ اہل بیت آگے میں تھا شہور اب بھی ہو
 کرے اب کا محرم ہند میں یہ نبدۂ جانی
 غریب بے نصیب بے کس محتاج و زندانی

منیر بے حقیقت پر کرو اب رحم یا حضرت
 کہ فوجِ انتظار اب سخت کرتی ہے ستم رانی



(۲)

در منقبت حضرت امام حسنؑ

اشک نہ لیخا ہوئے بحر صفت جوشن
 آبلہ روز پہ تازہ حفا بندھ گئی
 چاہ سیہ میں گر ا یوسف رنگیں قبا
 مال شہ نیم روز بس کہ ہوا کم بہا
 خیمہ زرباف میں یلی مشکیں لباس
 پنجہ کف انحضیب شانہ گیسو شب
 گنبد فیروزہ میں چھوڑ کے تابوت کو
 لالہ داغ پلنگ تھی شفق آسماں
 خسرو اقلیم چیں قصر ششم میں مکیں
 ترک کماندار نے تیر کیا زیب قوس
 دیر زمرہ نگار، منظم اختر شمار
 صوفی ازرق لباس، اپنی بغل میں لیے
 نظم نظامی ہوئے خمسہ حیرت زدہ
 تیر شہاب و شعاع خوب چلے تیرک
 خوشے کے پرانے نے پائی یہ نشو و نما
 تاجگر شیر سرخ ناکہ دندان فیل
 آئینہ خادری چشمہ بے آب تھا
 جلوہ گرہ بام سبز طائر سیاب گوں
 خضر زمرہ لباس صاحب دست کلیم
 ترک سناں دار نے خانہ نشینی جو کی
 غرق ہوا چاہ میں یوسف گل پیرہن
 ابروئے زلال زری فعل کیت کہن
 دیو سیہ ہو گیا شاہد پر دین پر
 زنگیوں کے بال سے بدلی سنہری کرن
 زینت فانوس سبز شمع مرصع لگن
 سرمہ چشم نجوم مشک غزال ختن
 دخترکان یتیم بھرنے لگیں خندہ زن
 دیکھ کر اوج رقیب کبک ہوا سینہ زن
 ہندوئے بالاشیں صرف بت و برہمن
 زینت دست سماک نیزہ خارا شکن
 کرنے لگا آشکار صورت صدا و شن
 لوتی الماس پوش، شاہد بابل وطن
 فکر ہلالی بنے اختر برنج سخن
 ناکہ ارجن ہوا مرکز کاف کرن
 بڑھکے ہوئے نخل طور مثل چار کہن
 سرحد دشت بیاض آگئی تاکجلی بن
 حلقہ سیمیں ہوا شمع سراخن
 زاغ سیہ کا شکار مرغ مملع بدن
 زیب مہلائے سبز لوتی بابل وطن
 نشتر کژدم ہوا نیزہ خارا شکن

پیر مبارک نہاد، خواجہ سنجیدہ طبع
 گرم افادت ہوا، شام سے دینے لگا
 دہرے محل میں ہوا صاحبِ دفتر لکیں
 ہندوئے بیدار بخت سا تھیلے دلو آب
 تھا شکم روز تو رقع آجئے روز (۲۵)
 کر گس افتادہ پر ترکِ فلک تیز زن
 شاخِ سرگاد پر تھا وہ گلِ نستر
 اس گلِ سوسن میں تھا نقشِ مولو زن
 آتشِ شمع و چراغ بسکہ ہوئی شعلہ زن
 موجِ آب گہر چار طرف قطرہ زن
 بفتح شیرِ صباغ تھی وہی نہرِ لبن (۲۶)
 لاکھوں گلِ نستر ایک گلِ نارون
 گلشنِ آفاق میں لالہ خون میں کفن
 شہپرِ خفاش میں چپ ہے زاغ و زغن
 طاہر پر سوختہ مرغِ طمع بدن
 یوسفِ زریں قبا چاہِ سید میں گرا (۲۷)
 پیرِ فلک جا بجا طالبِ دلوور سن
 دشت میں بختِ فردش مشکِ غزالِ ختن
 لیلیٰ شب کی کھلی زلفِ شکن در شکن
 تختِ سوسن ہوا کوچہ نہرِ لبن
 دزدِ خیالات خواب ہونے لگے نقب زن
 ڈاک پر آپہنچی نیندِ چھوڑ کے اپنا وطن (۲۸)
 بند کیے خواب نے حجرہ گوشِ دہن
 آئے پری زاد خوابِ شیشے میں خودِ فعتن
 دیدہ انجمِ سفید شلِ سرِ پیر زن
 بانگِ جرس ہر زمانِ نیند کی تھی ران زن
 نغمہ قلقل ہوا ہمدِ چنگ و رباب (۲۹)
 مست لب جام سے ہم نفس و ہم سخن

شیشے کے اندر پری شمع تھی فانوس میں
 صرف رکوع و سجود صومعہ میں اہل ذکر
 قلقل مینا دے قصہ کاؤس و کئے
 بوئے گل اس طرح تھی غنچے کے اندر نہاں
 آتش ترے ہوا تا خط بعد ادم (۵۰)
 خون بطرے ہوا دجلہ صفت موجزن
 آبلہ سبز میں آب عقیقہ یمن
 فرش زمیں پر کوئی خستہ و عریاں بدن
 تکیہ پہلو کہیں خار بلا و محن
 رہزن دعیار تھے زیر محل نقب زن
 بالش سر تھا کہیں سنگ مزار کہن (۵۱)
 تھے کہیں تابوت پر اہل عز اسینہ زن
 تھا کوئی بیمار دزار کوئی قوی البدن
 چار طرف جلوہ گر اخستہ برج سخن
 حقے کی قلقل ہوئی آپ سے گرم سخن
 خامہ میان دوات شمع میان لگن (۶۰)
 زادہ طبع رواں شل جواں حرف زن
 بحر کنایات میں تھا میں کبھی غوطہ زن
 چاند کو سمجھا کبھی شل گل نسترن
 میں نے جو تشبیہ دی زیر سپہر کہن
 آتش خشم سپہر ہونے لگی شعلہ زن (۶۱)
 ناصیہ چرخ پر کیوں ہے غضب کی شکن
 چاہیے انسان ہو موح کے صرف سخن
 ہم ہڑاؤس کب ہو سکے زاغ دزغن
 زمیت ہفت آسماں رونق دیر کہن
 تخت نشینان خاک جو ہر الماس کو (۷۰)
 فرط بلاست گے گو کرتے ہیا زیب بدن

پہ یہ ہے مغفوض ترمیش حقیقت شناس
ان کی طرف دیکھنا باعث رنج و دھن
آئینہ نور کو اس نے کیا چور چور
ثابت اسی پر ہوا خون جناب حسن
شیر خد کا جگر اس نے کیا پاش پاش
فاطر کے قلب پر آہ ہوا میش زن
شریت الماس تھا تحفہ خلق حسین
سودہ الماس تھا حصہ کام حسن
سن کے یہ احوال میں دل میں اثر سارہ
مدح مبارک میں پھر مطلع تازہ کہا
خامہ فکرت ہوا طوطی شکر فلک
مطلع

گنگ کو بخشیں اگر آپ لعاب دہن
آخر اسجد کا حرف سیکھ لے اس سخن
دوت گنج حکیم، قدوت رب کریم
نازش خلق عظیم، عالم سر معلن
عقل بخشیں کے نور نور پس کے چراغ
طفل چہل روزہ کے مایہ روح و بدن
روح نہ پائے اگر شربت لطف آپ کا (۸۰)
مصر زلیخا پناہ صاف ہو بیت الحزن
ذرہ ارض بقیع اس سے جو ننھ پھیر لے
یوسف زبقی نقاب چاک کرے پرین
تو جو زمانے میں ہو مانع لہو الحدیث
زخمہ رگ تار پر تہرے ہو تیر زن
پنجہ کبک درہی پنجہ ماتم بنے
پردہ ہر ساز ہو نغمہ سرا کا کفن
کف لساں ہو اگر منقبتوں سے تری
بنج ثریا سے صاف گر پریں و برعدن
کرسی دلوح و قلم مکتب طفلی ترا (۸۵)
ہے خط اول تمام جادہ راہ وطن
آپ دم تیغ اگر باڑھ پہ آئے کبھی
آل معصفر بنے کشتہ خونیں کفن
معجز زرخاں اگر آپ کو منظور ہو
سبلہ زر سے کب اڑ سکے زنبور برنج
پیشہ آتش کو ترک کر دے دل اہرین
زورق زریں کے نوح زورق یحییٰ خضر
مجاز و سیح حضور تا بہ فلک موجزن
خلق حسن پر تشار مشک فروشان دہر (۹۰)
عبر لہ زان کی مشک مشک جناب کافقن
آتش تیغ حضور شعلہ فشاں ہو اگر
مردم آبی نہ پائیں آب رواں کا کفن
سبز پری کو نہ ہو حلا آدم نصیب
جان زمیں کو ملے قالب خشت کہن
مطلع تازہ پھول فتح اقدس میں اور
جس کے صلے میں ملے باغ جاناں کا چین

مطلع

گم درہ پاک اگر جائے سوئے مرزغن
 مجمرہ نقرہ پوش لاکھ تھلی دکھائے (۹۵)
 تیرے نسیم کرم سے جو نہ ہو فیض یاب
 خاک رہ پاک کو سر نہ سمجھیں گے وہ
 قند سخن آپ کا ہو نہ اگر فیض بخش
 فیض ہدایت جو ہوا اہل خرابات پر
 ہمزہ سمار جو بہر زبان قاف و دال (۱۰۰)
 قولِ پیمر کو ہے آپ کے دل کی تلاش
 شاہِ مربع نشیں پائے اجازت اگر
 خسرو شہم بہشت بلبل گلزارِ حق
 سایہ دیوارِ پاک اس کو اگر ہو نصیب
 مجمعِ ضدین اگر عدل سے منظور ہو (۱۰۵)
 جبہ درویش سے نکلیں جو دندانِ قوت
 زادہ شش روزہ ہو شکنِ دیو برگ
 جامہ خورشید بھی اس کے بدن پر ہو تنگ
 تیرے فضائل سے جو ہو نہ سکے تہ زبان
 بحرِ جہاں میں جو دیں آپ ضعیفوں کو زور (۱۱۰)
 تیری ہدایت اگر راہ نہ سائی کرے
 آپ چمن میں جو آئیں غمِ خضر سبزہ پائے
 پاک و نجس میں جو آپ تفرقہ کا حکم دیا
 پانہ سکے دختِ رزلت مرغِ کباب
 تا بہ کجا طولِ عرض حفظِ ادب چاہیے (۱۱۵)
 اے شہِ عالی جناب جانِ رسالت آب
 بہر جناب امیر سینے فغانِ منیر
 بچہ خورشید ہو سنگِ مزارِ کہن
 شمعِ مزارِ حضور اس کو نہ سمجھے لگن
 پھر نہ لعابِ گوزن شیروں کو ہو تپ شکن
 جن کے دہندے طفل ہوں گے مریدِ شن
 ترسیں شکر ریز کو عقد میں دو لھا و طہن
 پایہِ حوض ان کو ہو نہرِ بہشتی چمن
 آپ کی مرضی بغیر ہو جو زبانِ حرفِ زن (۱۲۰)
 کب حدیثِ غریب ڈھونڈو تھو رہی وطن
 سجدہ آفاق نہ رلائے سرِ انجمن
 شمعہ پنجمِ حصار ایک غلامِ کہن
 خسرو زریں عطا پائے نہ رنجِ جشن
 ہو نہ سکے سنگِ سخت دہریں بیفا شکن
 قبلہ جشید ہو رشکِ عقیقِ مین
 بحرِ عدالت اگر آپ کریں موجِ زن
 ذرہ تر سے لطفِ کاپائے اگر پیر مین
 خاتمِ گویا بنے نقشِ مزارِ کہن
 چاہیں سوارانِ آبِ سب کیت و کرن (۱۲۵)
 بادیہ غول ہو باغِ جنسان کا چمن
 بادِ سیحان بنے بوئے گلِ یاسمن
 صومعہ کی گردِ راہ چھو نہ سکے خشتِ دن
 شیشہ زئار بند ہو شکمِ بہمن
 لوحِ خموشی جوابِ مہرِ زبانِ دہن (۱۳۰)
 اے خلفِ بو تراب سرورِ شکر شکن
 ہے یہ غریب و اسیر بہتہ رنج و محن

گر سنا چشمانِ دہر کہ نے لگے گرگینہ ناک نشیں ہو گیا یوسفِ زرتیں رسن
 بارِ زماں سے ہوئی بسک شکستہ کر پیر میں کا غدی ہے رسی جان بدن
 چرخِ ترشِ روسے میں اور ہوا تلخ کام (۱۲۰) سرکہ وہ سالہ کب ہو سکے صفا شکن
 دیدہ اُمید سے خارِ ستم کھینچے آپ سے سرسبز ہے باغِ رسولِ ذہن
 قید سے کرد رہا بہرِ خدا رسولِ شامِ غربی ہو دور دیکھو میں صبحِ وطن
 تانجف و کر بلا ہند سے لے جاتے قبر وہیں ہو نصیب اور مظهرِ کفن
 اب نہیں یہ التماسِ نکتہ رسانِ فہیم شاعرِ اردو زباں واقفِ راز کہن
 عذریہ صحیح و قوی پھر میں کروں گا گر (۱۲۵) سیری خطا بخش دیں پہلے سبیل سخن
 شاعرِ دہلی بے شالِ سحر بیاں ناخریٰ مادی سلجوقیاں نامی عہد کہن
 پہلے قصیدہ کہا اس نے ہے اس طرز میں پھر سجے صرف جواب بعض سران سخن
 ہند یوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی ہو گئے اس طرز میں پہلے ہیں حرفِ سخن
 لہجہ اردو میں یہ طرز نہیں ہے پسند جبر سے اس کو چے میں بندہ ہوا گام زن
 مخزنِ عقل و کمالِ عالمِ عالی مقام (۱۳۰) ناقدِ تازی زباں نبضِ شناس سخن
 مولوی بے نظیر فضلِ حق اسم شریف دہلی سے تالکھنؤ مشہور و موتمن
 قید میں میں اور وہ دونوں تھے ایلی جگہ عینِ سمندر میں تھے غرقہ بحرِ سخن
 کہنے لگے ایک دن کچھ سبب اس کا بتا شاعرِ اردو زباں اس میں ہوں نوا کہن
 مصطلحاتِ عجم اور کنایاتِ فرس کس لیے کرتے نہیں زینتِ نظم سخن
 یا متحمل نہیں لہجہ اردو زباں (۱۲۵) یا کوئی لائق نہیں تم میں ہے ربِ ظن
 گو کہ غزل میں نہ ہو پر ہے قصیدہ میں فرض وقتِ مضمون سے حسنِ بوجِ حسن
 حضرت سودا بغیر کس نے قصیدہ کہے وہ بھی پر اس راہ میں ہونہ سکے قطرہ زن
 شاعرِ دہلی جز غزل پھر نہ کسی نے کہا زعم میں گواپے ہوں طوطی شکر شکن
 میں نے کہا راست ہے آپ جو فرماتے ہیں آپ سنیں تو کہے کچھ یہ اسیرِ سخن
 مصطلحاتِ غریب جو کہ نہ معروف ہو (۱۳۰) نظم کرے کس طرح شاعرِ مہدی سخن
 جو متعارف ہوا شاعرِ دہلی میں پہلے سے اس کو بھی سن من کے آج جوتے ہیں سب طعن زن
 کہنے لگے یہ کلام ہلکا ہے مغز ہے ہیں شعرا بے موادِ جمل ہے دن کا وطن

گرم ہوئے بڑھ گیا سلسلہ قہر و خشم بس کہ تھے نازک مزاج ماتھے پر آئی شکن
 کہتے تھے وہ بار بار بند یوں گے محال رز و کنایات میں دقت و لطف سخن
 ہو کے ادب کے خموش پھر یہ قصیدہ کہا (۱۳۵) کوچہ نو میں چلا قاصدِ مشق کہن
 قید میں قحطِ کتاب حافظہ از بس ضعیف پر مدِ غیب سے خامہ ہوا حرفِ زن
 بعض تراکیبِ خاص طبع کے ایجاد ہیں نظم ہوئیں جو تھیں یادِ مصطلحات کہن
 نصف قصیدہ کیا سامنے ان کے رقم ختم ہوا جب دہ تھے ہدم گور و کفن
 میری خطائیں کریں صاحبِ انصاف معفو قید میں میں خود ہوں پوچ پوچ ہے میر سخن

غیب سے تاریخِ نواب تھ لگی اے منیر
 جزوِ دل و جاں ہوئی شرحِ حدیثِ حسن

امیر مینالی

در مدح نواب محمد کلب علی خاں مثل برناظرہ شانہ آئینہ

مردہ اے اہل تاشا کہ ہے ہنگامِ نظر
 صرف آرائشِ زینت میں حسینانِ جہاں
 بدھیاں پھولوں کی ہیں زیبِ فرائے پرورش
 کرتیاں ہیں شکمِ صاف پر ادبِ ادبِ ادب
 اس قدر مست ہے حسن کہ سر سے ہر دوش (۵)
 شانہ ہوتا ہے طلبِ آئینہ آتا ہے حضور
 شانہ آئینہ میں بسکہ مصاحبِ دنوں
 آئینہ شانے سے کہتا ہے کہ سرِ چڑھ بیت
 دیکھ مجھ کو کہ جگہ گو کہ ہے زانو پہ مری
 مرتبہ جو ہے مرا کچھ کو وہ حاصل ہے کہاں (۱۰)
 کون سی بزم میں ہوتی نہیں حاجتِ میری
 آبداری کا مرے سامنے دعویٰ جو کرے
 یمن ہے اہل جہاں کو مرا نظارہ رخ
 صفائیِ قلب سے پایا ہے یہ رتبہ میں نے
 آب و ناں مجھ کو نہیں ہے کسی بہاں غزیر (۱۵)
 نہیں رکھتا ہوں لگی حالِ بد نیک میں کچھ
 مجھ سے بھی عقدہ نیرنگ جہاں کھلتا ہے
 بزمِ عالم میں فقط وجہ سے میری اتیک
 مجلسِ خاصِ نبی میں تھی رسائی میری
 وہ صفائی مجھ حاصل ہے کہ ہرل ہوں غزیر (۲۰)
 جتنے اصحاب تھے رکھتے تھے مجھے پیشِ نظر
 بزمِ عشرت میں ہوتے جمیں رشکِ عمر
 بدلے جاتے ہیں لباس اور وضعِ زور
 دست و پا میں ہے حنا سر ہے منظورِ نظر
 بند انگلیا کے کسے زلفِ رسا تا بہر
 آراہِ اصل کے دد پٹھ نہیں اتنی بھی خبر
 بنتے ہیں گیسو درخ کرتے ہیں جو بنِ نظر
 ایک سے ایک نے باندھی ہے رقابت پہر
 منہ کی کھائے نہ کہیں چاک نہ تیرا ہو جگر
 حیرتِ حسن سے تہرے کی طرح ہوں ششدر
 صافیت ہوں صفائی کا ہے مجھ میں ہر
 خانہ بردوش ہوں پرل میں امیروں کے گھر
 رو برد صاحبِ انصاف کے جھوٹا ہو گھر
 دیکھتے ہیں مجھے جب دیکھتے ہیں ماہِ صفر
 چاندی سونے کا دیا ہے مجھے اللہ نے گھر
 دشمنِ دوست کے منہ پر ہے کشادہ مراد (۲۵)
 صاف کہہ دیتا ہوں آتے جو کچھ پیشِ نظر
 جم کو دیتا تھا اگر جامِ زمانے کی خبر
 نامِ روشن ہے چراغِ محمد اسکندر
 ابتدا سے مرے طالع کا ہے روشن اختر
 جتنے اصحاب تھے رکھتے تھے مجھے پیشِ نظر

ہاتھ سے دامن دولت نہ کسی دم چھوٹا
 اہل تجسیم کی آنکھوں میں بھی ہے قدر مری
 بولتا ہے مری تائید سے طوطی اس کا
 خاکساری ہے ان اوصاف پہ مجھ میں ایسی
 ایک تو ہے کہ نہیں سمجھ میں خزانہ کو نور
 پارہ چوب جگر چاک دنی، بے قیمت
 بال بیکا ہو حسینوں کا تو توڑیں تے انت
 قاعدہ بزم ادب کا تجھے بھولے جو کوئی
 پنجہ شل سے نکلتا نہیں ہرگز کوئی کام
 بال تو منہ میں تے ٹوٹ کے رہ جاتا ہے
 کر کر تیزی کنداں سے ہوئی اور تری
 کشاکش نے تری کانٹوں میں گھسیٹا ہے
 سوز بانیں ہیں تے منہ میں تو حاصل کیا ہے
 اس لیاقت پہ یہ دعویٰ تجھے کیا مال تو
 کچھ بھی غیرت ہو تو پانی میں کہیں ڈب کر
 صاف صاف آئینے نے بڑھکے کیا بت کلام
 کھپ گیا شانہ ملامت کا نشانہ ہو کر
 ہمت تن ہو کے زباں کہنے لگا یوں سرست
 رتبہ میرا تجھے معلوم نہیں سن مجھ سے
 ہے سینوں میں رسائی تری گلے کا ہے
 رات دن خندہ شادی سے عیاں ہو کر
 میری ہی شکل سے مقبول دل عالم ہے
 کہتے ہیں پنجہ مژگاں کو جو شانہ شاعر
 ہے جو لبریز غسل شانہ زبور غسل
 کی ہے تشریف نے پیدا جو شبابت میری
 (۱۵) لفظ اللہ میں شال ہے وہ کر خوب نظر

اہل دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر
 ہوں کبھی شتری دزہرہ کبھی شمس و قمر
 در نہ طوطی میں کہاں ہے کوئی سرخاب کا پر
 غانہ چہرہ نہیں اور بجز خاکستر
 زحل آسارے طالع کاسیہ ہے اختر
 چار پیسے کو جسے سولہ لیں اہل ہنر
 دانت دینے لگیں ایذا تو شکستہ بہتر
 پیش جائے نہ تری ایک کریں زیور زہر
 خشک ہوشاں تو اس سے نہیں اتید ثمر
 جس طرح شائے ضحاک میں تھا سانپ کا گھر
 جس میں دندانے پڑیں تیغ ہدہ بے جوہر
 پہلوؤں میں ہے ترے خارادھر اور ادھر
 گنگ کی طرح سے خاموش ہے تو آٹھ پر
 کہ چڑھے لالہ رخاں سمن اندام کے سر
 ایسی ذلت سے تو ہے خاک میں ملنا بہتر
 غیر کے عیب سب اظہار کیے اپنے ہنر
 موئے تن راست ہوئے تیر کی صورت لیکر
 نہ بنا چاہیے عاقل کو تعالیٰ سے حذر
 منحصر ہے صفت عقدہ کشائی مجھ پر
 کوچہ زلف میں ہے میری جگہ آٹھ پر
 اپنی تقدیر کو دوتا ہے تری آنکھ ہے تر
 پنجہ مرجاں کا ہوا پنجہ خورشیدِ سحر
 اس کو آنکھوں پہ جگہ دیتے ہیں ارباب نظر
 اس عنایت کا سبب نام کا میرے اثر
 (۱۶) لفظ اللہ میں شال ہے وہ کر خوب نظر

شانہ عاج کبھی شانہ شمشاد کبھی
 شانہ میں دیکھتے ہیں خال تو پاتے ہیں ظفر
 صاحب ریش نہ جب تک کہ کریں شانہ کشی
 ہونہ حاصل شرف پیردئی پیغمبر
 اس میں بھی لفظ ہے شانہ کا ہے عز و شرف
 جل شانہ ہے جو توصیفِ خدا ہے اکبر
 تو نہ مانے تو نہ مانے مجھے کیا پردا ہے
 عیب میں جو ہے اسے کب نظر آتا ہے ہنر
 سوچ تو دل میں ذرا عیب ہیں کچھ میں کتنے
 (۵۰) سادہ و شوخ و دریدہ و ہنر و بد گوہر
 سوچتا خاک نہیں کور دلی سے تمبہ کو
 سخت جاں تیرہ دردوں اصل ہے تیری چھپر
 رو برد اور ترا حال ہے غیبت میں کچھ اور
 صاف عالم کی درزنگی کا ہے کچھ میں بھی اثر
 چشمہ آب تو ظاہر میں، باطن میں سراب
 خود نمائی کے سوا کچھ میں نہیں کچھ بھی صفت
 صابن ہے من الامس کہ شب گزیر ہے تو
 (۵۱) شب تیرہ میں کچھ کچھ نہیں آتا ہے نظر
 نہ جے پر نہ جے شکل جو ہو ذہن نشین
 نہ ٹٹے پر نہ ٹٹے بال پڑے دل میں اگر
 قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دونوں میں جو بحث
 تھے جوان دونوں کے حامی انیس پہنچا یہ خبر
 آئینے کا تو رخ صاف طرفدار ہوا
 باندھ لی زلف لے شانے کی حمایت پکر
 شکر روز تو زیر علم خسرو رخ
 فوج شب بادشہ گیسوئے پرہیز کی پر
 اک طرف ماہ ہوا ایک طرف پر تو مہر (۶۰)
 اک طرف شام ہوئی ایک طرف نورِ سحر
 سپر سنبل و شب تو طرف زلف سیاہ
 شکر لالہ و گل جانبِ روئے انور
 پیر گردوں نے کہا طرفہ قیامت آئی
 اب کوئی آن میں جوتا ہے جہاں زیر و زبر
 بیچ میں پڑے کہا خوب نہیں ہے یہ فساد
 سلح اس جنگ سے ہر ایک طرح ہے بہتر
 حق میں دوزخ یہ ادنیٰ ہے کہ پاس ان کے چادر
 صاحبِ کام جو ہے مہرِ عدالت گستر
 کون دہ کلب علی خان بہادر نامی (۶۵)
 منہج جو دس سخا زیب دہ علم و ہنر
 نقش پاتا ج شرف بہر سرچرخ بلند
 خاک پا سرمہ بنیائی چشم اختر
 فکر کی دصفِ معانی میں جو میر دل نے
 آگیا مطلع ثانی بھی زبان کے ادھر
 مطلع

حکم اس کا جو کرے پیش حفاظت کی پر
 جس چمن میں نہ ہوا اس کی حفاظت کی چلے
 عود آتش میں سلامت ہے پانی میں شکر
 شاخ ارہ ہود خوں کے لیے برگِ برتر

پر تو مہر سے اس کے ہوز میں چشمہ مہر (۷۰) شعلہ قہر سے اس کے ہونک خاکستر
 چرخ کہتے ہیں جسے ہے در دوت کی میں عرش کہتے ہیں جسے لوگ وہ ہے کہ سنی در
 کاہ، فر بہ اثر لطف سے ہو صورت کوہ قہر سے کوہ پر کاہ کی صورت لاغر
 دست ہمت نے یہ تقسیم کیا مال جہاں لعل کہار میں باقی ہے نہ دریا میں گہر
 پاؤں جنگاہ میں رکھتے ہی عدد کی ہو شکست سر و قدر روز دغا ہے علم فتح و ظفر
 ایک شکر ہو مقابل تو نہ وہ منہ موئے (۷۱) دل جو سہراب کا رکھتا ہے تو رستم کا جگر
 صاحب علم جو میں مدرسہ عالم میں سب دہ مشق ہیں فقط ذات علی مصد
 وہ کرے مہر تو فرمان قضا ہو جاری دستخط اس کے ہیں طغرائے منشور ظفر
 ذرہ صحرائے عنایت کا ہے ربع مکون قطرہ دریا تے لطافت کا ہے چرخ خضر
 صاحب تخت جو رکھتا ہے جدائی اس سے شل طاؤس جدا سر سے ہے اس کے فر
 ابھی کرنے لگیں دیندار پستش اس کی (۷۲) بت جو سنگ در عالی سے تراشے آذر
 بخشش عام کی توصیف ہے دریا دریا بہت خاص کا آوازہ ہے کشور کشور
 فیض کہتے ہیں اسے جس نے جو مانگا پایا گل دیے اس نے زمین کو تو فلک کو اختر
 سیکڑوں وصف ہیں کس کس کا بیان کوئی کرے ایک شمع نہ ہو کا تب جو لکھے سو دفتر
 رائے روشن نے جہاں سایہ عالی ڈالا جرم خورشید جہاں تاب ہوا حلقہ در
 لوگ کہتے ہیں کہ ہے مہر کے پہلو میں ہلال (۷۳) تیغ ہوتی ہے کسی روز اگر زیب کمر
 دست ہمت مرے مہر کے ہیں دو چشمے اس کو کہتے ہیں جو تسنیم تو اس کو کوثر
 داہ جاں بخش ہے کیا مجلس عالی کی ہوا طرف صحن گلستاں ہوا اگر اس کا گزہ
 گوش گل میں ابھی ہو جائے سماعت پیدا دیدہ ز گیس شہلا کو ہو یا رائے نظر
 وہی حق ہیں، جسے اس رخ روشن کی ہے دید وہی حافظ ہے جسے مصحف ہے از بر
 بھول کر دے جو کوئی اس در دنیاں شمال (۷۴) اصل آسار رخ گوہر ہو خوشی سے احر
 سایہ قدیم ہے آرام سے سب خلق خدا ہے عملدار کے ہمراہ یہ سارا شکر
 اس کی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا میں شامل تابش برق کی جابر سے ہو بارش زر
 شمع تیر جو چھوٹے تو ہوں نمرین شکار سر ترخ جدا ہو جو وہ کھینچے خنجر
 اس کی ہستی سے ہوئی خلق میں پیدا نش خلق کہ چلتا ہے کہیں زنگ عرض بے جوہر

ملکِ انش میں ہو کیا جہل کے یا جوج کا وصل (۹۵) قوتِ عقل سے کھینچی ہے سدا سکندر
 تیغِ ایسا سے ہوا بند ہراک تیغ کا دم تیر فرماں سے مجھے قطع ہراک تیر کے پر
 ہو شررِ موردِ آفت جو جلائے پنبہ شمع روشن جو بکھائے ہو سعاتِ صر
 حالِ اجرام یہ ہے رائے منور کے حضور جیسے ذراتِ زمیں عاشقِ مہرِ انور
 بادۂ لطف سے رہ جان دوبارہ پائے عمرے کش کا جو لبریز ہوا ہو ساغر

جنگ میں کرتی ہے یہ تیغ سپردِ کشت جس طرح چرخ پہ انگشتِ پمیر سے قمر
 ہو جو ادبچی تو کرے شیرِ فلک کو چورنگ ہو جو تیغی تو کٹے گا و زمیں کا پیکر
 اس طرے جنگ میں سرتن سے گرائی تیغ نخل سے گرتے ہیں جس طرح کہ آندھی میں شر
 درہِ چالوں میں کیا چار عناصر کو طبع چار حملوں میں مسخر ہوئے ساتوں کشور
 تیزدہ صورتِ خورشید ہے تو سن کہ جسے (۱۰۵) باختر سے ہے طریقِ دد قدم تا خاور
 دامنِ نہیں نہیں لٹتے ہیں ہوائے دایر کسی طائر نے یہ پیدا ز کو کھولے شہر
 تیز تر ابھی دریا سے میانِ دریا گرم رہ مرغ ہوا سے بھی ہوا کے اندر
 آبِ نرمی میں تو گرمی میں دہ آتش سے ہوا خاک سے صل مگر تیز ہوا سے بڑھ کر
 گردِ شبِ دیدہ را کب اسے چلنے میں عننا تازیانہ دم رفتار اسے تا نظر
 بس ایسر آگے نہ بڑھ رک عنانِ خاں (۱۱۰) عذرِ تقصیر ہے لازم دم اظہارِ ہنر
 پاؤں اس راہ میں قاصر ہیں سرِ عجزِ نگوں مدحِ مدحِ حقیقت میں نہیں مدِ بشر
 ہاتھ اٹھا بہر دعا جلد کہ ہے دقتِ دعا و فرشتوں نے کیے دیر سے ابوابِ اثر
 جب تلک لالہ دکل سے ہے گلستاں کی بہار جب تلک چرخ پہ ہے جلوۂ خورشید و قمر

نخلِ امید میں یارب گلِ مقصد پھولیں
 ہر اقبالِ فرد زندہ رہے تا محشر

(۲)

در مدح نواب سید حامد علی خاں

سلطان شرق نے جو بصد عز و افتخار
 پہنچے خط شماع کہ سب مستدر ہیں
 دربار گرم تھا کہ خبر دی یہاں
 غارت گر خزاں نے کیا ملک کو خراب
 جمعیت کثیر سے آیا ہے لوٹنے (۵)
 اتنی سپاہ ہے کہ نہیں انتہا کہیں
 افسر ہیں فوج سیمند و میسرہ کے در
 ادراقی خشک نوبت و نقارہ کی جگہ
 کالی ہیں دریاں کہیں خاکی ہیں دریا
 آندھی کا اس کے ساتھ ہے اک خیمہ سیاہ (۱۰)
 یہ سن کے غیظ خسرو خادر کو آگیا
 گولے ڈھلین تگرگ کے کہہ دو سحابے
 پھولوں کی پلٹنوں کو ملیں سرخ دریاں
 موجوں کے بھرف سے زرہ پوش آئیں جلد
 قطروں کے یکے تازہ کھا دیں دلادری (۵)
 رکھیں سروں پہ خود بہادر حباب کے
 نامی جو ہیں سپاہ میں وہ انتخاب ہوں
 شمشیر خان بید سرافراز خان سرو
 خیرات بیگ خیری دگل بیگ جعفری
 شاداب بیگ سبزہ صفا بیگ نستر (۲۰)
 شاداب بیگ سبزہ صفا بیگ نستر
 تقسیم ہوں سلاح جوانان باغ کو
 قتل عدد میں کام جو دیں دقت کارزار

برنج حمل کو آ کے کیا تخت زنگار
 جتنے تو اے نامیہ کے ہیں رسالہ دار
 ہر کالے نے صبا کے کہ لے شاہ نامدار
 اڑتی ہے خاک شہر میں دیران ہے دیار
 دیکھو جد سر علم ہیں گولوں کے آشکار
 ذرات کے پیادے ہیں خاشاک کے سوار
 اس کا سموم نام ہے اس کا لقب غبار
 گویا ہوا کے گھوٹے پہ ہیں نوبتی سوار
 اک زراغ کا گردہ ہے اک بوم کی قطار
 صرصر سن ستون شجر خشکے خار دار
 فرماں ہوا کہ جمع ہو سب شکر بہار
 تو میں ہوں برق درعد کی سرو قشت کارزار
 پہنیں لباس سبز سواران شاخسار
 فوارہ ہائے آب کے حاضر ہوں نیزہ دار
 فوراً رداں ہوں تیغ گزاران جو تبار
 ترکش سجیں بدن پہ دلیران آبخار
 شکر کے افسروں کا الگ چاہیے شمار
 آزاد بیگ سوسن و میر آتش چنار
 آقا بدایغ لالہ خشن خان کوکنار
 خواجہ ملیح زنبق و خواجہ بزرگ نار
 قتل عدد میں کام جو دیں دقت کارزار

صد برگ کی زرہ ہو تو سنبل کی ہو کند
 بے حدشیں سپاہ میں غنچوں کی پچکیں
 چار آئینے سے برگ کی کے تن پر کریں دست
 اس فوج کے سوا بھی کچھ آئے ملک کو فوج
 شاہین و باز و جرہ کلنگ و خروس و بط
 طاؤس کی سپاہ بھی کنجشک کی بھی فوج
 قازدوں کا اک گردہ عقابوں کی ایک صف
 زبان شاہ شرق سے پھر بہر جائزہ
 گھوٹے ہوا کے جھونکوں کے نکلے فیل مست (۳۳)
 فوج خزاں اُدھر تھی جاتے ہوئے پرے
 آنکھوں پر ایسے پڑ گئے پڑے غور کے
 سو جہانہ کچھ کسی کو زمانہ ہوا سیاہ
 ایسے ہوئے بلند علم گرد باد کے
 فوج بہار نے بھی کیا تصد کشت خون (۳۴)
 کیوں افسر سحاب نے تردستیاں عیا
 نکلوں کے احدیوں نے اٹھائے جو بادیا
 تو میں ہزار باجو چلیں رعد و برق کی
 سراٹ گئے جدھر گئے گئے تگرگ کے
 پشت پناہ اس کے جو تھا افسر سموم (۳۵)
 پھولوں کے سرخ پوشوں نے ایسی لگائی آگ
 خنجر گزار سوسن و گلگدوں سوار گل
 غریبال چمن کے ہو گئے ان ناکسوں کے تن
 جو جھاڑیاں تھیں جھاڑ کے مانند جل تھیں
 کیا دقت پر مدد کسی فوج نے بھی کی (۳۶)
 اس فوج میں سیہ جو بگولوں کے تھے علم

گل کی سپر پوشاخ کی شمشیر آبدار
 سورج سکھی کے خود ہوں تقسیم بے شمار
 کیاوں کے نیزے پائیں جوانان نیزہ دار
 اس ایک سمت سے تو کسی سمت سے ہزار
 کبک و تدر و فاختہ و طوطی و ہزار
 سرخاب کا بھی غول، گبوتر بھی بے شمار
 ٹکڑی ہو کوٹلوں کی پیہیوں کی بھی تھپا
 لشکر ہوا روانہ پے قصد کارزار
 لاکھوں گل پیادہ ہزاروں گل سوار (۳۷)
 آمادہ ہر گردہ ہر اک صف ہر اک قطار
 فردوں کی فوج لے کے بڑھا افسر غبار
 آندھی کی طرح چھا گئی وہ فوج نابکار
 چپکے میں آگئی خرد چرخ کج مدار
 جنبش ہوئی بڑھے علم سر و جو ہار (۳۸)
 کف تعداد میں ہاتھ میں تھی تیغ کو ہمار
 ترکانہ ترکتاز سے محشر تھا آشکار
 تھا زلزلہ زمین کو ہوئے کوہ رعشہ دار
 قطردوں کی گولیاں ہوئیں ان کے جگر سے پار
 تھے گرم جہت و خیر نفس و خاک کے سوار (۳۹)
 جل جل کے خاک ہو گئے وہ تیرہ مددگار
 ایسے بڑھے کہ گھٹ گئے خاشاک کے موار
 غنچوں کے گل چلوں نے یہ دی گئیوں کی مار
 اوراق خشک جل کے بنے پھلجھری انار
 کیا کیا شکار گاہ چمن میں ہوئے شکار
 طاؤس سب نکل گئے ان کو سمجھ کے مار

طاقت تھی بوم کی کہ ہمارے ہو ہم نبرد
 کیا زاغ عندلیب سے ہوتا جلا دچا
 دم بھر میں صاف ہو گیا سید اوجھڑا
 ذرتے چھپے تو خاک برابر ہوا غبار
 کیا افسر سموم کی چلتی کہ ابر نے
 ٹھنڈا کیا لگا کے اسے تیغ آبدار
 گر جا جو ابر فتح کا نقارہ بج گیا (۵۰)
 تھا شادیاں زمزمہ قسمی دہزار
 سامان بزم ہو گیا میدان رزم میں
 کیا کیا سہلے طرب کے چلے جام خوشگوار
 زش زمر دیں جو بچھا سبزہ زار
 افسر جو تھے سپاہ کے ہتھے دھف صیف
 ٹھاٹھ تھے رشتی کے کہ ہندی کی ٹیاں
 مطرب تھے عندلیب تو قوال فاختہ (۵۱)
 طاؤس رقص کرتے تھے محفل میں بار بار
 غنچے سبوتھے لالہ دگل سا غر شراب
 جنبش میں باد تند سے آتے تھے دست
 مہتابی ماہتاب تو ہر پھول پھلچھری
 شبنم نے پائے گوہر غلطاں گلوں گزر
 رد مال سرخ دوش شقائق پہ چار باغ (۶۰)
 شبنم سے پھول پہنے ہوئے موتیوں کے ہار
 پھولا کہیں درمنہ کہیں اشرفی کے پھول
 دیکھا یہ رنگ میں نے پہنچ کر جو باغ میں
 یہ جشن اس کی فتح کا ہے جو سپاہ ہے
 حامد علی خان بہادر فلک شکوہ
 زیبا ہے جس کی شان میں مطلع آبدار
 مطلع

لے شان دیدری ز جبین تو آشکار (۶۵) نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار
 کہتے ہیں جس کو خسرو خاور دی تو ہے عالم ہے خوان فیض سے اس کے وظیفہ خوار
 انگشتی کا اس کی دوپٹا ہے اک نیگیں کرتے ہیں جس کو دولت کو نین اعتبار
 کچھ تیغ حادثات سے دہشت نہیں کہ ہے جوشن دعائے خلق سپر ظن کردگار
 منہ پر چڑھے سعادہ مر حب سرشت کیا اس کی نگاہ قہر مکر رہے ذوالفقار
 اے فکر لکھ وہ مطلع روشن لبان مہر (۷۰) پھر پھر کے چرخ جس پہ ستار کے شمار

مطلع

واقف ہوا اس کی تدبیر اے اب روزگار
 کاؤں کو چاہئے کہ سینیں اس کی گفتگو
 رہ دل ہے شاد شاد جو اس رخ پہ ہے
 اے محنت اختیار کر اس کی مصیبت
 اے علم اس دل میں جگہ کہ پائے فیض (۵۵)
 اے باغ آگیا اسے گل گشت کا خیال
 اے بحر کچھ قصد ہے ساحل پگشت کا
 اے کان سوائے کو سواری نے رخ کیا
 اے آسمان تیری طرف اس کی ہے نگاہ
 اے مہر تجھ پہ ہے کرم سایہ کرم (۸۰)
 اے ماتہاب روتے توجہ ہے تیری رت
 اے مشتری جو تجھ کو سدا کی ہے طلب
 اے دہرہ چاہیے جو تجھے اپنی آبرو
 درکار اے عطار و اگر تجھ کو ہے خرمن
 مرغ سرکش کا یہ سرگز نہیں مقام (۸۵)
 پائے گالے زحل کبھی ایسا نہ وقت پھر
 خدمت ضرور چاہیے آگاہ کو دیا
 یہ وہ ہے جس کا فیض ہے آفاق محیط
 یہ وہ ہے جس کا علم ہے دریا سے بیکراں
 یہ وہ ہے جس کے نطق پہ ہے ناطقہ فدا (۹۰)
 یہ وہ ہے جس کے پاؤں کے نیچے ہے تخت حکم
 یہ وہ ہے جس پہ چشم کرم ہے رسول کی
 چاہے جو یہ تو ذرہ چمک کر ہو آفتاب
 چاہے جو یہ تو غار خاک ہوں گل و من
 یہ نامور ہے تخت نشینوں کا تاجدار
 آنکھوں کو چاہیے رہیں ان آنکھوں درچار
 وہ سر ہے سرفراز جو جو پاؤں پر نثار
 اے ہوش بن نہیم اگر تو ہے ہوشیار
 اے خالق رہ قریب کہ ہو اور عطر بار
 سیم شگوفہ و زبر گل اس پہ کز نثار
 کہہ دے صدف سے نذر کسے در شاہوار
 تو بھی اتار صدقے میں یا قوت آبدار
 گلدستہ باندھ تاثر شعاعی سے اس پہ دار
 کہ پیش کش کوئی طبق زر پے نثار
 پھر پھر کے اس کے گرد تصدق ہو بالہ دار
 آکر ہائے بخت کی صورت ہو خود شکار
 کہ فتنہ ہائے ترکی رواں جلد جو سبار
 لکھ اس کی مدح میں تو کوئی نثر در شمار
 دے تیغ اس کو نذر جھکا فرق انکار
 جو سے قدم کے لے کے طے ظلمت غدار
 یہ وہ ہے جو فقیر کو کرتا ہے شہر یار
 یہ وہ ہے جس کا عدل ہے شہور روزگار
 یہ وہ ہے جس کے حلم کو کہتے ہیں کوہ سار
 یہ وہ ہے جس کے درک پہ ہے مدر کہ خار
 یہ وہ ہے جس کے فرق پہ ہے تاج افتخار
 یہ وہ ہے جس کو حق نے دیا سب کچھ اختیار
 چاہے جو یہ تو قطرہ بنے بھر بے کنار
 چاہے جو یہ تو بید و صنوبر ہوں میوہ دار

چاہے جو یہ گیس کو طے رتبہ ہما (۹۵) چاہے جو یہ تو زانغ ہوں طاؤس زنگار
 چاہے جو یہ زمیں کو طے رفعت سپہر چاہے جو یہ تو پائے خزاں نہبت بہار
 چاہے جو یہ تو روز ہوتا یک شل شب چاہے جو یہ تو سیل کو کر دے بھی نہار
 چاہے جو یہ تو صید کرے ماہی زمیں چاہے جو یہ تو چرخ پہ نہ سرن ہوں شکار
 چاہے جو یہ تو چل نہ سکیں تھم رہیں فلک چاہے جو یہ تو رک رہیں جاری نہ ہوں پھار
 خاص خدائے پاک ہے مدوح اے امیر (۱۰۰) کچھ عرض حال بھی ہو بعنوان اختصار
 شرم آتی ہے مگر سر در بار ذکر سے کس طرح صاف صاف ہو اظہار حال زار
 ہو ایک فکر تو ہو کنایے سے بھی ادا فکر میں کئی ہیں درپے آزار جاں نثار
 اتنی مگر ہے عرض کہ اے شاہ حق شناس اڑتیس سال کا ہے دعا گو و طیفہ خوار
 اب وقت رحم کا ہے کہ اراض صعبے قابو میں ہے دماغ نہ دل پہ ہے اختیار
 ہو ایسی پردش کہ ملائق کی فکر سے (۱۰۵) فارغ ہو اب یہ پر و ضیف و نحیف و زار
 یا خدا میں مجھ دعا رات دن رہے با صد نہاد عجز بد گاہ کردگار

یارب یہ جاہ و دولت و اقبال حشر تک
 آباد زیر حکم یہ شہر اور یہ دیار



داغ

درمدیح نواب میر محبوب علی خاں

میں ہوا باد یہ پیا طرف ملک دکن
 ناز مینوں کی کمر بید کی شاخ لڑاں
 بسترِ قاتم و سنجاب بنا سبزہ دشت
 قطرہ شبنم ہر خار سے گوہر ہے آب
 شاخ آہو پہ گماں پیچ دھم کا کل کا (۵)
 سبزہ دشت میں ہے سبزہ لہ خط کی چین
 ذرے ذرے سے نمودار فروغِ انجم
 دیکھے کوسوں سے مسافر کہ یہ منزل آئی
 خاک اس دشت میں اڑتی ہے کہ اڑتا ہے عبیر
 قوتِ نامیہ اس جوش پر اللہ اللہ
 چو کڑی بھولے جو اس دشت کی سونگھے خوشبو (۱۰)
 خارِ صحرا سے انگلی کے اشارے سے بلے
 دیدہ غولِ بیا باں نے جلائی مشعل
 زندہ رہتا ہے تنِ عابدِ مرتاض کی شکل
 شجرِ طور کے مانند منور ہر نخل
 آسمان سبز قدم جو کے بنا سبز اختر (۱۵)
 ندیاں کوہ کی ہیں رشک دہ حجئے شیر
 سوجھیں کرتی ہوتی پھرتی ہے صبا شل نسیم
 حوریں پانی بھریں نیگھٹ کا جو کھینچ گھٹ
 ایسے جھڑت کیے باہم ہیں ثریا مثال
 اشہبِ خامہ چالاک کی پھرتی ہے عنایا (۲۰)
 صفتِ دشت و جبل سے طرفِ شہر و چین

سرمہ چشم غزالاں ہوئی گردِ دہان
 موجِ ریگِ رداں زلفِ پشیاں کی شکن
 تکیہ محل و کخواب ہر اک تخت کہن
 نرد و لالہ کہار سے ہر لعل میں
 سبزہ دشت میں ہے سبزہ لہ خط کی چین
 جادے جادے سے عیاں کا کشاں کا جو بن
 صبح صادق کی طرح شامِ غریب کی روشن
 آگے اس خاک کے مٹی اثرِ شکِ فتن
 دانہ موتی کا جو بولیں تو ہو خرم خرم
 کہ یہاں آہوئے تاتار کا ہوش نہ ہرن
 راہ بھولے جو مسافر کوئی آوارہ وطن
 ہر گولے سے عیاں قصبتِ نیر تن
 خشک ہو کر بھی بیا باں میں یہاں نخل کہن
 مل گیا کیا کہیں اس دشت سے دشتِ این
 عکسِ افکن جو ہوا سبزہ کہار و دمن (۱۵)
 جن سے پکیا پری فردس کی بھی نہر لبین
 لہلہاتے ہوئے سبزے کا نرالا جو بن
 ہے اس انداز کا ہر ایک بت سیمیں تن
 کہ زمین پر نظر آنے لگے پروین دیرن
 صفتِ دشت و جبل سے طرفِ شہر و چین

تو تب باصرہ و شاتہ تم کو ہو نوید باغ کی مدح میں گل کھلتے ہیں گلشن گلشن
مطلع

وہ طراوت کا اثر ہے کہ دم سیر چین
برگ برگ گل و گلزار یہاں تک پھیلے
لالہ و گل نے جو پہنی ہے تباہ رنگیں
قلقل شیشہ کی آواز ہے بستاں بستاں (۲۵)
نوع و سان چمن مست ہوئے ہیں کیا کیا
وہ رطوبت کا اثر ہے کہ چمن میں خورشید
بویے تخم محبت کو تو پیدا ہو دنا
لائے گر فصل خزاں کو فلک نیلی رنگ
پر پرداز چیلے پھولوں کا پنکھا ایا (۲۶)
کیا عجب پہنچے وہاں تک اثر فیض بہار
گر یونہی فصل بہاری کو رہا جوش عروج
کس طرح دست خانی نہ کرے نخل چار
شہر اس شہر کا ہے نام ہی بلند ہے
ثانی خلد و ارم بانی ترمین و حشم (۲۷)
چھپ گئے سقف فلک یوں تہ ایوان بلند
روشنی ایسی جواہر کی دکانوں میں عیاں
ایسے عشرت کدے میں کیوں ہو خلقت لٹا
شعنہ عدل کا وہ خوف ہے بازار دن
باتھ باندھے ہوئے پھرتے ہیں یہاں دستِ دہاں
ذی خرد اتنے ہیں ذی فہم ہیں اتنے کہ یہاں
ناظم و ناثر و فرزانہ و دانا و ادیب
حیدر آباد کا جتنا ہے جہاں میں ڈنکا
طفل مکتب بھی پڑھاتا ہے فلاطوں کو سبق

پانی دینے لگے یوسف کا یہاں چاہِ ذوق
جس سے کوتاہ ہے گل چیں کا سراسر دامن
دیتی ہے خلعت نور روز بہار گلشن
تو پتے پتے پہ تقاضا ہے کہ شکن شکن
کھینچتی ہے کمر سرو کو بھی شاخِ سمن
گو ہر شبنم شاداب سے بھر لے دامن
ڈالے پر تورخ کو تو اگے سیبِ ذوق
نیلی پیلی ہو غضب دیکھ کے اس کو سوسن
کہ مٹے شمع کی بھی دل کی لگن دل کی جلن
فلس ماہی بھی کھلیں صورت گلہائے چمن
شاخ طوبی میں عجب کیا ہے کھلے نردن
تیغ اردی سے بہا پھرتا ہے خون بہن
فخر کلکتہ و مدراس، نظیر لندن
رکش چمن و ختن، غیرت بنداد و عدن (۲۸)
تشری ڈھانک دے جس طرح کوئی زیرِ لگن
جن کے نظائے سے ہو چشم تمنا روشن
ایسے امن میں نہ کیونکر ہو زمانہ امن
نہیں ممکن کہ جو برتن سے بھی کھڑکے برتن
لب سے رہتے ہیں یہودہ سرادقِ سخن
کیا قباحت ہے اگر ما کی جگہ بولیے من
عالم و عاقل و علامہ ہر اک ماہر فن
نوبتیں کیوں نہ بھیں دھوم باون بان
خلق ہوتا نہیں اس شہر میں کوئی کو دن

حیدر آباد سے کیوں جا کہیں عیش آباد (۵۵) خوشتر از ملک سلماں نہ ہو کیوں حب وطن
دشت و کوہ و چمن و شہر کی تلاطمی سے
چمن آرائے دکن خسرو فیاض و جواد
جس نے شاداب کیا آب کرم سے یہ چمن
میں اس کی پڑیوں مطلع رنگیں ایسا
جس سے لے داغ ہو شرمندہ بہار گلشن
مطلع

خسرو تیر فگن، تیغ فگن، شیر فگن
میر محبوب علی خاں ملک ملک و گن
دادگر داد دہ داد رس و داد رساں (۵۰)
فخر دیں، فخر لگیں، فخر زماں، فخر زمن
پاک دل، پاک نفس، پاک نظر، پاک تہاد
نیک خو، نیک سیر، نیک روش، نیک چلن
قدر دانا، قدر کن و قدر فزا قدر شناس
حاکم علم و عمل بادشہ فہم و فطن
آفتاب شرف و ادب مہ عز و علا
شمع کاشانہ دین، اختر نجات روشن
بانی عیش و طرب حاجی آلام و حزن
مجمع جود سخا، مصداک لطاف و عطا (۵۵)
معدن حکم و حیا، مخزن اوصاف حسن
صاحب جاہ و حشم، دارش دیہم و سریر
تیرے انوار کا پر تو ہے کہ ہے پر تو مہر
تیرے اخلاق کی خوشبو ہے کہ خوشبوئے چمن
باتھ ڈالا ہے محالات میں بخشش نے تری
کہہ سکے کون عطا کو تری مہسا آملن
دہ گہر بار ترادست کرم ہے شاہا
آگے اس فیض کے پانی بھر کھاد کی بھرن
ہن بستی ہے دکن میں یہ شل ہے شہور (۶۰)
تو نے برساے گہر فیض سے معدن معدن
فیض ہے کوہ دیباہاں کو بھی ہنگام شار
کوئی سختی کرے اس عہد میں کیا ممکن ہے
عہد میں تیرے جو معدوم کیا ہے یہ ہے
جود سلطان سے وہ منفعہ پچھے طرز سوال
دہ بھی چھپ چھپ کے یہاں دیکھتا ہے اپنی توت (۶۵)
حکمت آموز فلاطوں ہے تری عقل سلیم
ریشہ بنج زقوم اس کو بناتی ہے زمیں
آتش قہر سے رستم کا بھی ہوز ہر آب
لیتے ہیں لعل و گہر دونوں بچھا کر دہن
موم سے بڑھ کے ہوا نرم مزاج آہن
لاوش و کینہ و آزار و غم و زنج و محن
زخم پھیلا جو دامن تو بنے تردامن
زخم میں ٹانگے ہیں یاد رکھ کے در پر چلن
بات پختہ ہے تری رائے تری مستحسن
تیرے اعدا کا نہ ہیکار گیا تار کفن
شمع کی طرح سے گل جائے تن بڑیں تن

تیرے تاج میں سب اہل نظر، اہل کمال
سوز بانیں گل صد برگ کے قرض ہزار (۱۵) تو کرے لاکھ طرح سے وہ تری طرح سخن
میں ترے عہد عدالت میں شکستہ حوال
دل شکن، عہد شکن، تو بہ شکن، روزہ شکن

جھڑیاں پڑ گئیں آخر کو رخ تو بہ پر
منہ چڑھے کون تری تیغ کے یہ کوہ شکاف
ایک ہی دار میں تلوار کرے دھڑکڑے (۱۵)
اتنی حاصل ترے اعدا کو سبکدوشی ہے
کیا تم نے اس پری دش کی کرد میں تعریف
سینہ چوڑا ہے، نلی چوڑی ہے، سم چوڑے ہیں
یاں، دم، پاؤں، شکم، کان، کنوتی، پٹھے
جست میں برقی ہے اڑنے میں پری گشت میاں رخ
نہ بندھے اس پندک سیر فلک سے ہرگز
اللہ اللہ سے اس تیز ردی کی تاثیر
اتنی سرعت سے نہ ہرگز خبر آتی جاتی
فلک آسادہ ترا پیل کہ جس کے آگے
ہیں ترے فیل کے دانتوں پہ سنہری چوڑ (۱۵)
یوں سرفیل سیہ زرد عماری تاباں
ڈر کے رکھتا ہے قدم بزم اسد میں خورشید
طمطراق اور تری فوج کا وہ زرق برق
دکنی و عربی، کابلی و پنجابی
داغ مداح و شاخوان و تاش پیر (۹۰) اس دعا پر تری کرتا ہے بس اب ختم سخن
جب تک آفاق میں ہو دو ثروت کی نمود
جب تک انداز پہ چمن جمال نکش
جب تک آوازہ اقبال ہو آویزہ گوش
عصمتی اس کو سمجھتے ہیں جو میں تو بہ شکن
شکن صف شکن، آہن شکن، البرز شکن
مخفرو بکتر و چار آئینہ خفتاں جو شن
تیری تلوار ارثا دیتی ہے تن سے گردن
خوب سے خوب خوش اسلوب سراسر بہ تن
جتنی چھوٹی ہے کمر اتنی بڑی ہے گردن
ڈھل گئے حسن کے سانچے میں لب اعضائے بدن
پھر سبک رو صفت ہوئے بہار گلشن
گر بنے توں قزح اس کی بچھاڑی کی سن
نام لے اس کا تو موصاف زبان الکن
تار برقی میں ہے آمیزش نعل تو سن
زینہ سنگ خرف میں سبک کوہ دامن
یا سر طور پہ کا فور کی شمعیں روشن
شب کو جس طرح سے ہو چرخ پہ مہ جلوہ نگوں
دیکھ کر فیل شکاری کو ترے شیر فگوں
لیس ہر طرح سے ہر ایک رسالہ پلٹن
ہر سپاہی ترے شکہ کا ہے رشک شیرن
اس دعا پر تری کرتا ہے بس اب ختم سخن (۹۰)
جب تک فلاح پہ ہوں اختر و انجم روشن
جب تک اظہار پہ ہے رنگ گل دسترون
جب تک اندازہ عشرت ہو بانداز حسن

جب تک انجام کو پہنچے فلکِ پیر کی عمر جب تک آفت سے ہوں محفوظ زمیںِ زمیں
 جب تک اسلام کا ہے نام جہاں میں قائم (۹۵) جب تک اس نام سے آباد ہے یہ دیر کہیں
 بلبلِ شیفۃ جب تک ہوں بہارِ گل پر اور پروانہ شاربِ شمعِ روشن
 حسنِ معشوق میں جب تک ہو کمالِ تاثیر دلِ عاشق میں کبھی جاتی ہو تکھی چتون
 تو سلامت ہے، آباد رہے، شاد ہے زار ہو، خوار ہو، ناچار ہو تیرا دشمن
 تیری اولاد کی کثرت ہو تری نسل سے پورا جیسے اک دانے سے پیدا ہوں ہزاروں خرمن
 سرخ رودِ آغ ہو یوں نفلِ کرم سے تیرے
 پر تو مہر سے جس طرح بنے نعلین

— ❖ —

جلال لکھنوی

در منقبتِ امامِ زمانِ صاحبِ الامر علیہ السلام

میں شب کو نید کیے دیدہ تماشا ہیں
 جہان کے تھے نشیب فراز پیشِ نگاہ
 کبھی زمیں پہ افتادہ شکلِ نقشبِ قدم
 کبھی تھا پیرِ مغانِ مے کشوں کے جلسے میں
 شریکِ حال کہیں صوفیوں کے وجد میں تھا
 مقیم صورتِ راہب کبھی کلیسا میں
 کہیں تھا ناتھ یسائی کے رنگ کی آواز
 کہیں تھا ذوقِ حشبِ تلخ کامی فریاد
 کبھی تھا ساتی محفل کبھی تھا ساغرِ کش
 کبھی حینوں کے عیشِ نشاط کا دن تھا
 کہیں ترنمِ خنیا گرانِ گلِ رخسار
 کہیں تھا رونقِ گلزارِ صورتِ گلبن
 کہیں نسیمِ سحر کی طرح چین میں دواں
 جمالِ زرگس و گل کی کبھی تھی گل چینی
 کبھی تھا اپنے عجبس میں آپ ہی خود گم
 یکایک آگئی نیندِ ادرین کے پھرنے لگی
 وہ نازنین کہ شرم و حجابِ چہس کے
 وہ بے قرار وہ بے چین ایسی گرما گرم
 خدا کی شانِ نظر آگئی ز سرتاپا
 وہ رشکِ بد و ہلالِ ابر و اور پشانی
 رسائیاں مرے طالع کی تھے رسالگو
 بغور دیکھتا تھا سیرِ آسمانِ دزمیں
 فلک نشیں تھا کبھی اور گاہ خاک نشیں
 کبھی غبار کے مانند فوقِ چرخِ بریں
 کبھی تھا زابدوں کی انجن میں قبلہ دین
 کہیں تھے رونقِ بزمِ مشائخِ حق میں
 کبھی تھا خانہ کعبہ میں اعتد کاف گزین
 کہیں تھا آہِ دلِ قیس کی صدائے حزیں
 کہیں تھا ناز کشِ دلِ ربائی شیریں
 کبھی سرور سے مملو کبھی خسار آگیں
 کبھی شبِ غم و اندوہ عاشقانِ حزیں
 کہیں چانی مہوش کا بادہ رنگیں
 کہیں تھا طرہ گلہائے دامنِ گلچیں
 کہیں تھا غنچوں میں شلِ شمیمِ گوشہ نشیں
 کبھی تھا محوِ تماشائے لالہ و نسریں
 کبھی تھا اپنے ہی حالِ تباہ کا خود ہی
 مری نگاہوں میں اک نازنینِ مہ تمکیں
 ہزارِ دل سے خدا شاہانِ پردہ نشیں
 چمک کے برقِ صفتِ جاہے کہیں کی کہیں
 گماں پری کا تھا اس پر تو جو کا تھا یقین
 وہ مانگ جس سے خجل کہکشانِ چرخِ بریں
 ستارہ بخت کا تھا خالِ عارضِ رنگیں

سوادِ شام شبِ قدرِ شام زلفوں کی
 چمک سے جس کی چکا چونہ چشمِ انجم کی
 وہ کان کان جو اہرِ نثار ہو جس پر
 وہ آنکھیں زگسِ مخور پر جو چشمک زن (۳۵)
 کہوں میں گالوں کو کس طرح چاند کا ٹکڑا
 وہ بینی اس کی جو بنیا کا کرے ناک میں م
 لبِ دہاں تھے وہ شیریں جوان کا دھنسنے
 تبسمِ سحری صد تے اس تبسم پر
 وہ خوشنمائی چاہِ ذقن کہ خود جس میں (۳۶)
 گلا تھا نور کا رشکِ صراحی مئے ناب
 کچیں وہ ابھری ہوئی برچھیوں کی تھیں نیاں
 وہ دونوں شانہ و بازو بھر بھر تھے ٹول
 وہ انگلیاں تھیں کہ یا قوتِ ناب کی قلیں
 یقین ہے ملنے لگے ہاتھ پنچہ 'مرجاں' (۳۷)
 کمر کا اس کی نہ تھا ہستی و عدم میں نشان
 وہ زیبِ پیکرِ انور کی خوشنما ساتیں
 وہ پشتِ پاؤں ہر انگشتِ پا جو دل کو ملے
 کرے سلامِ قیامت بھی اس کو جھک جھک کرے
 غرض وہ جب کہ بعدِ شوخی و کرشمہ دناز (۳۸)
 بیکاری مجھ کو کہ کیا سوراہ ہے او غافل
 بہارِ تازہ ہوں میں تجھ کو دینے آئی ہوں
 مری انیسوں میں ہے شادمانی جاوید
 اٹھ اور کھول کے آنکھوں کو دیکھ دہر کا رنگ
 جہاں کی بوتلمونی ہے دید کے قابل (۳۹)
 بدل گئی ہے یکایک روشِ دو عالم کی
 نمونہ سحرِ روزِ عیدِ صبحِ جبیں
 دکھار ہی تھی وہ افشاںِ جمالِ نور آگیں
 وہ کان حلقہ بگوشوں میں جن کے جلد میں
 کہ ان میں چاند میں تھا فرقِ آسمان و زمیں
 پھڑک دھتھنوں کی جس پچھڑک اٹھیں خود میں
 تو زہر کھا کے ضرور اپنی جان دے شیریں
 نثارِ گوہرِ دندان تھے گوہرِ پردیں
 گر اے یوسفِ دل آپ کو شک اس میں نہیں (۴۰)
 انجم کے سینہ دکھاتا تھا جامِ بلوریں
 جو کھب کے نظروں میں سینے کے پار تھیں
 نگاہیں ہاتھ بڑھا کر بلائیں لینے لگیں
 کلائییاں تھیں کہ ہیرے کی شاخیں ترشی ہو
 جو دیکھ پائے وہ اس شوخ کی کفِ رنگیں
 نہرا دھونڈھے کوئی کچھ تپہ نہیں نہ دہیں
 بنائے حسن کے تھے دستوں نور آگیں
 وہ پاؤں حشرِ حجبِ پاکریں بہ روئے زمیں
 اداے قامتِ دل کش جو دیکھ پائے کہیں
 محفلِ خواب نہیں یہ محفلِ خواب نہیں
 نویدِ روحِ فزا مرثدہ نشاط آگیں
 مری جلیسوں میں ہے خرمیِ خلدِ بریں
 جہیں ہیں بکشا دیدہ تماشا میں
 کچھ اور ہو گئے پیرائے زمانِ دزمیں (۴۱)
 نہ اب وہ عالم بالانہ عالم پائیں

طلسم کن فیکوں کے ہیں طرہ ترزنگ
 بہم ہے قدسیوں میں غلغلہ مبارک ہو
 خدا کے شکر میں ہیں زیرِ عرش سیکائل
 جہاں میں حوروں کو غلمان ہیں نزدیک
 ترانہ سنج ہیں آپس میں زہرہ و حبیبیں
 درود چودھویں محصوم کا ہے خلق میں آج
 ظہور آج ہے اس نور کا زمانے میں
 خدیو ہر دوسرا جتن و انس کا مولا
 مطاع روح قدس مقتدائے خضر و یسح (۵۰)
 امام عصر الوالا مرجبت قائم
 شبہ انام رسالت پناہ کے ہم نام
 جناب مہدی بادی محمد ثانی
 علیؑ کے نورِ نظر، مصطفیٰ کے نعتِ جگہ
 خدا کا نور محمد بھی مثل احمد ہیں (۶۰)
 نوال و بذل و سخا و کرم شجاعت و عدل
 وہ تھے جو آیتِ رحمت یہ ہیں سحابِ کرم
 وہ تھے سراجِ منیر آپ کو کعبہ و درسی
 جناب کا بد دولت ہے سجدہ گاہ ملک
 بعید کیا ہے اگر آپ کو بھی ہو معراج (۶۵)
 اس آرزو میں ہے کہ کسی کے آگے مجھ پر بھی
 حضور لائیں جو تشریف فرس راہ ہوں
 زبیں کہ میں خلفِ منظرِ اعجازِ آپ
 شرابِ خواروں کے عیش و نشاط ہو گئے تلخ
 مغنیوں کے ہوئے راگ سرسبز کھڑا گد (۷۰)
 رہی نہ رقص کی رقا صوں کو بھی گردشِ پا
 کچھ ایسا کھا کے وہ چکر گرے بہ رقصِ زمیں
 نئی زمیں ہے گویا نیا سپہر بریں
 تمام وجد میں ہیں ساکنانِ ملکوتیں
 سرِ سجود و حجابائے ہیں جبرئیل امیں
 ملائکہ کو سنا تی ہے مژدہ حورِ عیں
 فلک کو دے رہے ہیں تہنیت و درپیں
 مہ مبارک شعباں کی شبِ پندرھویں
 قدم سے جس کے ہوا فرشِ خاکِ عرش بریں
 ملائکہ کا شرف فخر آسماں و زمیں
 فردغِ ملت بیضا سراجِ راہِ یقین (۵۵)
 ستونِ دینِ حق آئینِ حق کے رکنِ رکین
 ملک سپاہِ فلک بارگاہِ عرش نشیں
 طریقِ حق کے خضر رہنمائے شرعِ مبیں
 قسیمِ طوبیٰ و کوثر، شفیعِ یومِ الدین
 بزرگیاں وہی ان کو ملیں جو ان کو ملیں (۶۰)
 سب ان میں بھی صفیتیں ہیں وہی جو ان میں تھیں
 وہ تھے شفیع یہ امت کے ہیں ممد و معین
 دہاں بھی سایہ نہیں تھا یہاں بھی سایہ نہیں
 حضور کے ہیں تادم اور قدسیوں کی جبین
 پھر آئیں وحیٰ خدا لے کے جبرئیل امیں (۶۵)
 کسی دن آپ ہوں ردقِ نزالِ بدملکین
 ہر ایک شبِ تمنیٰ ہے اس کا عرش بریں
 عجیب آپ کی معجز نائیاں دیکھیں
 شراب سرکہ ہوئی مے فردش سرکہ جبین
 سراپا دھنتے ہیں خاموشِ مطربِ دیں (۷۰)
 کچھ ایسا کھا کے وہ چکر گرے بہ رقصِ زمیں

ہزار چھیرے آواز دیتے ہیں کب ساز
 ہوا ہے نئے کے گلوگیر آپ نغمہ نے
 یہ رعب داد ہے بیداد پتی پھرتی ہے
 کسی کو ہے ستم روزگار کا شکوہ وہ نہ کوئی شاکہ کی جو درد جفا ہے چرخ بریں
 روش بدل گئی خوبوں کی چشمِ نثار کی
 سب اپنی بھولے ہوئے ہیں ستم گری محنت
 یقین ہے رستم دستان کا دم فنا ہو جائے
 فلک پر آنکھ کو بہرام کی بھی جھپکا دیں
 طبق زمین کے اٹ جائیں رزم گئی صغیر (۸۰) جو آستینوں کو آپ لٹیں بوجے ہیں جبیں
 جلال اب یہ دعا مانگ حق تعالیٰ سے کہ آشکار ہوں عالم میں جلد مہدی دیا

جو آنکھیں طلعتِ زیبا کی ہیں بتِ مشتاق
 تجلی رخِ انور سے ہوں وہ نور آگیں

محسن کا کوروی

مدیح خیر المرسلین

(۱۲۹۳ھ)

سمت کاشی سے چلا جانبِ بتمبرا بادل
گھر میں اشنان کریں سرودِ قدانِ گو گل
خبر اڑتی ہوئی آئی ہے مہابن میں ابھی
کالے کوسوں نظر آتی ہیں گھٹائیں کالی
جانبِ قبلہ ہوئی ہے یورشِ ابرِ سیاہ (۵)
دھڑکا ترسا بچہ ہے برق لیے جل ہیں آگ
اہم پنجابِ تلام میں ہے اعلیٰ تاظم
نہ کھلا آٹھ پہر میں کبھی دو چار گھڑی
دیکھیے ہوگا سری کرشن کا کیونکر درشن
راکھیاں لے کے سلونوں کی برہمن بکلیں (۱۰)
اب کی سیلہ تھا منڈولے کا بھی گردابِ بلا
ڈوبنے جاتے ہیں گنگا میں بنارس والے
تہہ بالا کیے دیتے ہیں ہوا کے جھونکے
کبھی ڈوبی، کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی
قمریاں کہتی ہیں طوبی سے مزاجِ عالی (۱۵)
شبِ دیوِ راندھیرے میں، ظلمت کے نہا
شاہِ کفر ہے پکھرے سے اٹھائے گھونگھٹ
جو گیا بھیس کیے چرخ لگائے ہے بھوت
برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنگا جل
جا کے جنا پہ نہانا بھی ہے اک طولِ امل
کہ چلے آتے ہیں تیرتھ کو ہوا پر بادل
ہند کیا ساری خدائی میں تبوں کا ہے عمل
کہیں پھر کبھی پہ قبضہ نہ کریں لات و میل
ابر چوٹی کا برہمن ہے لیے آگ میں جل
برق، بنگالہ ظلمت میں گورنر جنرل
پندرہ روز مجھے پانی کو منگل منگل
سینہ تنگ میں دل گوپیوں کا ہے بے گل
تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کوئی پل
نہ سچا کوئی محاذ، نہ کوئی رتھ، نہ پہل
نوجوانوں کا سینچر ہے یہ بڑھوا منگل
بیڑے بھادوں کے نکلتے ہیں پھر گنگا جل
بحرِ اخضر میں تلام سے ٹپی ہے پل جل
لالہ باغ سے ہندوئے فلک کھیم کسل
یسی محمل میں ہے ڈالے ہوئے نہ پرائی پھل
چشمِ کافر میں لگائے ہوئے کافر کا جل
یا کہ بیراگی ہے پرست پہ بچائے کتل

شب کو مہتاب نظر آئے نہ دن کو خورشید
 ہے یہ اندھیر مچا ہے مجھے تاثر زحل
 وہ دھواں دھار گھسا ہے کہ نظر آئے نہ شمع (۲۰)
 گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اے لے کر شعل
 نور کی تلی ہوئی پردہ ظلمت میں نہاں
 آتش گل کا دھواں بام فلک تک پہنچا
 ابر بھی چل نہیں سکتا وہ اندھیرا گھپ ہے
 جس طرف سے گئی بجلی پھر اصرار نہ سکی
 فیضِ تربیب ہوانے یہ دکھائی تاثیر (۲۱)
 آبِ آئینہ توج سے بہا جاتا ہے
 آج یہ نشوونما کا ہے ستارہ چمکا
 دیکھتے دیکھتے بڑھ جاتی ہے گلشن کی بہار
 خضر فرماتے ہیں سنبل سے تری عمر دراز
 عطر افشاں ہے شبیر گل و نسرين سخن (۲۲)
 لہریں لیتا ہے جو بجلی کے مقابل سبز
 جگنو پھرتے ہیں جو گلبن میں تو آتی ہے نظر
 ہم زباں و صفِ چمن میں ہوئے سب اہل چمن
 تختِ طاؤس کی گلشن پہ ہے سایہ کیے ابر
 جس طرف دیکھے بیلے کی کھلی ہیں کلیاں (۲۳)
 شاخ پر پھول ہیں جنبش میں زمیں پر سنبل
 پھول ٹوٹے ہوئے پھرتے روشوں پر ہیتم
 آہ قمری میں مزا اور مزے میں تاثیر
 ساتھ ساتھ آتے ہیں نالوں کے جگر کے ٹکڑے
 شجرے میں پیریناں کے نکل آئیں شاخیں (۲۴)
 سبزہ خط سے ہوا بھنے لگی سرخ لب
 صاف آمادہ پرواز ہے شاہاں کی طرح
 خندہ ہائے گلِ قالیں سے ہوا شور و شور
 چمن حسن سے لال اڑ گئے بن کر ہریں
 پر لگائے ہوئے مژگانِ صنم سے کابل
 کیا عجیب ہے جو پریشان ہے خوابِ مغل

طرقہ گردش میں گرفتار عجب پھیر میں ہے سرمہ ہے نیند مری دیدہ بیدار کھل
شاخ شمشاد پہ قمری سے کہو چھیرے ملا

نو نہالان کلتاں کو سنائے یغزل

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل تیرا ہے کبھی گنگا کبھی جنتا بادل
سمت کاشی سے گیا جانب متھرا بادل برج میں آج سری کشن ہے کالا بادل
خوب چھایا ہے سرگوکل و متھرا بادل رنگ میں آج کنھیا کے ہے ڈو با بادل
شاہد گُل کا لیے ساتھ ہے ڈولا بادل برق کہتی ہے مبارک تجھے سہرا بادل
سطح افلاک نظر آتی ہے گنگا جمنی (۵۰) روپ بجلی کا سنہرا ہے رو پہلا بادل
چرخ پر بجلی کی چل پھر سے نظر آتا ہے سبزہ چمکا کھلتا ہوا برچھیا بادل
جب ملک برج میں جنتا ہے یہ کھٹنے کا نہیں ہے قسم کھائے اٹھائے ہوئے گنگا بادل
بجلی دو چار قدم چل کے پاٹ جائے نہ کیوں وہ اندھیرا ہے کہ پھرا ہے بھٹکتا بادل
چشمہ مہرے عکس زبر گُل سے دریا پر تو برق سے سونے کا ہے بھرا بادل
یری آنکھوں میں سنا تا نہیں یہ جوش و خروش (۵۱) کسی بے درد کو دکھائے کر شما بادل
دل بے تاب کی ادنیٰ سی چمک ہے بجلی چشم پر آب کا ہے ایک کر شما بادل
طیش دل کا اڑایا ہوا نقشہ بجلی چشم پر آب کا دھویا ہوا خاکا بادل
اپنی کم ظرفیوں سے لاکھ نلک پر چڑھ جائے میری آنکھوں کا ہے اترا ہوا صدقا بادل
کچھ منسی کھیں نہیں جوشش گر یہ کا ضبط یہ مراد دل ہے یہ میرا ہے کلیجا بادل
جام عمر نلک پیر ہوا ہے لبریز (۶۰) لیے آتا ہے جنازہ دیے کا ندھا بادل
راجہ اندر ہے پری خانہ مے کا پانی نغمہ نے کا سری کرشن کنھیا بادل
جوش پر رحمت باری ہے چڑھا دُخم مے چٹک برق سے کرتا ہے اشارا بادل

دیکھتا گر کہیں محسن کی فغاں زاری

نہ گرجتا کبھی ایسا نہ برستا بادل

مطلع

بچر چلا خامہ تصیدے کی طرف بعد یغزل کہ ہے چکر میں سخن گو کا دماغ مختل
باغ میں ابرسیہ مست چڑھا کر آیا (۶۵) جام خورشید مع میکدہ برج محل

چشم سیکش میں گلابی ہے کہ پھول ہے گلاب
جام بے بادہ سے کہتے ہیں کہ رندوں کو چھوڑ
گوہر دل کو بڑی سنگ دلی سے پیسا
کیسی افسردگی کیا بات ہے مرجھانے کی
سیر میں دشتِ مصر دیکھ، جو یادوں سے ننگ
مصر والوں کو یہ ڈرے کہ زینے کے لیے
مے گلزنگ ہے کیا شمع شبِ فکر کا پھول
کیا جنوں خیر ہے نکلنے میں صریرے ملک
ہے سخن گو کو نہ انشا کی نہ املا کی خبر
دل میں کچھ اور ہے پر منہ سے نکلتا ہے کچھ اور
کتنا بے قید ہوا کس قدر آوارہ پھرا
کبھی گنگا پہ بھٹکتا ہے کبھی جمن پر
چھینٹے دینے سے نہ محفوظ ہے قلم و نیل
ہاں یہ سچ ہے کہ طبیعت اڑا یا جو غبار
روئے معنی ہے بہکنے میں بھی اعلیٰ کی طرف (۸۰)
اک ذرا دیکھیے کیفیتِ معراجِ سخن
گرتے پڑتے ہوئے متانہ کہاں رکھا پاؤ
یعنی اس نور کے میدان میں پہنچا کہ جہاں
تارِ بارانِ مسلسل ہے طائرک کا درود
کہیں طوبی کہیں کوثر کہیں فردوس ہیں (۸۱)
کہیں جبریل حکومت پہ کہیں اسرافیل
کنزِ محضی کے کسی سمت نہاں تہ خانے
عاشقِ جلوہ طلب گار کہیں چشم قبول
گل بے رنگی مطلق کے لہکتے گلزار
باغِ تنزیہ میں سرسبز نہالِ تشبیہ (۹۰)
انبیا جس کی میثا فیں عرفا میں کوئل

پھول کیوڑے کا کھلا ہے کہ کھلی ہے بوتل
دست بے جام سے کہتے ہیں کلیجوں کو نہ مل
کشتی مے کو بنا یا مے ساتی نے کھل
غنجہ کہتا ہے لجاوے کہ گلشن سے نکل
شغل میں چاک گریباں کے ہے جو ہاتھ ہے شل
سر بازار نہ کہنے لگے سوئے کا غفل
چلتے چلتے جو قلم ہاتھ سے جاتا ہے نکل
کہ سیاہی سے ہے ہر حرف کو سوئے کا خصل
ہو گئی نظم کی انشا و خبر سب مہل
لفظ بے معنی ہیں اور معنی میں سب ٹھیک
کوئی سند نہ بچا اس سے نہ کوئی اسل
گھاگھرا پہ کبھی گزرا کبھی سوئے چٹل
نہ بچا خاک اڑانے سے کوئی دشتِ جبل
ہوئی آئینہ و مضمون کی دو چنداں صقل
تا کتا ہے تو شریا کی سنہری بوتل
ہاتھ میں جامِ زحل شیشہ مہ زیر بغل
کہ تصور بھی وہاں جانہ سکے سر کے بھل
خرمنِ برقی تجلی کا لقب ہے بادل
پئے تبیح خداوند جہاں غزوہِ جہل
کہیں کہیں بستی ہوئی نہرِ لبین نہرِ غسل
کہیں رضواں کا کہیں ساتی کوثر کا عمل
اک طرف منظرِ قدرت کے عیاں شیش محل
نازِ محشوق کے پردے میں کہیں حسنِ عمل
بے نیازی کے ریا حیں کے مہکتے جنگل
انہی جس کی میثا فیں عرفا میں کوئل

نہ کوئی اس کا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر
 اوج رفعت کا قمر نخل دو عالم کا ثمر
 زیب دامن ابد طرہ دستار ازل
 نہ کوئی اس کا مماثل نہ مقابل نہ بدل
 مہر توحید کی ضو اوج شرف کا مہ نو
 شمع ایجاد کی لو بزم رسالت کا کنول
 مرجع روج میں زیب دہ عرش بریں (۹۵)
 حامی دین متین ناسخ ادیان و مل
 مفت اقلیم ولایت میں شہ عالی جاہ
 چار اطراف ہدایت میں ہمما مرسل
 جی میں آتا ہے لکھوں مطلع برجستہ اگر
 وجد میں آکے تلم با تھے جاتے نہ چھل
 مطلع

منتخب نسخہ وحدت کا یہ تھا روز ازل
 دور خورشید کی بھی حشریں ہو جائے گی صبح
 کہ نہ احمد کا ہے ثانی نہ احد کا اول
 تا ابد دور محمد کا ہے روز اول
 شب اسری میں بجلی سے رنج افور کی
 (۱۰۰) پڑ گئی گردن رفوف میں سنہری ہیکل
 سجدہ شکر میں ہے ناصیہ عرش بریں
 خاک سے پائے مقدس کی لگا کر صندل
 افضلیت پہ تری مشعل آثار و کتب
 ادلویت پہ تری شفق ادیان و مل
 لطف سے تیرے ہوئی شوکت ایماں محکم
 قہر سے سلطنت کفر ہوئی مستاصل
 بحث جاہ میں اعلیٰ کے ہیں معنی ادنیٰ
 مصروف جود میں اکثر کا مرادف ہے اقل
 شانہ حضرت کا ہے تشدید دو لام و دلیل (۱۰۵)
 صادق ماز باغ بصر سرمہ چشم اکمل
 جس طرف ہاتھ بڑھیں کفر کے ہٹ جائیں تمام
 جس جگہ پاؤں رکھے سجدہ کریں لاٹ پھل
 تیری تشبیہ کا ہے آئینہ خسانہ تنزیہ
 شان بے رنگی مطلق ہے کچھ رنگ محل
 ہے حقیقت کو مجاز آپ کا حیرت کا مقام
 بے نیازی کو نیاز آپ کا نازش کا محل
 ہو سکا ہے کہیں محبوب خدا غیر خدا
 اک ذرا دیکھ سمجھ کر مری چشم احوں
 رفع ہونے کا نہ تھا وحدت کثرت کا خلاف (۱۱۰)
 میم احمد نے کیا آکے یہ قصہ فیصل
 نظر آئے اگر احمد میں مجھے دال دوتی
 روز محشر ہوں الہی مری آنکھیں احوں

پھر اسی طرز کی مشتاق ہے ہوا جی طبع

کہ ہے اس بحر میں اک قافیہ چھا بادل

کیا جھکا کعبے کی جانب کو ہے قبل بادل
 سجد کرتا ہے سوتے شرب بطحا بادل

چھوڑ کر میکدہ ہندو صنم خانہ بُرج آج کعبے میں بچائے ہے مصلیٰ بادل
 سبزہ چرخ کو اندھیاری لگا کر لایا (۱۱۵) شہسوارِ عربی کے لیے کالا بادل
 بحرِ امکاں میں رسولِ عربی درِ تسیم رحمتِ خاصِ خداوندِ تعالیٰ بادل
 قبلہ اہلِ نظر کعبہ ابدی حضور موئے سرِ قبلے کو گھیرے ہوئے کالا بادل
 رشک سے شعلہ رخسار کے روتی ہے برق برق کے منہ پہ ہے رکھے ہوئے پلا بادل
 دور پہنچی لبِ جاں بخشِ نبی کی شہرت سن ذرا کہتے ہیں کیا حضرت عیسیٰ بادل
 چشمِ انصاف سے دیکھ آگے دندانِ شریف (۱۲۰) درِ یکتا ہے ترا گرچہ یگانا بادل
 تھانہ دھاتا رُفشتوں کا درِ اقدس پر شبِ عراج میں تھا عرشِ معلیٰ بادل
 آمد و رفت میں تھا ہم قدم برق بُراق مرغزارِ چینِ عالمِ بالا بادل
 ہفتِ اقلیم میں اس دیں کا بجایا ڈنکا تھا تری عام رسالت کا قربا بادل
 دینِ اسلام تری تیغِ دودم سے چمکا یا اٹھا قبلے سے دیتا ہوا کاندھا بادل
 آستانے کا ترے دہر میں وہ رتبہ ہے (۱۲۵) کہ جو نکلا تو جھکائے ہوئے کاندھا بادل
 تودہ فیاض ہے درِ پرترے سائل کی طرح فلکِ پیر کو لایا دیے کاندھا بادل
 تیغ، سیدانِ شجاعت میں چمکتی بجلی ہاتھ گلزارِ سخاوت میں برستا بادل

محسن اب کیجیے گلزارِ رضا جا کی سیر
 کہ اجابت کا چلا آتا ہے گھڑا بادل
 مطلع

سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے سب سے فضل میرے ایمانِ مفصل کا یہی ہے محل
 ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیری خالی (۱۳۰) نہ مرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل
 دین و دنیا میں کسی کا نہ سہارا ہو مجھے صرف تیرا ہو بھروسہ تری قوتِ ترا بل
 ہو مرا ریشہ اسیدہ نخلِ سرسبز جس کی ہر شاخ میں ہو پھول ہر اک پھول میں پھل
 آرزو ہے کہ رہے دھیان ترا تادمِ مرگ شکلِ تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل
 نامِ احمد بہ زباں سرِ بلا مہم بہ صدر لب پہ ہو صلِ علیٰ دل میں سرِ غر و جل
 روح سے میری کہیں پیار سے یہ غزرا نیل (۱۳۵) کہ مری جان مینے کو جو چلتی ہے تو چل
 دمِ مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا مری فکرِ فردا کی نہ کر دیکھ لیا جائے کا کل

یادِ آئینہ رخسار سے حیرت ہو مجھے گوشہٴ قبر نظر آئے مجھے شیش محل
 میزبان بن کے نکیر میں کہیں گھر ہے ترا نہ اٹھانا کوئی تکلیف نہ ہونا بے کل
 رخِ انور کا ترے دھیان ہے بد فنا مرے ہمراہ چلے راہِ عدم میں مشعل
 خد ہوں میر گناہانِ ثقیل اور خفیف (۱۳۰) آئیں میزاں میں جب افعالِ صحیح و عقل
 میری شامت سے ہو آراستہ گیوئے سیاہ عارضِ شاہدِ محشر ہو اگر حسنِ عمل
 صفِ محشر میں ترے ساتھ ہو تیرا مداح ہاتھ میں ہو یہی مستانہ قصیدہ یغزل

کہیں جبریلِ اشائے سے کہ ہاں بسم اللہ
 سمتِ کاشی سے چلا جانبِ تمہرا بادل



اسمعیل میرٹھی

جریدہ عبرت

میں شاعرانہ روش پر نہیں تصنیف نگار
کہ اب کے ماہ محترم کی ساتویں تاریخ
تو دیکھتا ہوں کہ گزری میں اک اکھاڑا ہے
ہیں دو حریف مقابل لیے پھری گتکا
جو اس نے پاؤں بچا یا تو اس نے سرتا کا (۵)
عجیب ٹھاٹھ، نئے پتیرے، غضب پھرتی
چلا ہے ایک منڈی کا باندھ کر چکر
میں اپنے دل میں لگا کہنے کیا حالت ہے
یہ کھیل محض نکمہ ہے بلکہ یہ ہودہ
سپہ گری کا یہ فن تھا کسی زمانے میں (۱۰)
کہاں ہیں اب وہ دلیران صف شکن باقی
نہاڑے سے نہ بے لاکھ سے نہ منہ موڑا
نہ اب بکیت کو پوچھے نہ کوئی رادت کو
نہ اس کا لاکھی پریش نہ اس نہر کی قدر
نہ جس میں دین کا ہو خاندہ نہ دنیا کا (۱۵)
جواب دل نے دیا یوں کہ مت تعجب کر
میں اس سے بڑھ کے سناؤں زمانے کے احوال

شاعر

سخنورانِ زمان کی بھی ہے یہی حالت
سوائے عشق نہیں سوچتا انھیں مضمون
نہ لکھتے ہیں کبھی نیزنگ حکمت و قدرت
کہ اس قدیم ڈگر کو نہ چھوڑے زہار
سودہ بھی محض خیالی گھڑت کا اک طومار
نہ واقعات کے وہ پیچھے ہیں نقش و نگار

ہے شاعری میں یہ پہلا اصول موضوعہ (۲۰) کہ جھوٹ موٹ کے بن جائیں ایک عاشق زار
 تمام اگلے زمانے کا ہے یہ پس خوردہ کہ کر رہے ہیں جگالی وہ جس کی سو سو بار
 کمال اپنا سمجھتے ہیں خود ستائی کو نہ ننگ ہے نہ حیا ہے نہ شرم و غیرت و عار
 جو اپنے فخر پر آئیں تو بس کریں تیر ہے ایک غار میں پانی سڑا ہوا البریز
 وہ لپٹہ آپ کو سمجھا ہے نا خداے جہاز (۲۵) اور اس سڑے ہوئے پانی کو لپٹہ نہ خار
 اسی طرح سے ہمارے زمانے کے شاعر سمجھتے اپنی خرافات کو میں عین وقار
 مبالغہ ہے تو یہ ہودہ عقل سے خارج ہے استعارہ تو بے لطف اور دو باز کار
 کیا ہے نام زائل قافیے کا اپنے سخن وہ کنکری ہے جسے کہتے ہیں دہر ہوا
 جو ان کے دیکھیے دیواں تو بور کے لڈو غلیظ و گندہ سراسر نتیجہ افکار
 وہی ہے شاعر غرا جو بے تکی بانکے (۲۵) یہی ہے شعر کا اس دور میں بڑا معیار
 یہ ان کی طبع بلند اور معنی رنگین جو طبع گدے ہے تو معنی سڑا ہوا مردار
 نہ جس سے طبع کو تفریح ہو نہ دل کو خوشی غزل ہے یا کوئی ہڈیاں ہے بوقتِ بخار

نمونہ غزل

صفت ہے دوست کی جلا و ظالم و غدار ستم شعار دل آزار بے وفا مکار
 ہے دلبروں کی بھی شامت نہ منہ بانہ کمر بجائے زلف کے دواثر دہوں کی ہے بھنکار
 یہ آپ کے گل عارض وہی ہیں اسی پھول (۲۵) پری ہے نزع کی حالت میں نرگس بیمار
 جو ٹون ہال کی محراب ہے خم ابرو تو ہے شرہ بھی پولس کے سپاہیوں کی قطار
 زنج کنواں ہے کہ جس میں ڈبو چکے لٹیا بھنور ہے ناف کہ جس سے نہ ہو گا پیرا پار
 شب فراق کا دکھڑا اگر کریں تحریر تو ایشیا کو ڈبو دیوے دیدہ خونبار
 وہی لندوری ہے قمری تو پر نیچی بلس وہی ہے سرد کا ٹھنڈ اور طول قامت یار
 جو انہوں سے کھٹ پٹ تو زاہدوں سے چنچ (۲۵) جو ساقیوں سے لگاوٹ تو بخیوں کے پیار
 غریب شیخ پہ ہر دم دولتیاں جھاڑیں کریں مساجد و کعبہ سے دم دبا کے فرار
 کہاں ہے ان کا ٹھکانا کہ صر ہے ان کا مقام وہی ہے بیت صنم اور خانہ خمسار
 بگھارتے ہیں تصوف تو کون دے گا داد کہاں ہیں سعدی و حافظ، سنائی و عطار

کریں گے اس قدر ایمان و دین کی تفسیح کہ گویا ہیں کوئی ہفتاد پشت کے کفار
 اگرچہ ہاتھ میں تسبیح لب پہ ہو تو بہ (۴۵) نہیں گئے شعر میں ہاں سے پرست بادہ گما
 ہے چرخ پیر تو مدت سے شاعروں کا پیر یہ کوستے ہیں اسے یہ مرید ناہنجار
 جمالِ یوسف و اعجازِ عیسیٰ و موسیٰ میں ان کی گندہ دہانی کے سانے سب خوار
 نہ کچھ خدا کا لحاظ اور نہ انبیا کا ادب یہ ان کی نور بھری شاعری خدا کی بار
 ہے ان کی طبعِ دنی غلبوت کا جال اور ان کی بندش مضمون، مکھیوں کا شکار
 کسی عمارتِ رسمی کا گر بیان کریں (۵۰) محیط کون و مکاں اس پہ تنگ مینا چار
 جو اس کی نیو ہو گا و زمین کے سم سے پرے تو اس کا کنگرہ بالائے گنبدِ دوار
 وہ توڑتے نہیں لقمہ مبالغے کے بدوں بغیر ہنگی کے جس طرح چل سکے نہ کہاں
 سدا دروغ کی کرتی ہیں مکھیاں بھن بھن چپک رہا ہے لبوں پر جو شیرہ گفتار
 لکھیں جو قلم تو دیو و پری کا افسانہ لگا دیں کندکے ڈھیر اور جھوٹ کے انبار
 کریں چڑیل کو حورانِ خلد سے نسبت (۵۵) بنائیں اذٹ کٹیلی کو کلشن بے خار
 جب ان پہ ہوتے ہیں مضمون مبتذل وار تو گویا عرش سے اتری چمار کو بیگار
 کریں جو مدح کسی چرکے کی وہ بالفرض تو پھر سکندر و دارا ہیں اس کے باج گزار
 بنائیں اس کے تئیں برد بھر کا سلطان جو فی المثل ہو کسی کو ردہ کا نمبر دار
 لکھیں وہ دھوم کہ ہو گر جشنِ جمشیدی جو رقعہ شادی کا لکھوائے کوئی سا ہونکار
 بنا اپر کا کبوتر قہے بہت آساں (۶۰) سوئی کو بھاؤ لہ کہنا تو کچھ نہیں شمار
 ہے سچ تو یہ کہ انھیں شاعروں کے قالب میں لیا ہے جھوٹ نے کلجگ میں آن کر اوتار
 مشاعرہ ہو تو لڑتے ہیں جیسے مینی مرغ ہو لہان میں پنجے شکستہ ہے منقار
 وہ خود فروش بنے آج استادِ زماں کہ جن سے کوئی ٹکے سیکڑا نہ لے اشعار
 اگر سنیں کہ ہوا ہے فلاں رئیسِ علیل تو پہلے قطعہ تاریخ کر رکھیں تیار
 اجر گئے ہیں وہ تھان اور لد گئے ڈیرے (۶۵) جہاں کہاتے تھے یہ بھانڈ کاغذی رموار
 جہاں خوشامدیوں، شاعروں کی تھی بھرتی اب ایسی کاٹھ کی اتو نہیں کوئی سرکار
 تو اب وہ پھرتے ہیں ناچار مانگتے کھاتے بنا کے کاسہ گدائی کا پرچہ اخبار
 کسی کی مدح سرائی کسی کی بدگوئی اڈیڑی کی بھی کرنے لگے ہیں مٹی خوار

کلام دیکھو تو صورت حرام سرتاسر
 سلاح برد و کس نیست در میان حصار
 فلسفی علما

نہ شاعروں ہی پہ نہاڑے ہیں یہ پتھر (۷۰)، کہ عالموں کا بھی اس در میں یہی ہے شمار
 وہیں ہیں آج جہاں تھے یہ دس صدی پہلے، گیا ہے قافلہ دراب ٹوٹتے ہیں غبار
 وہی ہیں یاد پرانے اصول یونانی جنہیں علوم جدیدہ نے کر دیا بے کار
 وہی قدیم زمانے کا فلسفی سٹریل ہو جیسے کہنہ کھنڈر کی ڈھٹی ہوئی دیوار
 ہنوز فخر و مباہات اس پہ کرتے ہیں وہ جن کے سر پہ فضیلت کی ہے بندھی دستار
 ہے در میں وہی ترتیب مادہ اب تک (۷۱)، کہ پہلے خاک ہے، پھر آب، پھر ہوا، پھر آواز
 اگرچہ ہو گئے تخیل خاک و باد اور آب مگر میں علم میں ان کے وہی عناصر چار
 ہے آسمان طواف زمین میں مصروف ہے آفتاب ابھی چرخ چار میں پہ سوار
 وہی ہے ڈھانچ پرانا نظام بنیت کا جڑے ہوئے ہیں فلک میں ثوابت و سیار
 وہی ہے مسئلہ خرق و التیام ہنوز کہ جس کا اب نہ کوئی مدعی نہ جانب دار
 وہی حساب ہے لکھا ہے جو خلاصے میں (۷۲)، گھٹے بڑھے گانہ اک صفر تا بہ روز شمار
 جو کہہ گئے ہیں فلاطون اور بطلمیوس اسی کی بحث ہے اب تک اسی کی ہے تکرار
 جو شرح چغنی و میبذی میں لکھا ہے زردے کشف کھلے تھے وہ غیب کے اسرار
 جو شمس بازغہ میں آچکا سو ہے الہام کہ ہے مسائل حکمیہ کا اسی پہ مدار
 بھرا ہوا انھیں کج بحثیوں سے ہے منطوق کہ ایک کو جو کہیں دو تو پھر نہ ہو انکار
 ہوا دلائل و ہیئہ سے جو کچھ ثابت (۷۳)، تو پھر مشاہدہ ہے مود تجربہ ہے کار
 نہ جن کے ہاتھ میں پیسہ نہ شکل کھانے کی وہ کھائے بیٹھے ہیں اشکال منطقی پہ ادھار
 دماغ خشک میں ان کے جو کچھ سمایا ہے اسی کی پج ہے وہی ڈینگ ہے وہی اصرار
 بسی ہوئی ہے ابھی تک وہی پرانی بو کچھ ایسی پی ہے کہ گھٹنا نہیں جس کا خار
 میں عاتلوں کے لئے آیت خداوندی یہ آسمان وز میں اور نجوم پر انوار
 نہیں ہے گوشہ خاطر کا اس طرف میلان (۷۴)، کہ غور کیجیے قدرت کے دیکھ کر آثار
 ہے کس طریق پہ ارض و سما کی پیدائش ہے کس کے قبضے میں جوازہ جہاں کی جہار
 ہے موسموں کی بھلا یہ الٹ پلٹ کیوں کہ کبھی عمل ہے خزاں کا کبھی ہے دخل بہار

کبھی کا دن ہے بڑا اور کبھی کی رات بڑی
 یہ کس نے پھیر دیا موسیٰ ہوا کا رخ
 نسیم بڑی و بھری میں چھڑ چھاڑ ہے کیوں (۹۵) کہ رات دن نہ اسے چین ہے نہ اس کو قرار
 ہوا ہے بحر سے کیونکر ہوا کا دامن تر
 کیا ہے کس نے تباؤِ سحاب کو تسخیر
 ہے کیونکہ گرم یہ ہنگامہ برف و باران کا
 یہ اوس کیا ہے، کہہ کیا ہے اور بادل کیا
 دیا ہے کس نے یہ آبِ حیات کا پھینٹا (۱۰۰) کہ لہلہائے زمین پر ہرے بھرے اشجار
 بے پہاڑ سے چشمے رواں ہوئے دریا
 رواں ہے ساحلِ دریا پہ کس طرح کشتی
 کہ جس کے فیض سے دولت سمیٹتے ہر لوگ
 ہوا ہے بحر میں کیونکر یہ جزر و مد پیدا
 دے پڑے ہیں فلذات اور جواہر کیوں (۱۰۵) ہوا زمین سے پہاڑوں کا کس طرح یہ انجھار
 ہوئی ہے کب طبقاتِ زمین کی ترتیب
 غرض کہ صنعتِ حق کے نکات ہیں بے حد
 نہ ان مظاہرِ قدرت پہ ڈالتے ہیں نگاہ
 ہے جن علوم سے انساں کے حال میں برکت
 ہیں جو علوم صنائع کے قبلہ و کعبہ (۱۱۰) ہے جن فنون سے حسین معاشرت کا نگار
 ہے جن علوم سے انسان کی زندگی سرسبز
 یہ ان کے نام پہ کہتے ہیں دال، نفی اور عین
 یہ نعمتوں سے خدا کی ہوئے ہیں سخت نفور
 یہ ڈھونڈتے ہیں دہی لیکھ اور دہی چھلکا
 یہاں پڑا ہے ابھی مرغِ نامہ بر بسمل (۱۱۵) وہاں پیامِ اڑی لے کے برق کی رفتار
 رفل کے سامنے کچھ کام دے سکے گی بھلا
 پرانی وضع کی بندوقہ بھی توڑے دار
 بے گاہ کا ہاتھ وہ کیا جس پہ گر چکا فالج
 چلے گی تیغ وہ کب جس کو کھا گیا زنگار

کیا ہے گردش گیتی نے جس کو لیا سیٹ ^{معلم} سمجھ رہے ہیں اسے یہ بزرگوار حصار

معلموں کو جو دیکھو تو روحِ دقیقاؤں میں وہ بھی دھمے مار سکتے استخوان پر دار
وہی ہے اُن کا پُرانا طریقہ تعلیم (۱۲۰) کہ جس میں زندہ دلی کے نہیں رہے آثار
وہی خوشامدی القاب اور وہی آداب کہ جن سے تازہ ہے انشائے دلکشا کی بہار
ہو ایک انجی کا مطلب تو اتنے بھر کی دعا اور ایک گز کی تمنائے دلت دیدار
طریقہ تہجد اب تک ہی ہے ادبِ پُناہِ نگ پڑھیں جو لڑکے تو ہل ہل کے اور پکار پکار
نہ چلنے پھرنے کی عادت نہ خورِ باضت کی جواں ہیں پیر سے بدتر تو پیر نہ ار و نزار
سوائے ضعفِ داغ اور بھاری مرض ہیں کئی (۱۲۵) فتورِ باضمہ، آفتوبِ چشم، نزلہٴ حار
مکانِ دہ جس میں کچھ کچھ ہوئے نوٹے ہے جیل خانے کی مانند تنگ تیر و تار
ہوئے جو پڑھ کے مکاتب میں فارغ التحصیل تو نوکری کے لیے کہہ رہے ہیں سوچ بچار
نہ ایسے علم سے واقف کہ کچھ کا کھاتیں نہ ایسے فن کی بہارت کہ کر سکیں بیوپار
نہ ہو سکیں گے ملازم کسی کچھری میں کہ اس کے واسطے ہے ٹڈل کی سند درکار

طبيب

اسی رٹوں پہ اطباء کا ہے مرضِ مزمن (۱۲۱) ہنوز نبضِ طبابت کی سست ہے قنار
وہی سیدی و قانون و تحفہ و مخزن خدا نے ان پہ لگا دی ہے مہرِ استمرار
مجرباتِ دہی اور دہی میں دستورِ انجیں بھی مردہ پستی کا ہے بڑا آزار
دہی ہے فصد و دہی منفع اور دہی سہل دہی سناو گلِ سرخ و شربتِ دینار
معالجہ میں ترقی نہ کچھ مداوا میں دہی سبب دہی شخص اور دہی تیمار
غذا تبائیں دہی وال مونگ یا کھجری (۱۲۵) بلا سے ان کی رہے یا جیے کوئی بیمار
اگر مریض کی قسمت سے ہو گیا بھران تو اس آئی دوا اور نہ اشتدادِ بخار
نہ کچھ دوا کی ہے تحقیق نے دوا سازی دہی دوا ہے جو پڑیا میں باندھ دے عطار
نہ ٹھیک طور سے اجسام کی ہوئی تشریح نہ نیز فنِ جراحی کے کر سکے اوزار
نہ کیمیا کے ہوئے حل و عقد سے آگاہ نہ مفردات کی ترکیب کے کھلے اسرار
نہ فنِ قابلہ میں دستِ قابلیت ہے (۱۲۶) نہ ان کی شرحِ نباتات پر نظر نہ بہار

توہمات بھی داخل ہیں یاں طبابت میں بڑا طبیب ہے گر جو منجم و جفار
نظر بردج و کواکب پہ کر کے دے نسخہ کہ ہیں دوا پہ مؤثر نجوم کے آثار

دنیا پرست دین دار

ہر ایک علم و عمل میں پڑی ہے یہ ٹپکی ہر ایک طرز و روش پر پڑی ہے یہ پھٹکار
امام و حافظ و واعظ، مؤذن و مفتی نہ کوئی دین میں پورا نہ ٹھیک دنیا دار
ز بس کہ دعوت و نذر و نیاز ہے معاش (۱۳۵) سچے ہیں قوم میں پیدا بہت پش خوار
جو اینڈ تے میں پٹے کھا کے لقمہ خیرات گئی حیت و غیرت لڑوں سے ان کے سدھار
وہ پھولتے ہیں، اُپھرتے ہیں فخر کرتے ہیں نقطہ اسی پہ کہ ہم ہیں بڑے نماز گزار
نہ خلق نیک، نہ بہت بجا، نہ عزم درست نہ حب قوم، نہ حب وطن، نہ حب تبار
لکھیں گے ٹھیک ہی ان کا دفتر اعمال یہ دفترستے مقرر ہیں جو زمین و دیار
تھے پہلے صاحب تقویٰ تو خلق کی تصویر (۱۵۰) نہ آج کل کے سے ملائے خشک دل آزار
کہاں ہیں دین و دیانت، طہارت و تقویٰ کہاں ہیں اگلے زمانے کے باصفا اہلار
مدار دین ہے اس پر کہ جھٹ کتر ڈالیں جو پائیں ٹخنے سے نیچی ذرا کسی کی ازار
فقط مسائل غسل و وضو و استنجا یہی ہیں وحی الہی کے آج کل اسرار
کہیں تو ضاد کی قرات پہ غل غپاڑ ہے کہیں ہے جہر یہ آمیں کے جوتی اور پزیرا
کسی گروہ میں ہے ختم فاتحہ پر جنگ (۱۵۵) کہیں ہے مجلس میلاد موجب تکرار
کہیں تو کفر کے فتووں کا چل رہا ہے گراپ کہیں ہے طعن و ملامت کی ہو رہی بھڑار
یہ مولوی ہیں کہ بغض و نفاق کے جرنیل کہ جاہلوں کو لڑاتے ہیں یہ سب سالار
بلا سے ان کی اگر مضحکہ کریں ملود بلا سے ان کی اگر دین پر منہیں کفار
مناظرہ کی تصانیف قابل نفرت مباحثہ کی کتابیں سرائے استحقار
جبیں پہ ان کی توہم کا ہے کھنچا تشقہ (۱۶۰) مگر پہ ان کی تعصب کا ہے بندھا زمار
ہیں سنتوں میں یہی سنتیں انھیں مرغوب نکاح و دعوت و قیل و مہلت افطار
گھٹی جو دور میں ان کے تو راستی کی قدر بڑھی جو عہد میں ان کے توشی کی مقدار
طے ٹکا تو کریں ثبت مہر فتوے پر غضب ہے نقد علیہ اسلام کی جھنکار
بنائیں حیلہ گری سے حلال رشوت کو یہاں تو مات ہیں ان کی وکیل اور مختار

سائیں درخ و خبت کا حال بے کفیس (۱۷۷) ہے اس زمانے میں چلتا ہوا ایسی اوزار
یہاں ہے وعظ و نصیحت کی علت غائی کہ بعد کھانے کے مل جائیں نقد بھی دو چار
نہیں ہے جن کو سیر یہ وعظ کا لاسا تو کرتے پھرتے ہیں اور تھکنڈوں کا شکار
دکھا کے فضل قناعت، جتا کے صبر جمیل وہ بھیک مانگتے ہیں بن کے حاجی و زوار
منصافی کے لیے ہے یہ پیش دستی کب؟ اسی میں حن طلب ہے دیا جو ہاتھ پیار

مشائخ

بہت سے راہزنی کر رہے ہیں بن کر پیر (۱۷۸) غریب قوم کو میں مارتے یہ شاہ مدار
لیا ہے عقیدوں کی نجات کا ٹھیکہ کہ گویا ہیں یہی باغ جنات کے ٹھیکے دار
ہزار دانے کی تسبیح، گرو اکیڑے یہی ہیں ان میں علامات ادبیات کبار
کسی سے نقد، کہیں جنس، اور کہیں دعو یہ جو بس چلے تو نہ چھوڑیں مرید کا گھر بار
یہ مومنوں سے بھی جزیہ وصول کرتے ہیں فتوح غیب رکھیں اس کا نام یا ادرار
کر رہی جو ذکر تو پھر اسی بولیاں بولیں (۱۷۹) کہ شب کو چونک پڑیں ساکنان قریب جوار
جو دعوت ان کی کریں متقد قہنے واجب کہ ان کے کھانے کو ہوشور با بھی چھتے دار
اگر ہیں یاد تصوف کی اصطلاحیں چند تو پہنچا عرشِ معلیٰ پہ گوشہ دستار
یہی ہیں آج ابوالوقت اور قطب زماں یہی ہیں شیخ شیوخ ادر زبدۃ احرار
ملا جو گانٹھ کا پورا کوئی ارادت مند تو نقد و قت ہیں شغل و وظیفہ و اذکار
کبھی جو خواب پریشاں میں وہ لگے اڑنے (۱۸۰) تو اپنے زعم میں ہیں مثل جعفر طیار
کبھی جو عالم رویا میں دیکھ لی بیری مقام سدرہ کو طے کر چکے ذہے پندار
بنائیں پہلے تو شیطان کی جھوٹریں لیا کریں خیال کا لوکا لگا کے پھرنی انار
اگر ہیں شرع پہ قائم تو ہیں جنید زماں جو بنگ نوش ہے کوئی تو ہے قلندر دار
رجوع خلق کی خاطر جوئے ہیں گوشہ گزیں کہ جیسے جھیل پہ بیٹھے سکر کے بوتیمار
بنے جو شیخ تو پھر وجد و حال بھی ہے ضرور (۱۸۱) دکھائیں رقصِ جبل وہ کہ دنگ ہوں حضار
یہ ناز ہے کہ بزرگوں کے نام یوا ہیں اگر چہ ننگ بزرگاں ہوں آپ کے الطوار

عوام

عوام کی ہے یہ صورت کہ بس خدا کی پناہ ہر ایک پیشہ بے غیرتی میں کار گزار

ہر ایک لہو میں شامل ہر اک لب میں شریک کہیں کا سانگ تماشہ کسی کا ہو تہوار
 دغا، فریب ہو، چوری ہو یا اچکا پن نہیں ہے ہاک کسی کام سے انھیں زہار
 اب ان کے واسطے ہیں یہ مدارجِ اعلیٰ (۱۹۰) پس میں، قلی، کو چوان، خدمت گار
 انگریزی فلیشن والے

رہا دہ جگر گے جسے چر گئی ہے انگریزی سوداں خدا کی ضرورت نہ انبیاء و رکار
 وہ آنکھ میچ کے بر خود غلط بنے ایسے کہ ایشیا کی ہر اک چیز پر پڑی دھتکار
 جو پوششوں میں پوشش تو بس دریدہ کوٹ سوار یوں میں سواری تو دم کشا رہوار
 جوار دلی میں ہے کتا تو ہاتھ میں اک بید بجاتے جاتے ہیں شی سلگ دبا ہے سگار
 وہ اپنے آپ کو سمجھے ہوئے ہیں جنٹلمین (۱۹۵) وہ اپنی قوم کے لوگوں کو جانتے ہیں گنوار
 نہ کچھ ادب ہے نہ اخلاق نے خدا ترسی گئے ہیں ان کے خیالات سب سند پوار
 وہ اپنے زعم میں لبرل ہیں یا ردیکل ہیں مگر ہیں قوم کے حق میں بصورتِ اغیار
 نہ انڈین میں رہے وہ نہ وہ بنے انگلش نہ ان کو چرخ میں آرز نہ مسجدوں میں بار
 ہے استفادہ میکالے سے جن کو انشا میں قلم کے زور سے بنتے ہیں قوم کے غم خوار
 جو ہے بھی کوئی تو لاکھوں میں ایک آٹھ ایسا (۲۰۰) کہ تیر درد ہوا ہے جگر میں جس کے دسار
 وگرنہ کس کو یہ غم ہے کہ میری پیاری قوم ہوا ہے درد یہ کیوں تیرا چہرہ گلزار
 یہ تیرے پھول سے پتہ ہے یہ کیوں ہے گل کھیل یہ تیرے چاند سے کھڑے کیوں ہے گد دغبار
 کدھر ہے تیری طبیعت؟ کہاں ہے تیرا دل؟ خموش کیوں ہیں یہ تیرے لب شکر گفتار
 اٹا ہے خاک سے کیوں تیرا دامنِ دلت چمچے ہیں کیوں تیرے تلوے میں غلسی کے غار
 کہاں ہے وہ تری عزت کا گوہر رخشاں (۲۰۵) کہاں ہے وہ تری حشمت کا غلوت زرار
 تری معاش کی کشی ہوئی ہے طوفانی نہ بادباں ہے نہ لنگر نہ ڈانڈ، نے توار
 ہوا ہے گلشنِ اخلاق جل کے خاک تر چلی ہے کب سے یہ ایسی سموم آتش بار
 بجائے بنبل و ریحاں کے اٹھ رہا ہے دھواں بجائے پھول کے شعلہ غوص کلی کے شرار
 یہ تیرے علم کا دارِ بجلال کیوں ہے خراب چھتوں پہ گھاس تو ٹوٹے ہوئے درو دیوار
 ترے رخص کی یہاں تک پہنچ گئی نوبت (۲۱۰) کہ تیرے حال پہ روتے ہیں یا راور اغیار
 رسوم بد نے ترے ہاتھ پاؤں جکڑے ہیں فضولیوں نے ترا کر دیا ہے سینہ نگار

تری شرک نے پیچھے دیا نہ سمجھ کو حیف
 وہ اہل نفس کہ تھے افتخارِ ہندوستان
 تری ایک سے تری ناؤ جا پڑی نجد حار
 وہ جن کے نام سے نامی تھے شہزادِ نصبات
 وہ دودمانِ امارت کے تھے جو چشمِ چراغ (۲۱۵)
 جو منتخب تھے نجات میں اور شرافت میں
 یہ ہانکتے ہیں جو گاڑی کسی بہا جن کی
 ہے آج ٹکڑے کو محتاج ان کی ذریت
 امارت اپنی ہیروں نے قرض میں کھودی
 بہت سے ہو گئے عیاش ہو گئے برباد (۲۲۰)
 قمار میں بھی نہ سہ صا پڑے کبھی پانسہ
 میں کیا کہوں وہ بھرتے ہیں کس کی چلیں آج
 وہ آج کرتے ہیں فاتے جو تھے بڑے ملکی
 ہے ٹھیکرا وہی روٹی کا پیر زادوں کی
 ہوئی تمام تہذیبِ منتقل جاگیر (۲۲۵)
 نہ کوئی علم، نہ صنعت، نہ کچھ ہنر، نہ کمال
 اگرچہ نشوونما پارہی ہے آزادی
 اگرچہ ملک میں علم و ہنر کا ہے چرا
 ہر ایک قوم میں گھوڑ دوڑ ہے ترقی کی
 لگا کے شوق کا ہنر (منگ کی بھینر) (۲۳۰)
 ہے ان کا بخشِ طلب دودھ و سوپ میا آندھی
 اور ان کے ناقہ ہمت کی ہیں ڈگیں لمبی
 پلٹ گیا ہے زمانہ بدل گئی ہے رت
 نہیں بعید کہ ہو جائیں ایک سب جلِ تحل
 ہر ایک زاغ نے سیکھا ترانہ بلبیل (۲۳۵)
 غرض کہ سب میں صلاح و فلاح کے جو یا
 دیا ہے دلولہ شوق نے دلوں کو ابھار
 تری ایک سے تری ناؤ جا پڑی نجد حار
 اب ان کی نسل کو دیکھو تو ہے ٹھٹھ گنوار
 گداگری میں صرف ان کا خیل و تبار
 اب ان کی آل کو دیکھو تو سخت بد کردار
 انھیں کے مورث اعلیٰ تھے صوبہ دار بہار
 کہ جن کی دھاک تھی سلطنت کے مافقہ دار
 عوض میں دس گے دیے سو تو سو کے ایک ہزار
 بہت سے بن گئے ادبائش کھیلے ہیں قمار
 یہاں بھی خوبی قسمت سے جائیں بازی ہار
 یہ کل جو پرتے تھے حصيد بنے سر بازار
 نہ گھر میں گیہوں کے دانے نہ باجرانہ حوار
 جو گاؤں ہے کوئی باقی بطور فقیر مزار
 کہ جیسے روم کے قبضے سے صوبہ بانخار
 تمام قوم کے سر پہ سوار ہے اِدبار
 کھلا ہے امن و حفاظت کا قیصری دربار
 حصولِ عزت و دولت کا گرم ہے بازار
 درست ساز و دیوار اور وردیاں تیار
 سمندِ جہد کو سر پٹ اڑا رہے ہیں حوار
 بہت فراخ ہے میدانِ زمین ہے ہموار
 اب ان کو طے مراحل نہیں ہے کچھ دشوار
 نو کا دقت ہے اور ابتداءِ فصلِ بہار
 برس رہا ہے ترقی کا ابرو گو ہر بار
 بھنبھیر یوں نے اڑائی فوائے موسیقار
 دیا ہے دلولہ شوق نے دلوں کو ابھار

زمانہ چونک پڑا ہے پر اے سلا نو! تجھ بھوٹنے سے بھی جوتے نہیں جو ہم بیدار
 نہیں جو فہم و درایت میں تم کسی سے کم مگر چہ کار کند شیر شرزہ در بن غار
 اور ایسا غار کہ بالکل جہاں اندھیرا گھپ پھر اس میں شیر سے یا جیسے بدن شکار
 کروں گا اب میں قصیدہ کو اک عا پر ختم رہم کہ جس کے طرز بیاں میں ہوں تازہ نقش و نگار

دعا

زہے زمانے میں جب تک مین کو گردش بنائیں زاویہ تا محور اور سطح مدار
 رہے زمین پہ تا ایک سال کے اندر برابر ہی میں سدا استدا دلیل و نہار
 رہے زمین میں تا قوت کشش باقی اور کشش سے گریں ٹوٹ ٹوٹ کر اثمار
 یہ ایک چاند رہے تا زمین کا خادم جلو میں تا زحل و مشتری کے ہوں اقرار
 رہے نجوم میں جب تک زمین سیارہ (۲۴۵) اور آفتاب رہے مثل نقطہ پر پکار
 خدا ہر ایک مسلمان کو کرے روزی معاش نیک دل پاک و خوبی کردار

حصولِ علم و رہِ ستقیم و فہمِ سلیم
 جمالِ صورت و معنی کمالِ عز و وقار

حالی

در تہنیتِ جشن سالگرہ نواب میر محبوب علی خاں

زمین سے آسمان تک غلغلہ ہے شادمانی کا
 نظر آتی ہے بے جام و سبوسب خلق متوالی
 نشاط انگیز میں آیام دے خود دادے طرح کہ
 نہ لے یاں رنج و غم کا بھول کر نام ان دنوں کوئی
 بہارِ جشن آصف جاہ سے گلزار ہے عالم (۵)
 خراماں میں ہزاروں سرور قامت شہر و صحرا میں
 معطر ہے جہاں شک و غیرِ نبردِ شاہی سے
 الا میں طربوں کی جبین چپ لگ گئی سب کو
 نئی دنیا ہے یا یہ کینچلی بدلی ہے دنیا نے
 یہ ہے اس تاجور کی جو ملی کا جشن چل سالہ (۱۰)
 دعائے طولِ عمر شہ پہ ہاتھ اٹھیں کیوں لکھوں
 رعیتِ شاد، ملک آباد اور آزاد ہر ملت
 وہ رہتے ہیں سدا زندہ جو محبوبِ خلاق ہیں
 کھلا اس کی رعیت پر رسی لو ملک ارسی
 گد اصر و شیکبانی پہ اپنی پھرنے ہونا زان (۱۵)
 اسے ہے فکر بس اپنے لیے نانِ شعبہ کی
 کسان آگاہ ہو کر حکمرانی کے فرائض سے
 ہر اک مذہب ہر اک ملت یکساں سلوک رکھا
 تعصبِ اجنبیت اختلافِ مذہب و ملت
 جہاں مستحق کوئی دہے ردِ زینہ تھا اس کا (۲۰)
 دکن سے ہند تک چرچا ہے اس کی حق سانی کا
 فلک پیری میں دم بھرتا ہے ان روزِ جوانی کا
 ہوا میں نشہ ہے گویا شرابِ ارغوانی کا
 نہیں چلتا جہاں میں زور کچھ بادِ خسروانی کا
 کہ قبضہ ہے دکن پر آج عیش و کامرانی کا
 کسے کون نامنظار اب فصلِ گل کی گلشنانی کا (۵)
 جمے گا رنگ کیونکر آج سرورِ بستانانی کا
 بھرے بادِ بہاری دم نہ اب غمِ فشانانی کا
 بہت دعویٰ تھا مرغِ غنچن کو نغمہ خوانی کا
 کوئی یاں آن کر دیکھے سنگار اس زال فانی کا
 کہ جو ہے ملک میں ملجی اقا صی دادانی کا (۱۰)
 کہ ذات اس کی نونہ ہے خدا کی مہربانی کا
 ادا حق کر دیا شاہ و دکن نے حکمرانی کا
 نظام الملک کو شردہ حیاتِ جاودانی کا
 جہاں بانی حقیقتِ برج نام اک کلمہ بانی کا
 کرے اندازہ گر شاہوں کے انکارِ نہانی کا (۱۵)
 مگر یاں سوچ اک عالم کی ہے راحت سانی کا
 نہ بدلے حکمرانی سے ترددِ قلبہ رانی کا
 کوئی گر سیکھ لے اس جہاں کی پاسبانی کا
 نہیں کوئی مزاحم اس کے دریا کی روانی کا
 دکن سے ہند تک چرچا ہے اس کی حق سانی کا (۲۰)

توکل اور قناعت کے بھی اب روزے کھلیں شاید
 رہے گا ملک میں باقی نہ ہرگز بے خبر کوئی
 بنا ہے بلکہ خود دار اشفاق اس عہد فرخ میں
 نہیں آصف کو جان اور مال سے ہرگز دریغ اس میں
 گئے وہ دن کہ تھے حملے دبا کے شہر پر پیہم (۲۵)
 نہ بنتا تھا غذا سے خون صالح جسم انساں میں
 ہوا ہے معتدل اب یاں تو صحت بخش ہے پانی
 پے شہر و سواد شہر کا وہ آن کر پانی
 تمنا دیکھنے کی ہو جسے فردوسِ اول کی
 مجھے میں جس قدر ابواب خیر اس عہد میں جاری (۲۶)
 خزانے کا دیا نہ کھول شہ نے اہل حاجت کے
 یتیموں کے لیے دارالیتامی کی بنا ڈالی
 شفا خانے ہوئے اور درس گاہیں ملک میں قائم
 وہ کالج جس نے مردہ قوم میں پھر جان ڈالی ہے
 دگر نہ قوم میں تسلیم کا ایسا ہی تھا توڑا (۲۷)
 علی گڑھ میں رہے گاہن کے دارالعلم یہ کالج
 یہ اک دریافت سمجھی جائے گی دنیا میں لاشانی
 نہیں ہے کوئی کام اس کا رفاہِ خلق سے خالی
 غرض اس نے بنی آدم کی جانوں کی حفاظت
 جو ہوتی اس کو فرصت صیدِ دل باخلاق سے (۲۸)
 ہے اس کی قادر اندازی کا شہرہ ایک عالم میں
 دھما پر مدحتِ شہ ختم کرتا ہے بس اب حالی
 خدا کی مہربانی کا ہے طالب جہاں جب تک
 رہے آباد یہ گھر یا الہی رہتی دنیا تک
 ہر اک منزل میں اس کا ساتھ دے تا یسر بانی (۲۹)
 بہت پھیلا ہوا ہے خوان اس کی مہربانی کا
 یہی انداز ہے یاں گھر کی قدر دانی کا
 یہ اک شہ ہے آصف جاہ کی راحت سانی کا
 خلاصہ ہے یہ خود حضرت ارشادِ زبانی کا
 پڑا تھا خلق کا جو کھوں میں بیڑا زندگانی کا
 جوانوں میں جیشہ پایا نہ جاتا تھا جوانی کا
 شانام و نشاں امراضِ ضعف و ناتوانی کا
 جسے دنیا میں چکھنا ہو مزا کوثر کے پانی کا
 سماں دیکھے دکن میں آگے اس فردوسِ ثانی کا
 کریں ان کو بیاں کیا نہ ہے الفاظ و معانی کا
 رعیت کو ہوا جب سامنا قحط و گرانی کا
 ہے گاتا قیامت نام زندہ جس گاہ بانی کا
 ہوا ہے باقی جو حق تھا ہر اک قاصی و دانی کا
 اسی منبع سے جاری ہے وہ چشمہ زندگانی کا
 کہ ہو گمری کی شدت میں تڑا قابضے پانی کا
 یہی عالم ہے گرنیل و عطائے خسروانی کا
 پتہ گرل گیا داد و دہش میں اس کے ثانی کا
 اب آگے کام جاں بخشی کا ہوا جاں ستانی کا
 اگر شوقِ شکار اس کو ہے شیر نیستالی کا
 تو ڈر رہتا درندوں کی نہ پھرانید ارسانی کا
 جسے تاکا کبھی مانگا نہ قطرہ اس نے پانی کا
 نہیں ممکن کہ ہوا اس ادا حق طرح خوانی کا
 ہو سایہ شاہ و شہزادہ پہ اس کی مہربانی کا
 کہ مرجع ہے یہ اک عالم کے آماں امانی کا
 ہے مفتوح در ہر دم مفتوح آسمانی کا

ہزاروں حشبن سالانہ ہوں بعد اس حشبن کے یاز کبھی ٹوٹے نہ ہرگز سلسلہ اس شادانی کا
 نظام الملک آصف جاہ سابر آصف ثانی
 ہے مالک سدا دیریم تخت خسروانی کا



نظم طباطبائی

قصیدہ خیر

رہاں جب تک کھول تھی مجھے آنا نہ تھا بار
 قلم جب تک اٹھا یا تھا نہ میں نے یہ نہ بھجھا تھا
 شکار طائر شہرت تھا منظور اور نہ واقف تھا
 وقار علم رو کے تھا مرے زور طبیعت کو
 خلیل بت شکن کار عبانہ تھا مجھے در نہ (۵)
 لطافت طبع کی تھی شل سیل آب آئینہ
 مری پشردگی افسردگی دیتی تھی اک دھوکا
 رکھا تھا عود بھی آتش پہ آتش بھی تھی نود
 صبا ہم دشمن تھی لیکن چمک سکتا نہ تھا غنچہ
 مجھے تعلیم دی ضبط نفس کی کنج عزلت نے (۱۰)
 نہ کم تھا گرچہ زور و شور دیائے معانی میں
 دہی آئینہ ہے لیکن تھا پہلے عکس سے خالی
 زمین شعر پر میں ہرزہ گردی کس لیے کرتا
 کتاب اپنے لیے ہے مونس آلام تنہائی
 نظر آتی ہے بیٹھے بیٹھے اپنے کنج عزلت میں (۱۵)
 یہ مانا میں نے ہے تخیل میں اک طرح کی لذت
 جو اس کا جلوہ دکش ہے تو اس کا روح پردہ ہے
 کند فکر میں اتنی رسائی کا شکے ہوتی
 یہ کلک دوزباں تھا اور جو ہر خانہ مضمون
 کہ دور تاشناسی سے تھی عالم کی جو میچ تھا (۲۰)
 اگلا ہوں جو اہراب طفیل نعت پیغمبر

کہ ہے میرے قلم کی آستیں میں شور میں محشر
 کہ غامض خطیب نرم معنی انگلیاں ہنر
 کہ مضمون عقاب اور مصرع جہت میں شہر
 پس کہسا تھی آندھی نہاں اندھی میں تھا شکر
 سخن بت خانہ معنی تھا اور فکر رسا آرز
 مگر اس سیل کو روکے ہوئے تھی سد اسکند
 مگر تھا آب زیرہ کاہ آتش زیر خاکستر
 کمال ضبط لیکن دھواں دیتی نہ تھی بحر
 شے سرچش تھی لیکن چمک سکتا نہ تھا ساغر
 اس اک غنچے میں گوشت کرہ گئے تھے لفظ و ہنر
 سفینہ تھی مگر طبع رواں حفظ سخن لنگر
 دہی تلوار ہے لیکن اہجر آئے ہیں اب جو ہر
 نہ سیر سرس سودا نہ سیر پاؤں میں چکر
 سمجھتا ہوں جسے میں جام جم راۓ اسکند
 بہار اصغیان دقند بار و کشر و تشر (۲۵)
 مگر تحقیق عالم ذن میں لذت اس ہے بڑھ کر
 یہ ہے گلزار ابراہیم وہ بت خانہ آرز
 کہ ہو جاتا ستارہ تابع فرماں فلک چاکر
 خزانے کا نگہاں بن کے بیٹھے جس طرح اثر
 اگلا ہوں جو اہراب طفیل نعت پیغمبر

یہ ہے جس رہنما کے فرشتے پا انداز کا صدقہ
 موطن میں بہت سے جس میں نصرت کبرائی کی
 جوئے صبحوت تو بطلان میں دین حق کو پیدا
 اٹھائے کافروں کے ظلم تیرہ سال تک سب نے
 یہ دیکھا جب کہ جہاں وطن میں دشمن جاں میں (۷۵)
 یہاں قوت ہوئی اسلام کو حکم جہاد اتر
 یہ شوکت دیکھ کر اسلام کی غیروں کو شک آیا
 چھٹا تھا سال ہجرت کا کہ حضرت کو خبر پہنچی
 یہ سن کر شاہ خیمبر گریہ سے ارشاد فرمایا
 کمر باندھی، اٹھائی تیغ یہ فرمان سنتے ہی (۷۶)
 شب تاریک تھی اور راہ ریگستان کو مہلتا
 اشارہ باگ کا جتنے ہی پیہم بجلیاں چلیں
 کسی کو بات کرنے کا نہ تھا جو حکم شکر میں
 دُور سے کوہ کے وہ باد پا اس طرح سے گزے
 سبک رفتاریاں ایسی کہ اٹھنا گرد کا کیسا (۷۷)
 شر کی جست تھی ان تو سوں میں شکنیں سو
 ستاروں کی طرح ان غازیوں نے منزلیں طے کیں
 پیدے میں سحر کے دیکھا اک غول بیابانی
 کبھی مانند سایہ آثر میں چھپتا نظر آیا
 کبھی سورج ہوا کی طرح اس نے راہ کترائی (۷۸)
 نہ کوئی دیکھ لے ہر کام پر تھا اس کو یکھٹکا
 ابھی تک شبہ تھا آیا قریب اب کچھ یقین آیا
 گماں گزرا کہ یہ جاسوس ہے جھپٹے شبہ مرداں
 قریب آئے، سناں چھپنی، کفد اس طرح چھپنی
 کہا تو کون ہے؟ بولا کہ آتا ہوں فدک سے میں (۷۹)
 کہا جاتا کہ صحر کبے؟ وہ بولا جانب خیمبر

کہ آیا چرخِ اطلس کا رگاہ صبح سے باہر
 مگر یہ قافیہ کہتا ہے نکھو غزوہ خیمبر
 مصیبت تحصیل کر ایذا اٹھا کر آفتیں مہر کر
 نہ اذن جنگ دیتا تھا مگر وہ دین کا رہبر
 وطن کو چھوڑ کر شرب میں آئے شاہِ بحرِ بدر (۷۵)
 کیے بدرد اُحد کے سر کے مردان دین کے سر
 کہ جن سے عہدِ پیمان تھا ہوئے وہ آپ سے باہر
 فدک والوں کو بھی بہکا رہا ہے والی خیمبر
 کرد تحقیق تم اس واقعے کو یا علی جا کر
 (۷۶) کہ نزدیک آپ کے حکم خدا تھا حکم پیغمبر
 ظفر بھی ہم رکاب اور چند اصحاب کو محضر
 سمندوں کے لیے مہمیر نے پیدا کیے شہر
 صد اناپوں کی رہ جاتی تھی سرِ شہر سے ٹکرا کر
 نکلتے ہیں دہن سے جس طرح حرفِ سخن زفر
 (۷۷) نہ اٹھا نقش بھی ان کے قدم کا ریگ صحرا پر
 مگر پاؤں سے ہر گز آگ نہ سکتا نہ تھا پتھر
 حوالی میں فدک کے پہنچے راتوں رات وہ صفد
 کبھی بڑھتا تھا تھم تھم کر کبھی تھم جاتا تھا بڑھ کر
 کبھی دوڑا بگولے کی طرح کھاتا ہوا چکر
 (۷۸) کبھی گزرا نظر کے سامنے سے جس طرح صحر
 قدم تھے راہ پیا اور نظر دیوار پر در پر
 وہ بھاگا وہ گرا وہ اٹھتے اٹھتے کھائی پھر تھو کر
 سناں پر اپنی بل کرنے لگا وہ جس طرح اژدر
 کہ مشکیں بندھ گئیں لے آئے اس کو شاہِ اژدر
 (۷۹) کہا جاتا کہ صحر کبے؟ وہ بولا جانب خیمبر

کہا کس واسطے جاتا ہے ؟ بولا ایلچی ہوں میں
 وہ بولا میری جاں بخشی اگر ہو تو بیاں کر دوں
 فدک کے جنگجو بھی سب شریک اہل خیبر میں
 گوارا کر لیا اس شرط کو گوارا اہل خیبر نے
 کھلا راز نہاں پائی خبر وہیں مجھے غازی دہ
 ہوا حقیق اس کے بعد سلطان رسالت کو
 انھوں نے بھی کیا ہے عہد پیمان اہل خیبر سے
 تمام اہل قحوص اہل سلام سب مسلح ہیں
 سینکر حکم حضرت نے دیا تجمیز شکر کا
 تباہی میں سار آگئے تھے اہل خیبر کے (۵۵)
 مقام ادید باں سے دھوپ بھی بجے نہ اتری تھی
 رہے کفار سے گرم مصاف اصحاب حضرت کے
 کچھ دن تک کیے حملے پہ حملے اہل ایمان نے
 پھر اسیدان سے اک روز لشکر مستدامانہ
 پریشاں دیکھ کر ان سب کو دیکھیں حضرت نے
 کہ کل میں اس جواں کو فوج کا اپنی علم دوں گا
 خدا کا ہے وہ پیارا اور پیارا ہے خدا اس کو
 نبی کا سن کے ارشاد اہل شکر میں ہوا چڑھا
 الہی برگزیدہ کون سا بندہ ہے وہ تیرا
 الہی یہ پیغمبر کی بشارت کس کے حق میں ہے (۶۵)
 نہ ہے عز و شرف اس کا جو ہوا اللہ کا پیارا
 نہ ہے اقبال اس کا دوست جو رکھے پیغمبر کو
 سران فوج میں ہر ایک کو اس کی تمنا تھی
 ہجوم آرزو تھا اور دُور اشتیاق ایسا
 کہ آئی خیمہ شہ سے صدا اللہ اکبر کی (۷۰)
 کہا پیغام جوئے کر چلا ہے جلد ظاہر کر
 کہ استیصال اہل دین پہ آمادہ ہیں اہل شر
 مگر اک سال کا وہ مانگتے ہیں حاصل خیبر
 تو پھر اہل فدک بھی سب میں ان ناصر و یاور
 نبی غطفان کے بھی سر میں ہے سوائے شور و شر
 ہوئے قول و قسم مہر ہوئیں نکلتے گئے محضر
 و طبع و صعب و ناعم تینوں یہ قلعے بھی میں خود سر
 تامل اب نہ تھا اچھا تامل اب نہ تھا بہتر
 ٹھہر جاتا تھا دن کو رات کو چلتا تھا یہ شکر
 کہ اتر اے اسلام زیر قلعہ خیبر
 کہ رحمت سے سفر کی آپ کو عارض تھا دوسر
 کئی دن تک چلی تلوار اور بر پار ہا محشر
 تردّد سب کو تھا کس طرح دیکھیں یہ مہم دوسر
 گہرا فشاں ہوئے محل لب سلطان بحدو بہ (۶۰)
 جو غالب ہوئے سب پر چھین لے کا قلعہ کو جا کر
 پیغمبر اس کا ہے محبوب وہ محبوب پیغمبر
 کسے ملتا ہے رتبہ دیکھیں قسمت کس کی ہو یاور
 نہیں معلوم کس کے زیب تارک ہو گا یہ فسر
 ہے پائے نام کس غازی کے فتح قلعہ خیبر (۶۵)
 نہ ہے نجات بلند اس کا جو ہو محبوب پیغمبر
 نہ ہے اعزاز اس غازی کا جو ہو خاصہ داور
 علم کے شوق میں کئی وہ شب تارے ہی گن گن کر
 کوئی تھا مضطرب بے حد کوئی حد سے مضطرب
 ہوا نور سحر آفاق گردوں میں نصیب گستر

ہوئے ذکرِ خدا میں محو غازی اللہ کے بستر سے
 کہی تکبیرۃ الاحرام سلطانِ دو عالم نے
 قرأت کی شروع اس طرح دل ازہ ہوئے جس سے
 قیام ان کا اشارہ تھا کمالِ راست بازی کا
 کیے سجدے جو دیہم تو یہ اترار تھا اس میں (۵)
 اٹھائے ہاتھ سچے عرش جب عرض تمنا کو
 دعا کر کے رکھا جب خاک پر رخسارِ اقدس کو
 فریضے سے سحر کے سید بعلما ہوئے فارغ
 نبی کے رخ کی جانب سے چشم شوق دے کیا
 علم کی سمت دیکھا انتظار اس بھی ظاہر تھا (۶)
 دیکھا پھر کہ آیا اک جواں شرب کی جانب سے
 ہوا وہ بادیاب اور دی اسے شہ نے علمداری
 کیے جانا جہاد اس وقت تک اہلِ خلافت کے
 مطلع

علم لے کر جھکا تسلیم کو وہ خاصہ داور
 خبر یہ دے رہی ہے برق اس رايت کی لہر اک (۷)
 کیا ہے اکتساب نور کس نے روئے حضرت سے
 شعاع ہر سے کہتی ہے یہ تابندگی اس کی
 ملک سمجھے بلالِ عیدِ قرباں اس کے پر تو کو
 الہی یشیر ہے یا ملک اترا ہے گردوں سے
 گلے میں سرخ پیرا ہن جو ہے اس خاصہ رب کے
 شاہ کفر کی بنیاد کو کہتی ہے یہ ہمت
 پہنچ کر رزم گہ میں رايت دیں اس طرح گاڑا
 کھلا دروازہ حصنِ قیوس اک پہلوں نکلا
 سراپا غرق تھا آہن میں پہچانا نہ جاتا تھا
 دعائے فتح پڑھنے کو جھکے جبریل باز دہر
 خبر یہ دے رہی ہے برق اس رايت کی لہر اک (۸)
 کیا ہے اکتساب نور کس نے روئے حضرت سے
 شعاع ہر سے کہتی ہے یہ تابندگی اس کی
 ملک سمجھے بلالِ عیدِ قرباں اس کے پر تو کو
 الہی یشیر ہے یا ملک اترا ہے گردوں سے
 گلے میں سرخ پیرا ہن جو ہے اس خاصہ رب کے
 شاہ کفر کی بنیاد کو کہتی ہے یہ ہمت
 پہنچ کر رزم گہ میں رايت دیں اس طرح گاڑا
 کھلا دروازہ حصنِ قیوس اک پہلوں نکلا
 سراپا غرق تھا آہن میں پہچانا نہ جاتا تھا
 کہ وہ بکھر تھی اذنِ حریم خالق اکبر
 کلام پاک خالق اور زبان پاک پیغمبر
 رکوع ان کا کنا یہ تھا تو اضع سے ہے بہتر
 اٹھے میں خاک سے ہم خاک سے اٹھنا ہے پھر کہ
 اثر کے کھل گئے دو دردِ دعا کو لگے شہیر
 ہوا عرشِ معلیٰ سے نزولِ رحمتِ داور
 مسلح ہو گئے مردانِ دیں آیا علم باہر
 ہوا ثابت کسی کے منتظر ہیں شاہِ بگردہ
 ہوا آمادہ پیرِ داز تھا کھولے ہوئے شہیر
 غناں اک ہاتھ میں ہے دوسرا ہے ہاتھ آنکھوں پر
 لگایا آنکھوں میں آبِ من یہ حکم فرما کر
 کہ سب ایمان لائیں چھوڑ دیں یا قلعہ خیبر
 مطلع

مگر کافر کے اندازِ تجرے سے یہ ظاہر تھا (۹۵) کہ تیرہ دو تیرہ دل ہے خیرہ چشم و خیرہ سر
گلے کاٹے ہیں صد با جس نے صد آقا فیلے لئے ہزاروں مظلے سر پر ہزاروں خون گردن پر
قناتِ دل میں اس کے جس طرح فولاد پھر میں عداوتِ قلب میں جس طرح دیکھے آگ سے بحر
بشکلِ خود تھا پاس اس کے اک پتھر کئی من کا بجائے خود ظالم سر پر رکھے تھا وہی پتھر
برویشِ اودن و توش اس قدر سن یہ حیرتِ مقابلِ فاتحِ خیبر کے جوشِ غیظ میں آیا (۱۰۰) پڑھا چیں بر جبین کفِ زباں کھینچے ہوئے بحر
پکارا نامِ رجب ہے مرا مشہور عالم میں مقابلِ سیرۂ جوس کو اپنی جان ہو دو پھر
اماں کا ہوا اگر خواہاں تو لایخ و سپر کھڑے جگر داری کا ہو دعویٰ تو لے شمشیر دو پیکر
ما کر آنکھ اس کا خر سے حضرت نے یہ فرمایا کہ میری والدہ نے نام رکھا ہے مرا حیدر
یہ سنتے ہی دگرگوں ہو گیا احوالِ ظالم کا اڑا چہرے سے رنگ اس کینہ جو کہے کئے تو
کسی کا من سے یہ اسمِ مبارک سن چکا تھا وہ (۱۰۵) کہا تھا اس نے جو کچھ آگیا نا فہم کو باور
ترد میں ابھی تھا وہ کہ غیرت نے سمجھایا نکل سکتا بھی ہے اب شیر کے پنجے میں تو اگر
پس دیش اس قدر کیا تو آئی ہے تو آجائے قدم چپے ٹانا بھی قاب مرنے سے ہے بدتر
نہ دی تو نے جواں مردی جاں گرا ج میدان میں تو مرا ہوگا شہلِ پیر زن اک دن سر برتر
کیا یہ فرض سمجھ کو موت اب ہرگز نہ آئے گی یہ مانا زندگانی ہوگی تیری بے حد دے مر
دکھائے گا کسے منہ انجن میں پہلوانوں کی (۱۱۰) کرے گا اپنے ہم چشموں سے پھر چار آنکھ تو کو نوکر
چھپائے گا تو کس گوشے میں اپنی ردیابی کو جیسے گا کس طرح تو غیرتِ مردانگی کھو کر
نوالہ ہیں دباں گور کا نام مرد مرد اک دن نہیں مرنے سے جب چارہ تو مردوں کی طرح ہے
اصل کو رہا کہہ نام ہے مر جب اگر تیرا قضا کو خیر مقدم کہہ جو ہے تو قائم شد
سنبلِ دل وہ ہاتھ قبضے پر دکھا شیر الہی نے کہیں ارمان رہ جائے نہ دل میں دار تو بھی کر
غرض آمادہ پیکار مشکل سے ہوا ظالم (۱۱۵) اُدھر اس کا اٹھا ہاتھ اور اُدھر شمشیر دو پیکر
سپر کو کاٹ کر ٹکڑے اڑا کر خود سنگیں کے لہو میں پیر کر نکلی دباں زخم سے باہر
چمک سی اک ہوئی میدان میں ساتھ ہی اس شگافِ کوہ سے دیکھی نکلتے خون کی چادر
یہ ثابت کر دیا ترش نے اس تیغ دو پیکر کی کہ تھا ایک اس کے آگے آنحوں فولاد اور پتھر
یہ بھی تلوار کی جھنکار یا بجلی کا گزنا تھا وہ تھا دستِ خدا یا قوتِ بازوئے پیغمبر

کہانی ہو گیا دم بھر میں سب فدا گزاف اس کا (۱۲۰) رعونت رہ گئی رونے کو اب کافر کے لاشے پر
 گرجا جب خاک پر وہ کوہ پیکر گردا بھی اتنی کہ ڈر ڈر کرتی میں گرد کے چھپنے لگے خود سر
 تا شاید کچھ کر ان کا فلک یہ طنز کرتا تھا کہ مر کر بھی شقی کی خاک نکلی حامی لشکر
 خدا کی شان ابھی تاک قلعہ و شکر کا مالک تھا اب اس پر گرد کا ہے شامیانہ گرد کی چادر

مطلع

بڑھے شیر خدا دست خدا آگے علم لے کر ستار ایک ٹوٹا شکر اہل ضلالت پر
 لڑائی چھڑ گئی کر دیکیں کمانیں نوں جانب (۱۲۵) سناؤں سے سنا میں مل گئیں اٹنے لگے خگر
 قریں ڈھالوں کے ڈھالیں جیسے داغ لہر حرا بہم تیمیوں سے تمغیں جس طرح برگ گل احمر
 سپر پر تھی سپر موجوں پہ موجیں آبیہن کی کہ تو بر تو ہوں جیسے سیل میں گل پانی دوفر
 چکا چوندا آتش شمشیر کی تھی سب آنکھوں میں چکا چاک آبیہن کی کیہوتی تھی دل مضطر
 سکتے میں اگر لی سانس زخمی نے تو دم اٹکا ترپنے میں اگر سیل نے کر ڈلی پڑی ٹھوکر
 کھلیں اس کشمکش میں کوچہ ہائے زخم کی راہیں (۱۳۰) اڑے نادک پھریں چھریاں کھنچتیں چلے خنجر
 شہزادوں کے حلقے سے لرزتی تھی زمین کی کہ سارے قلعے میں تھا زلزلہ سا اندور اور باہر
 بشر میں تو نہیں یہ زور شاید تھا ملک کوئی سپر کی طرح سے تھا ہاتھ میں جس کے درخیر
 ہوا آج ایک حلقے میں یہ انجام اس لڑائی کا کہ خود گروں کشوں گردنیں بندھو امیں بڑھ بڑھ کر
 بندھا رہا اس قدر کفار پر عبرت ہوئی ایسی فدک قبضے میں آیا شاہ کے بے منت لشکر
 بشارت جو علم کے باب میں دی تھی پیر نے (۱۳۵) وہ پوری ہو گئی آخر بندر بازوئے حیدر

مطلع

الائے ساتی خم خانہ دیں دست گیری کر میں از خود رفتہ ہوں اور کشمکش ہے آج اس در پر
 یہاں شانے سے شانہ چھل پاپے بادہ خواروں کا کہیں محروم رہ جاؤں نہ میں اس بھیڑ میں دب کر
 فدک کو مانگتا ہوں میں نخلستان خیبر کو پلاؤں تو مجھے چھلکا کے جام بادہ اظہر
 طبع نعمت کی بھی مجھ کو نہیں خواہاں کرم کا ہوں ادھر تو آنکھ بھر کر دیکھ سمجھوں مل گیا ساغر
 کھڑا ہوں کاسہ خالی لیے اسید میں میں بھی (۱۴۰) قدیمی بادہ خواروں میں ہوں میرا نام ہے حیدر
 رسول حق سے لیں سبے زمینیں جاگیریں کسی نے قصر عالی اور کسی بے خانان نے گھر
 طے سب غازیوں کو خسرو باذل سے نخلستان اسے چاہ اس کو ایوان اس کو باغ اس کو زوزور

کسی نارس تھی شیط ہے وہ سب میں اس کی جہاں تک لاسکے قبضے میں وہ گھوٹے کو دھڑک
 نہ تھی کچھ فتح خیر پر یہ بخشش منحصر تھی کہ یہ سرکار عالی ہے ہمیشہ سے کرم گستر
 کسی کو بیت عینون اور کسی کو بیر جا بخشا (۱۲۵) کسی کو دومہ و جری کسی کو فید سرتاسر
 زمین فرغ کے سب معدنیات ایک نے پائے کسی کو شاہ نے بحرین کے بخشے در و گوہر
 کسی کو دادی نعل اور اس کے شہد کا حاصل کسی کو دی زمین ادنیٰ قریٰ میں اس کی حاجت پر
 نہ ہو گا کوئی ایسا دامن دولت کا وابستہ زمین جس کو ندی ہو یا نہ زمین کو دیا ہو گھر
 قصید کے صلے میں بھی ملا انعام شاعر کو عنایت کی ہے روز فتح مکہ کعب کو چادر
 علم کی مدح کا اتنا صلہ مجھ کو بھی مل جائے وہ کہ میں بھی ہوں لوائے حمد کے نیچے دم محشر
 رہوں میں حاشیہ بوسوں میں پاؤں شریقی رہوں میں غاشیہ داروں میں نذر چشمہ کوثر
 وہاں بھی ہوں یہی سب مل محفل دادینے کو
 وہاں بھی ہو قصیدہ ہاتھ میں سیر سر منبر

صفی لکھنوی

رازِ ہستی

در منقبت حضرت علیؑ

بیچ دریچ ہے شیرازہ اسبابِ عمل روح بے جسم کے ناقابلِ ادراک عقول
 لاکھ سمجھائیں تناسخ کے عقائد والے ہے تغیر کا اثر مادہ و صورت تک
 روح کیا چیز ہے اس سے نہیں واقف کوئی (۵) دیکھیے ساحتِ افلاک سے تار کنہِ خاک
 متحرک نظر آتا ہے اگر غور کریں مختلف وضع کے ہیں نامتناہی پرندے
 رشتہ عقل میں ڈالی ہے تخیل نے گرہ کن میں گنجائش کو نین خدا کی قدرت
 جس طرح آئے تھے دنیا میں یونہی جائیں گے یہ فضا کام نہیں گدھن اثر در ہے
 پتے ہیں سختی دوراں سے دل اہل جہاں نشہ اتر تو بڑھی نزع کی اعضا ممکن
 خوب اس گلشنِ نیرنگ کو ہم نے دیکھا (۱۵) پللیں اس باغ کی ہیں سلسلہ لولِ اہل
 پتہ پتا ہے یہاں رقص میں گو ہے پابند غنچہ غنچہ ہے چڑھائے ہوئے پوری بوتل
 دانے دانے میں شور یہ سری کی قوت ریشہ ریشہ ہے اسیر کششِ رد و بدل
 قطرہ قطرہ ہمہ تن جوش انا البحر میں غرق ذرہ ذرہ سے پندار انا الطور میں حل
 گوشے گوشے میں یہاں نوش بھی نیش بھی حلقہ حلقہ صفتِ خاتم زبور غسل

ہر کوشش سے زمانے کے دوزنگی پیدا (۲۰) خیر و شر عقل و جنوں شادی غم و غفل
 تنگی دائرہ عمر پر یہ وسعت شوق کہ جہاں پاؤں تھکے چلنے لگے سب کے بل
 فاصلہ ہستی مہیوم ہے بین العدین جس کا اندازہ کسی کو ہے نہ کوئی شکل
 فرق آنا ہے مگر عارف و عامی میں یہاں کہ سوار ایک اور ایک ہے ان میں پیدل
 کھا کے انسان سمجھتا ہے فریب دنیا بھول اس نخل کے خوش رنگ مگر تلخ ہر پھل
 جس کو ہم بھر سمجھتے ہیں وہ ہے موجِ سراب (۲۵) جس کو ہم باغ سمجھتے ہیں وہ ہے اک جنگل
 جھاڑیاں ہیں کہیں چھائے ہوئے دلکش بنگلہ کہیں سبز ہے بچھائے ہوئے فرشِ نخل
 کہیں بہتے ہوئے چشموں کی سریلی آواز کہیں موتی سے رہ تھرکتے پانی کے ڈل
 کہیں سبزہ کہیں لالہ کہیں نخل کہیں گل کہیں کھلتی ہوئی کلیاں کہیں اٹھتی کوئل
 کہیں اشجار میں ہے فائدہ جذبِ سموم کہیں اثمار میں ہے ذائقہ قند و عسل
 میں چرندوں سے کہیں شیر کے چشے جاری (۳۰) کہیں نفوں سے پرندوں کی طبیعت بے گل
 ہر طرف دعوتِ نظارہ ار بابِ نظر چنی چنی سے عیاں صفتِ صنایعِ ازل
 فلسفی سرگرمیاں کہ یہ اسرار ہے کیا منطقی ساکت صامت بجواں منسل
 عارضی عیش ہے اک سایہ ابرگزاراں کہ قیام اس کو نہیں کوئی ساعت کوئی پل
 سبزہ زارِ جنتستان جہاں قابلِ سیر ہے مگر سیر کی فرصت کسے دیتی ہے اہل
 ایک تنکا بھی نہیں باغ جہاں کا بے کار (۳۵) پھر جو سوچو تو یہاں کچھ نہیں جز طولِ اہل
 پانچ دروازے ہیں اس باغ کے پانچوں حواس ان میں جو بند ہو پیدا ہو طبیعت میں کس
 سب، دنیا میں انھیں کے متعلق ماں خواہ کثرت سے ہو خواہ بمقدارِ اقل
 ہے اسی بات پہ اشیا کے تنوع کا مدار اصل میں در نہ دی بھول ہے جو چیز ہے پھل
 طلعتِ حسن نمودار ہر اک پردے سے شور و عشق سے گونجے ہوئے گلِ شبت و جل
 پاؤں پکڑے مچھتے سایہ تقاضی ہر دم (۴۰) بیٹھ رہے کسی گوشے میں بچا کر کتل

مطلع

ہو جو کیسوئی دل، سرمہ چشمِ اخول کثرتِ آئینہ وحدت ہے تجلی صیقل
 صورتِ ہر دمک دیدہ بینا و ہی نور خود ہے آنکھوں میں نگاہوں کے مگر ہے او جل
 ایک ہی جلوے سے محو ہے کل بزمِ شہود جس طرح تابشِ خود شید سے ذراتِ جل

جن معنی کے مظاہر میں ہزاروں لیکن نیمہ رخ ہے کوئی تصویر کوئی مستقبل
 آؤ کعبے میں بھیں ایک رقع دکھلائی (۴۵) ہے جو سرتا بہ قدم نازش صنایع ازل
 کعبے کے پیکر بے روح میں اب جان آئی بعد مدت شجر طور میں پھوٹی کوپل
 یہ وہی حسن دل افروز ہے جس نے سر طور رہر وادی امین کو دکھائی مشعل
 ٹھنڈک اس نور سے تپتی ہیں ان آنکھوں کی شب اسرئی نے جن آنکھوں میں نگاہ کاہل
 ڈھل کے سانچے میں رسول عربی کے ہی نور ظلمت کفر کرے گا ابد استاصل
 بت شکن کی جو نظر ہے طرف طاق حرم (۵۰) خوف سے کانپ رہا ہے جگر ت و مہل
 پاؤں وہ جن سے بڑھی شان شکوہ اسلام ہاتھ وہ جن سے کھلے عقدہ بالہ نعل
 سج رہا ہے درود یوار حرم پھولوں سے پائے کا خازن جنت صلہ حسن عمل
 وہی فردوس کی بلیں وہی گلدستہ خلد جن کا موقع ہے جہاں جن کا جہاں پر ہے محل
 ہر طرف دائرہ زمزمہ سنجان بہشت جابجا نخلیہ عطر گلاب و صندل
 ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے دنوں عالم (۵۵) لب زمزم پہ ترانہ لب کوثر پہ غزل
 فاطمہ بنت اسد دیکھ رہی ہیں تاسے گود میں چاند کا ٹکڑا ہے گلے کی ہیکل
 گود خالق نے بھری نامیہ کے پھول کھلے نخل امید میں پھوٹی ہے یہ پہلی کوپل
 درود یوار پہ کعبے کے رکائے چھاپے آب تسنیم میں حوروں نے رگڑ کر صندل
 بیٹھے ہیں تہ یکے زانوئے طلب اذن طلب آئے ہیں دیکھنے استاد کو عقل اول
 جب سے دیکھا ہے نصیری کے خدا کا جلوہ (۶۰) آگیا دہر پرستوں کے عقائد میں خلل
 کہہ رہے ہیں سرناخن کی زبانی ابرو جتنے عقدے ہیں یہاں لاؤ ابھی کہیں مل
 سرعت نبض بتاتی ہے کہ انشا اللہ کل اسی ہاتھ سے خبر میں پڑے گی ہل چل
 پاؤں چلنے تو لگے بنت اسد کا جایا تو سہی کعبے میں قدموں پہ گریں لاٹھیل
 دست حیدر کی انگوٹھی پہ ریاض جنت شجری ایک گیند ہے مگر مہلت پہل
 شرف اندوز حضوری ہویشاق ہے دل رہی بدل لے طبع رسا نظم کا انداز بدل

مطلع

یا علی ذات تری عرش کی نازش کا محل تیری معراج سرودش بنی مرسل
 صاحب سیف و قلم کا سرا صنام حرم خازن علم ابد محرم اسرار ازل

تھارہ آئینہ حق میں دل روشن تیرا جس پہا ہام کی لہروں سے ہوا تھا عقل
منفی شرع میں امرت ناس قرآن نامی ختم رسل کا تیب وحی منزل
تو ہے وہ قاضی ایوانِ ازلت جس نے دیا کر دیا بازو کہوتر کا قضیہ فیصل
یہ بھی اک دبدبہ زورید الہی تھا ہو گیا خاک کا پیوند جو مر حب سایل
زور گنگ میں خداداد خودشان جویں وہ ترا جوش ارادی، یہ ترا طہ ز عمل
پر جبریل پہ ضربت کا ابھی تک سکے تنِ عفریت میں زخموں کی ابھی تک مہل
صیغہ ترے رہوار کا صورِ محشر فقرہ فقرہ تری تلوار کا اک ضربِ شل
مائل سلبِ نحوست ہوا اگر تیری نظر (۷۵) ہو سبدل یہ سعادت ابھی تاثیرِ رحل
کفر دایاں میں تری ذات ہے حدِ فاصل علم و حکمت میں ترا قول ہے قولِ فیصل
جنبش لب میں نہاں موجِ مہم سے عیاں لذتِ نہرِ لب، چاشنی جوئے غسل
شیعہ کا شانہ اجمال بیانِ روشن عطرِ مجموعہ تفصیل، کلامِ مجمل
مہد سے تابہ لحد ذاتِ خدا پہ تکیہ مسقطِ الترامس دم مسجد کو ذہنِ مقتل
ذکرِ توحید ہے بے ذکرِ علی لا حاصل (۸۰) نقدِ اسلام ہے بے حبِ علی جنبشِ نعل

نامِ جب ساقی کوثر کا زباں پر آیا

چھڑ گئی پردہ عشاق میں مستانِ غزل

چلے جذبِ محبت دہیں جلدی لے چل بوترا بی ہوں مجھے خاکِ نجف ہے صندل
میں کہاں اور کہاں کش مکش تدو قبول میں کہاں اور کہاں حلقہ ادیان وطل
میرا ایمان تو لائے علی اعلیٰ میرا اسلام مواسائے امامِ اول
دلِ شیدا ہے نصیری کے خدا کا بندہ (۸۵) مرتے دم تک نہیں آنے کا عقائد میں صل
مے دیدار کا وعدہ ہے اگر وقتِ اخیر تلخ کاموں کے لیے گھونٹ شربتِ اہل
گرم میں گرم زمانے کی ہوائیں سول ان ہواؤں سے ہرا کیا ہو مردوں کا کنول
شعلہ در داغ دیکھتے ہوئے انگارے ہیں سوزِ غم سے مرا سینہ ہے تنورِ شعل
کچھ بھی ہوشانِ محفل کا مگر ہے یہی قول کہ نہ ماتھے پشکن آئے نہ ابرو پر بل

در توبہ کی طرح بندہ ہو جائے کہیں

صفحہ آدھوئے میخانہ کہ مٹ جائے کسلی

ساقی ہوش رُبانے دہاٹھا قی بوتل
 ہمہ تن شوق نگاہیں ارنی گویوں کی
 دستِ ساقی میں نہیں پھول سے بزرگلاس
 چشمِ رحمت کا اشارہ کہ چلے دور چلے
 کب تک اس طرح قدرِ خواہشیں دو گھونٹ
 گو کہ مجھ زند کا نہرت کے آخر میں ہے نام
 دل کے شیشے میں ہے سرخوش دلا کا یہ رنگ
 طعنہ زن ہم پہ ہوں کیوں زبدریائی والے
 منہ سے جب حشر میں آئے گی سرخوش شراب
 یہ دہی ہے جسے روح امیں لائے تھے
 یہ دہی ہے جسے پیرنغاں نے سرختم
 جمع میں جرعه کشانے حُبِ حیدر
 آج اُس بزم میں پھر دور اسی مے کا ہے
 یا الہی یہ طفیلِ کرم نام محدود
 جب تک انسان کو ملیں جن ریاضت کے پھل

رزق موعود طے غیب سے بہ منتِ خلق

آنکھ میری نہ ہوشِ زندہ اربابِ دول

عزیز لکھنوی

درۃ البیضا

در منقبت حضرت فاطمہ الزہرا

بہار بڑشکال آئی کہ صحرے ساتی تہ مرد
گھٹائیں ہر طرف اٹھی ہوئی برسات کی راتیں
برستائے لگاتار آج پانی بھر گئے جل تھل
بہار آ آ کے جوش باطنی کو تیز کرتی ہے
نتیجہ دیکھئے کیا ہونو کے جوش کا یارب (۵)
نویذ فصل گل سے ہو گئیں رخصتیں طرب آگئیں
چلے ہیں جھومتے سرد رہا ہواستان مے خانہ
مرتب ہو چکا ہے ساز و برگ بادہ پمائی
نشاط روح کا اندازہ کرتوالی آنکھوں سے
قبا کی استینیں دوش تک اٹھے ہوئے زاہد (۱۰)
سیرا لے رہے ہیں شاخ گل پر طائر آ آ کے
اڑائے دیتے ہیں دل کو مچائے سرد کے جھونکے
اٹھالائی ہے بستر سے مریضان محبت کو
دمِ نظارگی خونِ جہندہ جوش کھاتا ہے
شعاع ہر عالم تاب گویا نقشِ زریں سے (۱۵)
حسینوں کو دم گل گشت ہے شیخلِ دل چسپی
سنی سنبل کی شہرت ساعتِ مشاطگی آئی
ادبِ سنجان مے خانہ ہوئے ہیں جیح اٹھ ساتی!

جگدے آج کی شب تو ذرا چلتا ہوا جادو
معاذ اللہ پھر اس پردل اسیر حلقہ گیسو
ستم ہے اب بھی پیمانہ ہمارا اگر نہ ہو ملو
مری آنکھوں سے ٹپ ٹپ گر رہے ہیں متصل آنسو
کہ ہر سانس میں بڑھ جاتا ہے خون اب کئی چلو
رگوں میں خون تازہ دد نے پھرنے لگا ہر سو
گلابی سا خمار آنکھوں میں بے دل نہیں قابو
میں پتیا جاؤں ادھر پیمانہ دیتا جائے مجھ کو تو
کہ ہے ہر رنگ کے پھولوں سے آغوش زمیں ملو
چلے ہیں جدولِ گلشن کی جانب ہرشت و شو
وہ زبردحم صداؤں میں وہ ان کے نعمتہ دلجو
گناہ بادہ نوشی داغطاب بھی کیا نہیں محفوظ
صدائے بلبل شیراز و صوتِ نغمہ تہو
فضائے سبزہ پریوں بھر رہے ہیں چو کڑی آہو
کیا کرتی ہے رختِ نو جوانانِ چمن اُتو (۱۵)
قبا کے سبز کے دامن میں بانہ صحرے جا ہیں جگنو
اٹھ عشوق بہر اہتمام زینت گیسو
وہ تیرے بادہ آسمانوں ٹٹالے ہیں کنارِ جو

میان مجلس دردی کشاں اک طرف صحبت ہے
 لیے اک سا نگیں اور اک صراحی ہاتھ میں اپنے (۲۰) ہم ایسے لاابالی زندگی بیٹھے ہوئے اک سو
 کہ لائے چند شاعر اک نگار ایشیائی کو
 مگر ہنستے ہوئے کچھ مغربی شاعر بھی آئے ہیں
 یکایک اس ستم پیشہ نے چہرے سے نقایا لٹی
 نگاہیں ہیں کہ اک پیمانہ زہر لاپل ہیں
 بے خیال اک مشک دانہ اور بادام سیہ نکھیں (۲۱) رخ رنگیں سیب در شمع بینی ہے گل شبو
 بنفشہ زار ہے روئے مخطط اس ستم گر کا
 وہ چٹک چٹم افسوں ساز کی اللہ ہی اللہ ہے
 خنائی ہاتھ ہے اللہ ایسا پنجہ مر جاں
 ہیں ساعد شاخ گل غمخیز ہی باز و تر از وہیں
 وہ دنیاں انہائے نار میں یا گوہر و زلالہ (۲۲) تبسم شکر میں لیکن سخن میں ترشی لیمو
 یہ سب کچھ ہے مگر غائب ہیں بھی کمر بھی ہے
 کبھی وہ جو ہر فرد اور کبھی ہے نقطہ فرضی
 سراپا میں کبھی غم دکان دارد و فروشی کی
 کبھی اس سبزہ زار حسن میں پیدا جڑی بوٹی
 خدا رکھتے ہم ایسے چاہنے والوں کو دنیا میں (۲۳) چھپا یا خود ہی دل ادب کو چاہا کر دیا دلجو
 مشبہ اور مشبہ بہ میں وجہ شبہ گو پائی
 نظر کر جادہ فطرت سے کتنا دور جاتا ہے
 ہزاروں بار خود دن بھر میں جیتے اور مرتے ہیں
 تصور جب کبھی دستِ خوابتہ کا آتا ہے
 ہزاروں دے دیے و سنام اپنے جذبہ دل کو (۲۴) رقیب ردیہ کے گھر اگر وہ ہو گیا مدعو
 نکل آئے وہیں تارے نظر میں چاندنی چٹکی
 شہودی ہو گئے کہ فکر معشوق حقیقی میں
 ارے بدست باز آئیے تخیل فاسد سے
 ہوا ہے جمع ہر طبقے کا اک اک شاعر خوشگو
 کہ جس کی چشمِ وحشت خیز سے دم خودہ ہوا ہو
 کہ دیکھیں حسن سے ہوتا ہے دل کس طرح بے قابو
 ہوتی وہ بزمِ عشرت رشک بزمِ گلشن مینو
 ہیں انہی کا کلیں اور عقرب جبرارہ ہیں ابرو
 رخ رنگیں سیب در شمع بینی ہے گل شبو (۲۵) دہن پستہ ہے لب خرمائے ننداں مثل شمعناو
 جگاتی رہتی ہیں جو رات بھر سوتا ہوا جادو
 دماغ اہل مشرق حسن کے جس کے ہے بے قابو
 کہ جس میں تو تپتا ہے حسن کے اٹار دہ دہجو
 تبسم شکر میں لیکن سخن میں ترشی لیمو (۲۶) وہ ہے صفر عدم اور یہ ہے اک باریک تارِ مو
 کبھی یہ اک خیالی خط کبھی عکسِ رخ گیسو
 مسحاوہ کبھی بیمار کا اپنے کبھی دارد
 کبھی وہ نخلِ قامت اک طلسم گلشن مینو
 چھپا یا خود ہی دل ادب کو چاہا کر دیا دلجو (۲۷) مگر تشبیہ کا اٹھانا خطائے شاعر خوشگو
 یہ مانا ہم نے اغراق و غلو میں صنم کے پہلو
 خوارق تو ازل سے ہو گئے ہیں داخلِ خوبو
 ہو ٹرہ جاتا ہے بیمارِ فرقت کا کئی چلو
 رقیب ردیہ کے گھر اگر وہ ہو گیا مدعو (۲۸) جب آیا چن کے انشاں ان کے غم غامیں رہ
 لگائی بیٹھ کر اکثر جو ضربِ نعرہ یا ہو
 نہ پھر دیوانہ دار اس دادی الفت میں تو ہر سو

کہاں تک خار خارِ ذوقِ شرکانِ جگر گستر
 رگِ جاں میں چھجے گاتیری کب تک شتر بر سر
 خریدا ہے اگر یہ دوسرا بازارِ الفت میں (۴۵)
 جہیں پر صندلِ عرفان لگا اور در در کا ہو
 کوئی رقم کہہ دے اور جی اٹھیں ہم یہ غیر ممکن ہے
 اے مجنوں یہ دریا ہے نہ ہے یاں گو ہر مقصد
 پریشاں دل کے دڑے کرشب گیسوئے دلبریں
 سادے جھانپیاں شیشے کی انفار حقیقت
 ذرا سمعِ ولایت لے کے گھوم اس کعبہ دل میں (۵۰)
 تو پھر اے بے خبر معلوم ہوگی وسعتِ مشکو
 اگر قوسِ ہلالِ عیدِ عرفان دیکھنا چاہے
 ذکیہ طاہرہ اُم الفضائل فاطمہ زہرا
 فلک پر ہے ہلالِ یک شبہ فیضانِ عکس اس کا
 معطر کر دیا ہے اس نے رختِ آفرینش کو
 ید اللہ سا ہے شوہر اور محمدؐ سا پدر جس کا (۵۵)
 ملے میں شہر و شہیر سے دو قوتِ بازو
 زہے جذبِ امامت آپ کے فرزند کی خاطر
 حدیثِ بضعتہ متنی سے جذبِ دل ہے وابستہ
 رسول اللہ جب فردوسِ مشتاق موتے ہیں
 بہ باطن حور یہ ہیں اور بظاہر ہیں یہ انبیاء
 معائن کے نور ان کا رہا سببِ ہستی میں (۶۰)
 کیا جب نوشِ احمد نے کھلا دہ عقدہ دلجو
 قرشی عورتوں کو اور فرزند ان ہاشم کو
 ترشی عورتوں کو اور فرزند ان ہاشم کو
 بھڑکتے ہیں ادھر انکار کے شعلے زبانوں سے
 تردد ہے ادھر آثارِ وضعِ حل پیدا ہیں
 طلسمِ قدرتِ حق ٹوٹتا ہے ناگہاں دیکھو
 یہ سادہ ہیں یہ مریم لور یہ ہیں خواہرِ یوسفی (۶۵)
 یہ حوریں آبِ کوثر سے ہیں بہر شدت و شو
 ہر اک کا شائے مکہ ہوا انوار سے مملو
 فرازِ عرش و کرسی تک گیا آوازہ صلو
 جمالِ سیدہ ہے حسنِ رنگازنگ سے مملو

یہ وہ ہیں دست بوسی جن کی خود فرماتے تھے حضرت
یہی وہ تانہ ہے جس نے فاقوں پر کیے فائقے (۷۰) یہی وہ صابر ہے جس کا زخمی کر دیا پہلو
یہی وہ زاہد ہے اور یہی ہے ایسی مرضیہ کہ جس نے مکتب تقویٰ میں اول تہ کیا زانو
ہو ہاتھوں کا چوب آسیا تک بہہ کے آیاے مگر خیر شکر کچھ کہتی نہیں معصومہ خوش خو
وہ شہزادی کہ جس کے سوکے اجل کے آگے ملائکے میں گئے اہل محشر نعرہ غصو
یہ وہ مریم ہے جس کی عمر وقف خاکساری تھی اماں بگڑ میں ملبوس اتنی گھر میں دی تھارڈ
رہی ہیں اس قدر استادہ محراب عبادت میں (۷۵) کہ پاپائے مبارک پر دم ظاہر ہوا ہر سو
بہ منگام ریاضت دیکھتے تھے جب رسول اللہ تو خود حضرت کی بھی ہاتھوں سے جاری ہوتے تھے آنسو
شہیدان اُحد کا مقبرہ اور آپ کا دنا قیامت تک ہے گا یاد اے معصومہ خوش خو
عجلا پھر کون ہوتا سیدہ کا کفو دنیا میں نہ ہوتا اگر امیر المومنین سائبندہ نیکو
پیمبر کس لیے کرتے نہ تعظیم اپنی بیٹی کی کہ تھیں ام اللہ خلق میں معصومہ خوش خو
یہ وہ ہیں جن کے خدام ادب کی بھی غلطی (۸۰) کیا ترا چرخ سے اک دلو آپ تازہ سے مملو
دردِ دولت پہ پہلے فاطمہ زہرا کے جاتے تھے سفر سے جب کبھی تشریف لاتے تھے شہر خوش خو
مسلمان ہو گئے اسی یہودی دیکھ کر جس کو یہ کیسے نور سے تھی چادر اقدس تری مملو
بہت تھا اپنی خلقت پر تھیں ناز آدم و حوا سر پر خلد پر دیکھا کسے کیوں دل ہے بے قابو
خدا شاہ ہے اس معصومہ کی وادی رحمت میں کچھ اپنی عقل چہرہ دست پر میرا نہیں قابو
قسم اس حدت عزت کی کہ جس نے جان بخشی ہے (۸۵) شکستہ پا ہے اس وادی میں میری عقل حدت جو
قسم حق محمد کی حضوری اس لیے چاہی در رحمت سے تاد امان عصیاں کو کرلا مملو
اگر ہوں لائق بخشش تو دنیا گوشہ چادر عزیز خستہ دل کو ہے شفاعت آپ کی مر جو
جہنم میں بھی جاؤں اگر تو تیرے حکم سے جاؤں

کہ وہ بھی ہو گا میرے واسطے اک گلشن مینو

محشر لکھنوی

درتہنیت ولادت حضرت علیؑ

دن کٹ گیا ظاہر ہوئی شام شبِ ارباں
کیا چودھویں کے چاند کی پھیلی ہے تھکتی
ظاہر ہے یہ چھٹکے ہوئے تاروں کے سماں
لو آگیا رحم ان کی بھی حالت پہ فلک کو
تا حدِ نظر چاندنی پھیلی ہے زمیں پر (۱۵)
جولاں گہ انوار ہوا صفحہٴ عالم
آنکھوں سے گئی تا بہ جگر خنکی مہتاب
بند آنکھیں کیے جانے لگے شوق کے بند
میٹھا ہوا اجزائے ہوا دیکھ رہا ہے
بہلاتا ہے دل جلوۂ قدرت کا تماشا (۱۰)
ہمدرد ہے کون ایسا کہ جو چاندنی سوئے
تا حدِ نظر قبروں پہ ہے نور کی چادر
رخسارۂ مہتاب کی اندری تھکتی
عشق کا دم آنکھوں تک آیا ہوا پلٹا
یہ بھیگتی رات ادھ یہ شبنم کی ترادش (۱۵)
ہر سانس میں دل بڑھتا ہے ادھ خونِ گوں کا
یہ جوش ہوا چشمۂ مہتاب میں پیدا
آئینہ بنی خلوتِ دلدار کی ہر شے
صاف آئے نظر گم ہوا اگر سوزنِ عیسیٰ
اشجار نہیں گو ہر مقصود انھیں کہیے (۲۰)
نکلاری قسمت کو جگاتا ہے تا باج
دن ہو گیا گویا کہ زمانے میں نمایاں
نکلیں گے کسی عاشقِ جاننا زکے ارباں
ہر دقت لیے پھرتے تھے جو چاکِ گریباں
کیا خاک جمے اب نگہِ موسیٰ عراں
اربابِ محبت کا پہلے لگا خفقاں
لو ہو گئی آئینہ رہ کوچہٴ جاناں
سوتا ہی نہیں محفلِ دلدار کا درباں
یوسف کھڑے ہیں شام سے نزدیکِ زنداں (۱۰)
عشق چھپانے لگے زخمِ غم پنہاں
بے کار ہوئی شمعِ سرِ گورِ غریباں
باریک بھی لکھا ہو تو پڑھ لیجیے قرآن
باقی نہیں دنیا میں سوا دُشپ ہجران
گویا کہ نہاے کھڑے ہیں اہلِ گلستاں (۱۵)
نظریں رنجِ گردوں پہ ہوئی جاتی ہیں قبراں
اک نور کا طوفاں ہے تہِ گنبدِ گرداں
آساں ہوئی آرائشِ گیسوئے پریشاں
فرے ہیں کہ ہے صفحہٴ گیتی پہ چراغاں
ڈوبے ہوئے ہیں نور کے دریا میں گلستاں (۲۰)

یہ چاندنی ہے آبِ حیات آج اثر میں
آثارِ وطن دیکھتے ہیں ہر دُشمنِ دل
موقوف تھیں اندھیاریوں پر جن کی مرادیں
بے حس پڑے ہیں چاندنی کے دیکھنے والے
عشاق کی آہوں سے شر ہو گئے مہموم (۲۵)
نکلے تو ہیں غلوت کسے سے زردوں میں لیکن
گویا شجرِ وادیِ امین میں لگی آگ
سرتابہ قدم نور کا پہنے ہوئے جامہ
شب بھر ہی سہی جان تو جلنے سے بچے گی
منظورِ نظر ہے مہتاباں سے تقابل (۲۶)
عشاق نے وا کر دیے داغِ دل سوزاں
ہوتی چلی ان سب کی بھی جمیعتِ خاطر
دن رات سفر کرنے لگے قافلے والے
باطن کی صفا بخش ہے یہ نورِ شارات
موتا ہے کوئی تاروں بھری رات میں نفل
بیتاب ہوئے میر تقی میرِ جنباں میں (۲۷)
اربابِ سخن نکلے مکاؤں سے غزل خواں
خوبانِ جہاں سیر کو یوں نکلے ہیں گھمے
پھیلی ہوئی داں چاندنی دنیا کی زمیں پر
یا حسن کی دنیا کا نصیب ان سے ہے بیدار
گھیرے ہوئے داں دورہ گردوں کو شاعیں
دنبالہ دوی میں ادھر انبوہ کو اکب (۲۸)
سرگشتہ محبت میں ادھر گبر و مسلمان
مانا کہ اگر وہ ہے کسی قوم کا معبود
کس حسن کی رفتار ادھر دورِ فلک پر
بیمارِ شبِ ہجر کی روح اس کی تجلی
وہ جنم و بد بھر کے جذبات کا بانی
شرندہ خورشید ہے وہ کسبِ ضیا میں (۲۹)
مہر ان کے مقابل میں چراغِ تہِ داماں

لو جی اٹھے بستر پہ مریضِ تپ ہجراں
اس حد پہ بڑھی رشتی شامِ غریباں
بیٹھے ہیں وہ سب دل میں چھپا ہوئے ارماں
نیمند آتی ہے لیکن نہیں سوتے کسی عنواں
دامن کو کہاں جا کے چھپائیں مہ کنعاں
کچھ اور بڑھا جذبِ دلِ موسیٰ عمراں
اک رنگ میں ٹوبے ہیں جو انانِ گلستاں
ممنونِ فلک ہے جگرِ شمعِ شبستاں
عشاق نے وا کر دیے داغِ دل سوزاں
جو لوگ تھے مجموعہ حالاتِ پریشاں
رفتارِ قمر ہے سببِ جذبہ پنہاں
جاتے ہیں خیالاتِ سوئے نزلِ عرفاں
بیٹھا ہے کوئی دل میں لیے سیکڑوں اماں
(۳۰) اربابِ سخن نکلے مکاؤں سے غزل خواں
جیسے سحرِ عید کو خورشیدِ درخشاں
یاں برقی تجلی رُخِ روشن سے نمایاں
داں کو کب اقبالِ فلک ہے مہتاباں
چھوٹی ہوئی یاں تابہ کمرِ زلفِ پریشاں
(۳۱) سرگشتہ محبت میں ادھر گبر و مسلمان
ہیں عاشقوں کے واسطے یہ دشمنِ ایماں
چلتے ہیں ادھر یہ صفتِ سردِ خرا ماں
یہ اپنے مریضوں کے لیے عیسیٰ دوراں
دیاے محبت میں اٹھاتے ہیں یہ طوفاں
(۳۲) مہر ان کے مقابل میں چراغِ تہِ داماں

ذکر اس کا اگر آیا ہے فرقان میں
وہ صبح کے ہوتے ہی بس اک بارہ درقا ہے
ہے اس کی شواہدوں سے جو توبہ لہو کی
وہ چودھویں شب چشم چراغ اہل جہاں کا
عالم کو مسادات ہوئی دید سے اس کی (۵۰) یہ سامنے آجائیں تو ہو حشر نمایاں
وہ در نلک پر جو ہے چلتا ہوا ساغر
وہ صدر نشیں بزم کو اکب میں اگر ہے
جب دیکھو انھیں عمر جوانی کی ترقی
روشن ہو جہاں چھپے جو وہاں بے نکلے
جب چاہے اسے اتر نک آکے چھپالے (۵۱) کیا تاب ہے چھو لے اگر ان کا کوئی داماں
وہ داغ بدل رہا ہے دھڑکے سے گہن کے
جب دیکھیں گردش ہے اسے گرد زمیں کے
زخمی کو اگر وہ ہے نک رینہ جرات
دن رات دہاں ہر کی ہے حلقہ گوشہ
وہ بزم جہاں میں ہمہ تن دیدہ پُر نعم (۶۰) یہ صورت دیوار حرم بالہ خنداں
واں داغ نہیں نام علی دل پہ ہے کندہ
شاہنشاہ مرداں، اسد خالق اکبر
پیدا ہوا جو تیرھویں کو ماہ جب کی
نور صمدی ظاہر و باطن جسے کہیے
شوق ہو کے صدا دینے لگی کعبے کی دیوار (۶۵) اے اہل جہاں دیکھ لو یہ ہے رہ عرفاں
لو بیت اسد آتی ہیں اللہ کے گھر سے
جاتی ہے ضیا خانہ محبوب خدا تک
قدر ان کی مسلمانوں کے دل سے کوئی پوچھے
ہاتھوں سے نظر بیت اسد کی نہیں ہستی
یہ ہاتھوں پہ نائب ہے حبیب دوسرا کا (۷۰) یا تختِ رواں پر چلے جاتے ہیں سلیمان

پاؤ گے انھیں بھی جو پڑھو سورۃ رحمان
ہر وقت میں یہ صفت رنگ بہاراں
ان کی نگہ ناز ہے نشر زن شریاں
یہ عالم دل میں صفت مہر درخشاں
یہ خم کدہ حسن کے میں ساقی دوراں
یہ صدر میں عشاق کے نہاں صفت جاں
وہ بزم جہاں میں فقط اک بات کا مہاں
یہ رخ سے نقاب لٹیں تو ہوں اور ہی ساں
(۵۲) یہ حسن خداداد سے بے خطرہ و نقصاں
جب دیکھیں جاں بازوں گدلاں پہ پیراں
یہ اپنے فدائی کے لیے خنجر برآں
آزاد یہ میں صورتِ برقی شرافشاں
(۶۱) یہ صورت دیوار حرم بالہ خنداں
قلب ان کا حرم مولد شاہنشاہ مرداں
نور نگہ بنت اسد ہادی دوراں
مولود حرم کہتے ہیں جس کو کہ مسلمان
کہتے ہیں جسے اہل نظر قدرت نیراں
(۶۵) اے اہل جہاں دیکھ لو یہ ہے رہ عرفاں
لو ختم ہوئی تیسرے دن دعوت مہماں
مخفی کہنے میں وہ مہ کامل تہہ داں
جن کا کہ ہر اک عضو ہے اک پارہ قرآن
دہائے امامت کا لیے ہیں دُر غلطان
(۷۰) یا تختِ رواں پر چلے جاتے ہیں سلیمان

یہ ہاتھوں سرتا بہ قدم نور خدا ہے
 ہاتھوں پہ نظر آتا ہے خورشید امامت
 اے نبیؐ اسد کچھ تو کہو نہ سے خدا را
 یہ ہاتھوں پہ انضال الہی سے علیؑ ہیں
 سرگام لیے جاتی ہیں نظروں سے بلائیں
 لوگوں میں محبوب خدا نے یسا بڑھ کر
 طاقت کوئی اس ماں کے کلیجے کی نہ پوچھو
 وہ طفل جو تخت جگر احمدؑ مرسل
 اسرارِ ساقب میں ہے عرفانِ حقیقی
 وقت آگیا محشر پڑھو اک مطلع تازہ (۸۰) پڑھنے لگیں صلوات جسے سن کے سخیذاں

مطلع

مانند علیؑ کس کو ہے قرب در سماں
 کہتے ہیں جسے صبح ازل نور ہے ان کا
 نور ان کا ہوا سر کشیدہ آدم
 ممکن نہ ہوئی معرفتِ رتبہ حیدر
 جذباتِ نوح حیدرِ صفدر کے تصدق (۸۵) جس نے کبھی دیکھا وہ ہوا دل سے مسلمان
 کہتا ہے نصیری کہ خدا کہیے علیؑ کو
 ہمراہِ نبیؐ پیچھے علیؑ عرشِ ملائکہ
 شلِ گلِ پڑ مردہ جو توڑا درخسیر
 پھینکا جو پس پشت اسے چالیں قدم پر
 محکوم ترے اہلِ سموات ہیں مولا (۹۰) ڈوبا ہوا مغرب سے پھر اہرِ درخشاں
 کہتا ہے خدا کوئی کوئی نور خدا کا
 آنکھوں سے لگا لے وہ تیرے نقشِ قدم کو
 کہتے ہیں امام اپنا جو بندے سمجھے دل سے
 سب مانیں سمجھے بعد نبیؐ ہادیؑ اول
 جو دفترِ کن میں ہو لکھا سابق الایمان
 جس سے کہ ہوئی روشنی عالم امکان
 نور ان کا ملائکہ کو چراغِ رہِ عرفان
 کوشش تو بتِ عقل نے کی تا حد امکان
 جس نے کبھی دیکھا وہ ہوا دل سے مسلمان (۸۵) اور عقل یہ کہتی ہے کہ کہیے انھیں انساں
 قائم ہوئی آخر یہ حدِ جذبہ عرفان
 احنت کی آواز گئی تا حد امکان
 تھرا اٹھی محور پہ زمینِ عربستان
 اک بندہ درویش کی یہ توتِ امکان
 جس نے کہ نہ دیکھا ہو چراغِ عرفان
 میں ان کے خیالات پہ سو جان سے قربان
 بس ہے تو یہی ہے سببِ خلقتِ انساں

حق یہ ہے جو غیبی تری امداد نہ ہوتی (۹۵) کیا تاب تھی کج جلتے اگر شیرے سماں
 جبریل بڑے مردِ محترم ہیں بتائیں دیکھا کبھی آنکھوں سے تری شان کا انساں
 پھیلا دیا ایمان کو اور ملکِ عرب میں تیرے کوئی ہم کو سمجھتا ہو جو آساں
 کیا چین سے نیند آئی تھی بسترِ نبیؐ کے دکھلا دیا یوں نفس کو کر دیتے ہیں قریاں
 طاعات میں اللہ سے وجدانِ حقیقی حیرت سے ملک تھے صفتِ پیکرِ بے جاں
 وہ زور تھا تہید کشادہ درِ خیبر (۱۰۰) دو کمرے جو چین میں کیا کٹہ ثعباں
 ایک ایک نفس تھا اَلْف لفظِ الہی جاتے تھے خیالات سوئے مرکزِ عرفاں
 لی مہد میں اس زور سے انگریزائی کہ توبہ مضبوط بندھے ہاتھوں کا کھلنا ہوا آساں
 روشن ہے جہاں آپ ہی کی جلوہ گری یہ چٹکی ہوئی چاندنی یہ ماو درخشاں
 یہ محفلوں میں ساغر کوثر کی ردانی برزی یہ شیشے صفتِ قلب پرارماں
 یہ سیکرے پر بادہ پرستوں کی چڑھائی (۱۰۵) یہ خدمتیں ساقی کی شریکِ جزایاں
 ہاں اے مرے ساقی تجھے کعبے کی قسم ہے لانا کوئی ساغر صفتِ مہر درخشاں
 شیشے سے ابلتی ہوئی مے جام میں آئے دکھلائے مجھے نشے کا اٹھتا ہوا طوناں
 یوں نشے میں پھر یاد رہے عالمِ ہستی بھولا ہوا جیسے کہ کوئی خواب پریشاں
 جب جانوں اشاروں پہ چلے ساغرِ ٹلگوں سو جان سے تیری نگہ مست کے قریاں
 وہ بادہ پلا رجِ رواں جس کی ہونو شبو (۱۱۰) جس کا کہ ہر اک قطرہ ہونو رگِ شریاں
 سمجھے ہوئے ہیں توبہ کو جو وضع میں داخل بندہ نہیں اے بندہ نواز ایسا سماں
 جس حسن سے کہیں کاوشیں تو پشکنی میں اتنی ہی جوانی پہ ہوئی قوتِ ایماں
 کافر ہوں جو مانگا ہو کبھی غیر سے ساغر ناز اس سے عبث ہے جو ہو سیدھا سماں
 پیانہ مرے شوق کا دیکھے ہوئے ساقی اور سوچے ہوئے دل میں کسی محنت کا پیاں
 ارمانوں کی یہ بات مرادوں کی یہ شبہ (۱۱۵) محروم مرا بھی نہ رہے قلبِ پیراں
 آباد رہے فہم کدہ مدحِ ابد تک اور خوش ہو ہمیشہ میرا ناصرِ لایاں

وہ ناصر دیں جس کے بندگان کی بدولت
 کوئی پوچھتاں لقب اور کوئی سبحان
 محشر بھی صلہ خدمتِ دیرینہ کا پائے
 مل جائے خطاب آج وہ جو ہوئے شایاں
 یہ کہہ کے بھڈنا زبھر اس بزم سے جائے
 یوں لیتے ہیں انعام مدیح شہِ مرداں

احباب گلے سے ملیں بڑھ بڑھ کے خوشی میں
 لے تجھ کو مبارک ہو یہ کہتے ہوں خنداں



اقبال سہیل

در نعت

کرتے تارِ شاعری لاکھ اپنی سعی امکانی
 وہی سمجھیں گے جو واقف ہیں اسرارِ محبت سے
 ابھی تک کہہ رہا ہے ذرہ ذرہ دشتِ امین کا
 ادھر دوشیزہ کر نوں کا نکلنا سمتِ مشرق سے
 ادھر صبحِ گریباں چاک کا راہِ عدم لینا (۵)
 کبھی پھولوں کے جھرمٹ میں شاعری کی نظر اُڑا
 کہیں دوشِ صبا پر قصِ رِنا نکبتِ گل کا
 ادھر غنچوں کے لب پر دیافتِ جاری ہے
 ادھر سبزے کا جاگ اٹھنا خفا جوابِ نوشیں سے
 کہیں قبل از صبحی میکشوں کی مشقِ خمیازہ (۱۰)
 صبا کے گدگدانے سے ادھر کلیوں کا منہ دینا
 ادھر شبنم کی ہستی کا فنا فی انور ہو جانا
 بجائے صبح دم گر چشمِ زگس ہے خار آگس
 رگِ گل نے بچار کھا ہے ہر سودا مِ نظارہ
 یہ صبح و شام ہی کیا چشمِ عبرت میں اگر رہا ہو (۱۵)
 چن پیرائے کن صد تے تری نیزنگ تازی کے
 وہ تابتاں کے بند ابرِ سیہ کا جو جس ترستی
 کسی کے خندہ دندانِ ناک کا کھنچ گیا نقشہ
 لبِ گل برگِ شبنم نے کی جبکہ ہر افشان
 مطلع

بہار آئی ہوئی آناستہ پھر زیم اسکانی
 ہوا گلزارِ عالم بھر جوابِ باغِ رضوانی

تمناؤں کا حشر اٹھا ہے پھر دریائے دل میں (۲۰) جنوں نے دل کو دی پھر دعوتِ شوریدہ سامانی
 جن میں جس طرف دیکھو نظر بازوں کا جھڑپ ہے الہی کو چہ قاتل ہے یا صحنِ گلستانی
 جن کا جلوہ رنگیں ہے یا اک شعرِ فطری ہے کہ جس پر ذوقِ فطرت خود ہے بحرِ فرخانی
 جبینِ صبح پر نقشہ ہے یا خطِ شعاعی ہیں ایسا لالہ میں شبنم ہے یا صہبائے ریحانی
 نگاہیں جذبِ کرلی ہیں بہارِ عارضِ گل نے رگِ گل کی حقیقت آج ہم نے جا کے پہچانی
 نہ جانے حسن ہے یا عشقِ آتنا جانے میں ہم (۲۵) میں کھینچے لیے جاتا ہے کوئی جذبِ نہیانی
 کمالِ عاشقی ہے آپ مرنا اپنے جادوں پر مرے مذہب میں خود بینی کو کہتے ہیں خدا دانی
 خود اپنی شکل دیکھی پردہ برقی تجلی میں تعجب کیا اگر تھی دیدہ موسیٰ کو حیرانی
 کہاں کا دشتِ امین طور کیا برقی تجلی کیا یہ سب کچھ تھی جمالِ مصطفیٰ کی پر تو افشانی
 مطلع

محمد وہ کتاب کون کا طغرائے پیشانی محمد وہ حریمِ قدس کا شمعِ شبستانی
 محمد یعنی وہ حرفِ خشتِ کلکِ فطرت کا (۳۰) محمد یعنی وہ افغنائے توقیعاتِ ربانی
 وہ ناسخِ حربِ چیمِ طلسمِ زنگاری گردوں وہ اُمّی جس کے آگے عقل کل طفلِ دبستانی
 وہ رابطِ عقلِ مذہب کو کیا شیرِ شکر جس نے وہ فارقِ زہد سے جس نے شاید داغِ ربانی
 وہ تاطقِ جس کے آگے ہر پر یلِ میلِ سدرہ وہ صادقِ جس کی حق گوئی کا شاہِ نطقِ ربانی
 مطلع

وہ حاذقِ جس کا تمہا نسخہ تمزینِ فرقتانی دوائے جملہ علتِ بائے اخلاقی و روحانی
 وہ عادلِ جس کی میزانِ عدالت میں برابر ہے (۳۵) غبارِ مسکنت ہو یادِ قارِ تاجِ سلطانی
 وہ باذلِ جس کے ابرِ رحمت کی گہری فضاے آسمان، شکوہ سنجِ تنگِ امانی
 وہ جامعِ جس نے یکجا کر دیے پھرے ہوئے شادی آگے جس نے باہمی تضرعِ انسانی
 وہ درسِ آموزِ فطرت جس سے پہلے دنیا میں بتائے اہلِ عالم کو حقوقِ جنسِ نسوانی
 اتحادی خود کشی کی نبردِ لہرِ رسمِ دنیا سے سکھایا مشہدِ توحید پر آئینِ قربانی
 وہ گنجِ بحرِ معارف جس کے ایک اک حرف میں پنہا (۴۰) نکاتِ فلسفی اسرارِ نفسِ رازِ عمرانی
 وہ شاہِ بوریہ مسند سکھایا جس نے دنیا کو یہ اندازِ جانگیری یہ آئینِ جہاں بانی
 وہ کشافِ سرِ امرِ جس نے کھولا چند شامِ علومِ ادبِیں و آخری کا گنجِ پنہانی

وہ نساخ مذاہب جس کے مقدم نے کیا ہاں
 زوہ کیش زشتی شکوہ دین نصرا فی
 مطلع

وہ مقصود دو عالم مستغاث قاصی ودانی
 کیا جس نے مکمل نسخہ اخلاق انسانی
 وہ سلطان الہم فخر دو عالم بر زنج کبریٰ (۴۵)
 رسالت جس کی تصدیقی جلالت جس کی اذمانی
 مبشر جس کی بعثت کا ظہور عیسیٰ مریم
 مصدق جس کی عظمت کا لب ہوسی عمرانی
 تراشہ جس کے ناخن کا ہلال آسمان نزل
 غسالہ جس کے لموؤں کا نلال آب حیوانی
 مطلع

تعالی اللہ ذات مصطفیٰ کا حسن لاثانی
 کہ یکجا جمع ہیں جس میں تمام اوصاف اکیانی
 دعائے یونسی تخلق خلیلی، صبر ایوبی
 جلال موسوی، زہد یحییٰ حسن کنعانی
 نہیں بہر درخشاں اس کے فیض جہیانی سے (۵۰)
 چمکا اٹھا ہے چرخ چار میں کا داغ پشیانی
 خدا جانے خود اس سرکار کا کیا مرتبہ ہوگا
 غلام بارگاہ جس کے کہیں "ما اعظم ثانی"
 مطلع

تعالی اللہ چہ می زید بفرقش تاج سلطانی
 کہ موبد گیش را می رسد ناز سلیمانی
 شہنشاہ سریرہ قباب تو سین احمد رسل
 شب اسرائی میں جس کا فرش روہ تھا کاغذ کیوانی
 مطلع

وہ جسم پاک خود ستر تا قدم پیکر تھا نورانی
 تو پھر مزاج میں کیا بحث روحانی و جسمانی
 رجب کی بت دہم باہواں سال نبوت تھا (۵۱)
 کہ نجش خلوت آرائے ازل نے فخر نعمانی
 حریم ام ہانی میں حضور آرام فرما تھے
 در دولت پہ قدسی و ملک تھے مجبور ربانی
 وہ چشم ز گیس تھی بند کن چشم دل داتھی
 سرانے طالع بیدار کرتا تھا نگس رانی
 ادبے آ کے جبریں امیں نے یہ گزارش کی
 کریں سرکار بزم نور تک تشریف ارذانی
 سنی روح القدس سے طلب بزم حضور کی
 اٹھے اور دی براق پاک پرداد سبک اتانی
 حرم سے چل کے اول منزل قصی میں منزل کی
 دہا دہاں سے جلوہ ہائے قدم تک جانے کی پھر ٹھانی
 براق برق پیکر لے چلا یوں ذات انور کو
 فضا میں تیر چلے جس طرح بجلی کی تابانی
 حضور اس طرح گزے گنبد منکے گردوں سے
 نظر جس طرح شیشے سے گزر جائے بہ آسانی
 ملائکہ رسل صف بستہ استقبال کو آئے
 اٹھا افلاک میں ہر سمت شور تہنیت خوانی

سر رہ ہر قدم پر ذوقِ نظر و فکر تسکین کو
 حقائق کا تراکم تھا مناظر کی فراوانی
 کھلی آنکھوں سے دیکھا محرمِ سرِ حقیقت نے (۶۵)
 جزائے محسن و قانت سزائے مذنب جانی
 نظر سے عالمِ ناسوت کے سارے جاب اٹھے
 برائے بعین کی سیر بہارستانِ رضوانی
 رمیضہ زوجہ بوطلمہ کی تقدیر کیا کہنا
 کہ خود دیکھا بجائیے ان کو فی روح و ریحان
 سنی سرکار نے جنت میں آوازِ خرام ان کی
 بلالِ پاک کے طالع کی اٹھارے درختانی
 بڑھے آگے تو وسطِ ماحتِ فردوس میں بکھا
 بلند و پر شکوہ و دل کش اک قصرِ لثانی
 وہ زہبت جس کا ہر گوشہ ریاضِ قلد کا حاصل (۶۶)
 وہ رفعت جس کا ہر زنیہ حریف کاخ کیوانی
 وہ شفاف شفق گوں رنگ جیسے حل ہو کثر میں
 تباشرِ سحرِ سیم قمر یا قوتِ ربانی
 چمن میں اشکِ شبنم کی جگہ درخف غلطاں
 ریش پر سنگر نیروں کے عوض جل بخشانی
 محاسن کے توازن میں شاہِ عدلِ ناری
 مناظر کے تناسب میں جمالِ ماہِ کنعانی
 قوائم اس کے عزمِ انبیا کی طرح مستحکم
 دردِ بامِ اس کے قلبِ صفیا کی طرح نورانی
 یا ایواں دیکھتے ہی آپ نے حیرتے زما یا (۶۷)
 ہے کس کے واسطے یہ اہتمامِ جلوہ سامانی
 فرشتوں نے کہا ناری کی دولت سرا ہے یہ
 یقصر اس کا ہے طالب جس میں مطلوبِ نیرانی
 شہیدِ منصبِ صدیقیت کے اولین ارث
 امیر اور مستقیم الرسل کے جانشین ثانی
 یہاں سے پھر بڑھے سرورِ تودہ جلے نظر آئے
 کاجالاً بھی کچھ لکھیے تو اک دفتر ہو طولانی
 غرض ملکوت کا ہر گوشہ چھانا اور جہاں پہنچے
 نظر کے سامنے آتی گئیں آیاتِ قرآنی
 براق و جبریلِ آخر کے سدرہ کی منزل پر (۶۸)
 کہ تھی یہ اتہائے سرحدِ اقلیمِ اسکانی
 یہاں سے رلپیں پھر آپ کو جہنمِ تجلی کی
 جوارِ عرش میں دیکھا یہاں صدیقِ اکبر کو
 سوا دلا مکان تک گیا رُفد کہ اس کو بھی
 کہاں اس خلوتِ وحدت میں اذنِ گرم جولانی
 کسی نے لے لیا خود بڑھ کے آغوشِ محبت میں
 ہوا ملکِ قدمِ خلوتِ سرائے حسنِ امکانی

لافلوت سلام بارگاہِ بے نیازی کا (۱۵) نبیؐ نے جب تحیاتِ ادب کی نذر گزرائی
یہاں بھی رحمتِ عالم نہ بھولے اپنی امت کو ہوا ہر نیدۂ صالح شریکِ بطفِ ربانی
ملا اس فیض کے صدقے میں بہر امتِ عاصی فویہ عفو، زمانِ کرم، منشورِ غفرانی
بجز ذاتِ ظہر یہ شرف کس کو ہوا حاصل بجز صدیقِ اکبر یہ حقیقت کس نے پہچانی

خود عاجز، نظرِ خیرہ، زباں کج، بیاں قاصر

زمینِ نعت میں کیا دیکھے دادِ سخن دانی



تواشی

سلطان محمد قلی قطب شاہ، قطب شاہ و معانی

قصیدہ ۱

(۱) تجھے = سے - اے = یہ - سوں = سے - طواں = طوبا (طوبی) کی جمع، طوبی جنت کے ایک درخت کا نام ہے، مراد درخت - سُہاتا ہے = زیب دیتا ہے۔
 جنت نئے = جنت کی مانند - (۲) دے = دکھائی دے - جوت = روشنی - دیوا = دیا، چراغ - دوالاں = دوال بمعنی دیوار کی جمع - میویاں = میوہ کی جمع - برن = جسم - (۳) تیں = سے - نہالاں = نہال بمعنی درخت کی جمع۔
 مشاطا = مشاطہ، عورتوں کا بناؤ سنگار کرنے والی عورت - پون = ہوا - (۴) دیکھت = دیکھ کر - منج = میرے - باساں = باس بمعنی خوشبو کی جمع۔
 لگیا = لگا - ملکن = مصدر ملکا نا بمعنی مہکنا - (۵) سکیاں = سکھاں، سہیلیاں - مکھ = چہرہ - محمد پھل = کسی پھول کا نام (۶) - من = مانند - (۶) ناسک = ناک - بھواں = بھوں کی جمع - تس = جس - بھنور = بھنورا۔
 جاگا = جگہ - (۷) داگھ = انگور - سنبلا = سنبہ، خوشے کی شکل کا ایک بیج آسانی - سُہے = زیب دیتا ہے - منڈوا = ٹھاٹ یا سائبان جس پر کوئی بیل چڑھی ہوئی ہو - سجیا = سجا - انبر = آسمان - (۸) پتلیاں = پتلی کی جمع، غالباً موتیوں کے رکھنے کا کوئی ظرف - پھل = پھول - سکے = سکے، روپیہ، اشرفی - (۹) جھونکے = گتھے - مرجان = مونگا، ایک سرخ سمندری درخت جس کو پنچے سے نسبت دی جاتی ہے - سپاریاں = سپاری کی جمع - ہور = اور - رین = رین، رات - (۱۱) تیموں = اس طرح، ان (۹) - راکھیا = رکھا - (۱۲) بی = بھی - کھلیا = کھولا - سندریاں = سندری بمعنی حسینہ کی جمع - کھلیا = کھلا - (۱۳) آپس میں = آپس میں - اپنا = اپنا - (۱۴) رُکھ = درخت - دستک = تالی - ڈلتے = جھوٹے - متوال = مست۔

پی = پا کر (؟) — پھول ابرہن = پھولوں کا زیور — (۱۵) ادھر = ہونٹ —
 جلاب = گلاب — کاشرب = یو بی = یہ بھی — او بی = وہ بھی — تبح سوں =
 تجھ سے — دوسرا مصرع (؟) — (۱۶) تننا کا تنن = رقص کے دوران گھنگھروؤں
 کی آواز —

قصیدہ ۲

(۱) جیوں = جوں، مانند — یا قوت رُمائی = وہ یا قوت جس کا رنگ انار
 کے دانے سے مشابہ ہوتا ہے — تائیں = تئیں، ساتھ، ایسے — (۲) بردہ اگ =
 جدائی کی آگ — خوشیاں = خوشاں، خوشی کی جمع — سیتی = سے — نوپلا = نئی،
 عجیب و غریب — (۳) سکل = سب — جھاڑاں = جھاڑ بمعنی درخت کی جمع —
 لاگے ہیں = لگے ہیں — تل تل = ہر لمحہ — (۴) مد = شراب — تھے = سے —
 مدن = نشہ — ہن = ہمارا — (۵) نت = ہمیشہ — غفل = پرندوں کی آواز،
 شور، مراد قلقل — ناد = آواز — میگہ نیسانی = ابر نیساں — (۶) کشف =
 انکشاف حقیقت — ہمناکوں = ہم کو — دیسے = دکھائی دے — منج = مجھ —
 (۷) روت = رُت، موسم — اُنو کا = اُن کا — (۸) نخچل = صاف — میانے =
 میں — کلاؤ = ملاؤ — کم = ایک خوشبودار پھول — چھنہ = ناز، ادا — فتنہ
 عرق = عطر فتنہ — (۹) نیر = پانی — رنگ افشانی = رنگ چھڑکنا، ایک
 دوسرے پر رنگ ڈالنا — (۱۰) حائل = گلے میں پہننے کا ایک زیور — انگن =
 آنگن — دھن = عورت، حسینہ — پھل سنگار = پھولوں کا سنگھار — منے =
 میں — انی = قدیم زمانے کا ایک مشہور مصور — (۱۱) پرت = محبت — تگٹ =
 گلکاری، سنہرے یا روپے چھاپے کا کپڑا — نوے = نئے — پھولاں چولا
 عروسانی = پھولوں کا لباس عروسی — (۱۲) چرکیاں = رنگ کی پیکاریاں —
 چھڑکے = چھڑکے — چت = دل — اچھو = رہے — اے = یہ — ارزانی =
 سستا ہونا، بہتات، کثرت — اس کھیل کی بہتات رہے —

غواصی و غواص قصیدہ

سلطان عبداللہ قطب شاہ ۱۰۳۵ھ (۱۶۲۶ء) سے ۱۰۸۳ھ (۱۶۷۲ء)
تک گو لکنڈہ کا بادشاہ تھا۔

(۱) پرگٹ = ظاہر۔ بھرا = لوٹ آیا۔ دھرت = زمین۔ ٹھار ٹھار =
جگہ جگہ۔ (۲) باد = ہوا۔ آلا = اعلیٰ۔ سار = مانند۔ (۳) طبلہ = صندوقچہ
۔ کھلیاں = کھولے۔ ارگجہ = خوشبوؤں کا ایک آئینہ۔ نگار = منہک۔
(۴) عود سوز = عود سلگانے کی انگلیٹی، اگر دان۔ عنبر سارا = عنبر کی ایک
خاص قسم۔ کرا = کا۔ (۵) بدل = لیے، واسطے۔ ستی = سے۔ آپ نے =
اپنے۔ تھے = سے۔ نکلیا = نکلا۔ بھار = باہر۔ (۶) منجے = مجھے۔ اُپر تھے
= ادھر سے۔ (۷) یو = یہ۔ بچن = بات۔ منجمن = میری طرح۔ (۸) تیا =
اتنا، اس قدر۔

(۹) تل = ایک لمحہ۔ فاختے اڑ جانا = ہوش اڑ جانا، پریشان ہونا۔ سٹے =
چھبے۔ (۱۰) نہیں = نہیں۔ (۱۱) دھات = طرح، قسم۔ دھر = طرف۔ (۱۲) کہیا =
کہا۔ شاہ = مراد ممدوح۔ (۱۳) بچے = زیب دے۔ جم = ہمیشہ۔ (۱۴) ناؤں =
نام۔ قوت = خوراک، غذا۔ جس کو روح کی غذا کہتے ہیں۔ درد = درود۔ (۱۵)
سو ہے۔ زیب دے۔ (۱۶) دھائیں = لپکیں، دوڑیں، چلیں۔ بین دیار =
دائیں اور بائیں۔

(۱۷) تیزی = تازی، گھوڑا۔ چڑ = چڑھ۔ چوگان = چوگان کھیلنے کا بلا۔
سور = سورج۔ تلار = تلے، نیچے۔ (۱۸) کھرگ = تلوار۔ ختم = دشمن۔ (۱۹)
دیس = دن۔ آپار = بہت، بے حد۔ (۲۰) حصار = احاطہ، فصیل، قلعہ۔ (۲۱)
اندیشے = سوچے، مصدر اندیشنا۔ توت = فوراً۔ (۲۲) تیرے = تیرے۔ (۲۳)
سکندر سریہ = سکندر کا تخت رکھنے والا۔ (۲۴) نس = رات۔ اہے = ہے۔
چارنا = تصویر آنا۔ روس = غصہ۔ کتے ہیں = کہتے ہیں۔

(۳۰) جاگ پتا = دنیا کا مالک - داد و ستد = لین دین - گیر و دار = پکڑ دھکڑ
 - (۲۲) تیراچ = تیرائی - داد = انصاف - (۳۳) جن = جو - (۲۴) بچارنا =
 محسوس کرنا، غور کرنا - (۳۵) کتا ہوں = کہتا ہوں - در صف مردان کار = بہادر یا
 صاحب عمل لوگوں کی صف میں - (۳۶) اچتا = ہوتا، رہتا - کچ = کچھ - (۳۷)
 کاں = کہاں - وو = وہ - رجھاؤں = خوش کروں، فریفتہ کروں - (۳۸)
 جوتلگ = جب تک - (۳۹) نیر = پانی - اے = یہ - دھرتی = دھرتی،
 زمین - (۴۰) توتلگ = تب تک - راجنا = عزیز راجا -

قصیدہ ۲۵

(۱) بھار = باہر - انگار = انگارا، آگ - شاید یہ لفظ نگار یعنی معشوق
 ہے - (۲) کن = پاس - دھن = عورت، حسینہ - (۳) رتن = موتی - لپاتے =
 لاتے - گل سری = گلے کا ایک زیور - (۴) کھن = آسمان - چندنا = چاندنی -
 جوں = جب، جیسے ہی - (۵) بار = پھل - (۶) مدن = محبت - ا - شیخ =
 اسی وجہ سے - (۷) کندن = سونا - گرٹ = پہاڑ، قلعہ - کتے = کہتے ہیں -
 آن کے = ان کے - (۸) کریں دعا تچ = سمجھ کو دعا دیتے ہیں - (۹) ادھر =
 ہونٹ - کیں = کہیں - (۱۰) دسن = دانت - لال = لعل - (۱۱) شاکر = شکر
 کرنے والا - جڑت = جڑاؤ زیور - اتم = اعلیٰ - (۱۳) ہاراں = ہار کی
 جمع - دھر پیارتج پر = تجھ سے محبت کر کے - (۱۶) یو = یہ - اچھو = رہو -
 سنگیں = مانگتے ہیں - دوگانہ = دو رکعت نماز - (۱۷) اگلا = بڑھا ہوا -
 ساریاں = سب، تمام - تھے = سے - (۱۸) سنگھاتی = ساتھی - (۱۹) لیاتا =
 لاتا - کاٹنا = نکالنا - بھار = باہر -

(۲۰) آپنا = اپنا - منگے = مانگے - تیوں = اس طرح، اس طور پر -
 جیو = جان - (۲۱) چند سور = چاند سورج - کنٹال = کنٹھ مال، گلے کا
 ہار یا ملا - جے = جسے - جوتی = جوتے، جوت والے، روشن - ہنوار =
 ہموار - (۲۲) جوتلگ = جب تک - اچھو = رہے -

سلطان علی عادل شاہ ثانی شاہی

قصیدہ ۱

منقبت = تعریف، اصطلاحاً پیغمبر اسلام کے اہل بیت، ائمہ اور صحابہ کی
تعریف۔ دوازده امام = شیعہ عقائد کے مطابق بارہ امام، حضرت علی، حضرت حسین،
حضرت جعفر صادق، حضرت محمد باقر، حضرت زین العابدین، حضرت علی رضا، حضرت محمد تقی، حضرت علی نقی، حضرت حسن عسکری، اور حضرت
محمد مهدی۔

(۱) ج = میرے۔ کمرے = کے۔ چڑے = چڑھے۔ راوت = سوار
بہادر۔ جتے = جتنے۔ مک موڑ = منہ موڑ کر۔ (۲) گھٹ = دل۔ آیا آیا۔
اتبال = اسی وقت۔ پتلیاں = پتلی کی جمع، آنکھ کی پتلیاں۔ یو = یہ۔ خدمت
بدل = خدمت کے لیے۔ نس دن = رات دن۔ (۳) بد = عقل۔ پردھان =
سردار، وزیر۔ سات = ساتھ، مراد سے۔ (۴) پاچ = ہیرا، زرد۔ دتے =
دکھائی دیتے۔ تھے = سے۔ (۵) بندن = بندھن۔ جتے = جس سے۔ بھنور =
بھنورا۔ کیوں = کہیں۔ آپ ہی = کدُن = کندن، سونا۔ (۶) تس =
اس۔ رم = راز۔ گھڑے = واقع ہو، پڑے۔ (۷) وار = عیاں، کھلا۔
نت = ہمیشہ۔ گڑ گڑے = گڑ گڑائے، خوفزدہ کرے۔ (۸) آچھے = ہے۔
مین = مچھلی۔ تر پڑے = تر پڑے۔ (۹) سینا = سفینا = سینہ سفینہ۔
سینہ = مراد وہ علم جو سینہ بہ سینہ یا ایک نسل سے دوسری نسل کو ملتا ہو۔
سفینہ = کتاب اشعار، بیاض، مراد کتابی علم۔ قلم کاری = کتابت، نقاشی۔
انگیں = آگے۔ (۱۰) پاوک = آگ۔ اکنٹھی = انگلیٹھی۔ پور کر = بھر کر۔
برہ = ہجر۔ اپراد = جرم، ضرر۔ تہو = سے۔ (۱۱) نہہ = عشق۔ اول =
اول۔ مرجھن = مرجھانا، پتھر مردگی۔ گت = حالت۔ گھڑے = اختیار
کرے۔ (۱۲) ہردے = دل۔ لاگے = لگے۔ (۱۳) ڈسن = ڈسنا۔
تھیں = سے۔ بیا کل = بے کل، بے چین۔ ٹٹ جا = ٹوٹ کر۔ (۱۴)

اچلا = قائم، مستقل - تل = نیچے - تھر = جگہ - کدہیں = کبھی - سپند =
 کالا دانہ - دیہہ = جسم - برہے اگن دھک = فرقت کی آگ کی گرمی -
 تڑ تڑانا = بھٹ پڑنا - (۱۵) مینے = میں - سک = سکے -

(۱۶) درپن = آئینہ - نین = آنکھ - آنجو = آنسو - غلطاں = لڑھکتا ہوا،
 گول - لڑے = لڑھکے - (۱۷) خٹار = کلال، شراب بیچنے والا - ہوڑ = شرط،
 عہد، پیمان - مدعشق = عشق کی شراب - گر گرے = گر گڑاے - (۱۸)
 سونار = سنار - اوڑی = غوطہ - کئیں = کئی - کھڑگ = تلوار -
 (۲۰) شرزے = شرزا کی جمع، شیر کے بچے، کم عمر شیر - ویران = مراد
 جنگل - سرباں = اندر دیتا، مراد دیوتا (۱۹) ہاتھی یا ہاتھی کا بچہ (۱۹) -
 پاتال = تحت الارض، زمین کا نچلا طبقہ - دڑے = گھسے، چھپے - (۲۱) دلدل =
 حضرت علی کے گھوڑے کا نام - تڑنگ - گھوڑا - پھیر = چال - باد = ہوا - پگ =
 پاؤں، قدم - دھوج کر = لرز یا کانپ کر - (۲۲) ابھیر = پری - چپلائی =
 پھرتی - بزک = دیکھ کر - چلا = بجلی - گلن = آسمان - (۲۳) دیسے = اس
 طرح کے - سارہو = سوار ہو کر - چلیا = چلا - لکھ = لاکھ - (۲۴) پر تھی = زمین -
 ڈونگر = پہاڑ - اتھے = تھے - جسے = جو - کھڑ بڑے = کھڑدے، ناہموار -
 (۲۵) کیتا = کرتا - تنگ = گھوڑے کی ایک چال، سرپٹ - تھیک = چلبلا بن -
 سٹ = چھوڑ کر - سیارے = سارے - کرنگ = ہرن - کاڑی = تنکا - اوچا
 = اٹھا کر - مک = مکھ، منہ - دک = دنگ، حیران - (۲۶) اسپ =
 گھوڑا - سم تل کی = سم کے نیچے کی - دندے = دشمن - سیتی = سے - کاٹھ =
 لکڑی - (۲۷) پرتاب = چمک، جلال - (۲۸) کنے = پاس - بڑ بڑے =
 بلبے - جتے = جتنے - (۲۹) پور = طغیانی، سیلاب - رنج = راج - تیج کہ =
 چھوڑ کر - چک پک = تیزی، غرور، لاف - اڑے = مشکل میں پھنسے -

(۳۰) تاپ = بخار - (۳۱) بھوناگ = شیش ناگ جو زمین کو اپنے پھن پر
 اٹھائے ہوئے ہے - (۳۲) بدل = لیے، واسطے - منگل = مریخ ستارہ،

بہرام - متک = پیشانی - دھڑ دھڑ = لرزے، کانپے - (۳۳) جو جہنت
 = لڑائی - تیج بدل = تیرے ساتھ، راد تیج سے - جیتے = جتنے - سلج = تھیار -
 دتے = اتنے - پگ = بانہہ = پاؤں اور ہاتھ - کونٹے = مجبور، عاجز -
 (۳۴) موسیٰ عصبی = حضرت موسیٰ کا عصا جو اثر دیا بن کر جادو گروں کے
 سانپوں کو نکل جاتا تھا - جھلکیا = چمکا - افسوں گراں = جادوگر - پسر =
 بھول کر - (۳۵) رپ = دشمن - لاک = لاکھ - (۳۶) تر دوار = تلوار -
 رکت = خون - لانا = لگانا - مڑ = مڑھے - (۳۷) نامان تیج = تیج کو نہ مان کر -
 صف بہ صف صف ہو پڑے = اخرا تفری کی وجہ سے ایک صف کی کئی صفیں
 ہو جائیں - (۳۸) بَندر = آگ - سگل = سارا - کوہا = کوئلہ - (۳۹)
 پرکاٹ = وار، تلوار کی کاٹ -

(۴۰) کہتے = کتنے - ایکنگ = تنہا - دھایا = پیکا - تری = سینگ کا
 ایک باجہ - چل بچل = ہل چل - سکل = سب - (۴۱) تل = تلا، مراد ٹم -
 بیری = دشمن - مہا بل = بڑا طاقتور - سُد = ہوش - (۴۲) ات = بہت -
 پڑے = پڑھے - (۴۳) کچ = کچھ - تر لوک = سہ عالم یعنی دنیا، عقبی اور
 زمین کے نیچے کا طبقہ - شیانے = سیانے، عقل مند - درس = سبق - (۴۴)
 اتھا = تھا - (۴۵) جدہ = جد - ہما = ایک پرندہ جس کے بارے
 میں خیال ہے کہ اگر اس کا سایہ پڑ جائے تو آدمی بادشاہ ہو جاتا ہے -
 دھریا = دھرا - مچ = میرے - سیس = سر - روں روں = رُواں
 رُواں - کاکڑے = ٹکڑے، پرچھے، گانٹھیں -

(۵۰) اندکار = اندھیرا - گٹ = جسم، دل، روح - چت = دل - (۵۱)
 باندیا = باندھا - ریج کر = رکھ کر، شوق سے - (۵۲) کتار = بزرگ - دجے =
 دوسرے - (۵۳) ساجے = زیب دے - لافتی = لافٹی، لا علی لا سیف الاذ الفقار
 یعنی علیؑ کے سوا کوئی جوان نہیں اور ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں - (۵۴)
 ثقلین = دو گروہ، جنات اور انسان - سور = مرشد، بہادر - (۵۵) تیجا =

تیسرا۔ مقتدا = جس کی پیروی کی جائے۔ کرتار = خدا۔ (۵۶) کتل = کول، نازک، غالباً اس لیے کہ کر بلا میں بیمار تھے اور عابد بیمار کہلاتے ہیں۔ چارمی = چوتھا۔ جیتے = جتنے۔ دھرت = زمین۔ (۶۱) کوپ = غصہ۔ دشت = نظر۔ شقی = بد نخت، ظالم، سنگ دل۔ (۶۳) یازدہم = گیارھواں۔ سہاڑے = زیب دے۔ (۶۵) ہمت = محبت۔ ورد = بار بار پڑھنا۔ یو = یہ۔

قصیدہ ۲

چار در چار = چار میں چار یعنی چار میں چار سے ضرب۔ اس قصیدے کا عنوان "قصیدہ چار در چار" سولہ رکنی بحر متقارب شمن مقبوض اثلثم (فول فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن) کی رعایت سے رکھا گیا ہے۔

(۱) لگیا = لگا۔ یو = یہ۔ نوے = نئے۔ بھریا = بھرا۔ مچلے = پھولے۔ اچھے = ہے۔ ہکارا = شور و غل۔ (۲) تہاں = وہاں۔ پریم = پریم، محبت۔ نین = آنکھ۔ مڑیاں = مڑی بمعنی کیاری کی جمع۔ چھکارا = غالباً بمعنی چھکار، شور۔ (۳) وسیچ = اسی۔ سودھن = عورت، حسینہ۔ امولی = انمول۔ انیک = متعدد، گوناگوں۔ چھند = ناز، ادا۔ اپس = خود، اپنا۔ تیسری جیسی۔ آلی = اعلیٰ۔ مچلے = جھولے۔ دولھارا = جھولا۔ رچ = میں۔ صبا = صبح۔ پارا = پہر۔ (۵) نکھ = ناخن۔ و جھل = او جھل۔ اماس = اماوس کی رات۔ (۶) نزدیک = نزدیک۔ ہمن پر = ہمارے اوپر۔ ترک کر = تھپ کر، بہم ہو کر۔ کہی = کہا۔ ایتا = ابھی۔ (۷) تیا = اتنا۔ سوندل = لڑائی، دشمنی۔ رسی = رسی۔ تھے = سے۔ کروں اتارا = اتار دوں۔ (۸) مدن نکھوں سے = محبت کے ناخنوں سے۔ متر = منتر۔ ستر کر = اتر کر۔ پھلی = پھولی، خوش ہوئی۔ (۹) جڑت = جڑاؤ، جڑی جانے والی چیز۔ کوندن = کندن، سونا۔ بہاں = باہاں، بانہہ (بمعنی بازو) کی جمع۔ نیارا = جدا، دور۔

(۱۰) ماتی = مست۔ اُرت = معنی۔ درجک = زیور یا موتی رکھنے کی

صندوقچی۔ رتن = موتی۔ (۱۱) بلانا = بلانا ہے۔ مندر = محل۔ کدم = ایک

خوشبودار بھول = کیسر = زعفران = سٹو = ڈالو = پھوپا را = چھڑکاؤ = (۱۲)
 چکور چندر = چکور اور چاند، چکور کا عشق چاند سے مشہور ہے۔ دوتن = سوت،
 رقیب = آوارا = آوارہ = (۱۳) کوکس = معمار، نجار = نیس = نیس = اگر = ایک
 قسم کی لکڑی جو جل کر خوشبودی ہے۔ چندن = صندل = اتھا = تھا = کتارا = قطار۔
 (۱۴) جھجر = جالی دار = جاماں = جام کی جمع = جم = جمشید، ایران کا ایک قدیم شہور
 بادشاہ = منم = گھمنڈ = لگن = آسمان = سنی = سیپی، صدف = سرج = سورج۔
 چتر لکھیا = مصوّر = چتر = ہوشیاری کے ساتھ، نفاست کے ساتھ = چترانا =
 تصویر اتارنا۔ یعنی مصوّر نے گھر کو نفاست کے ساتھ نقش و نگار سے آراستہ
 کیا۔ (۱۵) نہال فانوس = پٹر کی شکل کی ایک قسم کی بڑی قندیل، فانوس بنیر
 واؤ کے فانس پڑھا جائے گا۔ چوندھر = چاروں طرف = پتاں = جھنڈیاں =
 سنے کتاں = زریں کپڑا = مجھے = مجھا، پلنگ = پھرارا = پھریرا، جھنڈا = (۱۶)
 زری بچانا = زری کا بچھونا = بچے = مجھ کو = بجا کر = لے جا کر۔ گلے = بچوں۔
 (۱۷) موہن = محبوب = اند = خوشی = کیاں = کی۔ بدھاوا = خوشی کا گیت
 = منکیاں = چہیتی، عزنیہ = اتھیاں = تھیں = دو = وہ = تنکیاں = کمسن
 لڑکیاں، نو عمر لڑکیاں = لگیاں = لگیں = پلانے = گانے، اپنے = کنٹر،
 کدارا = راگینوں کے نام = (۱۸) تھی = اتنی = ایندر = راجہ اندر = دھین =
 دیکھنا، دیکھنے کے لیے = نین کیا تن = ہم تن چشم ہو گیا = رنھا = رنھا، راجہ
 اندر کے دربار کی ایک اپرا = تے = سے = جیتی = جیت گئی = برو = شہرت
 کمال = اتھارا = وسیع، بے حد۔

محمد نصرت نصرتی

قصیدہ ۱

یہ قصیدہ اور نصرتی کے دوسرے قصیدے مثنوی علی نامہ سے ماخوذ ہیں۔
 تینوں قصیدے باہم مربوط ہیں اور اس موقع سے متعلق ہیں جب ۱۷۰۰ء مطابق

۱۶۶۰ء میں پناہ کا قلعہ فتح کرنے اور باغی سردار سدی جوہر صلابت خاں کو شکست دینے کے بعد بیجاپور کا فرماں روا علی عادل شاہ ثانی (شاہی) دارالسلطنت کو واپس آیا تھا اور فتح کا جشن منایا گیا تھا۔ علی عادل شاہ ثانی ۱۰۶۷ھ (۱۶۵۶ء) سے ۱۰۸۳ھ (۱۶۷۲ء) تک حکمراں تھا۔

- (۱) توں = تو۔ پو = پہ۔ دُلل = حضرت علی کے گھوڑے کا نام، مراد گھوڑا۔
 تیج = تیرا۔ قنبری = غلامی، قبیر ایک شہزادے تھے جنہوں نے حضرت علی کی غلامی قبول کر لی تھی۔ دھرت = زمین۔ کوں = کو۔ دندی = دشمن۔ پڑیا = پڑا۔
 ششدری = منسوب بہ قیدِ ششدر یعنی شطرنج میں مہرے کی چال کا ہر طرف سے بند ہونا، مراد عاجز یا حیران ہونا۔ (۳) دارا ستے = دارا جیسے۔ کجرو = ٹیڑھی چال چلنے والا۔ داب = دباؤ۔ تل = نیچے۔ اوچار کر = بہادری سے۔ (۴) تیج = تیری۔ شیر مردی = بہادری۔ لگن = آسمان۔ تل اُپر = تلے اوپر، تہ دبالا۔ تے = سے۔
 حل = ایک برجِ آسمانی۔ گاؤ = گاؤ زمین، وہ روایتی گائے جس کے متعلق خیال ہے کہ زمین کو اپنے سینک پر قائم کیے ہوئے ہے۔ (۵) او = وہ۔ دھاکیا = ڈر گیا۔ تھرکانپنا = خوف سے کانپنا۔ (۶) نت = ہمیشہ۔ کسل = سخت تنکا۔
 (۷) جاں = جہاں۔ کٹک = فوج۔ سنک = مقابل۔ ہٹکنا = لٹکانا۔ سوندل = لڑائی۔ کھڑکاں = کھڑک کی جمع، تلواریاں۔ ادک = زیادہ۔ کھرکھری = کھردری، کند۔ (۸) نھواؤ = بجیہ۔ دھرتا ہے = مراد سمجھتا ہے۔ تس = اس کا۔ کتری = کم تر۔ (۹) برچھیاں = برچھی کی جمع۔ اپس = اپنے۔ کاڑی = تنکا۔
 (۱۰) جیو = جی۔ تھنڈا = ٹھنڈا۔ سک = سکھ۔ (۱۱) جوہر = سدی جوہر صلابت خاں، علی عادل شاہ ثانی کا باغی سردار۔ اپیں = آپ ہی، خود۔ کیتا = کیا۔ سرشکری = شکر کی سرداری۔ (۱۲) ات = زیادہ۔
 چڑیا = چڑھا۔ بدگوہری = بد ذاتی۔ (۱۳) ملک رانی = بادشاہت، حکومت۔
 پڑ = پڑکر۔ (۱۴) ویں = وہیں۔ تس = اس۔ سکھلانے = سکھلانے۔
 اچھتے = ہوتے۔ سردھنی = مالک و مختار۔ بے سری = سردار نہ ہونا۔

(۱۵) دھڑے = رکھ کر - سور = بہاؤ - سوں = سے - کہ = کے - آپس
 اختری = اپنی بدبختی - (۱۶) برسبیا = برسا - چوندھر = چاروں طرف -
 طو = لہو، خون - (۱۷) سیت = کھیت، میدان - دُصل = مصدر دُصلنا یعنی بہنا -
 ڈبی = ڈوبی - رامیسری = رامشورم - (۱۸) کل مکھی = کل موہا، کبخت، مراد بانگی
 سردار صلابت خاں - تاریاں = تارا کی جمع، ستارے - نس = رات - مہے ہوا =
 غائب ہو جائے - دیک = دیکھ کر - آفتاب خادری = مشرق کا سورج، سورج -
 (۱۹) نھاٹیا = بھاگا - سٹ جائے بن = بغیر چھوڑے ہوئے - (۲۰) بجائے = بچھڑے
 (۲۱) عزم آوری = ارادہ کرنا - اچھے = اٹھتے - باجیا = بجا - داماں = دامہ،
 طبل - ہاک = ہانک، آوازہ - کر = بہرہ - کری = کیا - (۲۲) پتھرے =
 پتھر - بی = بھی - بھجج = بھیاگ - بھیاگ کر = ڈھکیاں = تودے -
 نمین = مانند - پگلے = پگھلے - اتھے = تھے - بھیں = زمین - کیچ = کیچڑ -
 (۲۳) پہلا مصرع (۱) - شابجا = غالباً کسی پرندے کا نام - بٹی = غالباً
 بٹتی یعنی بیٹھتی - دھڑرنے = ذرا میں، اچانک (۲) رُوں رُوں = رُواں
 رُواں - شاخ عری = چیر کے درخت (عرعر) کی ڈال - (۲۶) بر = سینہ،
 بغل - عالم کو آگ سے ایسی محبت ہو گئی کہ اس نے آگ کو اپنے سینے میں
 چھپا لیا - بن = بغیر ہوا - کیس = کہیں - انگار = آگ - آذری = آتش پت -
 (۲۷) دی = وہی - پڑے پڑتا = پڑھے پڑھتا - سردی کی شدت سے شعر کی
 روحانی بھی متاثر ہو گئی ہے اس لیے جوں تو سنائے دیتا ہوں۔

قصیدہ ۲

(۱) زمستان = سردی - نوکزی = لباس - اُچا = اٹھا - دھندکار =
 اندھیرا - تھنڈ = ٹھنڈ - بھار = بہار - (۲) اپٹیا = لپکا - مون = منہ -
 جھانپ لے = چھپا کر - دڑ رہی ہے = گھس رہی - ٹھائے ٹھار = جگہ جگہ - (۳) او = وہ -
 اٹتی = اٹھتی - نوا = جھکا - سدبار = عقل کھویا ہوا - (۴) سٹ = چھوڑ -
 (۵) کس = شخص - تس = اس - تیں = سے - اوڑے = اوڑھے - اچھے =

رہے۔ (۶) لگ = تک۔ بھریا = بھرا۔ بڑ بڑا = بلبلا۔ طار = لہر۔ (۷) چھان = پانی ملایا ہوا دی۔ شیر = دودھ۔ باتیں = کنواں۔ ہنڈی = ہنڈی۔ جم = جم کر۔ نیر = پانی۔ (۸) جل بھیج = پانی سے ہی۔ بیگی = جلدی۔ (۹) بارا = ہوا۔ مارتیں = مارنے سے۔ (۱۰) ہت = ہاتھ۔ بھار = ہاسر۔ (۱۱) بڑتا = بڑھتا۔ ستی = سے۔ جوہر دار = جوہر رکھنے والا (آئینے کی طرح)۔ (۱۲) بانج کاڑا = وہ جو شانہ جس کے چیمے سے عورت بانجھ ہو جاتی ہے۔ لیا = لا۔ پھل بار = پھول اور پھل۔ (۱۳) کس = کسی۔ بسر جا = بھول کر۔ (۱۴) سرخیاں = سرخ کی جم، رنگین پردوں والا ایک پرندہ۔ کیاں = کی (جمع)۔ چندڑیاں = چندڑی (چڑی) کی جم۔ سٹیاں = کھودیا۔ ہور = اور۔ کسوتاں = کسوت کی جم، لباس۔ کیتے = کرتے۔ (۱۵) یو = یوں۔ بس آئے گا = کافی ہوگا۔ اتنیاں = اتنے زیادہ۔ (۱۶) ادک = زیادہ۔ دشمن = مراد سردی۔ سلاج = ہتھیار۔ (۱۷) زردھار = بے سہارا، بے آسرا۔ آدھار = سہارا، آسرا۔ (۱۸) بدل = لیے، واسطے۔ چلنی = چھلنی۔ جھار = جھڑانا۔ (۱۹) پاتاں = پات کی جم، پتے۔ (۲۰) جنم کاتن نگا = ہمیشہ کاننگا۔ (۲۱) مک = مکھ، منجھ۔ (۲۲) پیلپیج = پہلے ہی۔ وئی = وہی۔ شکر بار = شیریں۔

قصیدہ ۳

(۱) نرپتی = راجہ۔ بھوگی = عیش کرنے والا، خوش مزاج۔ تیج بھوگ = تیری خوشی کے لیے۔ استری = عورت۔ اگیں = آگے۔ (۲) بیت اشرف = بزرگی کا گھر، مراد مدوح کا محل۔ سورنر = بہادر مرد۔ گنگن = گنگن، آسمان۔ دھرتی = زمین۔ (۳) چندر = چاند۔ نکلتا = چمکتا۔ تگٹ = ورق۔ شش جہت = مراد دنیا۔ مڑنا = مڑھنا۔ تاریاں = تار کی جم۔ نہ منظر = نو آسمان۔ نس = رات۔ آئینہ بندی = آئینوں سے سجانا۔ (۴) عنبر = ایک خوشبودار نباتی مادہ۔ اندھار = اندھیرا۔ اجل = اجلا۔ طبلہ = ڈبہ۔ سٹ = چھوڑ کر۔ مجھری = منسوب بہ مجھ، مراد انکھیتی کا کام۔ (۵) چندنی = چاندنی۔ تے = سے۔

بھیں = زمیں۔ جوں = جیسے۔ ابرک = ایک چکیلا معدنی پتھر۔ کلا = ملاکر۔
 (۶) صدراں = صدر کی جمع، فرش۔ سیوٹ = انتہائی۔ (۷) شہر گشت آنے کے
 دن = جس دن بادشاہ کی سواری شہر میں گھومنے والی تھی۔ سورسا = سورج کی طرح۔
 تس = اس۔ (۸) رجھانے = مائل کرنے۔ اپیں = آپ، خود۔ چنبر کھلا = دائرہ
 نما ہالہ (۹)۔ بھاگ لینا = اداکاری کرنا۔ چنبر کھلے کا بھاگ لے = ہالہ بنانا۔
 بازی گری = تماشا دکھانا۔ ببت = پتلی، گرہ یا۔ آکو = آکر۔ تشریف = خلعت۔
 زر زری = چمک دار۔

(۱۰) دیں = وہیں۔ پا = پا کر۔ کسوت = لباس۔ شوانی = دو ٹھاکا۔
 بنا = بنا کر۔ تازی = گھوڑا۔ ابرہن = زیور۔ (۱۱) بت = ہمیشہ۔ کنچن = سونا۔
 رتن = ہیرا۔ (۱۲) تیز پے = راد تیز رفتار۔ سکتی = سیکھتی۔ طناز = شوخ۔
 کن = کے پاس۔ شہپری = پر یوں کی ملکہ۔ (۱۳) خوش رنگ = اچھا رنگ رکھنے
 والا۔ کس = کسی۔ تفادت = فرق۔ جوں = جیسے۔ باد صرصر = تیز ہوا۔ (۱۴)
 نیٹ = عین، درست، موزوں۔ بھایا = ڈالا۔ لایا = ہاں = ہا۔
 صید = شکار۔ دھرتیں = زمین۔ انبری = آسمان کا، آسمان۔ (۱۵) سمیٹے ہیں =
 زیب دیتے ہیں۔ بہر دایت = تیر انداز۔ سلاح = ہتھیار۔ گج = ہاتھی۔
 شرزہ = شیر۔ سرک = پھندا۔ پاکھر = آنہی پوشاک جو لڑائی کے وقت
 ہاتھی اور گھوڑوں کو پہناتے تھے۔ (۱۶) ڈونگر = پہاڑ۔ حلقاں = حلق کی جمع،
 مراد گردنیں۔ مٹی = ہاتھی۔ دھل جائیں = بہہ جائیں، پامال ہو جائیں۔
 لوٹ = موج۔ گنج دل = ہاتھیوں کا شکر۔ صفدری = صف کو بھاڑنا، حملہ
 کرنا۔ (۱۷) لکر = کہہ کر۔ چوندھیر = چاروں طرف۔ (۱۸) ضابطہ =
 انتظام کرنے والا، حاکم۔ حوالہ دار = فوج کا ایک عہدہ دار۔ ا ہے =
 ہے۔ (۱۹) معتمد = اعتماد کیا ہوا۔ درگاہ = مراد دربار۔ شائستہ = لائق
 ۔ (۲۰) موذیاں = موذی کی جمع، ایذا دینے والے۔ اچھی تھی = ہوئی تھی۔
 بے دری = دروازہ نہ ہونا، دروازوں کا کھلا رہنا۔ (۲۱) کشگر = لکڑی کا مکان،

غالباً کاٹھ کے کسی محل کا نام - چٹ = بڑھ چڑھ کر - دسے = دکھائی دے -
 نمنے = مانند - کماں = محراب - لعل دہری = لال اور ہرے رنگ کی - (۲۲)
 مہندیاں = مہندی کی جمع - نگارستان چین = قدیم چین کا ایک شہر و نگارخانہ
 یابت خانہ - مانی = ایک قدیم مصور جو چینی مشہور ہے - کیری = کی - ارڈنگ =
 مانی کے تصویر خانے (یا تصویروں کی کتاب) کا نام - صورت گری = تصویر کشی -
 (۲۳) اور = روشن - صفا = صاف - لئی = زیادہ - کان مرمری = سنگ مرمر
 کی کان - (۲۴) صدر = بیٹھنے کی آراستہ جگہ - انگلیں = آگے - بیتے = بیٹھے -
 جتے = جہاں - متاعاں = متاع کی جمع ، سامان - بندری = بندر کا، مراد بندرگاہ
 سے آیا ہوا - (۲۵) خوش لباس = خوشبو - مہکار = مہک - پردہ رنگی = تازگی -
 زحل = کیواں ستارہ جو ساتویں آسمان پر ہے - پکڑیا = پکڑا، اختیار کیا - (۲۶)
 شوبالی = حسینہ - نمین = مانند - نوشاپنا = نوشہ پن - (۲۷) پانداز = دہلیز کا
 فرش، پاندان - لیا = لا - بستہ = مراد بچھا یا (۲۸) - پگ تلیں = قدم کے نیچے -
 تنگٹ = زرین یا رو پہلے چھاپے کا کپڑا - بستر = کپڑے، لباس - ٹنگٹی بستی = زرین
 یا رو پہلے چھاپے کے کپڑے کا وصف - (۲۸) چتر = چھتر، بادشاہ کے سر پر سیاہ
 کرنے کی چھتری - تنگٹی = سونے یا چاندی کا درق - دس آتا تھا = دکھائی دیتا
 تھا - تھے = سے - سراں پان = چھتری (ایک قسم - انوری = چمک - (۲۹)
 درس = جلوہ، دیدار - مک = دیکھت = دیکھ کر - کھلی = کھلے -
 (۳۰) گجگاتا = جگمگاتا - مقف = چھت - اختری = ستاروں کی چمک -
 (۳۱) جد = جدھر - (۳۲) پاتراں = رٹا صائیں - بول = لفظ - امرت = آب
 حیات - لاگیاں = لگیں - کھولیں = کھولے - لباباں = لب کی جمع - (۳۳) ات =
 زیادہ - پڑتے تھے = گرے پڑتے تھے - شہ پری = پریوں کی ملک - (۳۴) سبک =
 نازک - گت = حرکت - حبس = حسد - جنن = جن کی - بی = بھی - جل پری =
 ایک پست پرواز آبی پرندہ - ایک آبی مخلوق جس کا آدھا حصہ عورت کا اور آدھا
 مچھلی کا ہوتا ہے (یہ اڑ نہیں سکتی) - (۲۵) پہلے مصرع کا مفہوم یہ ہے کہ اس

سارے راگ رنگ کا جب آسمان نے نظارہ کیا۔ کر پردہ دری = پردہ چاک کر کے۔
 (۳۶) مڑونا = تمکنت سے چلنا۔ ٹک = ذرا، آہستہ۔ لگ = لگ۔ (۳۷)
 نہ منطری = نو منظر والا، نو آسمانوں کی رعایت سے۔ (۳۸) سلطان محمد =
 سلطان محمد عادل شاہ، علی عادل شاہ ثانی کا باپ جو ۱۰۳۷ھ سے ۱۰۶۷ھ تک
 بیجا پور کا فرمانروا تھا۔ چراغ = مراد بٹیا۔ (۳۹) زیوری = مراد آرائش۔
 (۴۰) لک = لاکھ۔ دیوے = دیے۔ ٹکٹے لگے = چکنے لگے۔ طبلے =
 صندوقچے۔ (۴۱) عقد ثریا = سات ستاروں کا جھمکا، پردین۔ جھیلے =
 گچھے۔ تاب = چمک۔ محافہ = پینس، ڈولی۔ (۴۲) کر بند = کمر باندھ کر۔
 (۴۳) جوت = روشنی۔ دھمر = دھڑک، رکھ کر۔ (۴۴) طبع = چمک۔
 کپھن = سونا۔ (۴۵) فرخ = مبارک۔ کاج = کام، تقریب۔ (۴۶)
 بدل = لیے، واسطے۔ ڈھنڈتے = ڈھونڈتے۔ جھانکنا = ڈھانکنا۔
 بدیہ آوری = تحفہ دنیا۔ (۴۸) سمج = سمجھ۔ دادری = حکومت۔ (۴۹) پیچے =
 پیدا ہوئے۔

(۵۰) صنعت فروشاں = فن بیچنے والے، فن کار۔ کاں = کہاں۔ جاں =
 جہاں۔ عارف = پہچاننے والا۔ اپیں = آپ ہی، خود۔ مشتری = خریدار۔ (۵۱)
 کھن = کان۔ کسبِ موردی = آبائی پیشہ۔ (۵۲) چن چن کو = چن چن کر۔ رچ =
 مصدر رچنا بمعنی آراستہ کرنا، جمانا۔ یو ہارنا ملنا سکے = یہ کامیابی یا مرتبہ حاصل
 نہیں ہو سکتا۔ (۵۳) سحر حلال = حلال جادو، مراد شاعری۔ بسرائے = بھلائے۔
 سحر سامری = سامری کا جادو، سامری قصہ سامرہ یا قبیلہ سمیری کا ایک شخص تھا
 جس نے حضرت موسیٰ کی غیر حاضری میں سونے چاندی کا گوسالہ (بھڑا) بنا کر
 بنی اسرائیل کو گمراہ کیا تھا اور وہ گوسالے کی پرستش کرنے لگے تھے۔ (۵۴) پن =
 پہ، لیکن۔ ٹھار = جگہ۔ (۵۵) ٹھنا = ٹٹھا، چھوٹا۔ ولے = لیکن۔ (۵۶) کاڈ =
 لڑا کا پن۔ ہمسایہ = پڑوس۔ ویسچ = ویسے بھی۔ جھیں = زمین۔ (۵۷) بیجیا =
 بے حیا۔ ارازل = اراذن، ارذل (بڑا ذلیل) کی جمع۔ تس گرد = اس کے اطراف۔

گھانوں = گھاؤ، مراد مار پیٹ سچیں = سچ چمچ = گت = دل لگی۔ (۵۷)
 لام دکاف = کالی گلو ج = سیکنے = سیکھنے۔ سانچے پنہ سوں = سچے پن سے۔
 جنگ زرگری = کسی اور کو دھوکا دینے کے لیے دو فریقوں کی ظاہری لڑائی۔
 (۵۸) سونے سنگیں = سونا چاہیں = چھٹک = بوند = جوک = جونک = مکن =
 مکان۔ (۵۹) برسانت = برسات = لڑا = طغیانی، شدید بارش، ٹپکا (؟)
 - نیر = پانی۔ کیج = کیچڑ۔ دھوپ کا لا = گرمی کا موسم۔ لگ = تک = یعنی
 موسم گرما تک اس کی نمی باقی رہتی ہے۔

(۶۰) اُبریا ہے = بچا ہے۔ نہالی = توشک۔ زمین کو توشک اور آسمان
 کو کاف کہا ہے۔ (۶۱) جاں = جہاں۔ بیگ = جلد، فوراً۔ انبری =
 آسمانی۔ (۶۲) تُلک = تب تک۔ شہ چترکا = بادشاہ کے چتر کا۔ جگت سر =
 دنیا کے سر پر۔ جم = ہمیشہ۔ اچھو = رہے۔

ولی محمد ولی

(۱) فنا فی اللہ ہونا = خدا کی محبت میں اپنے آپ کو مٹا دینا۔ یادِ زودانی =
 خدا کی یاد۔ (۲) سنبلستانی = سنبلستان کی طرح، سنبلستان اس جگہ کو کہتے ہیں
 جہاں سنبل یا بال چھڑ پیدا ہو۔ (۳) خلت پناہی = خدا کی طرف سے اپنے دوست
 کی حفاظت۔ اسمعیل = پیغمبر حضرت ابراہیم کے بیٹے۔ اشارہ ہے اس روایت کی
 طرف کہ جب حضرت ابراہیم نے رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت اسمعیل کو راہ
 خدا میں قرآن کرنا چاہا اور جنگل میں لے جا کر ان کے گلے پر پتھری پھیری تو ان
 کی جگہ حکیم الہی سے حضرت جبریل نے فوراً ایک بھٹ لاکر رکھ دی اور حضرت اسمعیل
 کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچا۔ اسی واقعے کی یادگار کے طور پر مسلمان عیدِ اضحیٰ کا
 تہوار مناتے ہیں۔ (۴) سستی = سہ۔ انجواں = آنسو۔ مرجانی = مرجاں یا
 مونگے کا رنگ کا، سرخ۔ (۵) اپس = اپنے۔ وہچہ = وہی۔ تابانی کرے
 = چمکے، چمک دکھائے۔ (۶) اوّل = اوّل۔ لوہو = لہو۔ سوں = سے۔

(۷) جالے = جلالت = جگ = تک = (۸) راضیۃ مرضیۃ = نفلی معنی تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، یہ فقرہ ماخوذ ہے قرآن کریم کے سورۃ فجر کی ایک آیت سے جس کا ترجمہ ہے "اے روح مطمئن! اپنے پروردگار کی طرف چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی" (۹) درد = بار بار پڑھنا، وظیفہ = تپسی = تسبیح۔ سی پارہ = تیس ٹکٹ، تیس حصوں میں سے ہر ایک، قرآن مجید کے تیس پاروں میں سے (۱۰) پارہ، مراد کتاب۔ ذکر = زبانی یاد، بیان۔

(۱۱) جو کئی رہ = جو کوئی رہے۔ نحس اکبر = بڑا نحس، نجوم کی اصطلاح میں بڑا نحس ستارہ۔ کھنڈ = زمین یا مکان کا حصہ، منزل۔ ایوان کیوانی = ستارہ کیوان یعنی زحل کا محل، مراد بلند محل، ستارہ زحل ساتویں آسمان پر ہے اور نحس اکبر ہے۔ (۱۲) تجھے = ترک کرے۔ ٹکے = چھوڑ کے۔ (۱۳) شیریں ہو = محبوب بن کر یا خوش ہو کر۔ بچن = بات۔ فراہ کستانی = کوہن خسرو پر وزیر کی محبوبہ شیریں کا اکام عاشقی جس نے شیریں کو حاصل کرنے کے لیے کوہ بے ستوں تراشا تھا اور جوتے شیریں نکالی تھی۔ یکن آخر میں شیریں کی موت کی جھوٹی خبر سن کر اپنے تیشے سے خودکشی کر لی تھی۔ (۱۴) بوریائے بے ریا = چٹائی جس میں دکھاوانہ ہو، معمولی فرش جس پر فقرا بیٹھتے ہیں۔ بوتھے = بچے۔ ادھک = زیادہ۔ سلیمان = حضرت سلیمان، حضرت داؤد کے بیٹے جو خود بھی پیغمبر تھے۔ تمام جانوروں، پرندوں، کیڑوں مکوڑوں، پر یوں اور جنوں کے بادشاہ تھے، مراد بادشاہ۔ (۱۵) مشہور ہے کہ حضرت سلیمان کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس پر اتم اعظم کندہ تھا اور جس کی بدولت وہ ساری دنیا پر حکومت کرتے تھے۔ بہ از تخت سلیمانی = حضرت سلیمان کے تخت سے بہتر، تخت سلیمان ہو میں اڑنے کے لیے مشہور ہے۔ (۱۶) ابد کی = ہمیشہ کی۔ جگ = دنیا۔ معنی = میں۔ خضر وقت = زمانے کا خضر، خضر پیغمبر حیات جاؤد اں کے مالک ہیں۔ اپس = اپنے آپ، خود۔ فدوی = قربان ہونے والا، جاں نثار۔ محبوب سبحانی = خدا کا محبوب، پیغمبر اسلام حضرت محمد۔ (۱۷) اچھے = رہے۔ کچھ = تیرے۔ بندگی =

غلامی۔ آپ کوں = اپنے آپ کو۔ ماہ کنفانی = حضرت یوسفؑ پیغمبر جو کنعان کے رہنے والے اور بہت خوبصورت تھے۔ (۱۹) زَمِنُوا الْحَاكِمُ = زینت دو اپنی آواز کو تم، حدیث جس میں قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ پیغمبر حضرت داؤدؑ اپنی خوش الحانی کے لیے مشہور ہیں۔ ناد = آواز۔

(۲۰) باج = سوا، بغیر۔ (۲۱) نزیک = نزدیک۔ کلیم اللہ = خدا سے بات کرنے والا، حضرت موسیٰ کا لقب جنھوں نے کوہ طور پر خدا سے کلام کیا تھا۔ (۲۲) خلیل اللہ = خدا کا سچا دوست، حضرت ابراہیمؑ کا لقب۔ (۲۳) مسیحا = حضرت عیسیٰ کا لقب۔ لوح = تختی۔ (۲۴) عقل اول = دس فرشتوں (عقول عشرہ) میں سے پہلا فرشتہ جس کو حکما کے مطابق خدا نے کائنات کی تخلیق کے لیے سب سے پہلے پیدا کیا، اس کو جوہر اول بھی کہتے ہیں، کنایۃً حضرت جبرئیل۔ (۲۵) حکمت = حکمت کی جمع۔ دھوٹے = دھوڑالے، بھول جاتے۔ فلاطون = افلاطون، قدیم یونان کا ایک مشہور فلسفی۔ دبستان = مکتب۔ (۲۶) سیس = سر۔ راکھے = رکھتے۔ جیوں = جوں، مانند۔ سرج = سورج۔ (۲۷) انس = انسان۔ بنا = بغیر۔ (۲۸) طوبی = جنت کا ایک درخت۔ گلستانِ ارم = مراد جنت، ارم اس جنت کو کہتے ہیں جو خدائی کے دعویدار ایک بادشاہ شاداد عادی نے جنت کی صفات سن کر نواحِ شام میں بنوائی تھی۔ خرامانی = مراد گل گشت، سیر۔

شاہ ظہور الدین حاتم

یہ اشعار حاتم کے دیوان موسوم بہ "دیوان زادہ" کے قلمی نسخے مملوکہ رضا لاہوری، رام پور میں "زمین طرحی ۱۱۷۲ھ" کے عنوان سے صفحہ ۱۸۴ اور ۱۸۵ پر درج ہیں۔ ہیئت اور موضوع کی مناسبت سے انھیں قصیدہ قرار دیا گیا ہے۔ آخری شعر میں کسی محسن کو دُعا بھی دی گئی ہے۔

(۱) نیزنگی = شعبہ بازی، انقلاب۔ اوضاع = وضع کی جمع، حالت، طور طریق۔ بیک چشم زدن = آنکھ کی ایک جھپک کے ساتھ، ایک لمحے میں۔

(۳) قوت = کھانے کی چیز، خوراک - (۴) توشک خانہ = امرا کی پوشاکیں اور لباس وغیرہ رکھنے کی جگہ - (۵) پرچہ نال = روٹی کا ٹکڑا - کے تیں = کو۔
 خوان الوان = طرح طرح کی نعمتوں سے بھرا ہوا خوان یا کھانا رکھنے کی کشتی -
 (۶) شغال = گیدڑ - زاغاں = زاغ کی جمع، کوسے - (۷) ٹھڈی = بھنے ہوئے اناج کا بقیہ - نشان = جھنڈا - (۸) دوسرا مصرع = یعنی نعمت کتوں کو نبھتا ہے اور دولت گدھوں کو (۹) عدم = نابود -

(۱۱) غلطاں پیچاں = مراد فکر میں ڈوبا ہوا - چہ = کیا - (۱۲) طنبورا = طنبورہ، ایک ساز - تہاں = وہاں - (۱۵) سبحان اللہ = لفظی معنی خدا پاک ہے، پاکی سے یاد کرتا ہوں خدا کو، واہ واہ (یہاں بطور تضحیک) - (۱۷) ادلی لا بھارہ = اے آنکھ دالو - عیاں راجہ بیاں = ظاہر بات کا کیا بیان کرنا - (۱۸) ازبکہ = بہت - (۱۹) بھر مروت = مروت کا سمندر، بڑا بامروت یا فیاض شخص - بھیدہ الاحساں = احسان کا بندہ، احسان مند -

مرزا محمد رفیع سودا

قصیدہ ۱

(۱) تمغا، تمغہ = اعزازی نشان، سند، امتیاز - زنار = وہ قدرتی آڑی لکیر یا دھاری جو نگیںوں میں ہوتی ہے، پتھر کا جینیو - اس دھاگے کو بھی کہتے ہیں جو ہندوؤں اور پارسیوں میں گلے یا کمر میں آڑا پہنا جاتا ہے - سلیمانی = سنگ سلیمانی، سیاہ پتھر جس میں سفید لکیر ہوتی ہے - درویش اکثر سلیمانی کے دانوں کی تبیع گلے میں پہنتے ہیں - زنار تبیع سلیمانی = سلیمانی کی تبیع کا جینیو، وہ سفید لکیر جو تبیع سلیمانی کے دانوں میں ہوتی ہے - زنار میں، ایہام کی بنا پر زنار تبیع سلیمانی کو کفر یعنی انکار اسلام کا ثبوت یا علامت متصور کیا ہے - کفر کا ثابت ہونا اسلام کا اعزاز یا سند ہے - تبیع سلیمانی کو دیکھیے کہ اسلام کا اعزاز و امتیاز ہے کیونکہ شیخ اس کو گلے میں

ڈالتا ہے لیکن اس کے دانوں میں زنا یعنی علامت کفر موجود ہے جس کو شیخ تور نہیں سکا۔ یہ مطلع اور اس کے بعد کے کئی شعر تیشلی پیرائیہ بیان کا نمونہ ہیں۔ اس صنف کے مطابق شاعر ایک دعویٰ کرتا ہے، پھر اس کو کسی مثال کے ذریعے منطقی اعتبار سے صحیح ثابت کر دیتا ہے، خواہ اصلیت سے اس کا کوئی تعلق ہو یا نہ ہو۔ (۲) جوں = مانند۔ تیغ بے جوہر = تلوار جس میں کاٹ نہ ہو یا کاٹ اچھی نہ ہو۔ جوہر ان حلقوں کو کہتے ہیں جو اچھی تلوار کی دھار پر دکھائی دیتے ہیں۔ ننگ = ذلت، رسوائی۔ ہنر کے بغیر لباس کا ترک کرنا یا عریانی ہے جو ہر تلوار کے میان سے نکلنے کی طرح رسوائی کا باعث نہ ہو۔ (۳) آستین سے کسی کی پیشانی جھاڑنا خوشامد کی علامت ہے۔ خضر = ایک پیغمبر جو عمر جاودانی یا درازی عمر کے لیے مشہور ہیں۔ موقر = باوقر، مغرر۔

(۱۰) حرف ناسزا = نازیبا یا بری بات۔ (۱۲) فرصت کیونکہ ہے پانی = فرصت کیونکہ مل سکتی ہے۔ (۱۳) زمانہ سیہنجی کو ظالموں کے لیے باعث زینت بناتا ہے۔ ترک = سپاہی، کنایتہ معشوق، یہاں چشم یار ہی کو ترک کہا ہے۔ صفائی = صفایاں یا اصفہان کا، اصفہان ایران کا شہر ہے جہاں کا سرمہ مشہور تھا۔ (۱۵) عجب = غرور۔ ہال ہما = ہما کے بازو، ہما ایک پرندہ ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ جس شخص پر اس کا سایہ پڑے جاتا ہے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔ مگس رانی = مکھی اڑانا۔ لاش پر مکھیاں بھنکنے یا حالات کی اتبری کی طرف اشارہ ہے۔ (۱۷) پتھر جو گئے پانی = چونکہ آئینہ پتھر سے بنایا جاتا ہے اور آئینے کی سطح پانی کی طرح ہوتی ہے۔ (۱۸) جمعیتِ خاطر = دل کا اطمینان۔ (۱۹) کاربہ = مشکل کام۔ (۲۰) کاہیدہ = گھٹا ہوا، لاغر۔ دیدہ زنجیر = زنجیر کا حلقہ جو آنکھ سے مشابہت رکھتا ہے۔ شرکائی کرتے ہیں = پلک کا کام دیتے ہیں۔ اعضا اتنے لاغر ہو گئے ہیں کہ زنجیر کے حلقوں کے لیے جو آنکھ کی طرح ہیں پلک کا کام دیتے ہیں۔ (۲۱) صرف زانو اور پیشانی میں دوستی باقی رہ گئی ہے یعنی فکرِ معاش میں لوگ زانو پر سر رکھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ (۲۲) امل = امید۔ نمط = مانند۔ خامہ = قلم۔

(۲۳) نقابت نہم = قباحت یا برائی کو نہ سمجھنے والا، کم عقل۔ چین پشانی = ماتھے کی شکن۔ (۲۵) مگر = سوا اس کے۔ صوب = سخت۔ کھینچے = اٹھائے۔ (۲۹) ممدوح کی پیدائش ہی تمام انسانوں کی پیدائش کا معنی و مقصود ہے جس طرح قرآن کی آیتوں میں الفاظ کا مقصود اصلی معنی ہیں۔ خلقت کو الفاظ اور ممدوح کی ذات کو معنی قرار دیا ہے۔

(۳۰) خلق = نیک عادت، مروت۔ شفیع = سفارش کرنے والا۔ بنت = احسان۔ (۳۱) جاگہ = جگہ۔ شفاعت = سفارش۔ آرزو = بخشش۔ فاسق = بدکار۔ زانی = زنا کرنے والا۔ (۳۲) مسند = تکیہ گاہ، تخت۔ شریعت = قانون الہی، دینی قانون۔ معدت = انصاف۔ (۳۳) اگر چنگاری تنکے کو ذرا بھی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو پانی آکر پورے کرہ نار کو غرق کر دے۔ رمائی = منسوب بہ رماں بمعنی انا، سرخ۔ ممدوح کا انصاف اگر پانی اور آگ میں موافقت نہ پیدا کرتا تو بھلا پھر سے بل رمائی پیدا ہو سکتا تھا۔ بل رمائی آبدار اور سرخ ہوتا ہے۔ گویا اس میں پانی اور آگ یکجا ہوتے ہیں۔ (۳۵) طیر و وحش = پرند و چرند۔ (۳۶) شاہاں = چرواہا۔ گرگ = بھیریا۔ (۳۷) آسا = مانند۔ بلخ = ٹڈی۔ مور = چیونٹی۔ دد = خونخوار چوپایہ۔ سلیمانی = بادشاہی، حکومت۔ (۳۸) دنیا میں اطمینان کے ورق اگر بکھرتے ہیں یعنی کہیں پریشانی کی کیفیت ہے تو بس اس قدر کہ بلبیل کے لیے باغ میں کلی کھل کر پھول بن جاتی ہے۔ کلی کے کھلنے کو غنچے کا پریشاں ہونا کہتے ہیں۔ (۳۹) فراوانی = کثرت۔ (۴۱) پیغمبر اسلام کے تدبیر مبارک کا سایہ نہیں تھا۔ (۴۳) معاذ اللہ = خدا کی پناہ۔ ہر الوہیت = قدرت خدا یا خداوندی کا سورج۔ ماہ کنعانی = کنعاں کا چاند، مراد حضرت یوسف جو کنعاں کے رہنے والے تھے اور بہت خوبصورت تھے۔ (۴۵) لاریب = بے شک۔ ایزد = خدا۔ (۴۶) حدیث من رآنی = پیغمبر اسلام کا قول من رآنی فقد رای الحق۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔ ال = ہے = دلالت کرتی ہے۔ شکل نیردانی =

قصیدہ ۳

(۱) چہرہ مہروش = سورج کے مانند چہرہ۔ سنبل مشک فام = مراد مشک کے رنگ کی زلفیں، سیاہ خوشبودار زلفیں۔ مشک سیاہ اور خوشبودار ہوتا ہے، سنبل ایک خوشبودار گھاس ہوتی ہے جس سے (مشک کی طرح) معشوق کی زلفوں کو تشبیہ دیتے ہیں۔ حسنِ تباں = معشوقوں کا حسن۔ دور = عہد، راج۔ لفظی معنی گردش کی رعایت بھی ہے۔ زمانے میں تو ایک صبح اور ایک شام ہوتی ہے معشوق کے چہرے کی صبح سے اور دو زلفوں کی شام سے مشابہت کے پیش نظر حسنِ تباں کے دور میں ایک صبح اور دو شامیں ہیں۔ (۲) تنک = شراب = وہ شخص جس کو زیادہ شراب کی برداشت نہ ہو۔ کیونکہ = کیونکر۔ اپنے آپ کو ایک تنک شراب سے نوش اور ساتی کی مت آنکھوں کو دو جام قرار دیا ہے، چنانچہ دونوں میں ہم نشینی یا دوستی کا بگڑنا لازمی ہے۔ (۳) میان بگرد موج = سمندر اور لہر کے درمیان۔ (۴) اے معشوق چونکہ تو نے بغیر کسی گناہ کے میرے دل اور جگر کا خون کیا ہے اس لیے قیامت میں تجھ سے ان دو خونوں کے دربد لے لینے ہیں۔ (۵) دو خیالِ فام معشوق سے وفا اور مہر کی طلب ہیں جو شاعر کے دیدہ و دل روزاٹھ کر باہم کرتے ہیں۔ (۶) ابرو یار کا خیالِ نیم آہر ہے اور دلِ نیام، اس لیے خواہش ہے کہ کاش ابرو یار کا خیالِ دل کے دڈنکڑے کر دے۔ (۷) فکرِ معاد = آخرت کی فکر۔ (۸) منجلیق = تپھر مارنے کا ایک قدیم آلہ جس کے ذریعے سے قلعے کی دیوار وغیرہ توڑتے تھے۔ منجلیق چرخ = آسمان کی منجلیق، مراد آسمان۔ سنگِ تفرقہ = پھوٹ یا نا اتفاقی کا پتھر، مراد پھوٹ یا نا اتفاقی۔ (۹) خرد = چھوٹا۔ بزرگ = بڑا۔ نسبت = تعلق۔ جان = سمجھ (جاننا کا امر)۔ دنیا کے چھوٹے بڑوں میں ساغر اور صراحی کا تعلق سمجھنا چاہیے۔ بادہ = شراب۔ اشارہ ہے زندگی کی طرف۔ (۱۰) تیں = تو۔ دل کو ایک کمزور پرندہ اور معشوق کے خطِ رخسار اور زلف کو دو جال قرار دیا ہے جن میں اس نے دل کو گرفتار کر رکھا ہے پوچھتا ہے کہ کیا یہی انصاف ہے۔ (۱۱) مغفرت = بخشش، خدا کی طرف سے گناہوں

کی معافی۔ غزل سے مراد اس سے پہلے کے اشعار ہیں جو غزل کے طرز پر کہے گئے ہیں۔ انصرام = ختم ہونا، انجام کو پہنچنا۔ بخشش گویا خود شاعر سے کہتی ہے کہ یہ غزل بہت اچھی رہے گی اگر تو نعت و منقبت کے ساتھ اس کو انجام تک پہنچائے۔ (۱۲) سنگلاخ = تپسری یا سخت زمین ایہاں قافیہ اور ردیف کا مشکل ہونا مراد ہے کیونکہ قافیہ، ردیف اور سحر کو غزل اور قصیدے کی زمین کہتے ہیں۔ (۱۳) کلام دو = یعنی نعت و منقبت۔ بخشش شاعر سے کہتی ہے کہ تو نعت اور منقبت کا مطلع تو پہلے ہی کہہ چکا ہے اب نعت و منقبت کہہ کر مجھے طلب کرے۔ (۱۵) شل زبان خامہ = قلم کی زبان کی طرح۔ امام = مراد حضرت علی جوینا عشری عقائد کے مطابق پہلے امام ہیں۔ (۱۶) پہلے مصرع میں اشارہ ہے اس روایت کی طرف کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلعم نے حضرت علیؑ کو ایک ضروری کام سے بھیجا تھا حضرت علیؑ جب واپس تشریف لائے تو رسول خدا عصر کی نماز ادا کر چکے تھے، ان کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ اسی حالت میں وحی کا نزول ہوا اور اتنی دیر ہوئی کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ بعد میں جب معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ نماز نہیں ادا کر سکے تو رسول خدا نے دعا فرمائی جس کے نتیجے میں آفتاب مغرب سے طلوع ہو کر اس قدر بلند ہوا کہ عصر کا وقت دوبارہ آ گیا اور حضرت علیؑ نے نماز ادا کی۔ حضرت علیؑ کے لیے رجعت خورشید یعنی آفتاب کی واپسی کی کئی اور روایتیں بھی ہیں۔ قرص = ٹکڑا۔ اشارہ ہے معجزۃ شق القمر کی طرف، شق القمر پیغمبر اسلام کا مشہور معجزہ ہے جس کے مطابق آنحضرتؐ نے مقام منیٰ (قریب مکہ) میں اپنی نبوت کی صداقت کے ثبوت میں انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیے تھے۔ (۱۷) انھوں کے = ان کے۔ ماندہ = تھکا ہوا۔ وقت مراجعت = واپسی کے وقت۔ کوچ = سفر۔ مقام = سفر کے دوران ٹھہرنا۔ (۱۸) طوافِ روضہ = مقبرے کے گرد گھومنا۔ کام = قدم۔ تا = جب تک۔ شیمٹ = ایک پیغمبر کا نام جو حضرت آدمؑ کے بیٹے تھے۔ وقت طوف = چکر لگاتے وقت۔ چوبدار = عصابدار (نوکری)۔ (۱۹) مہرین = دلیل سے ثابت کیا ہوا ثابت، روشن، معلوم۔ داغی = داغ دیا

ہوا۔ قدیم زمانے میں دستور تھا کہ غلام کو آزاد کرتے وقت لوہے وغیرہ کی کوئی چیز گرم کر کے اس کے جسم پر نشان ڈال دیتے تھے، غلام بناتے وقت داغ دینے کا دستور بھی تھا۔ سورج اور چاند کو داغ دیے ہوئے دو غلام قرار دیا ہے۔ (۲۱)
 حکیم = فلسفی۔ معتقد قیام دہر = دنیا کے قائم ہونے پر اعتقاد رکھنے والا۔ (۲۲)
 وصف = صفت، خوبی۔ براق = وہ بہشتی چوپایہ جس پر رسول خدا شب معراج سوار ہوئے تھے۔ دلدل = حضرت علی کے ایک گھوڑے کا نام۔ شرق سے راہ تا بہ غرب = پورب سے لے کر پچھم تک۔ راستہ، مراد دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کا فاصلہ۔ (۲۳) تہش = کاٹ۔ (۲۵) مفردات = مفرد کی جمع، تنہا، اکیلی یا الگ الگ چیزیں۔ اُحولوں = اُحول کی جمع، بھنگے، وہ جنہیں ایک چیز دو نظر آئے۔ تمام = سب، ہر چیز۔ چونکہ تلوار کی کاٹ کے خیال میں ہر واحد چیز دیکھنے والے کو دو نظر آئے گی اس لیے اگر دشمن تلوار کی یاد میں اپنے باپ کو دیکھے تو وہ بھی دو نظر آئے گا اور وہ اپنی ماں سے کہے گا کہ تجھے ایک شوہر حلال اور دو شوہر حرام ہیں۔

(۳۰) عرصہ حشر = قیامت کا میدان۔ باحترام = با احترام، عزت والا، باوقار۔
 قصیدہ ۳

(۱) بہمن = ایرانی شمسی سال کا گیارھواں مہینہ۔ دے = ایرانی شمسی سال کا دسواں مہینہ۔ دونوں مہینے خزاں کے ہیں۔ اردی = اردی بہشت، ایرانی شمسی سال کا دسرا مہینہ جو بہار کا مہینہ ہے۔

مُتَّصِل = جڑ سے اکھاڑا ہوا، برباد، ویران۔ (۲) غَزْدَجَل = غالب ہوا اور بزرگ ہوا، مراد خدا۔ (۳) قوتِ نامیہ = نمو یا بڑھنے کی طاقت۔ عرض = عرض، شعرا نے یہ سکون رکھی استعمال کیا ہے، وہ چیز جو قائم بالذات نہ ہو بلکہ جو ہر جو قائم بالذات ہوتا ہے مثلاً رنگ اور کپڑے میں رنگ عرض اور کپڑا جوہر ہے۔ قوتِ نامیہ جو شل جوہر ہے شاخ سے پتے اور پھول سے پھل تک نباتات کا عرض اختیار کر رہی ہے یعنی نباتات کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے۔ عرض کے معنی

حاضری اور موجودات کے بھی ہیں۔ عرض لینا مراد حاضری لینا، معاخذہ کرنا۔ اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ قوتِ نامیہ ایک مہتمم کی طرح شاخوں، پتوں، پھولوں اور پھلوں یعنی جملہ نباتات کے نمونے فیضِ یاب ہونے کا جائزہ لیتی ہے۔ (۴) خلعت = نوروز = پوشاک جو نوروز کی خوشی میں بطور اعزاز دی جائے۔ نوروز = بہار کا پہلا دن، ایرانی سال کا پہلا دن جو ایران میں قومی خوشی کا دن ہوتا ہے، عموماً ۲۲ مارچ، کبھی ۲۱ یا ۲۳ مارچ کو پڑتا ہے۔ آجوا = نہر۔ روش = کیاریوں کے درمیان کا راستہ۔ (۵) گل نورستہ = نیا کھلا ہوا پھول۔ رنگ آمیزی = رنگینی۔ پوشش چھینٹ قلکار = چھاپے کے بجائے قلم سے بنائے ہوئے گل بوٹوں کی چھینٹ کی پوشاک۔ جبل = پہاڑ۔ (۶) گلبن = گلاب کا درخت۔ کار نقاشی ماتی = قدیم زمانہ کے مشہور مصور ماتی کی مصوری کا عمل، ماتی کی بنائی ہوئی تصویر۔ (۷) گہر ہائے تگرگ = اولے کے موتی۔ (۸) از بس کہ = چونکہ۔ (۹) شمع ماں = شمعِ ملج۔ (۱۰) رویدگی = قوتِ نمو۔ گاوز میں = وہ روایتی گلے جو ایک مچھلی پر کھڑی ہے اور جس کے سینک پر زمین قائم ہے۔ (۱۱) دم عیسیٰ = حضرت عیسیٰ کی پھونک جس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے۔ فزوں = زیادہ۔ فیض ہوا = ہوا کا نالہ، کرم یا تاثیر۔ جمادات = جماد کی جمع، وہ چیزیں جن میں نشوونما نہ ہو، پتھر وغیرہ۔ (۱۲) لات = عرب کے عہدِ جاہلیت میں مکے کے اطراف میں طائف والوں کا ایک بت۔ جبل = زمانہ جاہلیت کا سب سے بڑا بت جو خانہ کعبہ میں نصب تھا۔ (۱۳) حیدایام کی پیش از = مقررہ ایام سے پہلے۔ تخم = انڈا۔ (۱۴) نصیحی = نصاحت۔ سخن کا سبز ہونا = سخن کا کامیاب ہونا۔ (۱۵) دست گل خوردہ = گل کھائے ہوئے ہاتھ، عاشقوں کے ہاتھ جن پر اظہارِ محبت یا اظہارِ رنج کی ایک قدیم رسم کے مطابق معشوق کا چھلکا آگ میں لال کر کے داغ دیے گئے ہوں۔ بہار کے موسم میں چونکہ دیوانگی بڑھ جاتی ہے اس لیے شائع گل و گلزار کے ساتھ دست گل خوردہ کا بڑھنا بیان کیا ہے۔ گل کی لفظی رعایت کی بنا پر دست گل خوردہ کی نشوونما کا انتہائی مبالغہ ظاہر ہے۔ ضربِ شل = کہاوت۔ مراد مشہور بات۔

(۱۶) عقدہ = گرہ، مجازاً مشکل یا مسئلہ (۱۷) چھٹ = سوا۔ مستعمل = استعمال کیا ہوا۔ ان پھولوں کے علاوہ جن کو دیکھنے کی نگاہیں عادی ہیں۔ بہار کے موسم میں لاکھوں قسم کے اور پھول نظر آ رہے ہیں۔ (۱۸) یاسمن = چمپلی کا پھول جو اپنے رنگ کی وجہ سے خزاں سے مناسبت رکھتا ہے۔ مانا = مانند۔ بساجت = منبت یا خوشامد سے۔ (۱۹) زبس = بہت۔ در پے ہونا = پیچھے پڑنا۔ مکمل = سرمہ دانی۔

(۲۰) سیار = بہت سیر کرنے والا یا تاشادیکھنے والا۔ (۲۱) لمعہ = کرن، چمک۔ خطِ گلزار = ایک قسم کا خط جس میں حروف میں گل بوٹے بنائے جاتے ہیں۔ طلائی = سنہری۔ جدول = صفحے کے گرد کا خط یا لکیر۔ (۲۲) سل = سرخ قیمتی پتھر۔ زمرہ = سبز رنگ کا قیمتی پتھر۔ (۲۳) تیغ کہار = پہاڑ کی چوٹی۔ بسکہ = چونکہ۔ صیقل = جلا، پالش، صیقل ہوئی یعنی جلا پانگئی۔ (۲۴) برگ برگ = پتی پتی۔ صفا = صفائی، چمک۔ سنبل = بالوں کی شکل کی ایک خوشبودار گھاس، بالچھر۔ (۲۵) خیاباں = کیاری۔ (۲۶) کثرتِ لغزش = پھسلنے کی زیادتی۔ اتر = مراد ٹوٹا۔ (۲۷) خنظل = ایک کڑوا پھل، اندرائن۔ نشتر زنبورِ عمل = شہد کی مکھی کا ڈنک۔ (۲۸) شور = کھاری، مراد بنجر۔ (۲۹) کشت کھیتی۔

(۳۰) سبز فام = سبز رنگ کا، سا فولا، گندمی۔ سرسبزی کے غلبے کی حالت ہے۔ گل رو = سرخ گلاب، پھول جیسا چہرہ رکھنے والا، معشوق۔ شیخ پسر = شیخ کا بیٹا، مراد معشوق۔ فرزندِ مغل = مغل بچہ، مراد معشوق۔ (۳۲) عرقی = جمال الدین عرقی شیرازی، فارسی کا مشہور شاعر اور قصیدہ نگار، ۹۹۹ھ

(۱۵۹۱) میں چھتیس سال کی عمر میں لاہور میں وفات پائی۔ انکمر = چنگاری۔ شغل = انگلیشی۔ دوسرے مصرع کا ترجمہ ہے: چنگاری ہوا کی تاثیر سے انگلیشی میں سبز ہو جاتی ہے۔ عرقی کے شعر کا پہلا مصرع ہے: "عرق از بنم گل داغ شود بر رخ زور" یعنی بنم گل کی خوبصورتی کے رشک سے جو سینہ آیا ہے وہ حور کے چہرے پر داغ ہو جاتا ہے۔ (۳۲) فیصل = مراد ختم، تمام۔ (۳۴) یوم قیام = قیامت کا دن۔

سبز ہے گا = کامیاب رہے گا۔ (۳۶) نطق = گویائی، قوت بیان۔ نار = نار۔
 گلشن میں اگر ایک طرف انار جیسا سیٹھا پھل ہے تو دوسری طرف خنظل جیسا کڑوا
 پھل بھی ہے۔ (۳۷) برومند = پھل دار، مراد فائدہ اٹھانے والا مصرع
 سرو = سرو کا مصرع، مراد سرو، سرو کے درخت میں پھل نہیں ہوتا۔ (۳۸)
 سرسبز = مراد کامیاب۔ (۳۹) سبرئین = دیں سے ثابت کیا ہوا، آشکار۔
 کنہ = حقیقت۔

(۴۰) زحل = ایک نحس ستارہ (سینچر) جس کا رنگ سیاہ ہے۔ (۴۱) حب =
 محبت۔ یلوں = یل کی جمع، پہلوانوں۔ (۴۲) زمین کے باغ کے فرش کو خدا نے
 مستعل یا پامال سمجھ کر جس کو رسول خدا سے ملنے کی جگہ سوائے عرش کے ندی
 یعنی خدا نے جس کی ملاقات رسول خدا سے عرش پر کرائی۔ اس شعر کی بنیاد
 اس عقیدے پر ہے کہ جب پیغمبر اسلام کو عرش پر معراج حاصل ہوئی تو پردے
 سے حضرت علیؑ کی آواز آئی یا ان کا ہاتھ برآمد ہوا۔ (۴۳) وصی = وصیت کیا
 ہوا، نائب۔ ختم رسل = آخری رسول، مراد پیغمبر اسلام۔ (۴۴) نعلین =
 جوتیاں۔ مدد طالع = قسمت کی مدد۔ اعماے ازل = ازل کا اندھا، پیدائشی
 اندھا۔ (۴۵) مدح غائب = وہ مدح جس میں مدوح کا صیغہ غائب میں ذکر
 کیا جائے یا اس کے لیے ضما ئر غائب استعمال کیے جائیں۔ (۴۶) دید = دیدار،
 مراد دیکھنا۔ دوئی = دو ہونا، یعنی مدوح اور خدا کو الگ الگ سمجھنا۔ آہل =
 بھنگا، جس کو ایک کے دو نظر آئیں۔ (۴۷) وہم غلط کار = غلطی یا غلط فہمی میں
 ڈالنے والا وہم۔ شل = مثال۔ مثال اس چیز سے دی جاتی ہے جو خود اس سے
 الگ کوئی دوسرا وجود رکھتی ہو، تیری قدرت کو اللہ کی قدرت سے مثال لوگ
 غلطی سے بتاتے ہیں اس لیے کہ وہ دونوں کو الگ الگ سمجھتے ہیں، حالانکہ دونوں
 ایک ہی ہیں۔ (۴۸) جو ہر فرد = جو ہر لائیجری، وہ جو ہر جو تقسیم نہ ہو سکے۔

(۵۱) مداوا = علاج۔ کسل = سستی، مراد بیماری۔ (۵۲) پیکاں = تیر کی ٹوک۔
 قبضہ = کمان کو پکڑنے کی جگہ۔ سرمو = بال کا سرا، مراد بال کے سرے کے

برابر، ذرا سا۔ (۵۳) ٹمک = ذرا۔ جائے بچل = پھسل جائے، چھوٹ جائے۔
 (۵۴) علت غائی = اصل وجہ حقیقی مقصد۔ بیت بہل = بے معنی شعر۔ بیت کے
 دوسرے معنی گھر کے ہیں جس کی مناسبت "خانہ" سے ہے۔ (۵۵) مسا = شام۔ غنی =
 دولت مند، بے پردا۔ عبد اقل = بہت چھوٹا بندہ، حقیر انسان۔ (۵۶) اُسفل =
 نہایت نیچا، پست۔ (۵۷) دُول = دولت کی جمع۔ اہل دُول = دولت والا۔
 (۵۸) سمجھ سے ایسی بخشش نہ ہوئی کہ بہ شمار جس کی تعداد جتنی ہے یہ فیصل ہوئی ہو،
 یعنی تیری بخشش بے حساب ہے۔ (۵۹) تیغ دوسرے = تلوار جس کے پھل کا اگلہ
 حصہ دو شاخہ ہوتا ہے، ذوالفقار۔ جو میدان جنگ میں بلند ہونے کے وقت اپنی
 چمک سے سمجھ سے محبت رکھنے والوں کے دلوں کو جلا بخشتی ہے۔

(۶۰) قبضہ = تلوار کا وہ حصہ جہاں سے اس کو پکڑتے ہیں۔ رمل = ملت کی
 جمع، مذاہب۔ (۶۱) نہیب = ڈراؤنی آواز، خوفناک نعرہ، ہلکار۔ ایک اور تصدیق
 میں کہا ہے: کیا تاب ہے عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور + سن کر نہیب قہر کو تیرے گہر عتّا۔
 استقامت = استحکام۔ (۶۲) عرض = چوڑائی۔ تفرقہ انداز = پھوٹ ڈالنے والی،
 ٹکڑے کرنے والی۔ اوگل پڑے = میان سے نکل پڑے۔ (۶۳) اعدا = عدو کی
 جمع، دشمن۔ خواہن خمسہ = پانچ خواہن، ذائقہ، باصرہ، شامہ، لامسہ اور سامعہ
 یعنی حکمنے، دیکھنے، سونگھنے، چھونے اور سننے کی قوتیں۔ (۶۴) توأم = جڑواں،
 ملے ہوئے۔ موالید = مولود کی جمع، پیدا کیا ہوا، مراد مخلوقات، موالید ثلاثہ یعنی
 حیوانات، جمادات اور نباتات۔ منجمد = جما ہوا، مراد یکجا۔ (۶۵) کسو = کسی۔
 قز = معمولی ریشم۔ (۶۶) آسیب = خطرہ۔ جھڑے = دھار سے لوہے کے
 چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ٹوٹ کر گر جانے کو تلوار کا جھڑنا کہتے ہیں۔ (۶۷) رخس =
 ریشم کے گھوڑے کا نام، مراد گھوڑا۔ فلک سیر = آسمان کی سیر کرنے والا، آسمان کی
 طرح چلنے والا، مراد تیز رفتار۔ اچسپ = شوخ، چنچل۔ سرچوٹی = گھوڑے کے
 سر کے بال جنہیں چوٹی کی طرح گوندھ دیا گیا ہو۔

(۶۸) بیرغمہ = گھوڑے کی ایک تیز چال۔ کام = گھوڑے کی ایک چال۔ باہر

یعنی مذکورہ دونوں چالوں سے بھی زیادہ تیز ہے۔ چھلاوا = ایک خیالی مخلوق جو چشم زدن میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ چھل بل = شوخی، پھرتی۔ (۱۱)
 نلہ = آزاد، چھوٹا ہوا۔ شاطر = اپنی خاص وردی میں بادشاہ کی سواری کے آگے آگے دوڑنے والا سپاہی، مراد سپاہی۔ کفل = سُر، جسم کا پچھلا حصہ۔ اگر گھوڑا چھوٹ جائے تو سوائے اس کے کفل کے کوئی اس کا پچھانہ کر سکے۔ (۱۲)
 جست و خیز = اچھل کود۔ نبض میں بھی جست و خیز ہوتی ہے جس سے مرض کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ (۱۳) قاش = زین کے آگے کا وہ ابھرا ہوا حصہ جس پر گام ڈال دیتے ہیں۔ ذرہ = ذرہ برابر، ذرا۔ کھنڈل مارے = پامال کر ڈالے، روند ڈالے۔ (۱۴) میخ = کیل۔ (۱۵) فرس = گھوڑا۔ اچل = اپنی جگہ سے نہ چلنے والا۔ (۱۶) توسن = گھوڑا۔ بازگشت = واپسی۔ بہ گام اول = پہلے قدم پر۔ وہم کے گھٹوے کا ابھی پہلا ہی قدم ہو کہ مدوح کا گھوڑا پورا فاصلہ طے کر کے واپس آجائے۔ وہم کی رفتار بہت تیز مانی جاتی ہے۔ (۱۷) خانہ زین = زین کا درمیانی حصہ۔ بیت اللہ = خدا کا گھر کعبہ۔ جب تجھ جیسی معنی یاب مہتی ازل کے دن اس گھوڑے کے خانہ زین پر بیٹھی ہو تو اس کا خانہ زین رتبے میں خانہ کعبہ سے کس طرح کم ہو سکتا ہے۔ گویا مدوح کا رہا ازل کے دن موجود تھا اور اس پر ان کی نشست تھی۔ (۱۸) واسطے دردِ سرا ہو کے = سر کے دردِ سر کے لیے۔ دردِ سر میں صندل کی بکڑی گھس کر پیشانی پر لگائی جاتی ہے۔ (۱۹) بُز = بکری۔ گرگ = بھیڑ یا۔ پوست = کھال۔ دہن = طبل، ڈھول۔ ظالموں پر تیرے انصاف کی ہیبت ایسی طاری ہے کہ اگر طبل پر بھیڑیے کی کھال منڈھوا کر بکری کے سامنے بجائیں تو کیا مجال ہے کہ اس میں سے آواز نکل سکے۔ (۲۰) مُورد = وارد ہونے کی جگہ۔ موردِ سنگ = جس پر پتھر گرے۔ شیشے پر اگر پتھر گر جائے، شیشے کو اگر پتھر سے نقصان پہنچے۔ کفِ دست = ہتھیلی۔ خردل = رائی۔ (۲۱) حفظ = حفاظت۔ بہ تقریب = مراد سبیلِ تذکرہ، کسی وجہ یا سلسلے سے۔ (۲۲) محدلت کیش = انصافِ مسلک۔ خس = تنکا۔ گرہِ نار = آگ کا گرہ جو زمین، پانی اور ہوا کے گروں کے اوپر آسمانِ ملاء ہوا ہے۔

تجھ آتش سے غضب کے = تیری آتش غضب سے۔ لوی فلک = رقاہ فلک، ستارہ زہرہ۔ (۸۵) مرغ زرین فلک = کنایتہ سورج، مرغ زرین تیرے مشابہ اور مرغی کے برابر ایک سبزی ماٹل پرندہ ہوتا ہے جس کے بال دپر سونے کی طرح چمکتے ہیں۔ بوجھ کر = سمجھ کر۔ (۸۶) بال دپر = پرندے کے بازو اور پر، کنایہ ہے سورج کی کرنوں سے۔ (۸۷) امر = حکم۔ نہی = منع کرنا، ممانعت۔ مناہی = منہی کی جمع، بری یا منع کی ہوئی چیزیں۔ ذل = ذلت۔ (۸۸) نسبت شکل صراحی = صراحی کی شکل سے تعلق کی وجہ سے، چونکہ غنچے کی شکل مینائے شراب سے مشابہت رکھتی ہے۔ (۸۹) گل بولنا = گل خواندن، جوار یوں کی اصطلاح میں اپنے گل مال کو ایک ہی مرتبہ داؤں پر لگا دینا۔ قمار باز، جوار ی۔ چونکہ گل بولنے کی روشنی میں گل کا تعلق جوئے سے ہو جاتا ہے اس لیے بلبل اپنے دل سے گل سے عشق کو مل مل کر دھویا کرتی ہے، دھویا اور مل مل میں تناسب لفظی اور مل مل میں ایہام ہے کیونکہ بلبل ایک کپڑے کا بھی نام ہے۔ اس صنعت کو ایہام تناسب کہتے ہیں۔

(۹۰) لائے شراب = شراب کی تلچھٹ۔ چونکہ اُبلنے کا تعلق شراب سے ہے اور شراب منہیات میں ہے اس لیے کچھ عجیب نہیں کہ چشمہ آب سے بھی پانی نہ ابل سکے۔ (۹۱) بے دخل = خارج۔ مندل = ڈھول، پکھا دج۔ (۹۲) کیونکہ = کیونکر۔ منغنی = مطرب، گویا۔ (۹۳) اس برحق = خدا کا حکم۔ ملائک = ملک کی جمع، فرشتے۔ حلم = بردباری۔ (۹۴) بہ جناب اقدس = خدا کے حضور میں۔ (۹۵) تمحل = برداشت کرنے والا۔ (۹۶) دشت ارزن = فارس کے ایک جنگل کا نام۔ روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے (دنیا میں آنے سے قبل) اس جنگل میں رسول خدا کے صحابی حضرت سلمان فارسی کو شیر سے بچانے میں غیب سے مدد کی تھی۔ (۹۷) مختل = غلغلہ پایا ہوا، مراد خراب۔ (۹۸) جبہہ سا = پیشانی گھسنے والا، مراد اطاعت کرنے والا۔ اسد اللہ = خدا کا شیر، حضرت علی کا لقب۔ روبہ = لومڑی۔ پشکل = مینگنی۔ (۹۹) محرم کُنہ = حقیقت کو جاننے والا۔

(۱۰۰) شایان = لائق، سزاوار۔ اُجمل = نہایت بڑا، بزرگ۔ (۱۰۳) حمل =

قیاس، گمان - (۱۰۴) ترے پیش ضمیر روشن = تیرے روشن ضمیر کے آگے۔
 (۱۰۵) شیشہ ساعت = ریت گھڑی، وقت کے اندازے کے لیے ڈکڈگی کی
 شکل کا ایک قدیم آلہ جس کے اوپر کے حصے میں ریت بھری ہوتی تھی۔ درمیانی
 سوراخ سے جب یہ ریت ایک گھنٹے میں نیچے کے حصے میں آ جاتی تھی تو اس
 کو الٹ کر رکھ دیتے تھے اور اس طرح دنت کا شمار ہوتا رہتا تھا۔ ریت گھڑی
 کی اس کیفیت کو بے قراری سے تعبیر کیا ہے اور اس سے اپنے دل کی
 بے قراری کو تشبیہ دی ہے۔ (۱۰۶) خورش = کھانا، خوراک - شبانہ =
 رات کو۔ (۱۰۸) پال بے چوب = بغیر چوبوں (بلیو) کا خیمہ، مراد آسمان۔ پر تل =
 سواری کا اسباب یا ساز و سامان۔

(۱۱۰) داد = فریاد، انصاف = مشعل لے کر نکلنا قدیم زمانے میں فریادی کی علامت
 تھی۔ سورج کے طلوع ہونے کو مشعل لے کر نکلنے سے تعبیر کیا ہے اور اس کو
 ازلی فریادی قرار دیا ہے۔ (۱۱۱) تظلم = ظلم سے رونا، فریاد کرنا، دہائی دینا۔
 درست تظلم اٹھانا = دہائی کے لیے ہاتھ اٹھانا۔ (۱۱۲) آسیا = چکی۔ بھل کرے =
 معاف کرے۔ (۱۱۳) راست کشی = سیدھے راستے پر چلنے والا، سچائی کا
 مسلک رکھنے والا۔ سرو = ایک سیدھا درخت جس میں پھول اور پھل نہیں
 ہوتے۔ (۱۱۵) نخل = درخت۔ بڑے آنا = پورا کرنا۔ (۱۱۶) کیں = کینہ،
 عداوت۔ عقدہ مالا نخل = حل نہ ہونے والی گتھی۔ (۱۱۷) تلون = رنگ بدلنا،
 ایک رائے پر قائم نہ رہنا۔ شادی = خوشی۔ تفادت = فرق۔ (۱۱۹) افعی =
 سانپ۔ محیط عالم = دنیا کو گھیرنے والا۔ پازہر = زہر مہرہ، تریاق، زہری دوا۔
 (۱۲۰) اندام = جسم۔ چاند پہلے آسمان پر ہے اور زحل ساتویں آسمان پر،
 مراد پہلے آسمان سے ساتویں آسمان تک۔ (۱۲۱) بدن کا پھلنا = جسم پر پھوٹے
 پھنسی نکلنا۔ (۱۲۲) اب اے آقا تجھ سے یہ تیرا حقیر بندہ یوں عرض کرتا ہے کہ
 اس احوال کو معلوم کرنے کے بعد۔ (۱۲۳) گزند = تکلیف، ایذا، نقصان۔ (۱۲۴)
 نجف = عراق میں وہ مقام جہاں حضرت علیؑ کا مزار ہے۔ عاصی = گناہگار۔

(۱۲۵) معاش = زندگی گزارنے کی جگہ، مراد دنیا۔ معاد = لوٹ کر جانے کی جگہ، مراد آخرت۔ اخذ = لینا۔ جر = کھینچنا۔ اخذ و جر = مراد جلب منفعت، حصول معاش۔ دغل = فریب۔ (۱۲۶) تحزیر = سزا۔ (۱۲۸) عرائض = عریضہ (درخواست) کی جمع۔ فرد = نیچا۔ (۱۲۹) ماتمحل = وہ چیز جو تحلیل ہو چکی ہو۔ اصطلاح طب میں وہ اجزائے خون جو حرکات جسمانی کی وجہ سے تحلیل ہو جاتے ہیں، بدن کے تحلیل شدہ یا صرف شدہ اجزائے خون۔ بدل = عوض۔ ماتمحل کا بدل = بدل ماتمحل، عوض اس چیز کا جو تحلیل ہو چکی ہو، وہ غذائے خون جو بدن کے تحلیل شدہ یا صرف شدہ اجزا کا عوض بنے۔ (بالواسطہ طور پر) مراد خوراک، رزق۔ منشا یہ ہے کہ نجف میں رزق یا معاش کا انتظام ہو جائے۔

(۱۳۰) دوسرے مصرع میں اہل دنیا کی کنجوسی کی طرف اشارہ ہے۔ (۱۳۱) ہے حق بہ طرف خلقت کے = لوگ حق بجانب ہیں۔ (۱۳۲) جو ہر جود و کرم = سخاوت کا اصل مادہ۔ بروز تقسیم = ازل کے دن۔ (۱۳۳) نبی مرسل = خدا کا بھیجا ہوا رسول، پیغمبر اسلام۔ (۱۳۴) بہتر کلام اول = اس قصیدے کے ابتدائی حصے سے بہتر۔ (۱۳۵) تا = جب تک۔ (۱۳۶) نیر اعظم = سب سے بڑا ستارہ، سورج۔ شرف = کسی ستارے کا اپنے اصلی برج میں آنا۔ برج حمل = آسمان کے بارہ برجوں میں سے ایک برج جس میں آفتاب کے آنے سے بہار کا آغاز ہوتا ہے اور ایران میں نوروز کی خوشی منائی جاتی ہے۔ (۱۳۷) خوشہ = راج کی بالی۔ نل = چوٹی۔ (۱۳۸) سبزہ = خط۔ گل اندام = پھول جیسا جسم رکھنے والا، معشوق۔ سنبل = کنایتہ زلف۔

(۱۳۹) نیساں = ساتواں رومی مہینہ مطابق فروردین اور بمبیا کھ جس کی بارش کی بوند کے متعلق خیال ہے کہ سیپی کے منہ میں گر کر موتی بن جاتی ہے۔ ترشح = ہلکی بارش، پھوار۔ (۱۴۰) جب تک شراب معشوق کو جاں بخش اور زکس کو بیمار کہتے رہے۔ (۱۴۱) عقدے کو غنچے کے صل کرے = غنچے کو کھلائے۔ (۱۴۲) طوق = گلے میں پہننے کا ایک زیور، وہ حلقہ جو قمری کی گردن میں ہوتا ہے۔ محل = جگہ۔ (۱۴۳) استادہ کرنا = کھڑا کرنا۔ حباب = بلبہ، حباب کو خیمے سے استعارہ کیا ہے۔

(۱۴۶) بادہ گلگوں = سرخ شراب - دف = ڈنلی - نئے = بانسری - چنگ = سازنگی کی طرح کا ایک - باجا - (۱۴۷) سرخوش = جو ہلکے نشے میں ہو - مت = متوالا، نشے میں چور - اسی فرق کی بنا پر سرخوش کا پھڑنا اور مت کے قدم کا پھسلنا بیان کیا ہے - (۱۴۸) کتاب = ایک نازک کپڑا جو شعرا کے نزدیک چاند کے سامنے لانے سے پھٹ جاتا ہے - دانہ طل = شبنم کا قطرہ - سورج کی گرمی سے شبنم زائل ہو جاتی ہے جس پر سورج سے شبنم کے عشق کا شاعرانہ قیاس ہے - (۱۴۹) عود = اگر کی لکڑی جو خوشبو کے لیے سلگائی جاتی ہے - مجمر = انگلیٹی - چوب = صندل = صندل کی لکڑی - (۱۵۰) مسمی = جس کا نام رکھا گیا ہو، مسمی رہے یعنی موسوم کی جائے - باب البخت = لفظی معنی جنت کا دروازہ، اس قصیدے کا نام یا عنوان ہے - (۱۵۱) محب = محبت والا اور -

قصیدہ ۲

عماد الملک = آصف جاہ اول کا پوتا اور غازی الدین خاں امیر الامرا
فیروز جنگ کا بیٹا تھا - اصل نام شہاب الدین تھا - ۱۷۵۲ء سے دربار دہلی
کی خانہ جنگیوں اور سازشوں میں برسرِ اقتدار رہا - ۱۷۶۱ء میں احمد شاہ ابدالی
کے حملے کے بعد زوال ہوا۔ غالباً ۱۸۰۰ء میں کاپی میں وفات پائی -

(۱) دستک = تالی، دروازہ کھٹکھٹانا - (۲) شائق = مشتاق - (۳)
عزیز دلہا = دلوں کی پیاری - حلاوت = مٹھاس، مراد لطف - (۵) اشعہ = اُشعہ
شعاع کی جمع، کرنیں - (۶) بادل پوش = سونے چاندی کے تاروں کا کپڑا پہنے والی -
(۷) ماہ شب چار دہم = چودھویں کا چاند - یک چند = ذرا سی دیر، مراد اکم -
بھوپک = متحیر، حیران - (۸) باؤ = ہوا - (۹) ہٹیں = ضد کریں - بالک = بچہ -
(۱۰) جعد = گھونگھریالے بال - گتھنا = عورتوں کے بالوں کی لٹوں کا باہم
بٹا جانا - اٹک = پنجاب کا ایک دریا جس کی طغیانی مشہور ہے - (۱۱) پانی
نہ مانگنا = دفعۃً مرجانا - کھیل جاوے = مرجائے - (۱۲) تجاوز دے = بڑھائے،
یعنی جبیں کو جب آسمان چاند سے بہتر کہے تب چاند میں داغ پڑ جائے - (۱۳)

جوہر = مراد صلاحیت، وصف - مشابہ = ہم شکل، ملتا جلتا - (۱۴) ڈھیٹ =
 نظر، اندازِ نگاہ - ترک = سپاہی، مراد معشوق - آنکھ کو ترک قرار دیا ہے -
 ازبک = تاتاری ترکوں کے ایک خونخوار قبیلے کا نام - (۱۵) شرہ سے = پلک
 کی طرح کے - متصل = برابر - اس کی چشم کا فتنہ ایسا تھا کہ جس کو برابر چو نکتے
 دیکھ کر خونخوار پلکیں بھی خوف کی وجہ سے تھپکتی رہتی تھیں - چشم کو فتنہ اور
 پلکیں جھپکانے کو فتنے کا تھپکنا قرار دیا ہے - (۱۶) آویزہ = بندہ - مستعدہ
 آمادہ، تیار - (۱۷) خوبی = حسن - قلاب = مچھلی پکڑنے کا کاٹھا - (۱۸) بینی =
 ناک - منخرین = ناک کے (دو) نتھنے - اگرچہ ناک نے اپنے دو نتھنوں کی بینک
 بنا کر دیکھنے کی بہت کوشش کی لیکن تنگی کی وجہ سے دہن نہ دکھائی دیا -
 (۱۹) انگر = چنگاری، انگار - تہ خاکستر = براکھ کے نیچے - مستی کی تہہ کو راکھ اور
 اس کے نیچے سرخ ہونٹوں کو انگار کہا ہے - جب وہ بات کرنے کے لیے منہ
 کھولتی تو مستی کی تہہ میں اس کے سرخ ہونٹ اس طرح دکھائی دیتے جس طرح
 راکھ میں ہوا سے انگارے دہک جاتے ہیں - بات کرنے میں ہونٹ کھلتے ہیں
 اور منہ سے ہوا نکلتی ہے - ہوا سے انگارے دہکتے ہیں -

(۲۰) سڈک = لڑی - صفا = صفائی، پاکیزگی - وام = قرض - دریوزہ
 کرے = بھیک مانگے - (۲۱) عارض = رخسار، کال - زنج = ٹھوڑی - گزک =
 وہ چیز جو شراب کے ساتھ کھائی جائے - (۲۲) ملاحت = حسن کی نمکینی، سلونا
 پن - نمک = نمکینی، لطافت - (۲۳) کندن = خالص سونا - غضب = ٹھوڑی
 کے نیچے کا ٹٹکا ہوا گوشت - خجالت زدہ = شرمندہ - ڈک = چمک - (۲۴)
 ڈھیلے پیچ = وہ گندھے ہوئے بال جو ابرو تک ہوں - تہ دامن شبک = جالی
 دار دامن یا جالی دار شمع دان کے نیچے - گردن کو شمع اور ڈھیلے پیچ کو جالی دار
 دامن یا جالی دار شمع دان قرار دیا ہے - (۲۵) ساعد = کلائی - حنا بستہ = مہندی
 لگا ہوا، سرخ - پون = ہوا - (۲۶) کچ = پستان - تیقن = یقین - کام = جنسیا -
 کشک = شکر - بعض نسخوں میں کنک ہے - کنک کے معنی کنک شکتی، کارکیہ یا

لڑائی کے دیوتاؤں کا سینا پتی ہیں۔ کام کا کنک سے کام دیو یا جنسیات کا دیوتا مراد لیا جاسکتا ہے۔ انشانے دریائے لطافت میں لکھا ہے کہ اس قصیدے میں سودا نے کنک بمعنی شکر محض قافیے کی ضرورت سے استعمال کیا ہے ورنہ کنک ہرگز اردو کا لفظ نہیں ہے۔ اعتراض سے قطع نظر کر کے انشا کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحیح متن کنک (معنی شکر) ہے۔ (۲۷) مہتی = قوت باہ پیدا کرنے یا بڑھانے والا۔ (۲۸) لہج = ہاتھوں سے معذرت، اپاہج۔ لنگ = لنگڑا۔

(۳۵) ساق = پنڈلی۔ نمک = ملاح، حسن۔ (۳۶) پشت پا = پاؤں کے پیچھے کے اوپر کا حصہ۔ کفک = تلوا۔ (۳۸) فندق پا = پاؤں کی انگلیوں کا مہندی لگا ہوا سرا۔ فندق چھوٹے بیر کے برابر آدمی کی انگلیوں کے سروں سے مشابہ سرخ رنگ کا ایک بیوہ ہوتا ہے۔ پنج = جڑ۔ گل اور رنگ = گھنڈی کی وضع کا ایک کلابی پھول، ایک قسم کا گیندا۔

(۴۰) دھجج = انداز۔ موجب شور = شوریدگی کا سبب۔ خلخال = پازیب، پاؤں میں پہننے کا ایک زیور۔ پاؤں اس انداز سے رکھتی ہے کہ اس کی پازیب کی جھنکار دنیا کے سر میں شوریدگی کا سبب بن جائے یعنی دنیا کو دیوانہ کر دے۔ (۴۱) کج دوا کج = ٹیڑھا تر چھا۔ (۴۲) زرق برق = چمک دمک۔ کوند = چمک۔ (۴۳) سچ = سجاوٹ۔ حائل = نکلے میں پہننے کا ایک زیور۔ سوندھا = ایک خوشبودار مسالہ جس سے بال دھوئے جاتے ہیں۔ (۴۴) کیفی = مخمور۔ ہشت، دوت، دیک = جھڑکنے کے کلمے۔ ہٹ، دور ہو، چپ رہ۔ (۴۶) اللہ معک = تمک اللہ، تیرے ساتھ ہو اللہ، خدا حافظ۔ (۴۹) پکھاوج = ایک قسم کی لمبوتری ڈھولک جو ناچ کے ساتھ بجائی جاتی ہے۔ گمک = گونج دار آواز، آواز۔

(۵۰) تئیں = لینے کو۔ خنک = ٹھنڈا مراد سردیوں۔ (۵۱) تنک = ذرا۔ (۵۳) ارباب نشاط = گانے بجانے والے۔ چھکانا = سیر یا آسودہ کرنا، بھگت۔ ایک مذہبی سوانگ جس میں اکثر زینگھ اوتار اور کرشن جی کا روپ بھرتے ہیں۔

اولک = کرشن جی کے جھولا جھولنے کا سوانگ۔ کچھ تعجب نہیں کہ سودا نے
 اَوَرک بمعنی جھولا کہا ہو جو سہو قرات یا سہو کتابت کی وجہ سے اولک
 ہو گیا۔ (۵۵) مردنگ = ایک قسم کی لمبوتری ڈھولک۔ (۵۶) تنبور = تنبور،
 ایک باجا جس میں ستار کی طرح کے تین تار لگے ہوتے ہیں۔ رشتہ زنار = جنیو
 کا دھانگا۔ سُرسانج = ستار کی طرح کا ایک باجا جس کے تاروں میں تسبیح جیسے
 چند دانے پروئے ہوتے ہیں (۹)۔ محتب = شراب نوشی کو روکنے والا
 حاکم۔ مہچہ = مے فروش کا لڑکا، شراب پلانے والا لڑکا۔ ندھڑک = بے ڈھڑک
 بے خوف۔

(۶۰) منفک = جدا، علیحدہ۔ (۶۱) جہت = سبب۔ (۶۲) سمع میں نہیں
 پہنچا = سننے میں نہیں آیا۔ (۶۳) سیماں فر = حضرت سلیمان کا دبدبہ رکھنے والا،
 شکوہ خسروانہ رکھنے والا۔ آصف جاہ = حضرت سلیمان کے وزیر آصف کا مرتبہ
 رکھنے والا، مدوح کا لقب۔ غیور = بڑا غیرت مند۔ بزرگ و کوچک = بڑا
 اور چھوٹا۔ (۶۵) پسا رے = پھیلائے۔ تولد = پیدائش۔ کودک = بچہ۔ (۶۶)
 شعلہ تپ = بخار کا شعلہ، مراد بخار۔ تبرید = ٹھنڈائی، دوا یا دوائیں جن
 کی تاثیر سرد ہوتی ہے۔ خار خک = گوکھرو۔ بخار کے علاج کے لیے تبرید کا
 نسخہ لکھا جاتا ہے جس میں گوکھرو وغیرہ ہوتے ہیں، گویا شعلہ تپ سے جلنے
 کے بجائے گوکھرو اسے دور کرنے میں مدد کرتا ہے۔ (۶۷) کتاں = ایک نازک
 کپڑا جو چاند کے سامنے لانے سے پھٹ جاتا ہے۔ چاند کی روشنی سے اگر کتاں
 پھٹ جائے تو انصاف اسی کی پیچک سے کتاں کے چاک کو رفو کر اے
 یعنی چاند کو سزا بھگتنی پڑے۔ چاند کی مشابہت پیچک سے ظاہر ہے۔
 (۶۸) غزالہ = ہرن کا بچہ۔ پلنگ = چیتا۔ لے پالک = گود لیا ہوا بچہ، شنبی۔
 (۶۹) منہیات = منہی کی جمع، بری چیزیں، وہ چیزیں جو شرعاً ممنوع ہیں۔
 نیت اٹھ = ہمیشہ اٹھ کر، ہر روز۔ بنگ = بھنگ۔ کتک = کتکا، بھنگ گھونٹنے
 کا سونٹا، موصل۔ شراب روز (جوش میں آنے کی وجہ سے) کشمکش میں مبتلا ہے اور

جنگ ہمیشہ کتکے کے نیچے کوٹی جاتی ہے۔

- (۷۰) ہمت = بلند حوصلگی، سخاوت - (۷۱) دوتا = دہری، ٹھکی ہوئی۔
 (۷۲) سحابِ نیساں = ماہِ نیساں کا بادل جس کی بوند کے سیپی میں جانے سے
 موتی بنتا ہے۔ چشمک = طنز کے طور پر آنکھ جھپکانا۔ (۷۳) صد ف پر گوہر =
 موتی سے بھری ہوئی سیپی۔ (۷۴) دستک = راہ داری کا پردانہ، اجازت نامہ
 مہری حکم۔ دستک لینا = مہر لگوانا، اجازت لینا۔ (۷۵) جلم = بردباری۔
 زرزہ سپود خطا = غلطی سے۔ (۷۶) ذرہ = ذرہ بھر، ذرا۔ مرکزِ خاکی = زمین کا
 مرکز۔ (۷۷) گاؤز میں۔ وہ روایتی گائے جو زمین کی تہ میں پھلی پر کھڑی ہے اور
 جس کے سینگ پر زمین قائم ہے۔ شاخیں کھینچو انا = سینگیاں لگوانا۔ دردِ غیرہ کے
 علاج کے لیے سوراخ کیا جو اسینگ (سینگ) انسان کے بدن پر لگاتے ہیں۔
 کسک = درد۔ (۷۸) موالید = مولود کی جمع، مراد مخلوقات، موالید ثلاثہ، حیوان
 جمادات اور نباتات۔ سرشتہ کار = کام کا سلسلہ، آغاز کار۔ (۷۹) پیل دینا =
 ڈھکیں دینا۔ پیل = ہاتھی۔ پشہ = مچھر۔ حولِ قوت = زور (مدد) اور طاقت۔
 ملک = مدد۔ بعض نسخوں میں حولِ قوت ہے، یعنی تیری قوت کی مدد سے
 ذرا اس کو مدد چاہیے۔

- (۸۰) صفِ مرداں = بہادرؤں کی صف۔ مردک = مرد کی تصغیر، مرد
 حقیر آدمی۔ (۸۱) گاؤسر = بیل کی صورت کا گرز، خصوصاً ایران کے قدیم
 بادشاہ فریدوں کا گرز۔ مارِ بغل = بغل میں دبا کر۔ (۸۳) مرکب = گھوڑا۔
 ٹپکا = کمر میں باندھنے کی پٹی۔ (۸۴) چرخ = چکر۔ (۸۵) روئے سما = آسمان
 کا چہرہ۔ پشتِ سک = پھلی کی پیٹھ، پھلی سے وہ پھلی مراد ہے جس پر وہ گائے
 کھڑی ہوئی ہے جو زمین کو اپنے سینگ پر اٹھائے ہوئے ہے۔ (۸۶) کوئس
 لَمِنْ الْمُلْکِ = مراد بڑائی کا ڈنکا۔ قیامت کے دن یہ آواز گونجے گی کہ لَمِنْ
 الْمُلْکِ الْیَوْمَ "یعنی آج کے دن بادشاہی کس کے لیے ہے جس کا جواب
 خدائے برحق خود ہی دے گا کہ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی خدائے واحد

دقہار کے لیے۔ جو ہر تیش = مراد کاٹ کی صلاحیت۔ اصطلاحاً جوہران
حلقوں کو کہتے ہیں جو اچھی تلوار کی دھار پر جھبکتے ہیں۔ (۸۸) باد پا =
ہوا کی طرح تیز رفتار، مراد گھوڑا۔ (۸۹) قاش زین = زین کے آگے
کا وہ انجرا ہوا حصہ جس پر لگام پڑی رہتی ہے۔ قاش بمعنی پھانک ٹونٹ
لیکن قاش زین مذکور ہے۔

(۹۰) شبرنگ = سیاہ رنگ کا گھوڑا، مراد گھوڑا۔ (۹۱) گلگوں = سرخ
رنگ کا گھوڑا، مراد گھوڑا۔ (۹۲) کجک = آنکس جو مہادت ہاتھی کو چلانے میں
استعمال کرتے ہیں، اس کا اگلا حصہ نئے چاند سے مشابہ ہوتا ہے اور ہاتھی کے
سر پر رکھنے کی صورت میں ماتھے پر نظر آتا ہے۔ (۹۳) سخن رس = سخن فہم۔
(۹۴) گجگاہ = سراگائے کی دم جو ہاتھی کی آرائش کے لیے منہ کے دونوں طرف
ٹکا دیتے ہیں۔ سراگائے بدت، ہمالیہ اور تاتاریں پائی جاتی ہے۔ شب
یلدا = کالی رات۔ (۹۵) اتھک = نہ تھکنے والا۔ (۹۶) شجر طور = کوہ
طور کا وہ درخت جس پر خدا نے حضرت موسیٰ کو اپنا جلوہ دکھایا تھا۔ تزیں =
آرائش، سجاوٹ۔ مستک = ہاتھی کی پیشانی۔ (۹۷) جھول = ہاتھی کے اوپر
ڈالنے کا کپڑا۔ (۹۸) خرطوم = سونڈ۔ زیرک = عقلمند۔

(۱۰۰) سلسلہ پا = پاؤں کی زنجیر۔ (۱۰۱) ہم سنگ = برابر۔ اٹک =
ایک بڑی توپ کا نام (۹)۔ اٹک کے برابر سو توپیں بھی ایک ساتھ دنگی
جائیں تو معلوم ہوگا کہ اس کے سامنے پٹاخوں کی لڑی چھوٹ رہی ہے۔ (۱۰۲)
چرخ = ایک آتش بازی بان = ایک آتش بازی، ایک قسم کی ہوائی جو پڑانے
زمانے کے آلات حرب میں تھی۔ (۱۰۳) نیشکر = گنا جو ہاتھی بڑے شوق سے
کھاتا ہے۔ پولک = بان کا اگلا سرا یا پھل۔ (۱۰۴) چلاوا = چال۔ (۱۰۵)
سبک رو = ہلکے پاؤں چلنے والا۔ (۱۰۶) ہودج = ہاتھی کے اوپر کا ہودا
جس میں بیٹھتے ہیں۔ (۱۰۷) جاہ = رتبہ، مرتبہ۔ ہوئے استاد = کھڑا ہو۔
جلو = جو سواری کے آگے آگے چلے، سواری کے ساتھ کاٹھاٹھ۔ اسپک = براجمہ۔

(۱۰۹) بے چوبہ = بغیر چوب کا، ایک قسم کا خیمہ جس میں چوب نہیں لگائی جاتی، آسمان کو خیمہ بے چوب کہتے ہیں۔ نپٹ = بہت۔ کو چک = چھوٹا۔ تیرے جلو میں چلنے والا خیمہ ایسا وسیع ہے کہ آسمان اس کے مقابلے میں حقیر ہے۔

(۱۱۰) مطبخ = بادرچی خانہ۔ تھل = ٹھاٹھ۔ طبق روئے زمیں = زمین کی

سطح کا تھاں، سطح زمیں۔ خوان چشک = وہ خوان یا کشتی جس میں صرف

چکھوتی یا چکھنے کا کھانا رکھا جائے۔ بادشاہوں اور امیروں کے لیے پہلے صرف

مختصر کھانے تیار کیے جاتے تھے، پھر جو کھانے پسند کیے جاتے تھے پکائے جاتے

تھے۔ چشک اس کھانے کو بھی کہتے ہیں جو بادرچی تقریب کے بعد اپنے لیے

لے جاتے ہیں۔ (۱۱۱) کرماں = ملک جہاں کا زیرہ مشہور ہے۔ حاصل = آمدنی۔

(۱۱۲) مصرف = خرچ۔ (۱۱۳) اس کے = یعنی مطبخ کے۔ صحنک = چھوٹا طباق،

رکابی، اصطلاحاً حضرت فاطمہ کی نیاز کا کھانا جس میں صرف پاک اور پاکدامن

عورتیں شریک ہو سکتی ہیں۔ مراد کھانا، خوراک۔ (۱۱۵) جبہ سائی = پیشانی

گھسنا۔ بہ از سنگِ محک = کسوٹی کے پتھر سے بہتر۔ کسوٹی پر سونے کو پرکھتے

ہیں۔ (۱۱۶) باب اجابت = قبولیت کا دروازہ۔ (۱۱۷) چراغ دولت =

سلطنت کا چراغ، مراد مدوح۔ تاابد = رہتی دنیا تک۔ قندیلِ فلک =

آسمان کا فانوس۔ (۱۱۸) مسجودِ ملائک = جس کو فرشتے سجدہ کریں۔ (۱۱۹)

گیتی = دنیا۔ تمثال = صورت، تصویر۔

(۱۲۰) کاتبِ دستِ قضا = قدرت یا قسمت کے ہاتھ کا کاتب، کاتبِ تقدیر۔

حک کرنا = کھرچ کر مٹا دینا۔

قصیدہ ۵

نواب شجاع الدولہ اپنے باپ نواب صفدر جنگ کے بعد ۱۷۵۴ء

سے ۱۷۷۵ء تک اودھ کے نواب وزیر تھے۔

اس قصیدے میں شجاع الدولہ اور روہیلہ سردار حافظ رحمت خاں

کی لڑائی کا حال نظم کیا گیا ہے۔ یہ لڑائی ۱۷۷۴ء میں میران پور کٹڑے کے مقام پر

ہوئی تھی۔ ۳۳ء میں حافظ رحمت خاں نے نواب شجاع الدولہ کو اس شرط پر چالیس لاکھ روپیہ ادا کرنا منظور کیا تھا کہ وہ مرہٹوں کی یورش سے روہیل کھنڈ کو محفوظ کرادیں۔ مرہٹوں نے حملہ نہیں کیا لیکن اس میں بظاہر شجاع الدولہ کا دخل نہ تھا۔ حافظ رحمت خاں نے چالیس لاکھ روپے کے تمسک کی دہی کا مطالبہ کیا۔ لیکن نواب شجاع الدولہ نے رقم کی ادائیگی پر اصرار کیا۔ اس کشمکش میں حافظ رحمت خاں نے کچھ روپیہ دے کر مرہٹوں سے صلح کر لی۔ اب نواب شجاع الدولہ نے روہیلوں پر حملہ کرنے کی ٹھانی اور انگریزوں سے مدد مانگی۔ انگریزوں نے بھی شجاع الدولہ سے چالیس لاکھ روپے کا مطالبہ کیا اور اپنی فوج روانہ کر دی۔ شجاع الدولہ اور انگریزوں کی فوج کے مقابلے میں روہیلوں کو شکست ہوئی اور حافظ رحمت خاں، ان کا بیٹا اور بہت سے دوسرے روہیلہ سردار لڑائی میں مارے گئے۔ سودا نے اسی معرکے کا بیان کیا ہے اور اپنے ممدوح کو فتح کی مبارک باد دی ہے۔

(۱) ترکِ فلک = مریخ، منگل ستارہ، جلاذِ فلک = (۲) نہال = پودا۔ شاخسار = درختوں یا ڈالیوں کا جھڑپ۔ (۳) سرچنگ = پھڑپھڑ۔ (۴) صورتِ شرار = چنگاری کی طرح۔ (۵) معدوم یہ کیا = ایسا مٹا دیا۔ عَف = کتے کی آواز۔ غاں = کوئے کی آواز۔ زانغ کو ہسار = پہاڑی کوآ۔ (۶) انھوں کا = ان کا۔ تیں = تو۔ نمک سے شراب کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ (۷) قلعاری = قہقہہ، خصوصاً بے زبان بچوں کی ہنسی جو آواز کے ساتھ ہو۔

(۱۰) گانڈر = دھوبی۔ پارچہ = کپڑا۔ (۱۲) پُرا ازخیار = کھیر اکڑی سے بھرا ہوا۔ (۱۴) قمار = جوا۔ (۱۵) حق ناشناس = حق کو نہ پہچاننے والا۔ غارت = مراد مالِ غنیمت۔ نبرد = لڑائی۔ (۱۶) ناگرفتہ قرض = نہ لیا ہوا ادھار، وہ قرض جو لیا نہ جاسکا ہو۔ (۱۷) بلی = طاقتور، بہادر۔ (۱۸) اس جناب کے = مراد ممدوح کے۔ استوار = مضبوط، مستحکم۔ (۱۹) تہوہ = جواں مرد، بہادری۔ صحبت ہمارہ نہ کی = ساتھ نہ دیا۔ ان کے دل سے تہوہ

(۲۰) اس غلام کے = یعنی سودا کے۔ انھوں سے = ان سے۔ جاں گزار =

جان نثار کرنے والے، جان دینے والے۔ (۲۲) حافظ = حافظ رحمت خاں۔

اضطرار = بے چینی۔ (۲۵) فوج ہراولی = فوج کا اگلا دستہ یا ٹکڑا۔ (۲۶) سرکردہ

سردار، کمانڈر۔ فرنگی کا اشارہ کرن چمپین کی طرف ہے جو ایٹ انڈیا کمپنی کی

طرف سے اس لڑائی میں کمانڈر انچیف تھا۔ (۲۷) محبوب علی خاں، بہت علی

خاں، لطف علی خاں عرف خواجہ لطافت اور میر سید علی، شجاع اللہ دہلوی کی فوج

کے دستوں کے سردار تھے۔ (۲۸) دود = خونخوار چوپایہ۔ دغا = لڑائی۔ (۲۹)

ایدھر = ادھر۔ رہکلہ = چھوٹی توپ۔ متصل = برابر۔ سرگزار = سرکلنے والا،

سرفروش۔

(۳۰) پلہ = فاصلہ۔ جزائر = ایک قسم کی بڑی بندرگاہ۔ (۳۱) کرتیاں =

کرتی کی جمع، مراد وردی۔ تلنگا = سپاہی، تلنگانہ کا باشندہ، چونکہ فرنگیوں نے

سب سے پہلے تلنگانہ میں فوج بنائی تھی اس لیے یہ لفظ سپاہی کا ہم معنی ہو گیا۔

لالہ زار = لالے کا کھیت۔ دود توپ = توپ کا دھواں۔ ابر سیاہ تگرگ بار =

اولے برس آنے والا کالا بادل۔ (۳۳) فقیلہ = بارود میں آگ دینے کی جی۔

رنجک = بارود جو توپ چلانے کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔ (۳۴) گجنال =

بہت بڑی توپ۔ رعد = زشتہ جس کی آواز بادل کی گرج ہے، بادل کی گرج،

بجلی کی کڑک۔ شترنال = چھوٹی توپ جو اونٹ پر لادی جاتی تھی اور اسی

پر سے چلائی جاتی تھی۔ چھنگار = مور کی آواز۔ (۳۵) قوم عاد = ہودھنمبر

کی قوم کا نام، یہ لوگ عاد بن سام بن نوح کی نسل سے تھے۔ اشارہ ہے صرصر

عاد یعنی اس آندھی کی طرف جو عذاب الہی کے طور پر آئی تھی اور جس سے

قوم عاد تباہ و برباد ہو گئی تھی۔ (۳۸) نڈاٹ = روٹی دھنکنے والا، دھنیا۔

کناچہ = دھنکی جس سے روٹی دھنکتے ہیں۔

(۴۱) نئے = نہ۔ بچار = خیال۔ (۴۲) باور = یقین۔ (۴۵) نز و فہم =

عقل کے نزدیک - تعرض = چھیڑنا، دوسرے پر بات ڈھالنا، طنز کرنا۔ (۴۶)
 طاق روزگار = یکتائے زمانہ، مراد نواب شجاع الدولہ۔ (۴۷) اس پر = گھوڑا۔
 ہم = ہمت کی جمع، عالی حوصلگی۔ (۴۸) منزلت = مرتبہ۔

(۵۰) عہدے سے برآنا = عہدہ برآ ہونا، ذمہ داری پوری کرنا۔ (۵۱)
 اس کی = نواب شجاع الدولہ کی۔ (۵۲) اس شعری حافظ رحمت خاں کی
 وفات کا مادہ تاریخ حالات کے عین مطابق ہے۔ "حافظ" کے عدد (۹۸۹) میں
 سے "ح" (حافظ کا سر) کا عدد (۸) خارج کرنے اور "ز" کے عدد (۲۰۴) جوڑنے
 سے مطلوبہ سن یعنی ۱۱۸۸ھ برآمد ہوتا ہے۔ (۵۳) نواب شجاع الدولہ کی فتح
 کی تاریخ کا مادہ "ہو" سے شروع ہوتا ہے اور اس سے بھی ۱۱۸۸ھ نکلتا ہے۔

قصیدہ ۷

شہر آشوب = وہ نظم جس میں کسی ملک یا شہر کی تباہ حالی کا بیان کیا جائے۔
 (۳) طرح = صورت۔ (۴) قاصر = کوتاہی کرنے والا۔ (۵) وجہ معاش = معاش
 کا سبب، مراد ذریعہ معاش۔ (۶) یعنی تنخواہ نہیں ملتی۔ (۷) علف = سبز چارہ،
 گھاس۔ سپر = ڈھال۔ بنیے کے یاں ہے = اشیائے خورد و نوش کی خریداری
 کے عوض میں بنیے کے یہاں رکھ دی گئی ہے۔ (۸) ثابت = مضبوط، سالم۔
 دگلا = ایک قسم کا انگڑکھا، ایک قسم کا کوٹ جو فوجی سپاہی پہنتے تھے۔ پگری =
 پیرتیر، وہ پرجوتیر میں لگے ہوتے ہیں۔ چلہ = کمان کی ڈوری یا تانت۔ (۹)
 نفر = ادنیٰ فوج۔ غرہ = چاند کی پہلی تاریخ۔ صراف = زیورات بیچنے والا، مہاجن۔
 (۱۰) شوال = عید کا مہینہ۔ (۱۱) اس روسیاسی کے باوجود وہ لوگ دو
 دو مہینے کی تنخواہ وصول کر لیتے ہیں جن میں دھونس جمانے یا لڑنے جھگڑنے کی
 طاقت ہے۔ (۱۲) خطیب = خطبہ پڑھنے والا۔ (۱۳) رنیکنا = گدھے کا
 چینونا۔ ذکر = ذکر خدا، یاد الہی۔ صلوات = درود پڑھنا۔ (۱۴) ریتی = مراد
 دہلی میں لال قلعے کے پاس جہانگیر کے کنارے کی رتیلی زمین۔ غالباً یہ لفظ رینی یعنی
 قلعے کی فصیل ہے۔ (۱۵) دربار رو = دربار میں جانے والا۔ لال قلعے میں

شاہی دربار میں جانے والوں کی طرف اشارہ ہے۔

(۲۰) نالہ کناں = فریاد کرتا ہوا۔ (۲۱) ارتھی = ہندوؤں کا جہازہ۔ (۲۲) صاحبِ ارتھی = مراد پانکی میں بیٹھا ہوا شخص۔ نئے = نہ۔ (۲۳) عمدہ = امیر، سردار۔ (۲۵) خورش = کھانا۔ (۲۶) گھڑیاں = گھنٹہ۔ ریحِ خلا = ریحِ حاج جو طلوعِ عمدہ کی وجہ سے پیدا ہو۔ رُودوں = رودہ یعنی آنت کی جج۔ خمیازہ = انگریزی۔ چرت = جہاڑی۔ سوخار = تیرکادہن، کھندانہ جو تیر کے نیچے کے سرے میں بنا ہوتا ہے۔ (۲۸) صیغہ = محکمہ، شعبہ، زمرہ۔ طبابت = حکمت، حکیمی۔ (۲۹) خثونت = غصہ، سختی۔ (۳۱) ماحضر = کھانا جو موجود ہو، مراد کھانا۔ خفقال = ہول دل، اختلاج۔ (۳۲) مطبوخ = آگ پر پکائی ہوئی چیز، جوش دی ہوئی دوا، جوشاندہ۔ خرپزہ = خرپزہ، خرپوزہ۔ گاؤ زباں = زبانِ گاؤ سے مشابہ ایک قسم کی لمبوتری شیرال پانان، ایک پتے کا نام بھی ہے جو زبانِ گاؤ سے مشابہ ہوتا ہے اور یونانی دواؤں میں ہے۔ تفریح = (۳۲) بوعلی سینا = قدیم زمانے کا مشہور حکیم شیخ بوعلی سینا۔ بیچے مداں = کچھ نہ جاننے والا، بے علم۔ (۳۶) دکن = جنوبی ہندوستان۔ خریدِ صفہاں = ایمان کے شہر اصفہان کی خریدی ہوئی اشیا۔ (۳۷) وسومہ سودوزیاں = فائدے اور نقصان کا اندیشہ۔ (۳۹) ثالث = تیسرا شخص، خریدار اور بیچنے والے کے علاوہ کوئی آدمی۔ فروشنده = بیچنے والا۔ دزدی = چوری۔ قیمت اتنی کم طے کرتے ہیں کہ متوسط یہ سمجھتا ہے کہ مال بیچنے والے پر چوری کرنے کا گمان ہے۔

(۴۰) مولِ شخص ہوا = قیمت طے پائی۔ عامل = حاکم۔ (۴۱) کنے = پاس۔ (۴۲) دیوان = محکمہ مال کا بڑا حاکم۔ بیوتات = محلات، محلات کا ناظم، بادشاہوں یا امیروں کے امور خانہ داری کا مہتمم۔ (۴۳) متصدی = پیش خدمت، پیشکار۔ میاں اور میاں = تو تو میں میں۔ (۴۵) موافق = مناسبت، واجبی۔ طنز پر ایہ ہے۔ (۴۷) خوانین = خان کی جمع، مراد امرا، سردار۔

(۴۸) بردہا = چوہداروں کا سردار - (۴۹) چکا بو = چکر دیوہ، بھول بھلیاں، چکر۔ نالی دار چکر جو حوض میں نصب ہوتا تھا اور پانی کے ساتھ گردش کرتا تھا۔ پانی اس کی نالیوں میں بہتا ہوا سرے پر اونچا ہو کر حوض میں گرتا رہتا تھا۔ سودا نے مثنوی موسم گرام میں باغ کے بیان میں کہا ہے: یہی بولے ہے پانی پھر پھر کہ ہے چکا بو کا حوض گھن چکر۔

(۵۰) بخش = تنخواہ ہانٹنے والا حاکم۔ مشہور ہے کہ عالم محویت میں گوپیوں کو کنھیا جی ہر جگہ نظر آتے تھے۔ (۵۱) پتوا = پتا، پیل کا پتا ہوا سے بہت الٹا پلٹا ہے۔ ایک بات پر قائم نہ رہنے کی طرف اشارہ ہے۔ (۵۲) سیاہا = رجسٹر، یہی حساب کی کتاب۔ (۵۲) موکل = کام سونپنے والا۔ (۵۳) سوما ہی یہ میٹھی ہے۔ گویا رجسٹر میں دکھا کر کہتا ہے کہ سو روپے کی آمدنی یہ درج ہوئی ہے۔ اجارہ = کرایہ، ٹھیکہ، یہاں روپے کے لین دین کا مفہوم ہے۔ اردو = شکر، مراد چھادنی کا بازار۔ (۵۴) بتا = چکما، دھوکا۔ (۵۶) بھینٹا = ملاقات۔ اسناد = سند کی جمع، کاغذات۔ (۵۷) بیم = منظوری کا علامت، وہ دستخط جو مغلوں کے زمانے میں اس حرف کو لکھ کر کیے جاتے تھے۔ جیم = جاری ہونے کی علامت۔ پروانا ہونا = عاشق ہونا، قربان ہونا۔ تصدق = مراد نثار، صدقے۔ (۵۸) پروانا = حکم نامہ، سند۔ (۵۹) تقصیر = قصور۔ ما حصل = خلاصہ، وہ چیز جو حاصل ہو۔ پارچہ = ٹکڑا۔ نان = روٹی۔

(۶۰) مستغنی الاحوال = اپنے حالات سے بے پروا، بے نیاز۔ (۶۱) کسٹ نامکس = مراد ہر شخص۔ فلاں ابن فلاں = مراد خاندانی امیر یا رئیس۔ (۶۲) دو گانہ = دو رکعت نماز۔ تہنیت = مبارک باد۔ خانِ زماں = زمانے کا سردار، بڑا سردار۔ (۶۳) تاینخ تولد = پیدائش کا مادہ تاریخ۔ رحم = بچہ دانی۔ (۶۴) اسقاطِ حمل = حمل کا گر جانا۔ میاں مسکین = سودا کے زمانے کے ایک شہور مرثیہ گو۔ مثنوی خواں = مثنوی مولانا روم کا پڑھنے والا۔ (۶۶) آخوند = استاد، معلم۔ عُدس = مسور۔ (۶۷) ہندسہ داں = علم ہندسہ یا حساب کا جاننے والا۔

(۶۸) نہالی = تو شک - دیوالی = چمڑے کا تسمہ -

(۶۷) بیت = شعر - بہ از خط تباں = معشوقوں کے سبزہ رخسار سے

بہتر - (۶۴) احیا = دوبارہ زندگی، پھر سے پیدا ہونا - موتی = میت کی جمع،

مرے ہوئے لوگ - نئے سر = از سر نو - اگر مردے بشمول مشہور خطاط دنیا میں

دوبارہ زندہ ہو جائیں تو بھی خطاط کی اتنی ہی قدر رہے گی جو آج کل یہاں

ہے یعنی ان کی قدر میں اضافے کا امکان نہیں کیونکہ خطاطی کی قدر کرنے والے

نہیں ہیں - (۶۵) ہدیہ = قرآن شریف کی قیمت - ہدیہ ہونا = قرآن شریف کا

فروخت ہونا - ٹسکا = دو پیسے کا سکہ - گزری = بازار جو شام کو کسی راستے کے

کنارے لگتا ہے - یا قوت = ایک مشہور خوشنویس جو عباسی خلیفہ معتمد باللہ

کا غلام تھا - پکارے = بیچنے کی آواز لگائے - (۶۶) دھڑی = پیسے کا چوتھا

حصہ - کتابت = تحریر، کاپی نویسی، نقل نویسی، قبائے کے مقابلے میں معمولی

تحریروں کا لکھنا مراد ہے - دھیلہ = آدھا پیسہ = قبالہ = بیع نامہ، وہ

کاغذ جس سے کسی چیز کی ملکیت ثابت ہو - میر علی = میر سید علی تبریزی، ایک

مشہور خطاط جو تبریز میں شاہ طہماسپ صفوی کے دربار سے وابستہ تھا اور

خط نستعلیق کا موجد ہے - (۶۷) مطعون = طعنہ دیا ہوا، خوار، بدنام -

(۶۸) شملہ = عمامہ یا پگڑی کا سرا جو پیچھے ٹسکا رہتا ہے - (۶۹) بہر معیشت =

معاش کے لیے -

(۸۱) خیل = گروہ، جھنڈ - (۸۲) وجد = حال - (۸۳) بے تال = ڈھولک

کی تھاپ کے مطابق نہ ہونا، یہاں حال میں پاؤں کا ڈھولک کی تھاپ کے مطابق

نہ پڑنا مراد ہے - سرگوشی = کان پھوسی - بد اصولی = بے قاعدگی، اصطلاحاً

تال کے مطابق نہ ہونا کیونکہ اصول تال کو کہتے ہیں - (۸۴) رقصِ زناں =

عمورتوں کا ناچ - (۸۵) دالِ نخود = چنے کی دال - قلیہ = شیور بے دار گوشت -

(۸۶) متوکل = خدا پر بھروسہ کرنے والا، درویش - (۸۷) خرافت =

خیط، بدحواسی -

(۹۱) ہفت ہزاری = "ہفت ہزاری ذات" کا منصب دار۔ اس سے صرف سات ہزار تنخواہ پانے والا مراد نہیں ہے۔ یہ سب سے بڑا منصب تھا جس کی تنخواہ بہت زیادہ ہوتی تھی۔ کڑک بجلی = توڑے دار بندوق۔ شیر دہاں = ایک قسم کی بندوق۔ (۹۵) گویندہ = کہنے والا۔ (۹۶) دغدغہ = کھٹکا، خوف۔ آسودگی حرفیت = فارسی کی شل ہے "آسودگی حرفیت کہ اینجاست نہ آنجاست، اطمینان ایک لفظ ہے جو نہ یہاں ہے نہ وہاں ہے یعنی اطمینان کا وجود نہ اس دنیا میں ہے نہ اس دنیا میں۔

میر تقی میر

نواب آصف الدولہ نواب شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے اور ۱۷۷۵ء سے ۱۷۹۷ء تک اودھ کے نواب وزیر تھے۔

(۶) شیخ و شاب = بوڑھے اور جوان۔ (۷) سروش = فرشتہ، ہاتھ غیبی۔ (۸) فلک قدر = آسمان کا رتبہ رکھنے والا۔ جناب = چوکھٹ، آستانہ۔ (۹) اگر اس کے آستان پر حاضر ہو تو فخر کرے۔

(۱۰) ہمت = عالی حوصلگی، سخاوت۔ سخن سر کرنا = بات کہنا۔ ناب = خالص۔ (۱۲) جم چشم = جمشید جیسے نوکر چاکر رکھنے والا۔ انجم سپہ = ستاروں کی فوج یا فوج کثیر رکھنے والا۔ گردوں شکوہ = آسمان کی شان و شوکت والا۔ مرجع خرد و کلاں = چھوٹے بڑے جس کی طرف رجوع کریں۔ عالم آب = مخلوق کی واپسی کا مرکز، مراد دنیا کا سپہارا۔ (۱۳) دُر بار ہو = موتی برسائے۔ (۱۴) ہفت گنج خسروی = ایران کے مشہور قدیم بادشاہ خسرو پرویز کے سات خزانے۔ شتاب = فوراً، جلد۔ (۱۵) سام = رستم کے دادا کا نام۔ افرانیہ = توران کا ایک مشہور قدیم بادشاہ۔ (۱۶) رزم = لڑائی۔ (۱۷) طناب = رستی۔ (۱۸) مدعی = مقابل، دشمن۔ ور = اور اگر۔ (۱۹) خرمن آسا = کھلیان کی طرح۔ انبوہِ خصم = دشمنوں کی بھیڑ۔ برق تاب = بجلی کی چمک رکھنے والا۔

(۲۱) رقبہ = گھوڑا - (۲۲) سرحساب = خبردار، آگاہ - (۲۳) رو بہا نہ = لڑی
 کی طرح، بندہ نہ - (۲۵) کونجوں = کونج کی جمع، تاز، مرغابی، ایک آبی پرندہ -
 (۲۶) سگ پا سوختہ = پاؤں جلا ہوا کتا - (۲۸) وقت گرگ و میش = مراد لڑائی
 کے وقت - گرگ = بھیڑیا - میش = بھیڑ - (۲۹) داوری = منصفی، انصاف -
 دلبراں = دلبر کی جمع، معشوق - (۳۰) رفع بدعت = بدعت کو دور کرنا، بدعت کے
 معنی ہیں دین میں نئی بات نکالنا - (۳۲) حلم = بردباری - (۳۳) صانع = مراد
 خدا - (۳۶) اگر تیرے علم ظاہری کی تعریف نہ کروں تو تعریف کا یہ راستہ جو راہ
 صواب ہے طے نہیں ہوتا - (۳۸) مستجاب = قبول - (۳۹) گردن کشاں = گردن
 کھینچنے والے، مراد سرکش - مالک رقبہ = گردنوں کا مالک، جانوں کا مالک،
 آقا - رقبہ = جمع ہے رقبہ کی جس کے معنی ہیں گردن -

(۴۰) محیط = سمندر - سرب = ریگستان میں پانی کی طرح چلتی ہوئی ریت -

سید انشا اللہ خاں انشا

قصیدہ ۱

(۱) خداوند = مالک - ثریا = پردین، سات ستاروں کا جھمکا۔ لمعہ =
 روشنی، چمک - (۲) مکتب ابداع = آفرینش کا مدرسہ، یعنی آفرینش جو شل مدرسہ
 کے تھی - سات ورق سے سات آسمانوں کی طرف اشارہ ہے - (۳) وحدت = خدا
 کا ایک ہونا - عقل اول = جبریل، دیکھنے والی کے قصیدے کے شعر نمبر ۲۴ کا
 حاشیہ - (۴) کُنہ = حقیقت، ماہیت - تفہیم = سمجھانا - معلق = پھینکا - (۵)
 خیرہ = حیران - (۶) جبر = جسم - ہیولا = مادہ، ہر چیز کی ماہیت - صور = صورت
 (بمعنی ہئیت) کی جمع - شتق ہوں = نہیں - (۷) مزج = ملنا، ملا نا - پردہ اطلاق =
 بے قیدگی وجود کا پردہ - (۸) نامیہ = قوتِ نمو - کر کے متشکل زعلق = جسے ہوئے خون
 کی شکل دے کر - علق = جما ہوا خون - (۹) لحم = گوشت - تصوین = مضبوطی - غازیہ =
 کھانے کی قوت - قوی = قوت کی جمع، جسمانی قوتیں، طاقتیں -

(۱۰) اعصاب = عصب کی جمع، پٹھے۔ شرائین = شریان کی جمع، پھرکنے والی رگیں۔ رباط = بندھن۔ روح = اصطلاحاً وہ لطیف بھاپ جو زندگی کا باعث ہوتی ہے۔ آندو شد = آنا جانا۔ دق = وقت۔ (۱۱) عاتق = کندھا۔ کتف = شانہ۔ یہ = باقہ۔ ساعد = کہنی اور کلائی کے درمیان کا حصہ۔ رُسنخ = کلائی۔ مرفق = کہنی۔ (۱۲) سمع = سامعہ، سننے کی قوت۔ ذوق = قوت ذائقہ۔ بصر = قوت باصرہ، دیکھنے کی قوت۔ لمس = لامسہ، چھونے کی قوت۔ شمع = شامہ، سوگھنے کی قوت۔ (۱۳) اشفق = بڑا شفیق، مہربان۔ (۱۴) جوہر صنم = قدرت کی ماہیت، مراد قدرت۔ مقولات عشر = حکما کے مطابق دس مقولے جن میں سے ایک جوہر اور فو عرض ہیں۔ جسم، ہیولی، صورت، نفس، ناطقہ اور عقل یعنی ملائکہ کا شمار جوہر میں ہے اور کیف، کم، این، مٹی، اضافت، وضع، فعل، انفعال اور ملک عرض ہیں۔ جوہر اور عرض کے لیے دیکھیے سودا کے قصیدہ نمبر ۳ کے شعر نمبر ۳ کا حاشیہ۔ ارفق = بڑا رفیق، بڑا دوست۔ (۱۵) ہم = ہمیز، بھی۔ ملحق = پیوستہ، ملا ہوا۔ (۱۶) سطوت = دیدہ بہ - توسن - گھوڑا۔ عرق = پینہ۔ (۱۷) بحر تواج = حقائق کا موجدیں مارتا ہوا سمندر۔ زورق = چھوٹی کشتی۔ (۱۸) دادار = اے حاکم، اے خدا۔ سمعنا و اطعنا = ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ الحق = سچ، فی الواقع۔ (۱۹) حضرت خلاق = مراد خدا۔ لوح و قلم = تختی اور قلم جو عرش پر ہے۔ شمس جہت = چھ سمتیں، مراد دنیا۔ ہفت طبق = زمین کے سات طبقے۔

(۲۰) بھڑے = کلہرے، مرجبا۔ قلعہ اقطار سمواتِ علما = بلند آسمانوں کے قطروں کا قلعہ۔ اقطار = جمع قطر، خط مستقیم جو مرکز پر سے گزر کر دائرے کے دو ٹکڑے کر دے۔ قاف = ایک پہاڑ کا نام۔ پشتہ = ٹیلا یا تودا۔ خندق = کھائی۔ (۲۱) سوا لید ثلاثہ = تین قسم کی مخلوق۔ حیوانات، نباتات، جمادات۔ علی قدر الحال = حال کے مطابق، بقدر حال۔ محصول = حاصل کیا ہوا۔ سد رنق = تھوڑی سی جان، آخری سانس، تھوڑی سی چیز، مراد قلیل غذا۔

(۲۲) لطف فرما = عنایت کرنے والا۔ نطف ہمایوں = مبارک سایہ۔ عنقا = ایک خیالی پرندہ، سیرغ یا ایک عظیم الجثہ پرندہ جو مخفی یا ناپید ہے۔ بق = پتھر۔
 (۲۳) فی الش = مراد مثال کے طور پر۔ بیالی = ییل بمعنی رات کی جمع۔ ستوہم = دہم کیا ہوا۔ البق = دورنگا گھوڑا، دن اور رات کی مناسبت سے۔ (۲۴) مضار = گھوڑے پھیرنے کا میدان، مراد میدان۔ (۲۵) قی ورق = چیل اور سخت۔
 (۲۶) رازقی کل = سب کا رزق دینے والا۔ الوان = طرح طرح کا۔
 بے طشت و طبق = بغیر کشتی اور خوان کے۔ (۲۷) نم فیض = کرم کی نہی، مراد کرم۔ سیاہ = ماء بمعنی پانی کی جمع۔ سیاہ الابحار = سمندروں کا پانی۔ انجبرۃ ارض = زمین کے بخارات۔ زریق = پارا۔ (۲۸) الیق = بڑا لائق۔ (۲۹) ادیان = دین کی جمع۔ فرق = فرقہ کی جمع۔

(۳۳) شر = بدی، برائی۔ وسواس = وہم، دوسوہ۔ فلق = صبح کی سفیدی۔ (۳۴) بہرہ = فائدہ۔ (۳۵) تفضل ہو = مراد عطا ہو۔ زق زق = مراد جھک جھک۔ (۳۶) تکفل = ذمہ دار ہونا۔ اوفی و ابرو اوفی = سب سے زیادہ وفا ہونے والی اور سچی اور موافق۔ (۳۷) یکصدوسی = ایک سو تیس۔
 لیک = لیکن۔ بق بق = بک بک، فضولیات۔ (۳۹) عیال = عیش کی جمع، بیوی بچے۔

(۴۰) خاطر = مراد پاس، مرضی، خوشی۔ احمد مختار = پیغمبر اسلام۔ وصی برحق = مراد حضرت علیؑ۔ (۴۱) قلم عفو = معافی کا قلم۔ لوح جرائم = گناہوں کی تختی۔ حیدر کدآر = حضرت علیؑ۔ امام اصدق = بڑا سچا امام۔ (۴۲) رقا = تھوڑی سی جان۔ (۴۳) ساتی کوثر = مراد حضرت علیؑ۔ عطش = پیاس۔
 (۴۴) اہل بیت نبوی = رسول خدا کے گھرانے کے افراد۔ بارالہ = خدائے بزرگ۔

قصیدہ

مرزا سلیمان شکوہ، شاہ عالم ثانی بادشاہِ دہلی کے تیسرے بیٹے اور اکبر شاہ بادشاہِ دہلی کے بھائی تھے۔ غلام قادر روہیلہ کی بغلات کے بعد ترک

وطن کر کے اپنے بڑے بھائی مرزا جواں بخت کی طرح لکھنؤ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ایک طویل عرصہ تک لکھنؤ میں رہنے کے بعد کاس گنج اور پھر اکبر آباد چلے گئے۔ ۱۸۳۸ء میں وفات پائی۔

(۳) زور = بہت۔ بل بے = کلمہ تحسین، مرحبا، واہ واہ۔ سوندھے = سوندھا، (ایک خوشبودار مسالہ جس سے بال دھوتے ہیں۔) (۷) ڈر گوش = کان کا بندہ یا موتی۔ من = مہرہ، مشہور ہے کہ جب سانپ اسے اندھیری رات میں اگلتا ہے تو یہ چپکے لگتا ہے۔ نیٹ = بالکل، سراسر۔ (۸) جٹی = ملی ہوئی، جڑواں۔ بے ظالم بیداد = بغیر ظالم کے ظلم کا مفہوم ہے۔ انکھڑیاں = آنکھیں۔ (۹) چٹ = زخم، داغ۔

(۱۰) پائے خم = مراد شراب کے شے کے پاس۔ (۱۲) چتون = تیوری، انداز نگاہ۔ انکھیل = انکھیلی کرنے والی، شوخ۔ (۱۳) تیور = آنکھوں کا انداز۔ (۱۴) رسن = رستی۔ (۱۵) مژگانِ رسا = لمبی پلکیں۔ (۱۶) عقدہ راسِ ذنب = راہو اور کیتو کی گرہ۔ راس و ذنب آسمان پر اڑنے کی صورت کی ایک شکل ہے جس کو تینینِ فلک بھی کہتے ہیں، یہ دو دائروں پر منقسم ہے، دائرہ شمالی کو راس (راہو) اور دائرہ جنوبی کو ذنب (کیتو) کہتے ہیں، دونوں ہمیشہ ایک سو اتنی درجات کے فاصلے پر رہتے ہیں اور کواکب کے برخلاف چلتے ہیں، ان کے سورج کے ساتھ ہو جانے سے سورج گرہن اور چاند کے ساتھ ہو جانے سے چاند گرہن ہوتا ہے۔ یہاں چاند گرہن کی کیفیت پر نظر ہے۔ (۱۷) مَزَجُ البحرین = دو دریاؤں کا ملنا۔ (۱۸) برزخ = موت سے قیامت تک کا زمانہ، درمیانی چیز۔ (۱۹) نامِ خدا = مراد چشم بد دور۔ خود بینی = غرور۔

(۲۰) کشش = حرف کا کھنچاؤ۔ سدھوٹ = سیدھی تحریر۔ پلٹ = الٹی تحریر۔ (۲۳) غبغب = ٹھوڑی کے نیچے کا ٹکڑا ہوا گوشت۔ ذقن = ٹھوڑی۔ (۲۴) دھڑی = ہونٹوں پر جمائی ہوئی مٹی کی تہ۔ (۲۵) ساعد = کلائی۔ ڈک = چمک۔ (۲۶) برودوش = جسم اور سوندھا۔ بالیدگی = اٹھان،

اُتھار۔ (۲۸) بٹ = شکن۔ (۲۹) شہر سبز = سمرقند کے نواح میں ایک شہر
جہاں سرسبز درختوں کی وجہ سے ہر طرف سبزی دکھائی دیتی ہے۔ دادی نمل =
چیونٹیوں کی دادی جہاں حضرت سلیمان نے چیونٹیوں کو خطاب کیا تھا۔ سیلی =
پیٹ اور سینے پر بالوں کی لکیر۔

(۳۱) رنگترے = نارنگی کی ایک قسم۔ (۳۲) نیم بگفتہ = اُدھ بھدا =
(۳۳) بنت = ایک قسم کی تولی یا بیل جس میں تقریباً اور طلائی تاروں کا کام بنا
ہوتا ہے، لیس = پڑا قے کی = رنگ برنگ کی گوٹ کی یارنگ برنگ
کے کپڑے کی۔ (۳۴) گد گدا ہٹ = گدازی۔ (۳۵) تڑا قہ = آواز۔ (۳۶)
پیلا م = ایک قسم کا کپڑا۔

(۴۱) خوش کفل = کوٹھوں کی خوبصورتی۔ (۴۲) گات = خوشنمائی، وضع،
دھج۔ (۴۳) دال نے عین = دفع، دور ہو۔ (۴۵) عباسی = گل عباس،
ایک سُرخ رنگ کا پھول۔ (۴۶) گھنگھیاں = گھنگھی کی جمع، رتی، ایک قسم کا
سرخ اور سیاہ دانہ۔ (۴۸) سرو، شمشاد، صنوبر = درختوں کے نام جن سے
معشوق کے قد کو تشبیہ دیتے ہیں۔ جھڑٹ = حلقہ باندھ کر کھیلنا۔ (۴۹) نہ ڈرکے
بے خوف، بے جھمک۔ ریش قاضی = قاضی کی داڑھی، موٹی کی ڈاٹ یا شراب
چھاننے کے اس کپڑے کو بھی کہتے ہیں جو صراحی کے منہ پر لگا رہتا ہے۔

(۵۱) کشتیاں = خوان۔ (۵۲) فائدہ = یعنی کیا فائدہ۔ فرق = سمر۔
(۵۳) بادل پوشی = سونے چاندی کے تاروں کے کپڑے پہننا۔ گائے = گائے والی۔
(۵۴) سانگ = سوانگ، بہروپ۔ حضور = سامنے۔ مکٹ = تاج جیسا سری
کرشن جی پہنا کرتے تھے۔ (۵۵) گوپی = گوالے کی عورت، گوالن، کرشن جی
سے محبت کرنے والی گوالوں کی لڑکیوں میں سے ہر ایک کا لقب۔ کدم = کدب
ایک سایہ دار درخت کا نام جس پر کرشن جی گوپوں کے کپڑے نہاتے ہیں لے کر
چڑھ گئے تھے۔ بانسری دھن = بانسری کی دھن۔ جناتٹ = جنا کا کنارہ۔
یعنی بانسری بجا کر وہی کیفیت پیدا کر دیں جو کرشن جی کے بانسری بجانے سے

جنا کے کنارے ہوتی تھی۔ (۵۶) گوکل = ستھرا کے پاس ایک مقدس مقام
 جہاں کرشن جی کا بچپن گزرا تھا۔ پینڈا = راستہ۔ منسی بٹ = برگد کا پیر جس کے
 نیچے کرشن جی بانسری بجا کرتے تھے۔ (۵۷) گاگرہ = تانبے یا پتیل کا گھڑا۔
 دیکھیت = دکھائی دیتے ہیں۔ دھندلے = سیاہی مائل۔ درم = درخت۔
 اوتی = اوتے، اُس طرف۔ (۵۹) رہٹ = چمڑے کا بڑا ڈول جس سے کنویں سے
 پانی کھینچتے ہیں، چرس۔

(۶۰) سسل = مقیش وغیرہ کی گوٹ۔ (۶۱) سنکھ = روبرو، سامنے،
 مقابل۔ دولت بیدار = مراد خوش قسمتی۔ (۶۳) نیر حشمت = دبدبے کا
 ستارہ۔ (۶۴) مجرا = سلامی۔ غٹ کے غٹ = غول کے غول۔ (۶۵) دہل و
 کوس = طبل اور نقارہ۔ گاؤزیں = وہ روایتی گائے جو زمین کی تہ میں ایک
 مچھلی پر کھڑی ہے اور جس کے سینک پر زمین قائم ہے۔ (۶۶) چیری صاحب =
 جان چیری، بنارس میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا ریزیڈنٹ جس کو وزیر علی خاں نے
 اودھ کی سند ریاست سے اپنی معزولی کی بنا پر قتل کر دیا تھا۔ روح بخشندہ =
 روح کو بخشنے والا۔ (۶۷) مارٹن، برن، روٹلی، ایل اور آرنٹ بھی انگریزوں
 کے نام ہیں۔ (۶۹) طرفہ گستر = مراد انوکھے کچھ ہوئے۔ چھپرکھٹ = مسہری
 چھتری دار پلنگ۔ سرکھٹ = چھپرکھٹ کی طرح ایک قسم کی مسہری۔

(۷۰) ارغمنوں = ارگن، ایک باجا۔ خفقان = ہول دل، دھڑکن۔ (۷۱)
 بار = باریابی۔ تلپٹ = تلف، تباہ۔ (۷۲) عازم = ارادہ کرنے والا۔ گللوں =
 سرخ رنگ کا گھوڑا، مراد گھوڑا۔ گاؤسر = گرز جس کا سر بیل کی صورت کا ہو،
 ایران کے قدیم بادشاہ زیدوں کا گرز جس کا سر بیل کی صورت کا تھا۔ سام = رستم
 کے دادا کا نام جو خود بھی پہلوان تھا۔ (۷۳) چنگھاڑ = خوفناک آواز۔ عرق =
 پسینہ۔ زال = رستم کے باپ کا نام جو خود بھی پہلوان تھا۔ گل ولا = کیچڑ۔ (۷۴)
 جامہ چرم پلنگ = چیتے کی کھال کا لباس۔ پہلوان شیر اور چیتے کی کھال کا لباس
 پہنتے تھے۔ ریش دو شاخ = دو شاخہ دار ٹھی۔ (۷۵) وٹھا = لڑائی۔ شکر شام =

ملکِ شام کا لشکر، یزیدی لشکر، مراد پڑی فوج۔ گھونگھٹ کھانا = فوج کا پیا
 ہو کر پیچھے ہٹنا۔ (۷۸) برسرِ قاف = قاف کے اوپر، قاف ایک پہاڑ کا نام ہے۔
 (۸۱) نہ جھڑے = لوہے کے رینے ٹوٹ کر نہ گریں۔ اکٹ = مضبوط، جو کاٹے
 نہ کٹے، جس کی کاٹ نہ ہو۔ (۸۲) صاعقہ = بجلی کی کڑک۔ دُمِ آب = دھار کی
 قوت یا چمک۔ صولت = ہیبت۔ (۸۳) قیصرِ روم = روم کا بادشاہ۔ خاتان =
 چین اور ترکستان کے بادشاہ کا لقب۔ (۸۴) ہوادار = امرا کی ایک قسم کی کھلی ہوئی
 سواری۔ (۸۵) چتر = امرا کی سواری پر سایہ کرنے کے لیے ایک قسم کی چھتری،
 چھتر۔ (۸۶) بادپا = مراد گھوڑا۔ (۸۷) سرپٹ پھینکنا = بہت تیز دوڑانا۔ (۸۸)
 پوٹیوں جانا = گھوڑے کا میا نہ رنتار سے بھاگے جانا۔

(۹۰) چھلاوا = ایک خیالی مخلوق جو آن کی آن میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتی
 ہے۔ (۹۲) رعد = وہ فرشتہ جو ابر کو ہانکتا ہے اور جس کی آواز بادل کی گرج
 ہے۔ (۹۴) ہفت اقلیم = ہفت کشور، سات ولایتیں، قدیم حکمانے آبادی
 کے سات حصے مقرر کیے تھے جن کے نام چین، ترکستان، ہندوستان، توران،
 ایران، روم اور شام ہیں، مراد کل کائنات۔ اجلاں = بزرگی، شکوہ۔ (۹۵)
 خرطوم = سونڈ۔ گشتِ آمل = اسیدوں کی کھیتی۔ آمل = اہل بمعنی اسید کی
 جمع۔ (۹۶) پیلِ سحاب = بادل کا ہاتھی، مراد بادل۔ (۹۷) لیلة القدر فرج بخش =
 فرحت بخشنے والی مبارک رات۔ لیلة القدر = شبِ قدر، ماہِ رمضان کی ایک
 رات جس میں عبادت کرنا نہایت مبارک ہے۔ ہاتھی کو لیلة القدر اور اس
 کے دانتوں کو حضرت عیسیٰ کے دعا کرتے ہوئے ہاتھ قرار دیا ہے۔

(۱۰۱) شکوہ = نقارے کی آواز۔ (۱۰۲) نوبتی = نوبت بجانے والا۔
 الغودہ = ایک قسم کا منہ سے بچنے والا باجا۔ شہنا = شہنائی، سرائی، ایک
 قسم کا باجا۔ دھریپ، تول، خیال، ترانہ، حمد و ثناء = مختلف راگ راگینوں کے
 نام۔ دیس = ایک راگ۔ لہرا = گانے کی چلتی ہوئی لے۔ لے گیولے گیوتوارو
 جی مہارے انوٹ = گانے کا بولی۔ انوٹ = ایک گھنگرودار زیور جو پاؤں کے

انگوٹھے میں پہنا جاتا ہے۔ (۱۰۴) بھیروی، گنگلی، توڑی، الھیٹا، کھٹ = راگنیوں کے نام۔ (۱۰۵) کرتنا = ترہی، ایک باجا۔ بوق = کرتنا یا قرنا کی طرح کا ایک باجا۔ (۱۰۶) کلارنگ = کشتی کا ایک داؤں، کلا جنگ۔ راگ مالا = راگ کی کتاب۔ صورت نہٹ = نہٹ راج کی تصویر جو راگ مالا میں ہوتی ہے، عموماً ایک پیر پکھڑا ہوا دکھایا جاتا ہے۔ (۱۰۷) گنبد مینا = مراد آسمان۔

قصیدہ ۲

جارج ثالث ۱۷۶۰ء سے ۱۸۲۰ء تک انگلستان کا بادشاہ تھا۔

سمن = چنبیلی کا پھول۔ (۲) اطفال نباتات = مراد پھول پودے وغیرہ۔ (۳) کیت = نازک تپلابید۔ (۵) نستر = ایک پھول، سیوتی۔ کوچ = گدے دار بڑی کرسی۔ (۶) گیللاس = گلاس۔ شگوفہ = کلی۔ (۷) زگس شہلا = سیاہ یا سیاہی مائل زگس۔ ہوائی چتون = وہ آنکھ جو ایک جگہ نہ ٹھہرے، شوخ آنکھ۔ (۸) بانات = ایک قسم کا ادنی کپڑا۔ کرتی = عورتوں کے پہننے کا چھوٹا کرتہ۔ سوسن = ایک اودے رنگ کا پھول۔ (۹) فرنگی طنبور = مغربی طرز کا ڈھول۔ (۱۰) ارگن = آرگن، ایک مغربی باجا۔ (۱۲) نے نوازی = بانسری بجانا۔ (۱۳) سکھ درس = ایک پودا جو کرتنا یا ترہی سے مشابہ ہوتا ہے۔ (۱۴) پنیں = پاکی۔ (۱۶) صندوق فرنگی = مغربی صندوق، بانسکوپ کا صندوق یا سیر بین جس میں بچوں کو تصویروں کا تماشا دکھایا جاتا ہے۔ مرزا محمد عسکری مرتب کلام انشا کے مطابق "شاید آئینہ دار میوزیکل باکس"۔ اس صورت میں مغربی طرز کا سنگھار دان مراد ہو سکتا ہے جس میں آئینہ بھی ہوتا ہے اور تصویریں بھی بنی ہوتی ہیں۔ "میوزیکل" کی کوئی مناسبت نہیں۔ گردش رنگ چمن از قرۃ العین حیدر، ص ۵۳-۵۴ میں اسے قیاساً "کیمیرے کی ابتدائی شکل بتایا گیا ہے"۔ منصور آگے کو جھکا بغور سن رہا تھا۔ نواب صاحب: ارے بھائی عسیریہ صندوق فرنگی انشا اللہ خاں نے Camena obsuka کو تو نہیں کہا تھا جو دانیان فرنگ ایجاد کر چکے تھے؟ کیا عجوب ہے جان بلی صاحب نے ایک عدد ولایت سے منگوایا ہو۔ کون چیر خباب اللہ؟

کیمے کی ابتدائی صورت قبلہ۔ یہ شعر یقیناً اسی کے تعلق ہے۔۔۔ برش
 میں اس کا ماڈل دیکھا ہے۔ سمجھیے کرے کے برابر گنبد۔ اس کی چوٹی پر ایک عدد
 گھومنے والا لینس۔ نیچے فرش پر دو دھیا شیشے۔ تاشائیوں کے لیے چوگردگیلری تیز
 دھوپ میں گنبد کے باہر کا منظر اور چلتے پھرتے لوگ Lens پر Reflect
 ہوتے تھے اور اس کا الٹا عکس دو دھیا شیشے پر۔ لیجیے صاحب میر انشا کا شعر
 آئینہ ہو گیا۔ لیکن اس تشریح کی بھی شعرے کوئی خاص مناسبت نہیں۔
 (۱۹) بادلہ = سونے چاندی کے تاروں کا کپڑا۔ آبِ رواں = بہتا ہوا پانی۔ ایک
 باریک کپڑے کا نام بھی ہے۔ (زار = پا جامہ۔

(۲۰) لہی = ایک باریک ریشمی کپڑا۔ پشواز = عورتوں کی ایک طرح کی گھڑدار
 پوشاک، ناچنے کا لباس۔ گل مہتاب = ایک بھول، چاندنی۔ (۲۱) چاند تارا =
 باریک مہل جس پر چاند اور تارے کی بوٹیاں کڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ (۲۲) حق =
 ایک شہر یا خطہ جہاں کا مشک مشہور تھا۔ (۲۳) پروین و پرین = ثریا، سات
 ستاروں کا جھمکا۔ (۲۵) نک سک سے درست ہونا = سر سے پاؤں تک
 خوش نما ہونا۔ دھج = انداز۔ مٹکاپن = ادائیں دکھانا، شکنا۔ (۲۶) حبش =
 حبشیوں کا ملک۔

(۳۱) دہرے صاد کرنا = دوبارہ صواد بنانا، بہت پسند کرنا۔ شاہدین = دو گواہ۔
 چشم پرفن = پرفریب آنکھ۔ دونوں آنکھوں کو خدا کے بنائے ہوئے دہرے صاد
 قرار دیا ہے۔ (۳۳) چیتون = انداز نگاہ۔ (۳۴) خط نسخ = عربی رسم الخط۔
 (۳۵) مثلث = تین کونوں والی شکل۔ (۳۶) پارہ ہائے صدف نور = نور کی سیپی
 کے ٹکڑے۔ (۳۹) فرنگی فانوس = بجلی کا تمقہ۔ شمع کا نورئی حسن = حسن کی
 سفید شمع۔

(۴۰) چشم خماری = آنکھ جس میں خمار کی کیفیت ہو۔ ڈورا = رگیں جو آنکھ
 کے ڈھیلے میں ہوتی ہیں اور نشے میں سرخ ہو جاتی ہیں۔ (۴۱) بدجہ حسن =
 اچھی وجہ کے ساتھ، بخوبی۔ (۴۲) چاہِ نخب = ترکستان کے ایک شہر نخب کا

کنواں جس میں سے حکیم ابن عطایا ابن مقفع کا بنایا ہوا طلسمی چاند شام کو نکلتا تھا اور صبح کو اسی کنوئیں میں ڈوب جاتا تھا۔ چاہِ ذقن = ٹھوڑی کا گرہ تھا۔ (۴۵) بیاض گردن = گردن کی سفیدی۔ (۴۶) سوزن = سوئی۔ حضرت عیسیٰ سے سوزن کا تعلق یہ ہے کہ جب دشمنوں سے بچانے کے لیے خدائے تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھایا تو ایک سوئی بھی ان کے دامن سے الگ ہوئی ساتھ چلی گئی تھی۔ چونکہ یہ دنیا کی چیز تھی اس لیے حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان سے آگے نہ جاسکے۔ سورج تو تھے آسمان پر ہے۔ (۴۷) کھجور سی چوٹی = چوٹی کی ایک طرح کی لہر دار مضبوط گندھاؤ جو کھجور کے تنے سے مشابہ ہوتی ہے۔ (۴۸) حلقوم = حلق۔ نغمہ داؤد = لہجہ داؤدی، حضرت داؤد پیغمبر کی خوش الحانی جو اپنی بے مثال تاثیر کے لیے مشہور ہے۔ (۴۹) لگ نہ سکے = مقابلہ نہ کر سکے۔

(۵۲) کچ = پستان۔ (۵۳) دار پار = دونوں طرف۔ چکوا چکوی = مشہور پرند سرخاب یا چکاوک کا جوڑا۔ دن بھر تو جوڑا ساتھ رہتا ہے، لیکن رات کو ایک دوسرے سے جدا ہو جاتا ہے۔ (۵۵) توہنی = توہڑی۔ (۵۶) بھٹنی = سرپستان۔ ریزہ نیلم = نیلے رنگ کے قیمتی پتھر کا ٹکڑا۔ سیام برن = کالا رنگ، بادلوں کا رنگ جو کرشن جی (شیام) سے منسوب ہے۔ (۵۸) سودہ اختر و در = ستاروں اور موتیوں کا صفوف۔ صافی = چھاننے کا کپڑا۔ (۵۹) بدرہہ سربتہ = منہ بند تھیلی۔ بیلاپن = بیوقوفی۔

(۶۰) انگوٹھی کی گھڑی = انگوٹھی کی طرح چھوٹی سی گھڑی۔ ارگن = ایک انگریز باجا۔ (۶۱) آئینہ ساں = آئینے کی مانند۔ عکس فلگن = عکس ڈالنے والا۔ (۶۲) روماول = پیٹ پر بالوں کی لکیر۔ (۶۳) فی المثل = مراد مثال کے طور پر۔ نہبا اکن = جس قدر ممکن ہو۔ (۶۵) کدم = کدمب، ایک سایہ دار درخت کا نام جس پر کرشن جی گویوں کے کپڑے نہاتے میں لے کر چڑھ گئے تھے۔ بندر بن = متھرا کے پاس کا جنگل، کرشن جی کی پرورش گاہ اور بیلہ بھومی۔ (۶۶) طوبی = جنت کا ایک درخت جس کی ایک شاخ جنتیوں کے مکانوں میں ہوگی اور

اس ایک شائع سے طرح طرح کے سیوے اور خوشبوئیں حاصل ہوں گی۔ (۶۷)
 سقنقور = ریگ ماہی، مچھلی کی قسم کا ایک جانور جو ریگستان میں پایا جاتا ہے۔
 (۶۹) کُندن = خالص سونا جو بہت چمکیلا ہوتا ہے۔

(۷۰) سقنقور کا گوشت کھانے سے قوتِ مردی میں اضافہ ہوتا ہے۔ آشوب
 زمن = فتنہ زمانہ۔ (۷۱) شاخِ مرجاں = حجر البجر یا مونگے کا ٹکڑا۔ (۷۲) کھلی بن =
 خشک جس میں ہاتھی پائے جاتے ہیں۔ (۷۳) ساقِ سمیں = چاندی جیسی سفید نیڈلی۔
 بلورِ مین = ملکِ مین کا شیشہ یا شفاف تھپر جو مشہور تھا۔ (۷۴) فندقِ پا = دیکھیے سودا
 کے قصیدہ نمبر ۴ کے شعر نمبر ۳۸ کا خاشیہ۔ (۷۵) کھنگھی = رقی، سرخ اور سیاہ
 دانہ۔ چنپا بن = چنپا کا خشک۔ (۷۶) ابرن = زیور۔

(۷۷) نول بیاہی = نئی بیاہی ہوئی۔ (۷۸) ڈھلے = مائل ہو۔ راجہ نل =
 مہا بھارت کے ایک ضمنی قصے کے مطابق نشادھ دیس کا راجہ جو دھرب دیس کے
 راجہ بھیم کی بیٹی دمن یا دمنتی کا عاشق اور شوہر تھا۔ (۷۹) بارہ دری اور اناڑاٹش
 بازیوں کے نام ہیں۔ (۸۰) توپ ہوائی = تقریب کے موقع پر ہوا میں جو توپ
 داغی جائے۔ جھاڑ = چھت سے لٹکنے والی شیشے کی سجادٹ جس میں روشنی کی جاتی
 ہے۔ (۸۱) اکڈال مرصع کے باسن = ایک ہی طرح کے جڑاؤ برتن۔ (۸۲)
 بُرج = غبارہ جس میں چراغ جلا کر اڑاتے ہیں۔ جوگی جے پال = ایک روایتی ساحر۔
 آسن = جوگیوں کے بیٹھنے کا ڈھنگ۔ (۸۳) گھوڑ بھل = ایک قسم کی رتھ جس کو
 گھوڑے کھینچتے ہیں۔

(۹۱) پرن = طبلے کی گت، مراد طبلہ بجنے کی آواز۔ (۹۲) مقدم = ورود
 قدم رکھنا۔ (۹۳) یمین الدولہ = لفظی معنی قوتِ سلطنت، مراد نواب سعادت
 علی خاں۔ حاتم = زمانہ جاہلیت کے اواخر میں عرب کے قبیلہ طے کا مشہور سخنی۔
 جہم = جمشید، ایران کا ایک مشہور بادشاہ جس کے پاس جامِ جہاں ناک تھا۔ فلاطون =
 افلاطون، یونان کا ایک مشہور فلسفی، کنایتہ بڑا عقل مند آدمی۔ (۹۴) ناظم الملک =
 ملک کا انتظام کرنے والا، مراد نواب سعادت علی خاں۔ جناب عالی = بلند مرتبہ والا۔

نواب سعادت علی خاں کا لقب بھی تھا۔ فتن = فتنہ کی جمع، آشوب، فساد، گڑبڑ۔
 (۹۵) عالی = عالی حشمت = وہ عالی مرتبت جس کے خدام بھی بلند رتبہ ہوں۔ نواب
 سعادت علی خاں نواب آصف الدولہ کے بعد ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۷ء سے ۱۲۲۹ھ مطابق
 ۱۸۱۳ء تک اودھ کے نواب وزیر تھے۔ انشا ان کے درباری شاعر تھے۔ اسی تعلق
 کی وجہ سے جارج ٹاٹ بادشاہ انگلستان کی تعریف میں انھوں نے یہ قصیدہ لکھا
 ہے اور ان اشعار میں نواب سعادت علی خاں کی تعریف کی ہے۔ (۹۶) مقروءین =
 جائے قرار و جائے امن۔ (۹۷) صفدر = صفر = لڑائی میں صفوں کو بھانسنے والا۔
 منصور = فتح مند۔ غازی = بہادر۔ پُردل = بہادر۔ (۹۸) عدن کا موتی
 مشہور ہے۔ (۹۹) کوکب تابان = یمن کا چمکدار ستارہ، سپہیل یمن۔
 مشہور ہے کہ جب یہ ستارہ چمکتا ہے تو کیڑے مکوڑے اور ناجائز بچے
 مرجاتے ہیں۔

(۱۰۰) بردان = دیل۔ مبارز = فوج میں سے بڑھ کر لڑنے والا۔ (۱۰۱)
 ہما = ایک خیالی پرندہ جس کی غذا ہڈی ہے اور جس کا سایہ پتہ نے سے آدمی بادشاہ
 ہو جاتا ہے۔ بہمن = ایران کا ایک بادشاہ جس کا دوسرا نام اردشیر تھا اور جو
 اسفندیار کا بیٹا تھا۔ (۱۰۲) تنگاور = گھوڑا۔ جولاں گاہ = گھوڑ دوڑ کا میدان۔
 سام = رستم کا دادا جو خود بھی پہلوان تھا۔ گودرز = ایک ایرانی پہلوان کا نام۔
 (۱۰۳) سناں = بھالے یا تلوار کی نوک۔ پشن = مشہور ایرانی پہلوان کا نام۔
 (۱۰۴) وغانا = لڑائی۔ رد میں تن = لغوی معنی دھات کا جسم رکھنے والا، شامیانہ
 فردوسی کے ایک پہلوان اسفندیار کا لقب جس کے جسم پر کوئی ہتھیار اثر نہیں
 کرتا تھا۔ (۱۰۵) خاک تودہ = تودہ یا ڈھیر کی مٹی جس پر تیر اندازی کی مشق
 کرتے ہیں۔ غریباں = چھلنی۔ (۱۰۶) دُرِ ناب = اصلی موتی۔ طراز دامن = دامن
 کے نقش و نگار یا آرائش۔ (۱۰۷) اسرار حضور یعنی نواب سعادت علی خاں کے راز۔
 (۱۱۰) ہما سایہ = ہما کا مبارک سایہ رکھنے والا، مراد نواب سعادت علی خاں۔
 (۱۱۵) جھڑ = جھڑی، مسلسل بارش۔ (۱۱۸) سکندر = مقدونیہ کا بادشاہ جس کی

فتوحات مشہور ہیں - (۱۱۹) غائباً امریکہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۲۰) سرکن برکن = متحیر، حیران - (۱۲۱) ٹیمپو سلطان = حیدر علی خاں کا بیٹا جو ۱۷۸۲ء میں میسور کا سلطان ہوا اور ۱۷۹۹ء میں انگریزوں کے ہاتھوں لڑائی میں مارا گیا۔ رجن = رجنٹ، فوج کا دستہ - (۱۲۲) عفا ریت = عفریتا (یعنی دیو) کی جمع - (۱۲۳) آہرمن = اہرمن، آتش پرستوں کا برائی کا خدا، مراد شیطان - (۱۲۴) بھبکین = راون کے بھائی کا نام - راون = لنکا کا راجہ جس کو رام چندر جی نے ہنومان جی کی مدد سے شکست دی تھی - (۱۲۵) بدھشٹر = بدھشٹر، مہا بھارت کے مطابق چندریشی راجہ وچترودیر یہ کے بیٹے پانڈوؤں کے پانچ بیٹوں (پانڈو) میں سے سب سے بڑے بیٹے کا نام - جرجودھن = درلودھن، چندریشی راجہ وچترودیر یہ کے نامی بیٹے دھرت راشٹر کے سو بیٹوں (کورو) میں سے سب سے بڑے بیٹے کا نام - لڑائی میں کورو مارے گئے تھے اور بدھشٹر مستنپاؤر کے راجہ ہوئے تھے - (۱۲۷) سمک = مچھلی جو زمین کے نیچے پانی میں ہے اور جس کے اوپر ایک کائے کھڑی ہوئی زمین کو اپنے سینک پر اٹھائے ہوئے ہے - ڈگن = بنسی جس سے مچھلی پھنساتے ہیں - (۱۲۹) مورچھل = مور کے پروں کا چنور جو بادشاہوں کے سر پر لایا جاتا ہے - راجہ کرن = ہندو دیو مالا میں ایک راجہ جو سخادت کے لیے مشہور ہے -

(۱۳۱) ملک ارمن = ارمنستان، آرمینیا - (۱۳۲) تخت کے = کیانی بادشاہوں کا تخت، کیکاؤس، کیخسرو، کیقباد اور کے لہراسپ کا تخت - اقلیم = کرۂ زمین کا ایک حصہ، ملک، سلطنت - (۱۳۳) بدخشاں = ہندوستان اور خراسان کے درمیان ایک ملک کا نام جہاں کے نعل مشہور تھے - (۱۳۵) کسری = نوشیروان ایران کے سامانی خاندان کا آخری بادشاہ جس کا انصاف مشہور ہے - (۱۳۶) قدغن = روک بندش - (۱۳۷) دزد حنا = ہندی کا چور، وہ جگہ جو ہندی نہ چڑھنے کی وجہ سے خالی رہ جائے - (۱۳۸) زخم میں چور رہ جانا = درپردہ زخم کا باقی رہ جانا، زخم کا پوری طرح اچھا نہ ہونا - (۱۳۹) انجن = کاجل، سرمہ -

(۱۴۳) شیراز و صفا باں = ایران کے مشہور شہر۔ (۱۴۴) کرج = ایک قسم کی لہی اور تپلی انگریزی تلوار۔ (۱۴۵) گیو = ایرانی پہلوان گودرز کے بیٹے کا نام۔
 بشرن = گیو کا بیٹا اور رستم کا بھانجہ جسے میترہ دختر افراسیاب سے عشق کی پادش میں افراسیاب نے ایک اندھیرے کنویں میں قید کر دیا تھا۔ (۱۴۶) کوزک = مکہ حرام۔
 خاوند خداوند = مالک کا مالک۔ (۱۴۷) نئی ناگنی اڑتی بے پھن = نیا دشمن بلاوجہ دشمنی کا سبب پیدا کرتا ہے (؟)۔ (۱۴۸) ہفت کشور = دیکھیے انشا کے قصیدہ نمبر ۲ کے شعر نمبر ۹۴ کا حاشیہ۔ (۱۴۹) جاں کندن ہونا = مراد مر جانا، نزع یا دم توڑنے کی حالت کو جاں کندی کہتے ہیں۔

(۱۵۰) مویہ پشیاں = جس کے بال بکھرے ہوئے ہوں۔ خویش = داماد۔ (۱۵۱) بوعلی = مشہور حکیم شیخ بوعلی سینا۔ گنگ = گونگا۔ الکن = تو تلا، ہکلا۔ (۱۵۲) ریاضی = حکمت کی تین قسموں (طبیعی، ریاضی اور الہی) میں سے ایک قسم جس کے تحت علم ہندسہ، علم حساب، علم نجوم، موسیقی، مناظرہ، مریا، جبر و مقابلہ اور جبر اتقال آتے ہیں۔ نقارۃ الملک لمن = دیکھیے سودا کے قصیدہ نمبر ۴ کے شعر نمبر ۸۶ کا حاشیہ۔ (۱۵۳) کودن = کند ذہن۔ (۱۵۴) تقویم کہن = پرانی جنتری، مراد بیکار چیز۔ (۱۵۵) تحریج مجسطی = مجسطی، علم ہیئت میں یونانی حکیم بطلمیوس کی مشہور کتاب کا نام، بعضوں نے اسے حکیم اقلیدس سے منسوب کیا ہے، خواجہ نصیر الدین طوسی نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ جنس = سامان، اشیا۔ بھیجن = کپڑا جس میں نئے کپڑے پیٹ کر رکھتے ہیں۔ (۱۵۶) انشاء اللہ = اگر خدا نے چاہا۔ (۱۵۷) نزع = کھیتی۔

(۱۶۱) صاحب شرق = مراد سورج۔ (۱۶۲) نت = ہمیشہ۔ (۱۶۳) فیروزی = فتح۔ طالت = طال۔ پیرامن = پیراموں، گرد اگر د، اطراف۔ (۱۶۴) کپنی نور کی = مراد ایٹم انڈیا کپنی۔ (۱۶۵) ناظم الملک بہادر = مراد نواب سعادت علی خاں۔

غلام ہمدانی مصحفی

یہ غیر مطبوعہ قصیدہ قصائد مصحفی (قلمی) ملوکہ خد بخش لائبریری پٹنہ سے لیا گیا ہے۔

(۱) سرطان = علم نجوم کے مطابق آسمان کے بارہ برجوں میں سے چوتھا برج جو کیکڑے کی شکل کا ہے، برج عقرب اور برج حوت کے ساتھ اس کا شمار برج آبی میں ہے۔ تیراعظم = سورج۔ فارسی سال شمسی کے چوتھے مہینے تیر میں سورج برج سرطان میں ہوتا ہے، تیر کا مہینہ تقریباً ساون کے مطابق ہوتا ہے۔ عمل حکومت، دور دورہ، یعنی جب سے سورج برج سرطان میں داخل ہوا ہے۔ (۲) انیس = بہت، بے انتہا۔ بقدر خرد دل = رائی کے دانے کے برابر۔ (۳) خم خاک = مٹی کا ٹشکا، مراد زمین۔ مدخل = داخلہ، دخل کی جگہ۔ (۴) جوں = مانند۔ سرکل = چیل میدان، صاف میدان۔ (۵) مینا کاری = مینا کا کام، ایک قسم کی نکل کاری۔ (۶) کوکلا = ایک چڑیا۔ (۷) انہ = آم۔ تو تو = کوئل کی آواز۔ (۸) بھندھا = ہینڈک۔ (۹) چکوی = سرخاب یا چکاوک کا جوڑا، دو آبی پرندے جو اکثر دریا کے کنارے رہتے ہیں، دن بھر تو ساتھ ساتھ پھرتے ہیں لیکن رات کو ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں اور دریا کے الگ الگ کناروں پر بسیرا کرتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ پانی کی طغیانی کی وجہ سے دونوں کے دوبارہ ملنے میں دقت ہوتی ہے اور اس طرح ان کی شب بھر اور لمبی ہو جاتی ہے۔ بس کہ = چونکہ۔ طغیاں = زیادتی۔ (۱۱) تال اور سم = گانے میں ایک انداز کی آوازیں۔ اصطلاحاً مقررہ ضربوں پر آواز کے موزوں ہونے کو تال اور آخر ضرب کے وزن کے ساتھ برابر ہونے کو سم کہتے ہیں۔ یہاں بادلوں کی گرج کی طرف اشارہ ہے۔ طاؤسی = مور کے رنگ کی، نیلی۔ بہر کوہ و کتل = ہر پہاڑ اور ٹیلے پر۔ (۱۲) دو خواہ مخمل = مخمل کی وہ قسم جس کے دونوں طرف روئیں ہوتے ہیں۔ (۱۳) لکھ آبر = بادل کا ٹکڑا۔ چھاگل = ایک قسم کی صراحی جس میں مسافر پانی بھر لیتے ہیں۔ (۱۴) ہم تصاعد = باہم اوپر چڑھنا یا بلند ہونا۔ ہم تقاطر = باہم بوند بوند ٹپکنا، لگاتار ٹپکنا۔ مسامات = مسم کی جلیج،

باریک سوراخ - (۱۵) رعد = بادل کی گرج، بجلی کی کرک، اس فرشتے کی آواز جو ابر کو اٹکتا ہے۔ منونت = منومت، ہنومان جی جن کی فوج کی مدد سے رام چند جی نے راون کو شکست دی تھی۔ (۱۶) تو کبے = مراد گویا، جیسے۔ بُنا = لکڑی کا چھوٹا سا گولا جسے اس شخص کو ہاتھ میں پھرانے کے لیے دیتے ہیں جس کی فصد کھولتے ہیں تاکہ خون اچھی طرح نکلے۔ نشتر تیر = تیرا نشتر، تیر فارسی سال کے چوتھے مہینے کا نام ہے جو تقریباً ساون کے مطابق ہے اور برج سرطان کا محکوم ہے۔ عطار و ستارے کو بھی تیر کہتے ہیں۔ اکھل = بازو کی ایک رگ۔ اکھل کھولنا = فصد کھولنا، رگ پر نشتر لگا کر خون نکالنا۔ (۱۷) بسک = چونکہ۔ خانہ زنبور عسل = شہد کی مکھی کا چھتا۔ (۱۸) آئینہ محل = شیش محل۔

(۲۰) کبھو = کبھی۔ جھیل = جھالا، تیز بارش۔ چھل جانا = پانی میں برسی طرح بھیگ جانا۔ (۲۲) کلہ = ٹوپی۔ بارانی = وہ لبادہ جو بارش سے بچنے کے لیے اوڑھتے ہیں۔ (۲۳) موم جامہ = موم کا روغن دیا ہوا کپڑا جس پر پانی کا اثر نہیں ہوتا۔ پیکاں = تیر کی نوک، تیر۔ (۲۵) فیل باراں = ہتھیلیا، برسات میں چند روزہ زور شور کی بارش۔ زبس = بہت، چونکہ۔ (۲۶) سنبل = دریا کا نام، چنبل (۲۷)۔ دجلہ = عراق کا ایک دریا، مراد دریا۔ چاہ سیماب = پائے کا ایک کنواں۔ (۲۹) رُو = پانی کا بہاؤ یا ریلہ۔ سردل = چوکھٹ کے ادب کی لکڑی۔

(۳۰) عارض = رخسار۔ عارض ہوا = لاحق ہوا۔ سبل = آنکھ کا جالا، آنکھ کی ایک بیماری۔ (۳۱) سیم = چاندی۔ سیم بکھل = سیم کی ہنری۔ (۳۲) نیم گرداب = بھنور کا خطرہ۔ (۳۴) گھرننا = گھرنائی یا گھرنی، ایک قسم کی ناؤ جو گھڑوں سے بناتے ہیں۔ کدو = لوکی یا اس کی ایک قسم، مراد تونبہ جو کدو کو اندر سے خالی کر کے بناتے ہیں۔ سنہل = پانی کا چشمہ۔ (۳۶) بختی = بڑا خراسانی اونٹ جس کی نسل بادشاہ بخت (بخت نصر) سے منسوب ہے۔ اس بادشاہ نے عرب کی اذثنی اور عجم کے اونٹ سے شتر بختی پیدا کرایا تھا، مراد اونٹ۔ آسمان کو

ادب قرار دیا ہے۔ (۳۷) واصل = دلدل، کیچڑ۔ سدہ = راستے کی رکاوٹ۔
 (۳۸) تختہ مشق الف = تختی جس پر بچے لکھنے کی مشق کرتے ہیں۔ (۳۹)
 سیب نقشی = سیب جس پر شعر وغیرہ نقش کر دیے گئے ہوں۔ (۴۰) سود = لفظی
 معنی گھسائی یا رگڑائی، پٹوں کا ایک دوسرے سے مس کرنا یا رگڑ کھانا مراد ہے۔
 (۴۱) مصقل = ضیق کرنے کا آلہ۔ (۴۲) خاک ثوئی = چاندی سونا نکالنے کے
 لیے مٹی کو دھونا۔ معدن سیم = چاندی کی کان۔ (۴۳) شستہ ورفتنہ = صاف تھرا۔
 (۴۴) برسرِ تل = ٹیلے کے اوپر۔ (۴۵) بھوڈل = ابرک سے ترکیب دی ہوئی ایک
 قسم کی افشاں۔

(۵۰) روکش = مقابل، شرسدہ کرنے والا۔ (۵۱) اربابِ طرب = گانے
 بجانے والے۔ شکل گانا = خوشی منانا۔ (۵۲) منحنی خط = جھکی ہوئی یا باریک لکیر۔
 کنڈل = دائرہ۔ (۵۳) پکھراج = پیلے رنگ کا ایک قیمتی پتھر جس طرح لعل
 سرخ اور فیروزہ سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ بیک سنگ = ایک پتھر سے۔ کھل ہونا =
 کھل میں حل کیا جانا یا پیا جانا۔ کھل = ایک قسم کی پتھر کی کوئی جس میں دو امیج سی
 یا حل کی جاتی ہیں۔ (۵۴) دود = دھواں۔ (۵۵) سیل = سلائی۔ مطربہ = مغنیہ
 گانے والی۔ مکمل = سرمہ دانی۔ (۵۶) چاشت = دن کا پہلا پہر، نصف پہر۔
 (۵۷) دل بادل = شاہجہانی خیمے کا نام، بڑا خیمہ۔

(۶۱) پشت ماہی = اس سچلی کی پیٹھ جس کے اوپر ایک گائے کھڑی ہوتی ہے
 اور زمین کو اپنے سینگ پر اٹھائے ہوئے ہے۔ (۶۲) حشمت = نوکر چاکر۔
 کوتل = گھوڑا، خصوصاً وہ گھوڑا جو امیروں کی سواری کے ساتھ صرف سجادے کے
 لیے رہے۔ (۶۳) پھل جانا = آبلے پڑنا۔ (۶۴) جنب = پہلو۔ حاتم = زمانہ
 جاہلیت میں عرب کے قبیلہ طے کا ایک شخص جس کی سخاوت مشہور ہے۔ زل =
 گپ، بہودہ گفتگو۔ (۶۵) اعدل = بڑا عادل۔ (۶۶) ترازو ہو جانا = تیرکا
 نشانے کی پشت سے گزر کر آ پار ٹکار ہنا، یہاں مراد یہ ہے کہ تیرکان ہمایاں
 آ پار ٹک کر رہ جائے اور اس سے کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ (۶۷) خُوف =

چاند گہن، چاند کے دھبے کی طرف اشارہ ہے۔ سیم و غل = کھوٹی چاندی۔

(۷۰) ہیزم = انیدھن، لکڑی۔ میان منقل = انگٹھی میں۔ (۷۱) غزالہ =

ہرن کا بچہ۔ موش = چوہا۔ (۷۲) شاہین = باز۔ صغوہ = مولا، ایک چھوٹی چریا جس کے پیٹ پر کالی دھاریاں ہوتی ہیں۔ (۷۳) باگ = باگھ، چٹیا۔ آؤل یا آؤل

نال، نال، ناف کا وہ حصہ جو بچے کی پیدائش ہوتے ہی کاٹ دیا جاتا ہے۔ (۷۴) دم =

مراد دھار۔ (۷۵) چرواں = چری ہوئی، دو شاخہ، دوسر۔ بارھ = دھار۔

شل دو خط جدول = جدول کی دو لکیروں کی طرح، جدول یا صفحے کے گرد کے حاشیے میں عموماً دو لکیریں برابر سے بنائی جاتی ہیں۔

(۷۶) سرخصم رجز خواں = رجز پٹھنے والے دشمن کا سر۔ رجز اس فخریہ تقریر

کو کہتے تھے جو پہلوان میدان جنگ میں کرتے تھے۔ (۷۷) تلکج = غالباً کلکز، حجاد

کا درخت، حجاد کی لکڑی بہت مضبوط ہوتی ہے۔ قبضہ = دستہ۔ شیرزباں =

غصیل یا غضبناک شیر۔ (۷۸) کام نہنگ = گھڑیاں کا تالو یعنی منہ۔ (۷۹) شگی =

وہ قسم جو تلوار کے قبضہ سے لشکار تیار ہے۔

(۸۰) برش = کاٹ۔ قضا کار = اتفاقاً۔ (۸۱) فقور = چین کے ایک

بادشاہ کا نام، یہ لفظ دراصل فقیر تھا، فغ کے معنی بت اور پور کے معنی بیٹے

کے ہیں۔ چونکہ اس بادشاہ کے والدین نے اس کو بت کی نذر کر دیا تھا اس لیے

یہ نام پڑا۔ فقور چین کے قدیم بادشاہوں کا خطاب بھی تھا۔ بندہ = خادم،

غلام۔ طخان = اولاد، افراسیاب میں ایک مشہور بادشاہ۔ طغرل = سلجوقی

خاندان کا ایک مشہور بادشاہ۔ (۸۲) مطبخ = بادشاہی خانہ۔ مرہل = تلبنے

کی بڑی دیگ۔ (۸۳) خرج بصل = پیاز کا خرچ۔

(۸۴) نطع = چمڑے کا بچھونا یا فرش، مراد دسترخوان۔ خاصہ = کھانا۔

علل = علت (یعنی بیماری) کی جمع۔ (۸۵) پاڑھا = بارہ سنگھا۔ (۸۶) کلاں

گیر = بڑا شکار کرنے والا۔ قسقل = غالباً کوئی چھوٹا پرندہ۔ (۸۷) سمرغ = ایک

بڑا خیالی پرندہ جسے بعض لوگ عنقا بھی قرار دیتے ہیں۔ ہوا سیر فلک فرسا =

مراد تیز پرواز اور بلند پرواز - زرخل = نیکی چیز - مدح حاضر = وہ مدح جو
 ممدوح کو حاضران کر کی جائے اور جس میں اس کے لیے ضحائر مخاطب استعمال
 کیے جائیں - محرا = عاری - محل = محلہ کی جمع، جامہ - مخاطب = جس سے خطاب
 کیا جائے، مراد ممدوح - (۹۷) دنگل = مراد بھج ۱۰ سیاب رونق - (۹۸) دوتی =
 دو ہونا، خصوصاً تصور خدا میں کسی کی شرکت - (۹۹) شرف گاہ = بزرگی کی جگہ
 کسی سیارے کے اپنے اصلی برج میں آنے کو اس کا شرف کہتے ہیں - آفتاب کا
 برج محل میں آنا اس کا شرف ہے - عماری = ہودج جس میں ہاتھی کے اوپر
 بیٹھتے ہیں -

(۱۰۱) نت = ہمیشہ - (۱۰۲) پوست = کھال - شمنہ = کوتوال، دل کو کوتوال
 قرار دیا ہے - (۱۰۳) تہمتن = رستم کا لقب - محل خاں نکڑے سے حکم دیا جانا =
 مجرم ہو کر کاٹھ میں پاؤں ٹھونکا جانا - محل خاں کا نکڑا ایک قسم کا بھاری شہتیر
 ہوتا تھا جس کے دو ٹکڑوں میں مجرم کا پاؤں حکم کر قفل لگا دیتے تھے تاکہ وہ
 بھاگ نہ سکے - کہتے ہیں کہ اسے محل خاں نامی ایک شخص نے ایجاد کیا تھا - اینڈالا
 اینڈ نے والا، اکڑ دکھانے والا - (۱۰۵) مگافات = بے ی کا بدلہ، سزا - دن
 دیے = دن میں، علانیہ - کونجھل = کومل، سیندھ، لقب - (۱۰۶) امرائی =
 امیری - قیصر = بادشاہ روم کا لقب - (۱۰۷) بے نوا = بیکس - شکل = مانند
 شل - نرسل = نرکل، سرکنڈا، درخت جس سے بانسری بنتی ہے - محل = جگہ - (۱۰۹)
 صنوبر = سرو ناز کا درخت جس میں پھل نہیں ہوتا -

(۱۱۰) موشگافی = بال کی کھال نکالنا - عقدہ مالاخیل = نہ کھینے والی گرہ،
 مراد نہ حل ہونے والی مشکل - (۱۱۱) دست و نفل = مراد برابر سے، ساتھ
 ساتھ - (۱۱۲) خصم = دشمن - حُفل = حلیم کا گٹک یا کنکر جس کے اوپر تبا کو رکھا
 جاتا ہے - (۱۱۳) کیش = مسدک، مشرب - (۱۱۴) علی الرغم = برخلاف،
 برعکس - طعم = خوراک، کھانا - حنظل = ایک کڑوا پھل، اندرائن - (۱۱۵)
 اطلس سبز = سبز رنگ کا ایک ریشمی کپڑا - فراش = فرش بچانے والا - (۱۱۶)

اُٹل = اپنی جگہ سے نہ ہلنے والا - (۱۱۹) عرصہ یک کام = ایک قدم کا فاصلہ -
دوسرا مصرع = ابتدا سے انتہا تک دنیا کی وسعت کا فاصلہ یا میدان -

(۱۲۰) چھلدا وا = ایک خیالی مخلوق جو آن کی آن میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے - (۱۲۳) کا دا = گھوڑے کا دائروں میں ٹہلنا - (۱۲۴) سپہراؤل = پہلا آسمان -
(۱۲۵) یمن = سعادت - چہرہ نویس = حلیہ لکھنے والا - خوش = رستم کے گھوڑے کا نام، مراد گھوڑا - ارچل = سفید پاؤں کا گھوڑا جو منحوس سمجھا جاتا ہے - (۱۲۶) اشہل = بھیر کی سی آنکھوں والا، میش چشم - (۱۲۷) یال = گھوڑے کی گردن کے لیے بال - سپند = اسپند، کالا دانا جو نظر بد دفع کرنے کے لیے آگ میں ڈالا جاتا ہے - (۱۲۸) پر نالی = گھوڑے کے کفل یا سرن میں جو نالی سی پڑنے لگتی ہے - (۱۲۹) ذل بادل = نواب آصف الدولہ کے ایک ہاتھی کا نام تھا -

(۱۳۰) میکل = گلے میں پہننے کا ایک زیور - (۱۳۱) رہوار = راہ چلنے والا -
اچل = نہ چلنے والا - (۱۳۲) نخوردہ = نہ کھایا ہوا - (۱۳۳) جبال = جبل (یعنی پہاڑ) کی جمع - (۱۳۴) رقیق = تپلا، باریک - بقیۃ فولاد = لوہے کا انڈا -
(۱۳۵) عظم = بزرگی - (۱۳۶) خبط اسود = کالا ڈورا، مراد رات کا اندھیرا -
خبط ابیض = سفید ڈورا، مراد صبح کا اجالا - شل = شال - (۱۳۸) اسادے = چوبہ خیمہ، ستون -

(۱۴۱) پُرگردہ میزان = ترازو کے بھرے ہوئے پلڑے - میزان ترازو کی شکل کے ایک برج کا نام بھی ہے - (۱۴۲) تیشہ کوہ کن = مشہور روایتی عاشق فراد کا تیشہ جس سے اس نے اپنی محبوبہ شیریں کو حاصل کرنے کے لیے پہاڑ کاٹ کر دودھ کی نہر نکالی تھی - (۱۴۳) مقل دذل = تھوڑی بات جس کا مطلب بہت ہو - (۱۴۶) پدید = ظاہر، نمودار - جدول = نہر -
(۱۴۷) زہرہ = ایک ستارہ جو تیسرے آسمان پر ہے، لولی فلک، رقاۃ فلک -
خضیا گری = گانا، بجانا - مندل = ڈھول، پکھا دوج - (۱۵۰) نکو خواہ = بھلائی چاہنے والا -

شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی

قصیدہ ۷۱

یہ قصیدہ مخلیہ تاجدار اکبر شاہ ثانی کے بیٹے مرزا محمد ابو ظفر کے غسلِ صحت کی تہنیت میں لکھا گیا ہے۔ مرزا محمد ابو ظفر جو ۱۸۲۷ء میں بہادر شاہ کے خطاب سے دہلی کے تخت پر بیٹھے اس وقت ولی عہد تھے۔ موضوع کی مناسبت سے اس قصیدے میں طبی اصطلاحات اور معلومات سے خصوصی طور پر کام لیا گیا ہے۔

- (۱) معتدل = مزاج میں اعتدال یا برابری رکھنے والا یعنی جس میں نہ زیادتی ہو نہ کمی، اعتدال والا، موافق۔ صاحبِ صحت = تندرست آدمی۔
- (۲) دم بھڑا = دعویٰ کرنا۔ میحائی = میحا کا دھبہ، زندگی عطا کرنا، میما حضرت عیسیٰ کا لقب ہے جو مردوں کو زندہ اور بیماروں کو اچھا کر دیتے تھے۔
- دارالشفا = شفا خانہ۔ (۳) شاخِ بشکستہ = ٹوٹی ہوئی شاخ۔ مومیا = ایک دوا جس سے ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑ جاتی ہے۔ (۴) سودا = اخلاطِ اربعہ یعنی چار خلطوں میں سے ایک خلط جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ دیگر خلطِ خون، صفرا اور بلغم ہیں جن کا ذکر آگے کے شعروں میں آیا ہے۔ انسان انہیں چار خلطوں سے بنا ہے اور ان میں کمی بیشی ہونے سے صحت ٹھیک نہیں رہتی۔ احتراق = جلنا، مزاج میں حدت کی وجہ سے خلط کا جوش کھانا۔ سیاہ رنگ کے خلط سودا کی حدت اس حد تک ختم ہو گئی ہے کہ لالے کا پھول بغیر سیاہ داغ کے بڑھنے لگا ہے۔
- (۵) بیدِ مجنوں = بید کے درخت کی ایک قسم جس کی شاخیں نازک اور پتے باریک ہوتے ہیں اور دیکھنے میں دیوانوں کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ (۶) برگِ حنا = ہندی کی پتی۔ (۷) صفرا = ایک خلط جس کا رنگ زرد ہوتا ہے اور جس سے آدمی پیدا پڑ جاتا ہے۔ زرد چشم = جس کی آنکھیں پیلی ہوں، کہربا کے پیلے رنگ کی طرف اشارہ ہے۔ کہربا = ایک زرد مہرہ۔ (۸) مزاجِ بلغمی = مزاج جس

میں بلغنی خلط زیادہ ہو۔ بلغم = ایک خلط جس کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ تولید
 خوں = خون کا پیدا ہونا۔ چاندنی کا پھول سفید ہوتا ہے۔ ارغوانی = سرخ۔
 (۹) نے = کلمہ نفی، نہیں، نہ۔ سمیت = زہر لایا۔ تریاک = زہر مہرہ، زہر کی دوا۔
 (۱۰) جہدار = زہری، زہر کا اثر زائل کرنے والی ایک بوٹی۔ زقوم = تھوڑے
 ایک کانٹے دار زہریلا درخت۔ حنظل = اندرائن، ایک بہت کڑوا پھل۔ (۱۱)
 نیش = ڈنک۔ نوش = امرت، تریاق، شہد۔ دنبالہ زہور = بھڑکی دم جس
 میں ڈنک ہوتا ہے۔ کام = تالو۔ آفخی = سانپ۔ ہرہ = مراد زہر مہرہ، زہر کی
 دوا۔ آبلہ = مراد زہر کی تھیلی۔ (۱۲) دور دور = دور دورہ، حکومت۔ دوران
 سر = سر کا گھومنا، چکر۔ آسیا = چکئی۔ (۱۳) موتیا بند = آنکھ کی ایک بیماری۔
 صدف = سیپی۔ اہل صفا = صاف باطن، پاک ضمیر۔ (۱۴) زبان خامہ = قلم کی
 زبان۔ (۱۵) ہوا شانی = وہ (اللہ) شفا دینے والا ہے، یہ عربی فقرہ اطبا
 نسخے پر تبرکاً لکھتے ہیں۔ (۱۶) شتاب = جلد۔ بدرالدجا = بدرالدجی، مراد
 چودھویں کا چاند۔ دجی کے لفظی معنی ہیں رات کا اندھیرا۔ نیا ہاند چودہ دن
 کے بجائے ایک ہی رات میں ماہ کامل بن جائے۔ (۱۸) صبح صادق = حقیقی صبح،
 نور کا ترک کا جس کے بعد آفتاب نکلتا ہے۔ صادق = درست۔ شہتا = بھوک۔
 (۱۹) قرص = ٹکیا۔

(۲۰) ٹونگنا = آہستہ آہستہ کھانا، ایک ایک دانہ کھانا۔ اصلا = ہرگز۔
 (۲۱) تفتیح = کھولنا، باضمے کی ایک کیفیت جس کی علامت ڈکار ہے۔ نوبت =
 حالت۔ نوبت خانہ = نقار خانہ۔ کرنا = ایک با جاسے منہ سے پھونک کر بجاتے
 ہیں، ترہی۔ (۲۲) کوس = نقارہ۔ نفخ = پیٹ کا پھولنا۔ شکم = پیٹ۔ اصطلا =
 معد کا غذا سے بھر جانا، بضمی کی ایک کیفیت۔ (۲۳) جید الکیموس = وہ غذا جو
 جلد مضم ہو کر جزو بدن بن جائے۔ (۲۴) ساتوں اقلیمیں = دیکھیے انشا کے قصیدہ
 نمبر ۲ کے شعر نمبر ۹۴ کا ماشیہ۔ خط استوا = مشرق سے مغرب تک وہ فرضی خط
 جو زمین کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ دنیا کے لوگوں کا مزاج اب اعتدال سے

اس قدر قریب ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساتوں اقلیمیں خط استوا پر آگئی ہیں۔ (۲۶) مور کے پردوں پر نقش و نگار ہوتے ہیں اور نقش تعویذ کو بھی کہتے ہیں۔ قمری کی گردن میں گنڈا یعنی حلقہ ہوتا ہے اور گنڈا اس ڈورے کو بھی کہتے ہیں جس میں کوئی منتر یا عمل پڑھ پڑھ کر گرہ دیتے جاتے ہیں اور دفع بیماری کے لیے بچوں کے گلے میں پہناتے ہیں۔ (۲۸) لوید = خوشخبری۔ (۲۹) اقویا = قوی کی جمع، طاقتور۔

(۳۰) تقویت = قوت۔ مقوی = قوت دینے والا۔ اور ابقی طلاء = صونے کے ورق۔

(۳۱) شادی = خوشی۔ تہنیت خوانی = مبارکباد پڑھنا۔ سرگرم = مشغول۔ حث سرا =

مدح کرنے والا۔ (۳۲) بلبیل تصویر = تصویر کا بلبیل، مراد بلبیل کی تصویر۔

(۳۳) سعادت (نما = نیکی یا نیک بختی سے بھرپور۔ زراغ = کوا۔ زغن = چیل۔

جفیہ = انڈا۔ ہما = ایک پرندہ جس کے متعلق مشہور ہے کہ خبث شخص پر اس کا

سایہ پڑ جاتا ہے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔ (۳۴) امار الحیات = آب حیات،

امرت۔ کیمیا گروں کی اصطلاح میں ایک دوا کا نام ہے جو شہد، سہاگے اور گھی سے

تیار کی جاتی ہے اور جس کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ کسی دھات کے کشتے میں ملا کر آگ

پر رکھ دینے سے کشتہ پھر اپنی اصلی حالت میں آ جاتا ہے یا زندہ ہو جاتا ہے۔ جوں =

مانند۔ سیاب کشتہ = مرا ہوا پارا، پھونکا ہوا یا فاکستر کیا ہوا پارا۔ (۳۵) چشمہ آب

بقا = چشمہ حیاں، آب حیات کا سوتہ۔ قطرہ افشانی = بوندوں کا بکھڑنا یا گرنا۔

دُر خوش آب = چمکدار موتی۔ قوت فزا = قوت کو بڑھانے والا۔ (۳۶) یا قوتی =

ایک نہایت مقوی معجون جس کا سب سے بڑا حصہ یا قوت ہوتا ہے۔ (۳۸) گرد

کلفت = زنج کی دھول، زنج۔ (۳۹) عَدُو = دشمن۔ شقاوت = بد بختی، سنگ

دلی۔ برنگ سنگ پا = حجانویں کی طرح۔

(۴۰) خوردہ گل = گلاب کا زیرہ جو صونے کی طرح ہوتا ہے۔ دُر بے بہا =

انمول موتی۔ (۴۱) عشرت سرا = خوشی کا گھر۔ (۴۲) تار شمع = شمع کا دھاکا،

مراد لو۔ تار ساز مطرب = گویے کے باجے کا تار۔ (۴۳) قلقل = صراحی یا بوتل

سے شراب انڈیلنے کی آواز۔ (۴۴) فانوس خیالی = وہ تندرل جس میں تصویریں

ہوتی ہیں اور ہوا سے گردش کرتی ہیں۔ حلقہ رقصاں = ناچنے والیوں کا حلقہ، مراد ناچ یا ناچ کی محفل۔ (۴۵) آشیانہ = گھونسل، یہاں قبلہ نما کی ڈبیا مراد ہے۔ طائر قبلہ نما = قبلہ نما کی سولی۔ قبلہ نما = آلہ جس سے قبیلے کی سمت معلوم ہوتی ہے۔ (۴۶) تیلیوں کا رقص یعنی آنکھ کی تیلیاں ناچ رہی ہیں تیلیوں کے رقص میں کٹھ پتلی کے ناچ یا تماشے کی بھی رعایت ہے۔ (۴۷) گل کاری = پھول بنانا۔ ثریا و سہا = ستاروں کے نام۔ ثریا یا پرین سات باہم متصل ستاروں کا جھکا ہے اور سہا ایک بہت چھوٹا ستارہ ہے۔ (۴۸) صنم = کاریگری۔ سنگ پارس = پارس تپھر جس کے چھو جانے سے دھاتیں سونا بن جاتی ہیں۔ (۴۹) گلرینہ = پھل بھڑی۔ گل ہائے طلا = سونے کے پھول۔ (۵۰) گنج = آتش بازی کا مجموعہ۔ ستاروں = ستارہ کی جمع، ایک آتش بازی جس کے گنج چھڑائے جاتے ہیں۔ خندہ دندانہ = ایسی ہنسی جس میں دانت نظر آئیں۔ (۵۱) متباب = ایک آتش بازی۔ ہم تاب = مقابل۔ نمازہ = اٹن، پوڈر۔ مہ لقا = چاند سی صورت والا۔ (۵۲) برج = ایک آتش بازی، غبارہ۔ دوسرے مصرع میں برج سے آسمان کے بارہ برج مراد ہیں، برج حمل، برج میزان، برج عقرب وغیرہ۔ (۵۳) جشن جمشیدی = ایران کے تہیم بادشاہ جمشید کا جشن، جشن نوروز جس کی ابتدا جمشید سے منسوب ہے۔ (۵۴) دوسرے ذوق کے معنی ہیں شوق یا خوشی۔ (۵۵) شانی مطلق = قطعی شفا دینے والا، مراد خدا۔ بدخواہ = برا چاہنے والا، دشمن۔

قصیدہ ۲

ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ ظفر اکبر شاہ ثانی کے بیٹے اور دہلی کے آخری تاجدار تھے۔ ۱۷۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۳۷ء میں بادشاہ ہوئے۔ بغاوت کے الزام میں ۱۸۵۸ء میں انگریزوں نے قید کر کے رنگون بھیج دیا اور وہیں ۱۸۶۲ء میں وفات پائی۔

(۲) تصور اور تصدیق علم منطق کی اصطلاحیں ہیں۔ علم منطق کے مطابق ذہن قوتِ مدرکہ ہے اور قوتِ مدرکہ جس چیز کی ادراک کرتی ہے اس کو

علم کہتے ہیں۔ علم کی دو قسمیں ہیں، ایک تصور اور دوسری تصدیق۔ دو چیزوں میں باہمی نسبت "حکم" کہلاتی ہے۔ جب کسی چیز کی صورت حکم یعنی نسبت کے بغیر ذہن میں آتی ہے تو اس کو تصدیق کہتے ہیں، مثلاً زید کہیں تو محض زید کی صورت ذہن میں آئے گی جو تصور ہو گا۔ لیکن اگر زید نو سیندہ ہے کہیں تو زید اور نو سیندگی میں نسبت پیدا ہو جائے گی اور یہ تصدیق یعنی تصور با حکم ہو گا۔ تصدیق صفت = تصدیق کا وصف رکھنے والا شعر کا مفہوم یہ ہے کہ میرے علم و عمل میں ایسی منطقت تھی کہ جس چیز کا میں خیال و تصور کرتا تھا اس کی عملی مثال یا شکل میرے سامنے آکھڑی ہوتی تھی۔ (۳) علم حصولی = وہ علم جس کی صورت یا مفہوم ذہن میں ہو یا جو نقطہ ذہن میں ہو۔ علم حضوری = وہ علم جس کی صورت سامنے ہو۔ حصول = مراد حاصل کرنا۔ (۴) نظری = وہ مسئلہ جس کے ماننے میں فکر یا دلیل کی ضرورت ہو۔ بدیہی = جس کے ماننے میں فکر یا دلیل کی حاجت نہ ہو۔ (۵) شکل = اصطلاح منطق۔ وہ صورت جو دلائل و قیاسات کی یکجائی سے پیدا ہو۔ نتیجہ = حاصل شکل یا حاصل دلائل و قیاسات۔ ہر شکل = ہر طرح سے۔ خطا = غلطی۔ عصمت = پاک دامنی، مراد یہ ہنر یعنی کسی صورت میں غلطی نہیں کرتا تھا۔ (۶) صور عملیہ = تصوف کی اصطلاح میں حقائق عالم کی صورتیں جو خدا کے علم میں ہیں۔ یہاں بظاہر حبلہ علوم کی معلومات کی طرف اشارہ ہے۔ (۷) درس و تدریس = سبق پڑھانا۔ (۸) صرف = قواعد زبان کی ایک شاخ جس کا تعلق الفاظ سے ہے، الفاظ کا علم۔ نحو = قواعد زبان کی ایک شاخ جس کا تعلق جملوں سے ہے، جملوں کا علم۔ ہر نحو = مراد ہر طرح سے۔ (۹) تفویق = بلندی۔ ناطقہ = قوت گویائی، مراد گفتگو کا ملک۔ تحت حکمت ہو = یعنی علم حکمت علم منطقی کے تحت ہو، حالانکہ فی الحقیقت علم منطقی علم حکمت کے تحت ہے۔

(۱۰) معانی = علم معانی، وہ علم جس سے کلام کو مقتضائے حال و مقام کے مطابق کرنے کی کیفیت معلوم ہو۔ بیان = علم بیان، ان قاعدوں کا علم جن سے ایک معنی کو کئی طریقوں سے ادا کر سکیں۔ نجوم = جوتش، ستاروں پیشین گوئی

کرنے کا علم۔ ہیئت = اجرام فلکی، زمین کی گردش اور کشش وغیرہ کا علم جو علوم ریاضی میں سے ہے۔ (۱۱) فرائض = تقسیم میراث کے علم کا نام، فرضیہ کی جمع، فریضہ خدا یعنی نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ۔ اصول = فقہ کے چار مسائل کا علم جو کتاب (قرآن) سنت (حدیث) اجماع الائمہ اور قیاس میں۔ کتاب = مراد قرآن مجید۔ سنت = پیغمبر اسلام کے عمل۔ (۱۲) علم الہی = ثبوت ذات الہی کا علم، فلسفۃ الہیات۔ رسا = پہنچنے والا۔ طبعی = علم طبیعی یا طبیعیات، علم حکمت کی ایک شاخ جو عناصر اور اجسام کی ماہیت و تغیر وغیرہ سے متعلق ہے۔ جودت = تیزی، تیز فہمی، جولانی۔ (۱۳) متکلم = صاحب علم کلام، علم منقول کو دلائل عقلی سے ثابت کرنے کا عالم یا احکام شرع کو عقل سے ثابت کرنے والا۔ پاس ملت = مذہب کی پاسداری۔ قدم = قدیم ہونا، کہنگی، ہمیشگی۔ بجہات = دلائل سے جہات جمع ہے جہت کی جس کے معنی دلیل اور سمت کے ہیں۔ کبھی دلائل سے یہ ثابت کرتا تھا کہ آسمان ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ سَمَاءُ انشَقَّتْ = قرآن مجید کے سورۃ انشقاق کے ابتدائی الفاظ "اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ" کی طرف اشارہ ہے۔ لفظی معنی "جس وقت کہ آسمان پھٹ جائے"۔ کبھی اس ارشاد الہی کے مطابق یہ دلیل لاتا تھا کہ قیامت کے دن آسمان پھٹ جائے گا۔ اس لیے اس کا وجود باطل ہے۔ (۱۵) تناسخ = روح کا ایک قالب سے دوسرے قالب میں آنا، دوبارہ جنم لینا۔ حجت = دلیل، بوٹ۔ (۱۶) حشر جہاد = جسموں کا اٹھنا یا زندہ ہونا جو قیامت سے متعلق ہے۔ عالم برزخ = موت سے قیامت تک کا درمیانی زمانہ۔ (۱۷) عرصۃ تدویر فلک = آسمان کی گردش کا میدان یا فاصلہ۔ (۱۸) مثبت = ثابت کیا ہوا۔ (۱۹) اعراض = عرض کی جمع، وہ چیز جو قائم بالذات نہ ہو، بخلاف جو ہر جو قائم بالذات ہوتا ہے۔ معلول = علت کیا ہوا، مسبب، علت یا سبب کا نتیجہ۔ فی الحقیقت جوہر میں اعراض قائم ہوتے ہیں اور علت سے معلول ثابت کرتے ہیں لیکن شاعر اپنی قوت استدلال سے اٹا کر دکھاتا تھا۔

(۲۰) منقول = نقل کیا ہوا، مراد علم منقول۔ معقول = جس کو عقل قبول کرے، مراد علم معقول۔ فقہ یا علم دین علم منقول ہے اور حکمت علم معقول۔

(۲۱) تفسیر = قرآن مجید کی تشریح کا علم۔ قرأت = حروف کو ان کے مخرج سے ادا کرنا، قرآن مجید کو لحن سے پڑھنے کا علم۔ (۲۲) محیطی = علم ہیئت میں یونانی حکیم بطلموس کی مشہور کتاب جس میں دلائل اور اصول اشکال منہدسہ کے بیان کیے گئے ہیں۔ بعضوں نے اسے حکیم اقلیدس سے منسوب کیا ہے۔ حاشی = حاشیہ کی جمع، حاشیہ پر لکھے ہوئے معنی یا شرح۔ اشارات = شیخ بوعلی سینا کی مشہور کتاب جس میں انھوں نے اپنے فلسفے کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ شفا = علوم معقول یعنی منطق، حکمت اور طب وغیرہ میں شیخ بوعلی سینا کی مشہور ترین کتاب کا نام۔ (۲۳) قانون = علم طب میں شیخ بوعلی سینا کی ایک مشہور کتاب کا نام۔ قاموں = مجد الدین بن یعقوب فیروز آبادی کا مرتب کیا ہوا عربی لغت۔ (۲۴) لون = رنگ۔ بینندہ = دیکھنے والا۔ صحیح = تندرست۔ دانندہ = جاننے والا۔ (۲۵) مثالی = حکما کا ایک گروہ جو اشیاء کی حقیقتوں کی دریافت دسیلوں سے کرتا تھا۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے پاس جا کر حالات معلوم کرتے تھے۔ اشرافی = حکما کا ایک گروہ جو حقائق کا علم روشنی باطن اور مکاشفہ و مراقبہ کے ذریعے سے حاصل کرتا تھا، بخلاف مثالیین کے ان حکما کو ملاقات باہمی کی حاجت نہ ہوتی تھی۔ (۲۶) نفی = مراد انکار۔ موفسطائی = حکما کا گروہ جس کے خیالات کی بنیاد وہم پر ہے اور جو حقائق کا بالکل منکر ہے۔ معتزلی = کنارہ کرنے والی جماعت، علما کا وہ فرقہ جو دیدار خدا کا قائل نہیں ہے۔ باعث ردّ رویت = خدا کے دیدار کے عقیدے کو رد کرنے کا سبب۔ (۲۷) جبری و مجبور = انسان کو مجبور ماننے والا فرقہ جبر یہ کا پیرو۔ قدری و مختار = انسان کو اپنے کاموں میں مختار ماننے والا فرقہ قدریہ کا پیرو۔ (۲۸) ملاحد = ملحد کی جمع، ملاحدہ، خدا سے منکر فرقہ۔ کلام الحاد = کفر کی گفتگو۔ وجودی = خدا کو مجسم ماننے والا یا کل موجودات کو ایک وجود حق جاننے والا۔ شہودی = خدا کو ہر جگہ موجود جاننے والا یا موجودات کی تمام صورتوں میں اس کا مشاہدہ کرنے والا۔

بیان وحدت = خدا کے ایک ہونے کا بیان -

(۳۰) ہندس = علم ہندسہ کا عالم - علم ہندسہ = ریاضی علموں میں سے ایک علم، جیومیٹری - مالوف = لفظی معنی الفت کیا گیا، مانوس، خوگر، رغبت رکھنے والا - شکل = علم ہندسہ یا اقلیدس میں شکل وہ ہے جو ایک حد یا کئی حدوں میں محدود ہو، مثلث اور دائرہ وغیرہ - مقدار = جبر و مقابلہ کی اصطلاح میں تعداد یا رقم مثلاً مقدار مثبتہ، مقدار منفیہ - محاسب = علم حساب کا عالم - قسمت = تقسیم -

(۳۱) جفار = علم جفر کا عالم - علم جفر حروف پر مبنی علم غیب ہے - ابجد کے اٹھائیس حروف کی تکیس یعنی ایک قسم کی تعویذ نویسی کی پوری کتاب ہوتی ہے جس کو کتاب جامع جفر تکیسِ عظیم، اسم کبیر، جفر جامع، عقل فعال، لوح محفوظ یا مصحف قمری کہتے ہیں۔ یہ کتاب اٹھائیس جز کی ہے، ہر جز اٹھائیس صفحے کا ہے، ہر صفحے میں اٹھائیس خانے ہیں اور ہر خانے میں چار حرف لکھے جاتے ہیں جن میں سے پہلا حرف خانے کی، دوسرا حرف سطر کی، تیسرا حرف صفحے کی اور چوتھا حرف جز کی علامت ہوتا ہے مخصوص قاعدوں کے مطابق انہیں حروف کے اشاروں سے احوال خیر و شر معلوم کرتے ہیں۔ مال صفت: رمال کی طرح - رمال = علم رمل کا جاننے والا - رمل نقطوں کے حساب پر منحصر علم غیب ہے - اس علم کی ترتیب چار نقطوں پر ہے جن کو ناری، ہوائی، مائی (آبی) اور خاکی کہتے ہیں۔ ان چار نقطوں میں چہار در چہار کی ضرب سے سولہ شکلیں حاصل ہوتی ہیں جن کی نظرات اور خانوں کے منسوبات وغیرہ سے احوال غیب کا پتہ لگاتے ہیں - (۳۲) خانہ کیسہ = رمل کے سولہ خانوں میں سے دوسرا خانہ جو مال و معاش وغیرہ سے منسوب ہے - خارج = الگ، باہر - شکل داخل = رمل کی سولہ شکلوں میں سے وہ شکل جس کی ابتدا میں زونج (دو نقطے) ہو اور آخر میں فرد (ایک نقطہ) ہو - شکل خارج = جس شکل کی ابتدا میں فرد ہو اور آخر میں زونج ہو - بیت غربت = زائچہ رمل کا نواں خانہ جو علم اور سفر وغیرہ سے متعلق ہے - خانہ کیسہ سے شکل داخل کا خارج ہونا علامت ہے روپیہ یا روزگار نہ ملنے کی اور شکل خارج کے بیت غربت میں داخل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر درپیش

ہوگا، یعنی آمدنی نہ ہوگی اور سفر کرنا پڑے گا۔ (۳۳) قرآن = دو ستاروں کی یکجائی جو علم نجوم کے مطابق بڑی سعد یا مبارک ہوتی ہے۔ چاند اور زہرہ کا ایک برج میں جمع ہونا قرآنِ اصغر ہے۔ مریخ اور زحل منحوس ستارے ہیں۔ رجوت = ستارے کی اشی چال۔ (۳۴) افسوں = منتر، جن وغیرہ کو قابو میں کرنے کا عمل۔ غزیت = سحر، جادو، موکلوں کو طلب کرنے کا عمل۔ طلسم = تصویر وغیرہ کے ذریعے سے منتر۔ عمل کی تاثیر کے لیے کبھی زکوٰۃ یا خیرات اور کبھی دعوتِ تجویز کی جاتی ہے۔ (۳۵) علم قیافہ = چہرہ دیکھ کر کسی کی سیرت معلوم کرنے کا علم۔ (۳۶) سرودی = فقرا کی ایک مشق جس میں سانس بند کر لیتے ہیں۔ ضبط نفس = سانس روک لینا۔ (۳۷) سیمیا = اشیائے مہیوم کی شعبہ بازی کا علم۔ کیمیا = معمولی دھاتوں کو سونا چاندی بنانے کی ایک روایتی صنعت۔ زرخش گنج دولت = دولت کے خزانے سے سونا چاندی حاصل کرنے والا، دولت کا خزانہ بنانے والا۔ (۳۸) شیخ شیوخ = شیخوں کا شیخ، بڑا بزرگ۔ شیخ رئیس = بڑا شیخ، شیخ رئیس مشہور حکیم شیخ بوعلی سینا کا لقب بھی ہے۔ صافی طینت = پاک سرشت۔ (۳۹) فرائض = فرض کی جمع، وہ عبادت جو فرض ہے۔ نوافل = نفل کی جمع، وہ عبادت جو واجب نہیں ہے۔ والا رتبت = عالی رتبہ۔

(۴۰) بارہ مقام = ایرانی فنِ موسیقی کے مطابق بارہ راگ جو آسمان کے بارہ برجوں کی رعایت سے مقرر کیے گئے ہیں۔ ان کے نام رما دی جینی، راست، حجاز، بزرگ، کوچک، عراق، صفاہاں، نوا، عشاق، زنگلہ اور بوسلیک ہیں۔ چاروں مت = ہندوستانی روایات کے مطابق موسیقی کے چار اہم مذہب یا اسکول: تمیر مت، بھرت مت، ہنومان مت، اور کلناتھ مت۔ اہل ہند کے اعتقاد میں سنگیت یعنی موسیقی برہما کے بیٹے نارد کا بنایا ہوا ہے۔ اس میں یکے بعد دیگرے تمیر یا مہادیوشیو، بھرت، ہنومان اور کلناتھ نے تصرفات کیے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے تصرف کو ایک الگ ست کی حیثیت دی گئی ہے۔ (۴۱) غرا = شان والا۔ (۴۲) عروضی = علم عروض یعنی وزن، قافیہ اور ردیف کے علم کا جاننے والا۔

(۴۳) زبور = آسمانی کتاب جو حضرت داؤد پر نازل ہوئی۔ توریت = صحیفہ آسمانی جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا۔ مصحف = کتاب، مراد قرآن۔ آیت = آسمانی کتاب کا جملہ۔ (۴۴) زردشتی = مذہب زردشت (زرتشت) کا ماننے والا، آتش پرست، پارسی۔ موبہ = آتش پرستوں کا پیشوا۔ ژند = آتش پرستوں کی مقدس کتاب۔ پاژند = ژند کی ایک تفسیر۔ تبعیت = پیروی، اتباع۔ (۴۵) شاستر = مذہب کا مجموعہ قانون، ہندوؤں کے شارح منو کا بنایا ہوا قانون۔ بید = وید، ہندوؤں کی مقدس کتاب۔ پرن = ہندوؤں کی مذہبی کتابیں جن میں وید کے مسائل کی دسیلوں اور تمثیلی قصوں کے ذریعے سے تشریح کی گئی ہے۔ کھنڈت = گردبہ، خلل۔ (۴۶) فخر = چیتاں، بات کو ایسے الفاظ میں کہنا کہ بظاہر اصل معنی نہ پیدا ہوتے ہوں اور آسانی سے سمجھ میں نہ آسکیں۔ معما = کلام جو طرح طرح کی حرفی دالالتوں اور لفظی اشاروں سے کسی اسم یا فقرے پر دالالت کرے۔ اخبار = خبر کی جمع، اصطلاحاً احادیث نبویؐ کا علم۔ صاحب خبرت = علم رکھنے والا، ذی ہوش۔ (۴۷) اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرِ = العلم حجاب اکبر، اردو میں العلم حجاب اکبر مستعمل ہے۔ علم بہت بڑا پردہ ہے۔ صوفیوں کا قول، علوم ظاہری حقائق باطنی کے سمجھنے میں حائل ہوتے ہیں یا علم جتنا زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی ادراک حقائق مشکل ہو جاتا ہے۔ بلکہ = بلکہ معنی نادان کی جمع، وہ لوگ جو دنیاوی امور میں کم عقل ہیں، اشارہ ہے اِلٰی الْجَنَّةِ بَلَدٌ (حدیث) کی طرف، حنّت والے نادان ہیں یعنی جنّت معصوموں کے لیے ہے۔

(۵۱) میکل روم = روم کے ایک بت خانے کا نام۔ بت خانہ چیں = قدیم زمانے میں چین کا ایک بت خانہ۔ (۵۳) اَحْذَتْ = کلمہ تعریف، مرجبا۔ (۵۴) صاحب جہر = مراد صاحب کمال، صلاحیت رکھنے والا۔ جوہر فرد = جوہر لا تجزئی، وہ جوہر جو تقسیم نہ ہو سکے، مراد یکتائے کمال۔ بے قسمت = بے تقدیر جو تقسیم نہ ہو سکے۔ دوسرے معنی کی مناسبت جوہر فرد کے، اصطلاحی مفہوم سے ہے۔ (۵۵) مقولہ = قول، اصطلاح منطق۔ کیف = منطق کے مقولات عشر میں سے ایک مقولہ جو اراض میں سے ہے اور کیفیت اور رنگ مثلاً گرمی اور سیاہی سے متعلق ہے۔ دیکھیے انشا کے

قصیدہ ۱ کے شعر ۱۴ کا حاشیہ - کیفیت = لطف، مزہ - کیف (اصطلاح منطقی)
 اور کیفیت کی لفظی مناسبت ظاہر ہے - (۵۶) قافی چرخ = مشتری، برجیس،
 علم کا ستارہ ہے - دہقان فلک = ستارہ زحل، کیواں - نکبت = خواری، بھوت -
 (۵۷) خفیف = ہلکا، کمزور، شرمندہ - جبرِ اقبال = بجاری چیزوں کے کھینچنے اور
 اٹھانے کے قاعدوں کا علم - (۵۸) برگشتگی بخت = بد قسمتی - نظری عملی = حکمت
 کی دو قسمیں، حکمتِ نظری کو حکمتِ عملی بھی کہتے ہیں، اس کا تعلق تصورِ حقائق موجودات
 سے ہے - اس کے برخلاف حکمتِ عملی کا تعلق حرکات و صناعات کی مشق و فراغت
 سے ہے - (۵۹) سحبان = سحابِ وائل، عرب کا ایک فصیح و بلیغ شخص جس کے
 باپ کا نام وائل تھا وائل قریہ اور قبیلے کا نام بھی ہے - بکنت = ہکلا ہٹا
 زبان کا لڑکھڑانا -

(۶۰) ریاضی = حساب - صنائع = بڑا کاریگر، مراد ماہر - (۶۱) بیر = کنواں -
 منار = منیار - مسئلہ بیر و منار = کنویں اور منیار کی تعمیر کا علم - (۶۲) تقویم =
 جنتری - اَصطِلاب = اجرامِ فلکی کو ناپنے کا ایک آلہ - (۶۳) پورِ سینا = سینا
 کا بیٹا، ابنِ سینا، حکیم بوعلی سینا جس کے باپ کا نام سینا تھا - (۶۴) بالخاصہ =
 خاصے میں - خاصہ = وہ صفت جو کسی دوا کے ساتھ خاص ہو - کیفیت = وہ وصف
 جو کسی دوا میں خاص نہ ہو بلکہ وقتی طور پر حاصل ہو جائے - مرض کی بدلتی ہوئی
 علامتوں میں بعض دوائیں نئی تاثیر حاصل کر لیتی ہیں - (۶۵) نیرنج = طلسم، جادو -
 نخلِ نانبج = نارنگی کا درخت - (۶۶) سبق آموز ملائک = فرشتوں کو سبق پڑھا دالا،
 معلّم الملکوت، شیطان - مستوجب = لائق، سزاوار - رجم = سنگسار کرنا، پھراننا -
 (۶۷) مسجودِ ملائک = جس کو فرشتے سجدہ کریں - ظلوم اور جہول = بہت ظلم اور جہل والا
 بظلم اور نادان، مراد انسان - قرآنِ کریم کے سورہ احزاب میں بارِ امانت اٹھانے
 کے سلسلے میں انسان کے لیے اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا آیا ہے جس کا ترجمہ ہے
 "کچھ شک نہیں کہ بڑا ہی ظالم اور بڑا ہی نادان تھا" - ضعیف الخلق = کمزور پیدائش
 والا، ضعیف البیان - (۶۸) سجادہ نشین = مسندِ فقر یا کسی بزرگ کی گدی پر بیٹھنے والا -

خرقِ عادت = خلافِ عادت بات، کرامت۔ (۶۹) شیخ علیہ الرحمۃ نہ کہے = مرنے کے بعد کوئی تعظیم نہ کرے علیہ الرحمۃ = اس پر اللہ کی رحمت ہو، کلمہ تعظیم جو مرحوم بزرگوں کے نام کے ساتھ لگاتے ہیں۔

(۷۰) مقالات = مقالات اور مقالہ کی جمع، گفتگو، باتیں۔ قصصِ مصنوعہ = فرضی قصے۔ (۷۱) نویدِ بہجت = خوش خبری۔ (۷۲) دمِ تکبر = ناز سے قبل تکبر یا اللہ اکبر پڑھتے وقت۔ قد قامت = قد قامت الصلوٰۃ (کھڑی ہو چکی نماز) جو نماز شروع کرتے وقت پڑھتے ہیں۔ (۷۳) چشمِ وحشی = وحشت زدہ آنکھ جس کو قرار نہ ہو۔ نشہ ہرن ہونا = نشہ اتر جانا۔ (۷۴) درپے = لاگو، پیچھے پڑنے والا۔ زلفِ واژوں = الٹی زلف، مراد بکھرے ہوئے بال۔ تبت = (عربی) ہلاک ہو۔ بکھری ہوئی قاتل زلف کے لیے یہ مضمون پیدا کیا ہے کہ جیسے سرنگوں تبت لکھا ہوا ہو یعنی زلفِ ہلاکت کی متقاضی تھی۔ تبت کو اگر سرنگوں لکھا جائے تو یہ لفظ بکھری ہوئی زلف سے مشابہ ہوگا۔ (۷۵) بینی = ناک۔ موجہٴ دودِ لطیف = پاکیزہ دھوئیں کی لہر۔ (۷۶) دستِ بیداد = ظلم کا ہاتھ۔ یکدست = بالکل۔ (۷۷) چاہِ بابل = بابل کا کنواں جو آگ اور دھوئیں سے بھرا ہوا ہے اور جس میں عذابِ خداوندی میں مبتلا دو فرشتے ہاروت اور ماروت الٹے لٹکے ہوئے ہیں اور قیامت تک لٹکے رہیں گے۔ خدا نے ان فرشتوں کو شہرِ بابل میں اتنا کے لیے اتارا تھا لیکن یہ ایک طوائفِ زہرہ کے عشق میں مبتلا ہو گئے۔ زہرہ فرشتوں سے اسمِ اعظم سیکھ کر تیسرے آسمان پر چلی گئی اور ستارہٴ زہرہ بن گئی۔ فرشتے اسمِ اعظم بھول گئے اور چاہِ بابل کے عذاب میں گرفتار ہو گئے۔ ذقن = ٹھوڑی۔ ٹھوڑی کے گڑھے کو چاہِ بابل سے استعارہ کیا ہے۔ ہاروت صفت = ہاروت کی طرح۔ (۷۸) لعلِ شیریں = مراد ہونٹ۔ عناب = سرخ اور میٹھا پھل جو اطباء نسخوں میں دیتے ہیں۔

(۷۹) خوگر = عادی۔ نہ شرم کے وقت وہ مسکراتی تھی اور نہ بے پروائی سے نگاہ ڈالتی تھی یعنی شرم و تفاؤل کا مکمل نمونہ تھی۔ (۸۰) معنی معدوم = وہ

معنی جن کا وجود نہ ہو، عدم یا نیستی کے معنی۔ عقدہ موبہوم = وہ گمراہ جو وہم پر مبنی ہو، خیالی گمراہ۔ شاعرانہ تصور کے مطابق معشوق کے کمر اور دہن نہیں ہوتا۔ اس کی کمر کی جنبش سے کمر معدوم اور لبوں کی حرکت سے دہن موبہوم کا پتہ چلتا تھا۔ (۸۲) حرمت = سرخی۔ (۸۳) لب پاں خوردہ = پاں کھائے ہوئے ہونٹ، سرخ ہونٹ۔ اس کے سرخ ہونٹوں کی شوخی کے لیے حضرت عیسیٰ پر بھی خون کا الزام لگا دینا ایک معمولی بات تھی۔ (۸۵) نازک اندام = نازک بدن۔ سوا = زیادہ۔ شتم قست = یہ عربی فقرہ قرآن مجید کے سورہ بقرہ کی ایک آیت سے ماخوذ ہے، آیت کی ابتدا شتم قست قلو یکم سے ہوئی ہے جس کا ترجمہ ہے ”پھر سخت ہو گئے دل تمھارے“ اس میں بنی اسرائیل کی انتہائی سنگدلی کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۸۶) سیلی = بالوں کی لکیر۔ جدید پست = پیشہ پر پڑی ہوئی چوٹی۔ الف = حرف الف، الف کی طرح سیدھا خط جو فقرائے ناک سے لے کر سر کے بالوں تک کھینچ لیتے ہیں۔ (۸۸) شختر = غرور۔ بل بے = واہ واہ شاہاش۔ (۸۹) طناز = شوخ، ناز کرنے والا، اٹھلا کر چلنے والا۔ سحر = جادو۔ چشک = آنکھ جھپکانا۔ (۹۰) اشارہ = کرشمہ = ناز۔

(۹۱) بالین = سر بانا۔ لاشتم قتم = مت سواٹھ کھڑا ہو۔ (۹۲) شور بختی = مراد بدقسمتی۔ نمک افشاں = نمک چھڑکنے والا، شور بختی کی رعایت سے استعمال کیا ہے کیونکہ شور کے لفظی معنی کھاری کے ہیں اور نمک سے شراب سرکہ بن جاتی ہے۔ (۹۳) شیشہ ساعت = ریت گھڑی، دیکھیے سودا کے قصیدہ نمبر ۳ کے شعر نمبر ۱۰۵ کا حاشیہ۔ (۹۴) شعلہ جوالہ = چکراتا یا ناچتا ہوا شعلہ۔ کندہ و صت = ریشمی رستی جسے درویش و صوفی مراقبے کے وقت زانو پر لپیٹ لیتے ہیں۔ (۹۵) حرکت سے برکت ہے = کچھ کرنے سے بہتری ہوتی ہے۔ (۹۶) خنک = سرد، افسردہ۔ (۹۷) باؤ = خاتون، بیگم۔ (۹۸) ادہم لیل = رات کا مشکلی گھوڑا مراد رات۔ سر عرصہ = میدان کے اوپر میدان میں۔ برگشتہ عناں = نگام پھرا ہوا یعنی میدان سے بھاگ رہا ہے۔ اشہب یوم مسکت =

دن کا تیز رفتار سفید گھوڑا، مراد دن۔ سوئے ساحت = میدان کی طرف۔
 (۱۰۰) نوری = سفید طوطی۔ نلق = صبح کی سفیدی۔ بال کشا = بازو کھولنے
 والا، مصروف پرواز۔ غراب = کوا۔ صبح کی سفیدی کو سفید طوطی سے اور رات کی
 تاریکی کو کوا سے استعارہ کیا ہے۔ (۱۰۱) چرخِ مینائی = مینا یا شیشے کی طرح کا آسمان،
 سبز آسمان۔ (۱۰۲) عطر فشاں = خوشبو بکھیرنے والی۔ نہایت = پاکیزگی۔ (۱۰۳) ہے۔
 داہ داہ، کلہ تعریف۔ (۱۰۵) مشقی = کاغذ یا تختی جس پر سچے لکھنے کی مشق کرتے ہیں۔
 سیہ نامہ = اعمال نامہ۔ (۱۰۶) زہد فروش = پرمیزگاری کو بیچنے والا۔ آگ بھانکنا =
 بدگوئی کرنا، نقصان دہ بات کرنا۔ بادۂ نو یعنی نئی شراب کی رعایت سے آگ بھانکنا
 کہا ہے کیونکہ شراب کو آگ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ (۱۰۷) قل ہوا = فاتح ہوا، مراد فاتح
 ہوا۔ قلیا تام ہوئی = فاتح ہو گیا، مراد قصہ ختم ہوا۔ (۱۰۸) طرب ساز = خوشی
 سے موافقت کرنے والا، خوشی پیدا کرنے والا۔ کھرج = موسیقی کا پہلا سُر، بلکامر۔
 وصیوت = موسیقی کا چھٹا سُر، اونچا سُر۔ (۱۰۹) نغمہ برب = گاتا ہوا۔ مطرب پسر =
 گویے کا بیٹا، مراد معشوق۔ مغنیہ = آتش پرست کا بیٹا، مراد ساقی یا معشوق۔
 مہ طلعت = چاند سا چہرہ رکھنے والا۔

(۱۱۰) رام کلی، نلت = صبح کی راگنیوں کے نام۔ (۱۱۱) مے گوں = شراب کے
 رنگ کا، سرخ۔ (۱۱۲) خلوت = تنہائی، مراد خلوت خانہ۔ (۱۱۳) خردس = مرغ۔
 کہتے ہیں کہ عرش پر ایک مرغ ہے جس کے بانگ دینے سے زمین کے مرغ بھی بانگ
 دیتے ہیں۔ آوازۂ کوس رحلت = کوچ کے نقارے کی آواز۔ (۱۱۴) مرغابِ ادلیٰ جنبہ =
 بڑے پردوں یا بازوؤں والے مرغ، مراد فرشتے۔ نغمہ طراز = نغمہ گانے والا۔ (۱۱۵)
 ناقوس = سنکھ۔ (۱۱۶) صبوحی = شراب جو صبح کو پی جائے۔ سبو = شراب رکھنے کا برتن۔
 (۱۱۸) گھڑیاں = گھنٹہ۔

(۱۲۰) طوبیٰ لک = تیرے لیے خوشی ہو۔ شاہِ طوبیٰ قامت = جنت کے درخت
 طوبیٰ کی طرح قدر رکھنے والا معشوق۔ (۱۲۲) تہنیت = مبارک باد۔ صباحِ دولت =
 دولت کی صبح یعنی دولت۔ (۱۲۳) کسریٰ انصاف = جس کا انصاف مشہور انصاف

پسند بادشاہ کسریٰ کی طرح ہو۔ کسریٰ ایران کے ساسانی خاندان کا آخری بادشاہ تھا جس کو نوشیروان عادل بھی کہتے ہیں۔ خسرو، جم اور دارا بھی ایران کے مشہور بادشاہوں کے نام ہیں۔ داور = انصاف پسند حاکم یا بادشاہ۔ دوسرا مصرع = وہ بادشاہ جو جشید کی مانند خدام رکھتا ہے اور دارا کے دہد بے کا مالک ہے۔ (۱۲۲) قانع = توڑنے والا۔ حاجی = محو کرنے والا، مٹانے والا۔ (۱۲۵) کرے سلب = مٹا دے۔ ستر عورت = جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے۔ اگر مجذوب حالت جذب میں برہنہ ہو جائے تو ممدوح حکم شرعی سے اس کا سارا جذبہ شوق ختم کر دے۔ (۱۲۶) و صاف = بہت تعریف کرنے والا۔ صفات نیکو = اچھی صفات۔ (۱۲۸) مصحف رخ = چہرے کا قرآن، چہرہ جو قرآن کی طرح ہے۔ سایہ رب العزت = اس خدا کا سایہ جو عزت والا ہے۔ اتممت علیکم نعمت = تمام کی اور تمہارے نعمت = عربی فقرہ قرآن مجید کے سورہ مائدہ کی ایک آیت سے ماخوذ ہے، آیت اور اس کا ترجمہ یہ ہے:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔

آج کے دن ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام کو دین کی حیثیت سے ہم نے تمہارے لیے پسند کر لیا۔ شعر کا مفہوم یہ ہے کہ جو ممدوح کا چہرہ دیکھ لے اس کو ساری نعمتیں مل جائیں۔ (۱۲۹) دیوان عدالت = کچہری۔ محل عبرت = عبرت کا موقع، محل کے معنی عمارت کے بھی ہیں جس کی خاصیت دیوان عدالت سے ہے۔

(۱۳۰) امنیت = امن، عافیت۔ (۱۳۱) بار = رسائی پہنچ۔ غیر نشاط = سوا خوشی کے۔ (۱۳۲) برجیس = مشتری ستارہ، علم۔ ہم زانو = ساتھ بیٹھنے والا۔ تجلہ = دلہن کا چھپر کھٹ۔ ناہید = زہرہ، رقاہ فلک۔ (۱۳۳) نو بردہ = نیا غلام = قدیم خدمت = پُرانا خدمت کرنے والا۔ (۱۳۴) کیسہ = تھیلی۔ صرف = خرچ۔ طاقت = تھان۔ اطلس = ایک ریشمی کپڑا۔ خلعت = وہ پوشاک جو انعام و اکرام کے طور پر دی جائے۔ (۱۳۶) بدرہ = جنت کا ایک درخت۔ ریانس = باغ۔ (۱۳۷) افضال = فضل کرنا۔ برہان کرم = کرم کی دلیل۔ اکرام = کرم کرنا۔

(۱۳۸) حضور و غیبت = مراد حاضر و غیر حاضر۔ (۱۳۹) صافی = صاف۔ پردہ در = پردہ چاک کرنے والا، راز فاش کرنے والا۔ موشگافی = بال کی کھال نکالنا، مراد باریک بینی۔ کوہ شکافِ وقت = مراد باریکی یا مشکل کو چیرنے والی یا حل کرنے والی۔ (۱۴۰) حلم = بردباری۔ (۱۴۱) فرہنگ = عقل، بزرگی۔ (۱۴۳) دعوتِ صدق = سچائی کی ترغیب۔ بیعت = مرید ہونا، کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس کو اپنا پیشوا بنانا۔ (۱۴۳) عترت = اولاد۔ (۱۴۵) چمنِ قدس = پاکی کا چمن، عالمِ بالا جنّت۔ ذاتِ قدسی = پاک ذات۔ قبائے عفت = پاک دامن کی پوشاک۔ تیری ذاتِ پاک پر جو پہنیرگاری کی قبا ہے اس کی خوشبو عالمِ بالا میں فرشتوں کی روح کی قوت ہو۔ (۱۴۶) ولی نعمت = سرپرست۔ نطق = گویائی، مراد گفتگو۔ خنظل = اندرائن، ایک کڑوا پھل۔ (۱۴۸) عقربِ جہارہ = بچھو کی ایک قسم، یہ بچھو زمین پر دم گھسیٹتا ہوا چلتا ہے اور جس کو ڈنک مارتا ہے اس کے ہر منہ سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ بچھو کے چلنے میں ایک طرح کی شانِ ٹپکتی ہے خلیش کہ کھٹکنے والا۔ تیری شان و شوکت کا رشک تیرے حاسد کے دل میں جہارہ بچھو کی شان کی طرح کھٹکتا رہے۔ (۱۴۹) روشِ شیشہ = شیشے کی طرح۔ البرز = ایران کے ایک بلند پہاڑ کا نام۔

(۱۵۰) کشفِ وار = کچھوے کی طرح۔ (۱۵۱) کشتیِ نوح = حضرت نوح کے زمانے میں عذابِ الہی کے طور پر جو طوفان آیا تھا اس میں صرف حضرت نوح کی کشتی اور اس پر سوار ہونے والے ہی محفوظ رہ سکے تھے۔ اعدا = عداوتی دشمن کی جمع۔ گردابِ صفت = بھنور کی طرح۔ (۱۵۲) برش = کاٹ۔ مہوئی = کسی چیز کی ہیئتِ اصلی۔ مفارق = جدا۔ (۱۵۳) حرز = پناہ، حفاظت، تعویذ۔ تحوینہ = قبر کا نشان۔ (۱۵۴) آسیادار = چکی کی طرح۔ توسن = چنچل اور چلبلی گھوڑا۔ کاوا = گھوڑے کا دائرے میں ٹہلنا۔ پھرت = پھرنا۔ (۱۵۵) جبلِ پیکر = پہاڑ کی طرح جسم رکھنے والا۔ گردوںِ رفعت = آسمان کی طرح بلند۔ (۱۵۶) خرطوم = سونڈ۔ طرہ = چوٹی۔ دندانِ صفا = صاف یا سفید

دانت - ساعد = کلائی - سلمیٰ = عرب کی ایک مشہور حسین عورت کا نام -
 (۱۵۷) تپ لرزہ = بخار جو سردی اور کپکپی کے ساتھ آتا ہے - سرعت = تیزی -
 (۱۵۸) شربتِ خضر = مراد آبِ حیات - سمیت = زہر لایا پن - (۱۵۹) موقوف =
 بند - عدل کے لفظ کو نقطہ نہ دینے کو رشوت کا بند ہونا متصور کیا ہے، گویا نقطہ
 دینا رشوت ہوتی -

(۱۶۰) سرِ داغِ دل شمع = شمع کے دل کے داغ کے اوپر یعنی داغ سے شاہ
 شمع کی بقی کے اوپر - (۱۶۱) کنجشک = گوریا، چڑیا - (۱۶۲) کشتہ = بھسم کیا ہوا،
 پھونکا ہوا - جہیز = کیمیا گر - دیت = خوں بہا، وہ رقم جو قاتل کی جاں بخشی کے عوض
 میں مقتول کے دارمین کو دی جائے - (۱۶۳) صفا ذہن = صاف ذہن رکھنے والا -
 سراپا صفوت = سر سے پاؤں تک پاکیزگی - (۱۶۴) فرد = حساب کا غذا، ورق -
 حوائج = حاجت کی جمع، ضروریات - (۱۶۵) خلاق = خلیقہ (یعنی مخلوق) کی جمع -
 عارف = صاحبِ معرفت، خدا کو پہچاننے والا - (۱۶۶) نافہ = ہرن کی ناف کی ٹوٹی
 جس میں مشک ہوتا ہے - تبت کا مشک مشہور ہے - (۱۶۷) منتہی = انتہا یا
 اختتام کو پہنچنے والا -

قصیدہ ۳

(۱) زہے = واہ واہ، کلمہ تعریف و تعجب - تحریہ نغمہ = مراد راگ کی آواز -
 صریہ = وہ آواز جو قلم سے لکھتے وقت نکلتی ہے - (۲) نفس = سانس - خوش تر
 از ہم وزیر = نغمے کے اتار چڑھاؤ سے زیادہ اچھی - (۳) ہم = چڑھاؤ - زیر = اتار -
 کلید = کنجی - خاطر دل گیر = مغموم دل - (۴) وا = کشادہ، کھلا ہوا - (۵) انبساط =
 خوشی - تصویر کے بلب کی چونچ کا غنچہ کھل جائے یعنی بلب تصویر بھی چھپانے
 لگے - بلب تصویر کی منقار (چونچ) کو غنچے سے استعارہ کیا ہے - (۶) قفس
 میں بیٹھے سے = اندھے کو پنجرہ قرار دیا ہے - نغمہ سنجی = چھپانا - صفر = پرندے
 کی آواز - نالہ کا استعمال قفس کی رعایت سے کیا ہے - مرغ چمن نالہ و فریاد
 سے صفر میں جائے یعنی چھپانے لگے - نغمہ سنجی کا شوق آنا بڑھا ہوا ہے کہ

تعجب نہیں کہ پندہ پیدائش سے قبل انڈے ہی میں چھپانے لگے۔ (۷) ہمیر
سنبل = سنبل کی برابر کی کرنے والا۔ سنبل = ایک بلیدار گھاس، بال تھڑے۔
موج نقش خصیر = چٹائی کے نشان کی لہر یعنی وہ نشان جو چٹائی بچھانے سے
زمین پر پڑ جاتے ہیں۔ (۸) شرارہ = چنگاری، تپھر کے اندر چنگاریاں ہوتی
ہیں۔ تخم فشاں = بیج بکھرنے والا۔ بزرگ شصیر = جو کے پودے کی طرح۔
(۹) سبھ تزدیر = مکر و فریب کی تسبیح۔

(۱۱) خواب مغل = مغل کاڑواں، مراد بہت نرم۔ حریر = ایک نرم ریشمی کپڑا۔
(۱۲) طراوت = تری، نمی۔ دود گلخن = بھٹی کا دھواں۔ شل ابر پطیر = برستے
ہوئے بادل کی طرح۔ (۱۳) سنگ بیدہ = پارسیوں کے اعتقاد میں ایک تپھر
جس کو آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کرنے سے بارش ہونے لگتی ہے۔
(۱۵) گہر شب چراغ = رات میں چراغ کی طرح چمکنے والا موتی۔ (۱۶) شکر خندہ =
شیریں سکر اٹھ، کنایتہ طلوع صبح۔ بہم آمینختہ = ایک دوسرے میں ملا ہوا۔
(۱۷) سواد مشک ختن = ختن کے مشک کی سیاہی۔ ختن = وسطی ایشیا کا
ایک خطہ جہاں کا مشک مشہور ہے۔ آہو گیر موٹا = عیب نکالنا۔ (۱۸)
گل شتو = ایک پھول جو رات کو کھلتا اور خوشبو دیتا ہے۔ گل گیر = شمع کا
گل یا جلی ہوئی بتی کا ٹٹنے کی قینچی۔ (۱۹) چراغ کی بتی سے چنگاریوں کے بکھرنے
کو چراغ کا ہندنا کہتے ہیں۔ تغیر = بدنا۔

(۲۰) صبحی کش = صبح کی شراب پینے والا۔ بایں درازی ریش = داڑھی
کی اس لمبائی کے ساتھ، اشارہ ہے کہ فوں کی طرف۔ ساغر گیر = ساغر لکڑی
والا، مراد جس کے ہاتھ میں جام ہو۔ (۲۱) تاک = انگور کی بیل۔ چنار = ایک
بڑا درخت جس کے پتے انسان کے پنچے سے مشابہ ہوتے ہیں۔ بیدانخیر = ارزندہ
کا درخت۔ تاک اور بیدانخیر کے پتے بھی پنچے سے مشابہ ہوتے ہیں۔ (۲۲) سبزاں =
سبز کی جم، سافولی رنگت والے، مراد معشوق۔ (۲۳) کیونکہ = کیونکر۔ قدیر =
قدرت والا۔ (۲۴) سمیع = سننے والا۔ بصیر = دیکھنے والا۔ سمیع و بصیر خدا کی

صفات بھی ہیں اور ان کا تعلق علی الترتیب گل اور زگس سے ہے کیونکہ گلاب کا پھول کان سے اور زگس کا پھول آنکھ سے مشابہت رکھتا ہے۔ مظہر = صورت اظہار یا جائے اظہار۔ لطیف و خیر = پاکیزہ اور خیر دینے والا جو خدا کی صفات بھی ہیں۔ لطیف کی مناسبت نہکت گل سے اور خیر کی نسیم سے ہے۔ نہکت گل لطیف ہوتی ہے اور نسیم دور تک پھلتی ہے۔ (۲۵) عطر آگس = عطر سے بھرا ہوا، معطر۔ قرص = ٹکیا۔ عنبر = ایک خوشبودار مادہ۔ عیسر = ایک خوشبودار مرکب سفوف۔ (۲۶) حل = پہلا برج آسمانی جو مینڈھے کی شکل کا ہے۔ حوت = بارش یا برج آسمانی جو پھلی کی شکل کا ہے۔ حل سے حوت تلک = سارے آسمان پر۔ (۲۷) جہاتِ برتہ = چھ سمتیں ہش جہت۔ مشرق، مغرب، شمال، جنوب، تحت و فوق۔ مراد تمام کائنات۔ وسدت خواہ = وسدت چاہنے والا۔ جم غفیر = بڑی بھیر۔ (۲۸) مہ صیام = رمضان کا چاند۔ ماہ رمضان میں عیش و عشرت ممنوع ہے اور رمضان کا چاند دیکھ کر تلوار کا دیکھنا مبارک سمجھا جاتا ہے۔ (۲۹) شمس بازغہ = شمس البازغہ، علم حکمت میں ملا محمود جو نپوری کی ایک عربی کتاب۔ بدر خیر = میر حسن کی شبنوی سحر البیان یا بے نظیر و بدر منیر۔

(۳۰) صغریٰ = منطق میں شکل کا پہلا قضیہ۔ کبریٰ = منطقی شکل کا دوسرا قضیہ۔ شلاً "سقراط ایک انسان ہے، تمام انسان فانی ہیں، پس سقراط فانی ہے" میں پہلا جملہ صغریٰ، دوسرا کبریٰ اور تیسرا نتیجہ ہے۔ پیالہ چھوٹا اور سبوتا ہوتا ہے، جس کی مناسبت صغریٰ اور کبریٰ کے لفظی معنی سے بھی ہے۔ صغیر و کبیر چھوٹے بڑے۔ (۳۱) لائے مے = شراب کی تلموٹ۔ دیوار تہنقہ = ایک روایتی دیوار جس پر چڑھنے سے ہنسی آتی تھی اور آدمی مینتے مینتے مر جاتا تھا۔ بعض اے سکندر ذوالقرنین کی بنوائی ہوئی دیوار "سہ سکندری" اور بعض دیوار چین قرار دیتے ہیں۔ (۳۲) نبض صحیح = تندرست آدمی کی نبض۔ موج چشمہ تصویر = چشمہ آب کی تصویر کی لہر یعنی وہ لہر جو پانی کے چشمے کی تصویر میں بنی ہو۔ (۳۳) یمن = برکت، مبارکی، سعادت۔ علاج پذیر = علاج قبول

کرنے والا، اچھا ہونے والا۔ (۳۵) چوب گُل = پھول کی چھتری۔ بید مجنوں = بید کے درخت کی ایک قسم جس کی شاخیں نازک اور پتے باریک ہوتے ہیں اور دیکھنے میں دیوانوں کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ (۳۷) میں کھل بصارت = بنیائی کے سرے کی سلائی۔ کلک = قلم۔ خط غبار = خط کی ایک قسم جس میں حرف غبار کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ بصیر = بنیا، دیکھنے والا۔ (۳۸) فواق = ہچکی۔ زحیر = پھیش۔ (۳۹) تپ لرزہ = بخار جو کپکپی کے ساتھ آتا ہے۔ رطوبت = نمی۔ تیغیر = حرارت۔

(۴۰) تلخی دارو = دوا کی کڑواہٹ۔ (۴۱) مومیائی = ہڈی جوڑنے کی دوا۔ (۴۲) موئے کاسہ چینی = چینی کے پیالے کا بال، باریک خط جو چینی کے پیالے کے چٹک جانے سے پڑ جاتا ہے۔ موئے خیر = خیری آٹے کا بال۔ خیری آٹا بہت نرم ہوتا ہے اس لیے اس میں بال پڑ جائے تو آسانی سے نکل جاتا ہے۔ (۴۳) مفسد = مفسد معنی فساد کی جمع۔ ناخن شمشیر = تلوار کی دھار۔ (۴۴) نقش = ایک قسم کا تعویذ۔ صاحب تکسیر = مراد اثر کا مالک۔ تکسیر = تعویذ نویسوں کی اصطلاح میں کسی اسم کے عدد کو تعویذ کے خانوں میں اس طرح لکھنا کہ جس طرف سے گنا جائے شمار برابر آئے۔ اس قاعدے سے لکھا ہوا تعویذ یقینی تاثیر کا مالک خیال کیا جاتا ہے۔ (۴۵) اسم = نام، خدا یا نیرنگان دین کا نام جو دریا و نظیفے کے طور پر کسی مقصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جائے۔ عزیت = عمل یا افسوں جس سے کوئی مقصد حاصل ہو، مراد حصول مقصد۔ اسم اعظم = قرآن کریم میں پوشیدہ ایک کلمہ یا خدا کے ناموں میں سے سب سے بڑا نام جو بہ اختلاف اقوال اللہ صمد الرحمن وغیرہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نام کی برکت سے ہر دعا قبول ہو جاتی ہے۔ نسخہ اکسیر = کیمیا کا نسخہ، نسخہ جس کی تاثیر یقینی ہو۔ (۴۶) اعجاز عیسوی تاثیر = وہ معجزہ جس میں حضرت عیسیٰ کے معجزے کی تاثیر ہو۔ (۴۷) کراستوں سے پر ہونہ کہ عمر سے۔

(۵۱) شہان سلف = گذشتہ بادشاہ۔ مسخر = تسخیر کیا ہوا۔ (۵۲)

گنجِ خطیر = بڑا خزانہ - (۵۴) روزِ بہ = بہتر دن، اشارہ ہے صحیحیابی کی طرف - (۵۵) سہرِ صدی = ہر صدی کی ابتدا میں - (۵۸) ہلالِ بہت ونہم = انتیسویں تاریخ کا چاند جو بہت باریک ہوتا ہے -

(۶۰) رائے منیر = رائے روشن - عقولِ عشرہ = حکما کی اصطلاح میں دس فرشتے جنہوں نے حکمِ خدا سے کائنات کو پیدا کیا - خیال ہے کہ خدا نے سب سے پہلے عقلِ اول (جبرئیل) کو پیدا کیا - اس فرشتے نے درِ سرِ فرشتہ اور پہلا آسمان خلق کیا، اسی طرح دس فرشتے اور نو آسمان وجود میں آئے اور آخری فرشتے نے یہ دنیا تخلیق کی - عشرِ عشر = دسویں کا دسواں حصہ یعنی سواں حصہ بہت ہی کم - (۶۱) تابع = اطاعت کرنے والا، پابند - امر = حکم - تَشَاوُرُ وَاٰفِی الْاَمْرِ = مشورہ کرنا کام میں - یہ عربی فقرہ اس پر منحصر ہے کہ خدا نے قرآن شریف میں کام میں مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے - سورہ آل عمران کی ایک آیت میں وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ اَیَاہے جس کا ترجمہ ہے اور مشورہ کرو ان سے کام میں - عقل کل = بڑا دانا، نہایت عقل مند، کنا تہ جبرئیل - مشیر = مشورہ دینے والا، صلاح کار - اگر تو کام میں مشورہ کر کے حکم کا پابند نہ ہو تو جبرئیل کو اپنا صلاح کار یا وزیر ہرگز نہ بنائے - (۶۲) قلیل و کثیر = کم اور زیادہ، مراد سب کے سب - (۶۳) سہو = بھول - تقصیر = قصور - (۶۴) ضمیر = مراد دل - دوسرے ضمیر کے معنی قائم مقام اسم کے ہیں - صفائی کی ضمیر کا مرجع تیرا ضمیر ہے یعنی تو پاک ضمیر ہے - (۶۵) سَیِّئٌ = بُرَّائِی - حسنات = حسنہ کی جمع، نیکیاں - اصحابِ کہف = صاحبانِ غار، اصحابِ الرِّقِیم، وہ سات دیندار آدمی جو خدا کے دعویدار ایک بادشاہ دقیانوس کے خوف سے ایک غار میں مع ایک کتے کے جس کا نام قطمیر ہے چھپ کر سو گئے اور قیامت تک سوتے رہیں گے - مدوح کی نیکیوں کو اصحابِ کہف اور برائے کو قطمیر سے استعارہ کیا گیا ہے - (۶۶) سلب کرنا = ہٹانا - حادث = نئی پیدا کی ہوئی چیز، ہستی، مخلوق جس کے لیے تغیر لازمی ہے - اعتدال پذیر = اعتدال یا توازن قبول کرنے والا - (۶۸) آتھگیر = دست

پناہ چٹا جس سے آگ پکڑتے ہیں۔ (۶۹) نسق = انتظام۔

(۷۱) تکفیر = کفر کا فتویٰ دینا۔ (۷۲) سیہ مست = بدمست۔ احتساب = نگرانی، منوع باتوں سے روکنا۔ تعزیر = سزا۔ (۷۳) رسن = رستی۔
مدام = ہمیشہ۔ ازپے تشہیر = مراد رسوائی کے لیے۔ (۷۴) آتش دم = آگ کی
سی و صار رکھنے والی۔ نارِ سعیر = دوزخ کی آگ۔ سعیر = بھڑکی ہوئی آگ
دوزخ کا ایک طبقہ۔ (۷۵) خدنگ = تیر، (در اصل وہ درخت جس کی لکڑی
سے تیر بناتے ہیں)۔ خسود = بڑا حاسد، دشمن۔ ٹفنگ = بندوق۔ پنچیر =
شکار۔ (۷۶) نہیب = خوف، دہشت۔ شکلِ فلسِ ماہی = مچھلی کی کھال کے
حلقوں کی طرح۔ حلقہ جوہر = وہ سبز حلقے جو اچھی تلوار کی دھار پر دکھائی دیتے
ہیں۔ (۷۸) خامہ طغرائنگار = خطِ طغرائکھنے والا قلم۔ خطِ طغرا = ایک قسم کا
پیچیدہ خط۔ دوشِ خطِ منحنی = ٹیڑھی لکیر کی طرح۔ (۷۹) اشکالِ ہندسی =
علمِ ہندسہ کی شکلیں۔ اقلیدس = علمِ ہندسہ اور ریاضی کا ایک مشہور عالم جو
اسی نام کی ایک مشہور کتاب کا مصنف ہے۔

(۸۰) ابنِ مقلہ = ایک مشہور عربی خطاط کا نام۔ (۸۱) عطارو = ایک
ستارہ جس کو دبیرِ فلک یا منشیِ فلک کہتے ہیں۔ ناک میں تیرے = مراد ذیل
کرے۔ (۸۲) سمند = گھوڑا۔ زرقا = عرب کی ایک تیز نگاہ عورت جو ایک
دن کے سفر کے فاصلے تک دیکھ سکتی تھی۔ (۸۳) عرصہ گاہِ مسیر = سیر کا میدان،
چلنے (یا دوڑنے) کا میدان۔ (۸۴) حکایتِ شیریں و کوہکن = شیریں و فریاد
کا قصہ جس کے مطابق فریاد نے اپنی محبوبہ شیریں کو حاصل کرنے کے لیے تیشے
سے پہاڑ کاٹا تھا اور دودھ کی نہر نکالی تھی۔ (۸۵) کجک = آنکس، لہجہ کا
نوکدار آلہ جس سے ہاتھی کو بانکتے ہیں۔ جوئے شیر = دودھ کی نہر۔ (۸۶) خط
شعاع = ایک قسم کا خط، کرنوں سے استعارہ ہے۔ (۸۷) والا گہر = اعلیٰ نسل
یا خاندان والا۔ سراج = چراغ۔ (۸۸) خدیو بہرِ کلہ = سورج جیسی ٹوپی والا
بادشاہ۔ پہرِ سریر = آسمان جیسا بلند تخت والا۔

(۹۰) جہاں مسخر = دنیا کو تسخیر کرنے والا۔ عالم مطیع = دنیا کو مطیع بنانے والا۔ خلق مطاع = دنیا کا اطاعت کیا ہوا۔ فلک موید = آسمان جس کی تائید کرے۔ اختر معین = ستارہ جس کی مدد کرے، خوش قسمت۔ بخت نصیر = قسمت جس کی مددگار ہو۔ (۹۱) بوٹی = پودا۔ اکسیر = کیمیا، معمولی دھاتوں کو سونا چاندی بنانے کی ایک روایتی صنعت۔ (۹۲) نیر = ستارہ۔ غدیر = تالاب۔ فلس = حلقے جو مچھلی کی کھال پر ہوتے ہیں۔ نگین درسیماں = خاتم سلیمانی، حضرت سلیمان کی انگوٹھی جس کی برکت سے وہ دنیا پر حکومت کرتے تھے۔ بدست ماہی گیر = مچھلی پکڑنے والے کے ہاتھ میں۔ (۹۳) رحم خدا دعائے فقیر = فقیر کی دعا خدا کا رحم ہے۔ (۹۴) تدویر = گردش۔ (۹۵) مسیح = حضرت عیسیٰ جو زندہ چوتھے آسمان پر ہیں، دیکھیے انشا کے قصیدہ خبر کے شعر نمبر ۴۶ کا حاشیہ۔ (۹۶) قیوم = بڑا قائم ہونے والا، خدا۔

قصیدہ ۴۷

اکبر شاہ ثانی شاہ عالم کے بیٹے اردو بلی کے بادشاہ تھے۔ ۱۷۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۰۶ء میں باپ کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوئے اور ۱۸۳۷ء میں وفات پائی۔

(۱) گرسنہ = بھوکا۔ نیم تیغ = مراد تلوار کی دھار۔ لبِ بناں = روٹی کا کنارہ (تلوار کی دھار سے مشابہ ہوتا ہے)۔ (۲) طرفہ داماں = دامن کا کنارہ۔ (۳) خنک دل = سرد دل، افسردہ دل۔ نفسِ سرد = ٹھنڈی سانس، آہ سرد۔ یخ بستہ = برف کی طرح جما ہوا۔ زخشاں = چمکتا ہوا۔ (۴) شعلہ جوالہ = ناچایا چکراتا ہوا شعلہ۔ (۵) جگر تفتہ = جگر جلا ہوا۔ دمِ نصہ = رگ سے خون لیتے وقت۔ دیوانے کی رگ سے خون نکالا جاتا ہے جس کو نصہ کھولنا کہتے ہیں۔ بِنِ مو = بال کی جڑ۔ (۶) چشمِ سوزن = موٹی کانٹا کا۔ (۷) اقتادہ = گرا ہوا۔ دست گیر = ہاتھ پکڑنے والا، مدد کرنے والا۔ مورچکاں = مورچہ کی جمع، چھوٹی چوٹیاں۔ (۸) موقلم = بالوں کا قلم یا برش جس سے تصویر میں رنگ بھرتے ہیں۔ بناں =

تلوار یا نیزے کی نوک = پیکاں = تیر کی نوک۔

(۱۰) بچشم بنیش = دیدہ بینا کے لیے۔ سوہاں = رستی۔ (۱۲) کشت = کھیتی۔ آغشتہ زہراپ سناں = نیزے یا نیزے کے پھل کے زہریلے پانی میں لتھڑا ہوا۔ (۱۳) تلوار کا کیت میدان جنگ کو بھی کہتے ہیں۔ (۱۴) تلف کردہ = ضائع کی ہوئی، مراد گزری ہوئی۔ (۱۵) ماہِ نخب = حکیم ابن عطایہ ابن مقفع کا نایاب ہوا (عصرِ نوعی) چاند جو ترکستان کے شہر نخب کے ایک کنوئیں سے نکلتا تھا اور اسی میں غروب ہو جاتا تھا۔ (۱۶) سرگشتہ = مراد حیران۔ حلقہٴ دو بر فلاخن = گوپین کے چکر کا حلقہ یعنی وہ حلقہ جو گوپین گمانے میں پڑتا ہے۔ گوپین اس رسی کو کہتے ہیں جس میں اینٹ یا مٹی وغیرہ کا ٹکڑا رکھ کر پھینکتے ہیں۔ حلقہٴ فلاخن کی مناسبت ساغر سے ہے اور دہقان کی ساتی سے۔ (۱۷) گل بازی = وہ پھول جس کو گل بازی یعنی پھولوں کے ایک کھیل میں ایک دوسرے کی طرف اچھالتے ہیں۔ (۱۸) طلہ = سونا، پیلے رنگ کی طرف اشارہ ہے۔ ترش روئی = منہ کا کٹھاپن، مراد بد مزاجی۔ (۱۹) گردش زدہ دہر = زمانے کی گردش کا مارا ہوا۔ سنگِ تحوید = قبر کا پتھر۔ فساں = پتھر کا چاک جس پر چاقو وغیرہ تیز کرتے ہیں۔

(۲۰) روش = مانند۔ (۲۱) سوداں = جلتا ہوا، سرنخی کی رعایت سے۔ (۲۲) پتاں = اڑتا ہوا۔ (۲۳) دم عینی = حضرت عینی کی پھونک (تم باذن اللہ) جس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے۔ کارِ نفوسِ ثعباں = اشد دہکی مائیں کا کام۔ (۲۴) مزرع = کھیتی۔ گیتی = دنیا۔ دانہ مدبیدہ = اُگا ہوا دانہ۔ (۲۵) جاں سوز = جان کو جلانے والی۔ نئے قلیاں = حقے کی نلکی۔ (۲۶) تلزم = سمندر، دریا۔

(۲۷) ہوش = چاند کے مانند حسین۔ افشاں کرنا = افشاں چھڑکنا۔ (۲۸) نظار گیاں = نظارگی کی جمع، نظارہ کرنے والے، تماشائی۔ زنگس داں = زنگس کا گل دان۔ (۲۹) سراورنگ = تخت کے ادھر۔ (۳۰) فرخندہ لقب = مبارک

لقب والا۔ (۳۷) مدح حاضر = وہ مدح جو ممدوح کو حاضران کر کے جائے اور جس میں اس کے لیے ضامن خطاب استعمال کیے جائیں۔ خاقانی ہند = ہندوستان کا خاقانی۔ خاقانی شروانی فارسی کا ممتاز قصیدہ نگار ہے۔ مشہور ہے کہ اکبر شاہ نے ذوق کو خاقانی ہند کا خطاب دیا تھا۔ خاقان زماں = زمانے کا بادشاہ۔ (۳۸) میزان (ترازو) کی طرف آجائے یعنی مقابلہ کرے۔ (۳۹) تار رگ جاں شہر رگ کا تار، مراد شہر رگ۔

(۴۰) تجہ بھر عماں = بحر عمان کا بھنور۔ بحر عمان = مشرق وسطیٰ کا دریائے اعظم جس کے کنارے شہر عمان واقع ہے۔ (۴۱) ار باب ہم = ہمت والے لوگ۔ اَبانسان عبید الاحسان = انسان احسان کا بندہ ہے۔ (۴۲) مرجاں = موزگا، ایک سرخ سمندری لکڑی جس کو پنچے سے نسبت دیا جاتا ہے۔ دریا خود تیرے آگے سوال کے لیے ہونٹ کھولتا ہے وہ بھلا کس منہ سے کہہ سکتا ہے کہ وہ بھی پنچہ۔ مرجاں رکھتا ہے۔ (۴۳) سرخ روئی = منہ کا سرخ ہونا، مراد کامیابی۔ جگر خوری جگر کھانا۔ شیر کے بال بہت سخت ہوتے ہیں اور ان کے کھانے سے کلیجہ کٹ جاتا ہے۔ (۴۴) پلنگ = چیتا۔ نہنگ = گھڑیاں۔ برش = کاٹ۔ (۴۵) مچھلی کی کھال کو زرہ قرار دیا ہے۔ زرہ بھی مچھلی کی کھال کی طرح حلقہ دار ہوتی ہے۔ جوشن = ایک طرح کی زرہ، ایک قسم کا جنگی لباس جس میں کڑیوں یا حلقوں کے ساتھ لوہے کی پٹریاں بھی ہوتی ہیں بخلاف زرہ کے جس میں صرف کڑیاں یا حلقے ہوتے ہیں۔ نیستیاں = نرکل کا جنگل جس میں شیر رہتا ہے۔ ثریاں = غصیلہ، غضناک۔ شیر کی کھال کے سیاہ داغ جوشن کے حلقوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ (۴۶) تیری ہندوستانی تلوار کا ایک ایک جوہر ایران کے شہر اصفہان کی تلوار کے صفیٰ کو زیر لگیں رکھتا ہے یعنی کاٹ کی بہتری کی وجہ سے تیری تیغ ہندی شمیر اصفہانی کو بھی اپنی ماتحتی میں رکھتی ہے۔ قدیم زمانے میں ہندوستان اور اصفہان کی جی ہوئی تلواریں مشہور تھیں۔ (۴۷) بہشت ماہی = اس مچھلی کی پیٹھ پر جزمین کی تہ میں ہے اور جس پر وہ گائے کھڑی ہے جو زمین کو اپنے سنگ پر اٹھائے

ہوئے ہے۔ (۴۸) زاغ = کوآ۔ زغن = چیل۔ (۴۹) تیر نادک = ایک قسم کا
تھوٹا تیر۔ طائر قبلہ نما = مراد قبلہ نما کی سوئی۔ قبلہ نما = مثل قطب نما ایک آدھ جس
کی سوئی قبلے کی سمت بتاتی ہے۔ طیران = اڑنا۔

(۵۰) نار سحیر = دوزخ کے ایک طبقے کی آگ، مراد دوزخ کی آگ۔ انگشت
بزمیرہ نداں = دانت کے نیچے انگلی دانا حیرانی کی علامت ہے۔ (۵۱) کلبہ پُردود =
دھوئیں سے بھرا ہوا چھوٹا سا گھر یا کوٹھری۔ خفقان = احتجاج قلب۔ (۵۲) فرما نبر
دولت = سلطنت کا فرمانبردار۔ (۵۳) گل نازماں = ایک پھول۔ چونکہ اس کے نام
میں نازماں ہے اور حمد و ج کے اقبال سے انکار یا نافرمانی کرنے والے دنیا سے ناپید
ہو گئے ہیں اس لیے باغ میں گل نازماں بھی پیدا نہیں ہوتا۔ (۵۴) چاند کے اثر
سے سمندر میں مد و جزر آتا ہے۔ حضرت نوح کے زمانے میں قہر الہی کے طور پر جو طوفان
آیا تھا وہ کوفے کی ایک بڑھیا (زال کوفہ) کے تنور سے نکلتا تھا۔ (۵۵) آب آئینہ کی سیبت
پانی سے ہے اور رنج برق و شان کی آگ سے۔ اس شعر کا مضمون اپنی جگہ مکمل ہے
لیکن اس سے پہلے کے شعر کا انداز بیان ادھورا ہے۔ چنانچہ دونوں شعروں کو ملا کر مطلب
نکالنا پڑتا ہے۔ قہر کے سمندر پر تیرے کرم کے چاند کے اثر انداز ہونے کی وجہ سے جو
طوفان نوح کے تنور نے نور کے پردے میں جوش مارا ہے یعنی اس سے پانی کے طوفان کے
بجائے نور کا طوفان ابلا ہے تو تیرے انصاف نے آگ اور پانی کو یکجا کر دکھایا ہے
اور آئینے میں کہ پانی کی طرح ہے، کلی جیسے معشوقوں کے چہرے کا عکس دکھائی دے رہا
ہے۔ (۵۶) دل افکار = زخمی دل۔ سودہ الماس = پسا ہوا ہیرا جو حقیقتاً زخم
کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔ سنگ جراحت = ایک نرم سفید پتھر جس کا سفوف
زخم کے لیے مفید ہے۔ (۵۷) تریاک = تریاق، زہر مہرہ، زہر کی دوا۔ خط سبز
خوباں = معشوقوں کا سبز خط۔ کتاں = ایک نازک ریشمی کپڑا جو چاند کی روشنی میں
پھٹ جاتا ہے۔ (۵۸) سرزنش = نوکِ خار چمکانا، تکلیف پہنچانا۔

(۶۰) بے علف = بغیر چارہ۔ ناقہ = اونٹنی۔ قیس = محبوں۔ ضیافت =

دعوت۔ سرخارِ مرگاں = پلک کے کانٹے کی نوک، اونٹ کاٹے کھاتا ہے۔ (۶۲) مور =

چوٹھی۔ صد پل دریاں = سو مت پاتھی۔ (۶۳) جرم کیوں = ستارہ زحل کا جسم
یعنی ستارہ زحل جو ساتویں آسمان پر ہے اور سب سے بلند ستارہ ہے۔ (۶۶) ناہیہ
سائی = پیشانی گھسنا، سجدہ کرنا۔ موکشاں = ہاں کھینچتے ہوئے، کرنوں کی
طرف اشارہ ہے۔ (۶۷) مہرگاں = خزاں کے ایک مہینے کا نام جس میں آفتاب
برج میزان میں رہتا ہے، یہاں ہمت عالی کو مہرگاں قرار دیا ہے۔ نیساں = بہار
کا مہینہ، اس مہینے کی بارش جس کی بوند کے سیپی میں گرنے سے موتی بنتا ہے۔
(۶۸) طرفۃ العین = آنکھ کی جھپک پل، لمحہ۔ کاہ ربا = کہربا، ایک زرد مہرہ جو گھاس
کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ یرقاں = ایک بیماری جس میں مریض پیلا پڑ جاتا ہے۔
(۶۹) عیاذ باللہ = پناہ ہے اللہ کی، خدا بچائے۔

(۷۰) نخل = درخت، آتش بازی کا درخت بناتے ہیں۔ (۷۱) تہاں = ترپنے
والی۔ (۷۲) گوئے و چوگاں = گیند اور چوگان کھیلنے کا بلّا۔ (۷۳) بادیہ پیما = جنگل
کو طے کرنے والا، صحرا نورد۔ تازیانہ = کوڑا۔ بکار = درکار۔ (۷۴) قاف
سے تا قاف = دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک، قاف ایک فرضی پہاڑ
کا نام ہے جو ساری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے۔ غناں = گناہ۔ (۷۵) بصر
دش ہوا = ہوائے کاندھے پر۔ شمیم ریحاں = گل ریحاں کی خوشبو۔

(۸۰) کفل = سریر، جسم کا پچھلا حصہ۔ (۸۱) عیاں راجہ بیاں = ظاہر بتا
کا کیا بیان کرنا۔ (۸۲) بہ بیاں = بیچ میں۔ (۸۳) مستک = پیشانی۔ نگارِ خرم =
سونڈ کے نقش و نگار۔ (۸۴) کشورِ رنگ = ملک حبش، افریقیہ (سیاہ رنگ کی
رعایت سے)۔ فرنگی بچکاں = انگریز بچے (سفید رنگ کی رعایت سے)۔

(۹۱) طرب افزا = خوشی کو بڑھانے والا۔ (۹۲) رنگِ شبِ دیجور = کالی
رات کی طرح۔ ماتمیاں = ماتم کرنے والے۔

قصیدہ ۵

(۱) مہِ شوال = عید کا چاند، شوال عید کے مہینے کا نام ہے۔ قدح کش =
شرابی۔ (۲) کشتی = ایک قسم کا پیالہ شراب۔ (۳) میتر = تیز کیا ہوا، فرق کیا

ہوا۔ کمرہ ناری و مائی = آگ اور پانی کا کمرہ۔ (۷) قلزم عثماں = بھر عثماں ہشرق
وسطی کا بڑا دریا۔ چشم نائی = آنکھ دکھانا، دھمکانا۔ (۸) جوز = اخروٹ جس کی
تاثیر گرم ہوتی ہے، بخلاف کانور کے جس کی تاثیر سرد ہوتی ہے۔

(۱۰) ہوائی = ایک جگہ پر نہ ٹھہرنے والا، اڑا اڑا۔ (۱۱) پہلا مصرع :
خوشی اور عیش سے دنیا کیسی ہوا کے مصرف میں آئی ہوئی ہے یا جو میں مصرف
ہے۔ صرف ہوائی = عربی صرف کے بیان میں ایک فارسی کتاب کا نام۔
(۱۲) روشِ دانہ انگور = انگور کے دانے کی طرح۔ تبسجِ ریائی = ریا کاری
کی تبسج۔ (۱۳) کاہِ ریائی = منسوب بہ کاہِ ربا یا گہرِ با، کاہِ ربا ایک نزد بہرہ
ہوتا ہے جو گھاس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، مراد اپنی طرف کھینچنے والی۔ (۱۴)
لنخنہ سائی = لنخنہ (ایک خوشبودار مرکب) رگڑنا یا سنگھانا۔ (۱۵) سوزنی = توشک
جس پر سوئی کا کام بنا ہو۔ (۱۶) تنگِ قبائی = چت پوشاک پہننا، پوشاک
کی چستی۔ (۱۷) زگرِس شہلا = ریا ہی مائل زگرِس۔ سوسن = ایک نیلا پھول،
جس کی نیکھڑیاں زبان سے مشابہ ہوتی ہیں۔ دھڑی = مستی کی تہ۔ (۱۸) وسمہ =
نیل وغیرہ کی پتی جس کو پیس کر داڑھی رنگتے ہیں، ایک قسم کا خضاب۔ (۱۹)
ترکانِ خطائی = شہرِ خطا کے معشوق۔

(۲۰) متوصلی پر سوسوں جانا = نہایت پھرتی سے کوئی کام کرنا، ناممکن کام
کر دکھانا۔ (۲۱) احمر = سرخ۔ (۲۲) اعجاز = معجزہ۔ نواسنجی = نغمہ سنجی، گانا۔
سٹربا = گانے والا۔ نوکِ زبان ہونا = خوب یاد ہونا، زبان پر ہونا۔ نوائی =
امیر علی شیر نوائی جو بادشاہِ خراساں سلطان حسین مرزا کا وزیر اور اپنے زمانے کا مشہور
شاعر، ادیب اور عالم تھا۔ (۲۶) ساغرِ جمشید = جامِ جم، پیالہ جو ایران کے
مشہور بادشاہ جمشید کے پاس تھا اور جس سے ساری دنیا کا حال معلوم ہو جاتا
تھا۔ (۲۷) کر دی = گول۔ (۲۹) احنت = کلمہ آفریں، واہ واہ، لفظی معنی
بہت اچھا کیا تو نے۔ بہائی = بہار الدین مشہور بہ شیخ بہائی، صفوی دور کا مشہور
عالم و شاعر۔ سنائی = سلجوقی دور کے مشہور صوفی شاعر حکیم سنائی جن کی

مثنوی حدیقہ بہت مشہور ہے۔

(۳۰) مصحف = مراد قرآن شریف۔ رطل = دودھتہ جس پر قرآن شریف رکھ کر پڑھتے ہیں۔ (۳۱) از بہر گدائی = بھیک مانگنے کے لیے۔ (۳۲) ناخن شیشہ = تلوار کی دھار۔ عقدہ کشائی = گرہ کھلنا، مشکل حل ہونا۔ (۳۳) ناصیہ سائی = پیشانی گھٹنا، سجدہ کرنا۔ (۳۴) یدِ بیضا = روشن یا سفید ہاتھ، حضرت موسیٰ کی جلی ہوئی مٹھیلی جو بغل میں چھپا کر نکالنے سے آفتاب کی طرح چمکتی تھی۔ کفِ آئینہ = آئینے کا وہ رخ جس میں چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ اعجازِ نمائی = معجزہ دکھانا۔ (۳۵) نقدِ سعادت = نیک بختی کی دولت۔ مشتری = ایک ستارہ، قاضی نلک، گاہک، خریدار۔ (۳۶) مرغِ ہوا = پرندہ۔ سیرخ = ایک بڑا پرندہ جو کوہِ قاف میں رہتا ہے، بعض کے نزدیک عنقا جس کا وجود نہیں ہے۔ سر پہ ہوا ہونا = ہوا میں چلنا۔ تیر ہوائی = وہ تیر جو بغیر نکلنے کے ہوا میں چلایا جاتے۔ (۳۷) کوہِ صفا = مکے کا ایک پہاڑ جس پر حاجی دوڑتے ہیں۔

(۳۸) شفقائی = فارسی شاعر شرف الدین حسن شفقائی (حکیم شفقائی) جن کی مثنوی نمکدانِ حقیقت مشہور ہے۔ (۳۹) مانع = روکنے والا۔ (۴۰) جوہر = وہ حلقے جو اچھی تلوار کی دھار پر دکھائی دیتے ہیں۔

مومن خاں مومن دہلوی

راجہ اجیت سنگھ، راجہ کرم سنگھ رئیس پٹیالہ کے بھائی تھے۔

(۱) تیرہ اختر = سیہ بختی، بد نصیبی۔ کثرتِ دود = دھوئیں کی زیادتی۔ شمعِ خادری = مشرق کی شمع، سورج۔ (۲) ستارہٴ سحر = زہرہ جو صبح ہوتے طلوع ہوتا ہے۔ نجوم کے مطابق یہ ستارہ سعدِ اوسط ہے۔ لون = رنگ۔ زحل = کیواں، سیاہ ستارہ جو نحس اکبر ہے۔ سرمہ سا = سرمے کی مانند سیاہ۔ دشنہ = خنجر۔ ترک چرخ = ستارہٴ مرغ جو نحس صغیر ہے۔ مشتری = ستارہ جو سعدِ اکبر ہے۔ (۳) خطِ بیاضِ صبح = صبح کی سفیدی کی لکیر، مراد سپیدہ سحری۔

شعلہ دم = جس کی سانس سے شعلے نکلیں۔ اثر در = اثر دہا۔ آئینہ سکندری = آئینے کی ایجاد سکندر بادشاہ مقدونیہ سے منسوب ہے، اسی کے حکم سے رسام لوہار نے لوہے کو جلا دے کر آئینہ بنایا تھا۔ (۴) خانہ خراب = گھر کو تباہ کرنے والا۔ جان گداز = جان کو پگھلانے والا۔ خفیہ = پوشیدہ۔ شمال = مراد بادِ شمالِ شمالی ہوا۔ سموم = گرم زہریلی ہوا۔ صصری = صصر یا آندھی کی کیفیت۔ (۵) سامعہ سوز = سننے کی قوت کو جلانے والا۔ گریہ فروز = مراد رلانے والا۔ زخم رینہ = زخم ڈالنے والا۔ نوکِ عندلیب = مراد بلبل کی منقار۔ قہقہہ بگلِ طری = تندرنازہ پھول کی ہنسی، مراد شگفتگی۔ (۶) ذکر = مراد ذکرِ الہی، یادِ الہی۔ بید خواں = وید پڑھنے والا۔ بید = وید، ہندوؤں کی مقدس کتابیں رگ وید، سام وید، یجروید اور اتھروید۔ نواگری = گانا۔ (۷) غلغلہ = شور۔ حتی علی الفلاح = بھلائی کی طرف آؤ، عربی فقرہ جو اذان کا جزو ہے۔ بدظنی = بدگمانی۔ عذرِ رنگ = کمزور یا غلط عذر۔ (۸) فزوں = زیادہ۔ زریہ گوں = زردی مائل رنگ کا۔ زریہ = ایک زردی مائل گھاس۔ معصفری = کسم کے رنگ کا، سرخ۔ (۹) رشک افزا = رشک کو بڑھانے والا۔ ساکنانِ قرب = پڑوسی، ہمسائے۔ بلند منظری = مراد بلند ہونا۔ (۱۰) زور گداز = قوت کو زائل کرنے والا۔ بیم = خوف۔ سختی روز = دن کی تکلیف۔ محشری = قیامت کی۔ (۱۱) بسکہ = چونکہ۔ محذبی = منسوب بہ محذب، حدب کہہ کی بالائی سطح کو کہتے ہیں، ابھرا ہوا ہونا۔ معقری = منسوب بہ معقر بمعنی قعر دار، گڑھ کی اندرونی سطح کی طرح، گڑھا ہونا، پچکا ہوا ہونا۔ (۱۲) عذارہ خیار = شکری = شیریں۔ (۱۳) محرک = حرکت دینے والا۔ پٹنج = بھڑکانے والا۔ قاہ قاہ = قہقہہ۔ مطرب طرفہ زیوری = عمدہ زیور پہننے والی مغنیہ، سینا گویا مطرب ہے اور قلقل مینا اس کے زیوروں کی جھنکار۔ (۱۴) سرخوشی = سرور۔ جرم = جسم، جثہ۔ جرم دماغ = مراد دماغ۔ (۱۵) رطلِ گراں = بڑا پیالہ۔ دم صبح = صبح یا صبحی کے وقت۔ مئے شبینہ = رات کی بچی ہوئی شراب۔ امتیاز طبع = پروفیسر ضیاء احمد بدایونی نے شرح قصائدِ مومن میں "امتیاز" کو سہو کا تب

قرار دے کر "اتہزاز" چھاپا ہے۔ اتہزاز کے معنی ہیں خوشی سے ہلنا یا جھومنا۔ امتیاز کے لغوی معنی فرق کرنا یا تمیز کرنا ہیں۔ مومن نے انفرادی یا امتیازی خصوصیت کے مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ یعنی ہلکے خوار کی تکلیف طبیعت کو ایک امتیازی خصوصیت عطا کر رہی ہو۔ ہلکے خوار کی تکلیف بھی ایک لطف رکھتی ہے۔ (۱۶) مشام = مشم کی جمع، سونگھنے کی جگہ، مراد دماغ۔ حور عین = خوبصورت بڑی آنکھوں والی حور۔ نہ فلک نو آفریں = نئے بنے ہوئے نو آسمان۔ ادخنہ = دُخان بمعنی دھواں کی جمع۔ بخور = دھوئی۔ عنبر و بان = خوشبودوں کے نام۔ مجری = رنگبھٹی کا۔ انگبھٹی میں جو عنبر و بان سلگائے جائیں وہ اپنے دھوئیں سے نئے نو آسمان بن جائیں اور ان کی خوشبو حور عین کے دماغ کے لیے عطر کا کام دینے لگے۔ (۱۷) شراب زباب = خالص شراب۔ گزگ = وہ چیز جو شراب پینے کے ساتھ ذائقے کے لیے کھائی جائے۔ (۱۸) قصر زبرجد = زبرجد کا محل، زبرجد زمرد کی قسم کا ایک قیمتی پتھر ہوتا ہے۔ لعلی = نقاشی کا ایک سرخ رنگ، مراد سرخ۔

(۲۰) طول امل = امید کا طول یا سلسلہ۔ (۲۱) صاحب افسری = تاجداری، بادشاہت۔ (۲۲) پدری = باپ کی، اس لحاظ سے کہ آسمانوں کو آباؤے علوی کہتے ہیں۔ مہر مادری = ماں کی محبت۔ زمین کا شمار انتہاتِ سفلی میں ہے۔ (۲۳) صنوبر = سرو کی طرح کا ایک درخت۔ عشقِ عیاں کی رعایت سے زبان کو نالہ کرنے والی قمری اور حسنِ منہر کے نہاں رہنے کی رعایت سے دل کو صنوبر قرار دیا ہے، قمری صنوبر کی عاشق ہوتی ہے اور دل کو صنوبر سے تشبیہ دیتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ عشق کی تباہ کاری کو تو میری زبان نے قمری نالہ کش کی طرح سب پر آشکار کر دیا لیکن میرے حسنِ منہر کی قدر نہ ہوئی اس لیے وہ دل ہی میں نہاں رہا اور اس نے میرے دل کو صنوبر کا بمصداق بنا دیا۔ (۲۴) بروں شدن = باہر ہونا یعنی باہر نکلنا۔ قید سے مراد قیدِ دنیا ہے۔ بندِ گراں = سخت قید۔ بے دری = دروازہ نہ ہونا۔ (۲۵) جائے بجائے = جگہ جگہ۔ چنبری = مدور، گول۔ (۲۶) حذر = پرہیز

یا گریز جس میں ڈر شامل ہو۔ ناکسی = بے طاقتی۔ میری بے طاقتی میری دل جمعی کے لیے آفت ہے نہ کہ معشوق کی ستم کرنے کی ہوس، کیونکہ وہ دراصل میری بے طاقتی کی وجہ سے میری خواہش و صل سے گریز کرتا ہے۔ پروفیسر ضیا احمد بدایونی نے ”نہ ہذر“ کو ”پہ ہذر“ قرار دیا ہے اور وصل سے وصل رقیب مراد لے کر یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ محبوب کو رقیب سے ملنے کی تمنا ہے، اب نہ اسے قرار کا یا را ہے اور نہ ظلم کی خواہش۔ (۲۷) مباد = کہیں ایسا نہ ہو۔ (۲۸) جزو ضعیف = کمزور حصہ۔ طالع دوں = قسمت کا خراب ستارہ۔ (۲۹) علم نجوم کے مطابق زہرہ دماہ کا مزاج سرد مانا جاتا ہے۔ بروج آذری = بروج آتشی، آسمان کے وہ بروج جن کی تاثیر گرم مانی جاتی ہے، حمل، قوس اور اسد۔

(۳۱) گونہ گونہ = طرح طرح کے۔ فوج فوج = مراد کثیر، بہت زیادہ۔ خصم = دشمن۔ نیش = ڈنگ۔ گراں سری = پریشانی۔ (۳۲) درک = ادراک، سمجھ۔ منعمی، تونگری = دولت مندی۔ (۳۳) امرائے عصر = مراد اس زمانے کے امرا۔ بہمی = حیوانیت۔ خری = گدھا پن۔ (۳۴) بزعم آسماں = آسمان کی ضد یا گھنڈ سے۔ کمال داوری = مراد خدا کی قدرت۔ (۳۵) کام روا = ضرورتوں کو پورا کرنے والا۔ بے نظام کار جہاں کی ابتری = مراد ہر طرف حسن انتظام ہے۔ (۳۶) فیل نشیں = ہاتھی پر بیٹھنے والا۔ مدوح نے سو تن کو تھنکا عطا کی تھا۔ لاف و گراف = شیخی، گھمنڈ۔ (۳۷) گہر فشاں = موتی بکھرنے والا۔ ہما = ایک روایتی بلند اقبال پرندہ جس کا سایہ چرنے سے خیال ہے کہ آدمی بادشاہ ہو جاتا ہے۔ کبوتر کا مرتبہ پانے کی حسرت ہما کے لیے جال بن جائے یعنی ہما کی یہ خواہش ہو کہ وہ کبوتر بن جائے تاکہ مدوح کی نامہ بری کی عزت حاصل کر سکے۔ پرانے زمانے میں نامہ بر کبوتر ہوتے تھے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ خط لے جاتے تھے۔ (۳۸) بار عطا بخشش کا بوجھ یعنی کثرت۔ کلبہ خا کر دہ = حجاز دینے والے کا چوٹا سا گھر۔ (۳۹) حاتم و معن = عرب کے دو شخص جن کی سخاوت مشہور ہے۔ صف نعال = وہ جگہ جہاں اہل محفل جوتیاں اتارتے ہیں۔ کام بخشی =

حاجت روائی = فیض گستری = فائدہ پہنچانا - (۴۲) گہر شمار = موتی ٹٹانے والا -
 جائزہ = انعام، صلہ - آفریں = مراد زیادہ - یعنی جس طرح وقت گفتار ہونٹ
 موتی بکھرتے ہیں اسی طرح وقت سخاوت ہاتھ گہر شمار کرتے ہیں، چنانچہ گفتگو اور
 سخاوت دونوں سے جو صلہ لوگوں کو ملتا ہے وہ برابر رہتا ہے - (۴۳) یک شبہ =
 ایک رات کا - نیمہ = آدھا - نیمروز = قدیم زمانے میں مشرق وسطیٰ کے ایک
 ملک کا نام، ولایت سیستان - بخشش ہفتہ = ایک ہفتے کی سخاوت - ہفت کشور =
 ہفت کشور کا، دیکھیے انشا کے قصیدہ نمبر ۲ کے شعر نمبر ۹۴ کا حاشیہ - ایک ہفتہ
 کی بخشش ہفت اقلیم کے محصول اور نفع کے برابر ہے - (۴۴) مقصد = اعتقاد
 کیا ہوا، مرجع عقیدت - شیخ وقت = اپنے زمانے کا درویش، پیر اور دریش قیصری =
 بادشاہت - (۴۵) درہم تیم = بڑا اور آبدار موتی جو پوری سیپی میں ایک ہوتا ہے
 اور بہت قیمتی ہوتا ہے - تری = مراد آنسو - (۴۶) مقررہ = مال گزاری -
 ملک اور مال گزاری کی کمی کو بھی بخشش و عطا پر مہمول کیا ہے - (۴۷) لولیان =
 لولی بمعنی رقاصہ کی جمع - تیرہ نگاہ = جس کی آنکھوں میں دنیا تار یک ہو یا کوئی چیز
 اچھی نہ معلوم ہو، حاسد - لولی چرخ چنبیری = مدور آسمان کی رقاصہ، مراد ستارہ
 زہرہ - دیکھیے ذوق کے قصیدہ نمبر ۲ کے شعر نمبر ۸۷ کا حاشیہ - گرم دعائے بازگشت =
 دنیا میں واپسی کی دعائیں مصروف - دونوں شعروں کا مفہوم یہ ہے کہ مدوح کی
 سخاوت کی وجہ سے اس کی محفل کی طوائفوں کی زیب و زینت دیکھ کر زہرہ کو
 کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوتی - چنانچہ وہ خدا سے دعا کر رہی ہے کہ انسان کی
 شکل میں پھر زمین پر واپس آجائے تاکہ مدوح کی محفل میں زیورات حاصل
 کر سکے اور زیورات کے اس رشک کا علاج کر سکے جو اس کی لولیان بزم کو
 دیکھ کر ہوا ہے - (۴۹) ادیم = چمڑا، مراد دسترخوان - ماندہ = دسترخوان -
 ذباب = کھٹی - طنین = بھنبھناہٹ - طغطنہ = رعب و دبدبہ -

(۵۰) طرادت = تازگی - عطاس = چھینک - مشک بیز = مشک چھاننے

والی، مراد خوشبودار - شمیم عنبری = عنبر کی خوشبو - مدوح کا لطف مشک کی

خوشبو رکھنے والی ہوا ہے جس سے دماغ میں جوش تازگی پیدا ہوتا ہے۔ اور خلقِ عنبر کی خوشبو ہے جس سے عز و جاہ کو چھینک آتی ہے۔ خوشبودار ہوا سے دماغ کو تازگی ملتی ہے، اسی طرح تیز خوشبو سے چھینک آتی ہے اور دماغ کو ذرا حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں مدوح کا لطف دماغ کو تازگی بخشتا ہے اور اس کا خلقی اتنا عظیم اور روح افزا ہے کہ عز و جاہ کے لیے بھی باعثِ فرحت ہے۔ (۵۱) پتھر کو بوسہ دینا ہر مذہب میں جائز ہے کیونکہ کعبے میں حجرِ اسود کو اہل اسلام بھی چومتے ہیں، ہاں سجدہ کرنے میں مختلف مذاہب میں اختلاف ہے۔ مدوح کے آستانے کا پتھر ایک ایسا صنم ہے کہ آزر کے تراشے ہوئے بتوں کو بھی اس پر رشک آتا ہے، مذہبی اختلاف کی بنا پر چاہے اس کو سجدہ کرنا مناسب نہ ہو لیکن وہ بوسہ دینے کے لائق ہے۔ آند حضرت ابراہیمؑ کے چچا اور بت تراش تھے۔ (۵۲) شراب = احمر = سرخی۔ (۵۳) امتزاج = ملنا، مجازاً ترکیب یا ساخت۔ گریہ = مستی = دہ آنسو جو نشے یا انتہائی خوشی میں آنکھ میں آجاتے ہیں۔ روج گلاب = آنکھوں کی سرخی کی مناسبت سے۔ عبہری = منسوب بہ عبہر بمعنی زر گس زرد۔ یعنی گریہ مستی میں تیری آنکھیں سرخ گلاب اور زر گس زرد کا مجموعہ معلوم ہوتی ہیں۔ (۵۴) بعد یا س = کنایتہ خزاں کے بعد۔ خزاں کے بعد غنچہ دوبارہ شگفتہ ہو کر سراپا بہار کیوں بن گیا۔ (۵۵) تیری ذات میں انصاف اور حسن کی یکجائی نے بربادی کے اسباب کو برباد کر دیا ہے۔ شراب اور پری جو انسان کی تباہی کے موجب ہوتے ہیں اب اس طرح بے ضرر ہو گئے ہیں کہ شراب تو تیری شراب لب کے نشے میں چور ہے اور پری تیرے خوبصورت چہرے پر فریفتہ ہے۔ (۵۶) اطلس = ایک سادہ ریشمی کپڑا، چرخ کے ساتھ اضافتِ تشبیہی ہے یعنی آسمان جو مثل اطلس کے ہے۔ پردِ فیض احمد بدایونی نے اطلس چرخ کو فلکِ اطلس کا مترادف قیاس کر کے معنی عرشِ اعلیٰ لکھے ہیں یعنی نواں آسمان جو ستاروں سے خالی اور سادہ ہے۔ لیکن اس معنی میں چرخِ اطلس کہنے کی ضرورت تھی۔ خجالت = شرمندگی۔ آب پیکری = منسوب بہ آب پیکر، آب پیکر ایک ستارہ ہے۔ یہاں مدوح کے جسم یا سراپا کی خوبصورتی مراد ہے

اور خجالت آب پیکری کے معنی اس شرمندگی کے ہیں جو ستاروں کو مدوح کی آب پیکری سے ہوتی ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ مدوح کی آب پیکری کے رشک سے اگلے چرخ گرد آلود ہے اور اس کے شرمندہ ہونے کی وجہ سے ستاروں کے بھی دل جل رہے ہیں۔ پروفیسر ضیا احمد بایونی نے کلیات مومن کے برخلاف کتابت کی غلطی قرار دے کر اس شعر کو دو شعروں کے بعد رکھا ہے اور گھوڑے کی تعریف میں شمار کیا ہے۔

یکہ تاز = تنہا دوڑنے والا، مراد بے مثل۔ عرصہ رزم گاہ = میدان جنگ۔ جامہ دریدہ = جس کے کپڑے پھٹے ہوئے ہوں، مراد عاجز۔ قطرہ زنی = تیز رفتاری۔ صفدری = صف کو بچاڑنا، بہادری۔ (۵۹) توسن بادپا = تیز رفتار گھوڑا۔ دغا = لڑائی۔ صرصر عا = وہ آندھی جو عذاب الہی کے طور پر آتی تھی اور جس سے قوم عاد تباہ ہو گئی تھی۔ صرصری = منسوب بہ صرصر، مراد آندھی کی سی تیز رفتاری۔

(۶۰) ریاض = باغ، سبزہ زار۔ عرصہ = فاصلہ، مراد وسعت۔ بے شادی = بغیر تیرے ہوئے۔ (۶۱) برد = لڑائی۔ خصم جباں = بزدل دشمن۔ توسن برترین فلک = سب سے اونچے آسمان کا گھوڑا، بہت بلند گھوڑا۔ جانبری = جان بچنا۔ (۶۲) تگ و دو = دوڑ دھوپ، مراد تیز رفتاری۔ طاری = پرندے کا اڑنا۔ تگوری = گھوڑے کی تیز رفتاری۔ (۶۳) سبک عنائیاں = لگام کا ہلکا ہونا، مراد سبک رفتاری۔ گراں رکابیاں = لفظی معنی رکاب کا بھاری ہونا، لڑائی میں ثابت قدم رہنا اور دشمن کے حملے سے پیچھے نہ ہٹنا، رکابوں پر دباؤ ڈالنے کی صورت میں گھوڑے کا تیزی سے دوڑنا۔ غزال چیں = چین کا ہرن، سبک عنائیاں کی رمایت۔ بربر = افریقہ کا ایک ملک جہاں کا پنگ یا چیتا مشہور ہے۔ پنگ بربری کی نٹا گراں رکابیاں سے ہے۔ (۶۴) مدیح بنج = مدح خواں۔ پیک = قاصد۔ (۶۵) نیک محضری = مراد نیک خصلتی۔ (۶۶) کعبتین = چوسر کے پانسوں کی جوڑی۔ نیل مرام = حصول مراد۔ شش جہت = شمال، جنوب، مشرق، مغرب، اوپر اور نیچے ملا کر چھ سمتیں، مراد دنیا۔ قید ششدری = قید جس سے نکلنا محال ہو، چوسر یا شطرنج میں جب مہرہ ہر طرف سے پھنس جاتا ہے تو اس کو ششدر کہتے ہیں۔

مدوح کا دشمن چوسر کے پانسوں کی طرح تباہ حال ہے اور دنیا میں اس کے حصول مقصد کی مثال ایسی ہے جیسے مہرہ قید شدہ میں ہو یعنی دشمن کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ (۶۷) بے جگری = خوف و دہشت، ہزدلی۔ (۶۸) خود = مغفّر، لوہے کی ٹوپی جو سر کی حفاظت کے لیے لڑائی میں پہنی جاتی تھی۔ ضرب = وار۔ حربہ = ہتھیار، مراد ہتھیار کا وار۔ یہ مغفّری = آسان کے برابر کا خود ہونا جس کا ذکر پہلے مصرعے میں کیا ہے۔ یعنی خود کے بوجھ ہی سے دشمن کا سر ٹوٹ جائے گا۔ (۶۹) رام ہونا = مطیع ہونا۔ ہنگی = منسوب بہ نہنگ، گھڑیاں کی خوشخواری۔ غصنفری = منسوب بہ غصنفّر شیر کی بہادری۔

(۷۰) افغی ریح = نیزے کا سانپ یعنی نیزہ۔ مارسیاہ = کالا سانپ۔ دلبری = دل لینا۔ (۷۱) پرہ خدنگ = پرہوتیر میں لگے ہوتے ہیں۔ سری = نوک۔ (۷۲) تبر = موسم گرما کے فارسی مہینے کا نام۔ صحاب آذری = ردی مہینے آذر کا بادل، مراد بارش۔ (۷۳) ہفت پور = سات باپ، مراد سات آسمان جو آبائے علوی کہلاتے ہیں۔ (۷۴) غایت = انتہا۔ (۷۵) فرق سردراں = بادشاہوں کا سر۔ (۷۶) خدم = خادم کی جمع۔ سنجر = سلجوقیوں کا ایک بادشاہ جس کو ترکوں نے شکست دے کر قید کر دیا تھا۔ مدح میں اس شعر کا مضمون عجیب ہے۔ (۷۷) شرف = عزت، اصطلاح نجوم میں ستارے کا اپنے اصلی برج میں آنا۔ بیت = گھر، مراد برج۔ ماہ کے ساتھ زہرہ اور زہرہ کے ساتھ مشتری کا ایک برج میں جمع ہونا سعد ہے لیکن تیرے درپہ عاضری کے آگے اب ان کا یہ شرف بھی باعث شرم ہے۔ (۷۸) پاک گوہری = عالی نبی۔ مدوح کی لاولدی کی طرف اشارہ۔

(۸۰) دبیر = منشی۔ دم = سانس، مراد نطق۔ سحر حلال = جاسز جادو، مراد شاعری، اسلام کی رو سے جادو ناجائز ہے لیکن چونکہ شاعری بھی جادو کا اثر رکھتی ہے اس لیے اس کو سحر حلال کہتے ہیں۔ سامری = حضرت موسیٰ کے زمانے کا ایک جادوگر جس نے سونے چاندی کا گوسالہ بنا کر بنی اسرائیل کو گمراہ کیا تھا۔ طور کلیم = کوہ طور جس پر حضرت موسیٰ کو خدا نے تعالے نے جلوہ دکھایا تھا۔ (۸۲) لاف زنی = تعلیٰ

اپنی بڑائی ہانکنا۔ پس مدیح = مدح کے بعد۔ رسم قدیم = چونکہ دوسرے قصیدہ نگاروں خصوصاً انوری نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ لیکن میں اس نئے علم سے بچ نہیں سکتا یعنی مدح کے بعد اپنی تعریف کرنے پر مجبور ہوں۔ (۸۳) متقی و جریر = عربی کے دو مشہور شاعر۔ (۸۵) حیرتی عقوبت تازہ = نئے عذاب دیکھ کر حیران ہونے والا۔ موکلانِ قہر = عذاب کے فرشتے۔ بک = چونکہ۔ تیرہ = تاریک۔ روانِ انوری = انوری کی روح۔ اوصدالدین محمد انوری فارسی کا مشہور قصیدہ نگار ہے جس نے ۷۵۵ھ کے لگ بھگ وفات پائی۔ میرے حسد کی وجہ سے انوری کی روح تاریک ہے اور ہر لمحہ ایک عذاب تازہ میں مبتلا ہے جس کو دیکھ کر قہر نازل کرنے والے فرشتے بھی حیران ہیں۔ (۸۶) گلِ زمیں = اچھی زمین کا قطعہ، یہاں شعر کی زمین (وزن) قافیہ اور ردیف) مراد ہے اور اس قصیدے کی زمین کی طرف اشارہ ہے۔ نزعِ غیر = دوسرے کی کھیتی۔ چونکہ اس زمین میں دوسرے فارسی شعرا کے بھی قصیدے ہیں۔ سرکہ پوری = کاشت کا خیال۔ (۸۷) نانِ گدا = فقیر کی روٹی، اس قصیدے کی زمین کی طرف اشارہ ہے۔

شاہِ جہاں = اپنی طرف اشارہ کیا ہے۔ باہمہ بہتری = اس بڑائی کے ساتھ جو مجھ میں ہے یا جس کا مجھے دعویٰ ہے۔ دروغ = جھوٹ یعنی جھوٹ ہے۔ آرزوئے فروتری = اپنے آپ کو گرانے کی خواہش جس پر دوسرے شعرا کی زمین میں شعر کہنا دلالت کرتا ہے۔ (۸۸) بوسہ زن ہونا = چومنا۔ تازی = عربی۔ دری = فارسی کی ایک شاخ، مراد فارسی۔ (۸۹) چنارِ سرو بید = درختوں کے نام جن میں پھل نہیں ہوتے۔ بادِ فروش = خوشامد کرنے والا، تعریف کرنے والا، بھاٹ۔ نوبری = نئے نئے پھل لانا۔

(۹۰) تاب کاہ = طاقت کو گھٹانے والا۔ ناب = خالص۔ صبر = ایلو، ایک تلخ گوند۔ مقوٹر = ایک جزیرہ جہاں کا ایلو مشہور ہے۔ (۹۱) طلاقِ لساں = تر زبانی۔ چارہ صدرہ آزما = سو طرح آزما یا ہوا علاج۔ ازپے گنگی و کری = گونگے پن اور بہرے پن کے لیے۔ (۹۲) معاند = عناد رکھنے والا دشمن۔ خسود = بڑا حاسد بڑا

بدخواہ - ہرزہ ستائے رفتگان = گزبے ہوئے لوگوں کی یہودہ تعریف کرنے والا۔
 باجی خوش = خود اپنی ہجو کرنے والا۔ بلب کف آوری = منہ میں جھاگ بھر لانا۔ (۹۳)
 سگان جیفہ خوار = مردار کھانے والے کتے۔ استخاں پرست = ہڈیوں کی پرستش
 کرنے والا، شعرائے گذشتہ کی تعریف کے اعتبار سے۔ سر یہ = سخت۔ خطیب =
 خطبہ پڑھنے والا۔ حنیض = پستی۔ منبر = جس پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے ہیں۔ (۹۵)
 بکر فکر = تخیل کی دوشیزہ۔ زہرہ معجری = ستارہ زہرہ کی طرح معجریا اور صنی اہتمام
 کرنا۔ (۹۶) ردنا = منہ دکھائی کی نذر یا رقم۔ بیع = خرید۔ پایہ خزانے مشتری =
 خریدار کا رتبہ بڑھانے والا۔ (۹۷) مقال = بات، گفتگو، کلام۔ (۹۹) بیت، مفتیں =
 ساتواں برج یعنی میزان جس میں لونی فلک یا ستارہ زہرہ کا ہونا باعث سعادت
 ہوتا ہے۔ نہم = نواں برج یعنی قوس جس میں سورج کا ہونا سعد (مبارک) ہے۔
 فرج = خوشی۔ عروس خاوری = مراد سورج۔ (۱۰۱) غارتیاں = غارتی (یعنی غارت
 کرنے والا) کی جیسے، مراد معشوق۔ لب شکران عسکری = عسکر کے معشوق۔ عسکر = ایک
 مقام جو بصرہ اور فارس کے درمیان واقع ہے اور جہاں کے لوگ خوبصورت ہوتے ہیں۔
 (۱۰۳) تلخی بادہ شکری = شراب کی تلخی شیریں ہو جائے۔ (۱۰۴) تیری محفل میں شعلہ ہو تو
 معشوقوں کے عارضِ بدشمن کا اور دھواں ہو تو زلفِ عنبری کا۔ (۱۰۵) سوئے ہزار =
 بیل کی طرف۔ گوش جاں = سننے میں از حد مشغول، سننے کا از حد مشتاق یا منتظر، گوش
 بر آواز۔ زرفشاں = زیرہ بکھیرنے والا (پھول کی رعایت سے) چمک دکھانے والا۔
 گل تری = تروتازہ پھول۔

مرزا اسد اللہ خاں نمائب دہلوی

قصیدہ

(۱) خود ہیں = اپنے آپ کو دیکھنے والا۔ دنیا معشوقِ حقیقی کی یکتائی کے
 جلوے کے سوا کچھ نہیں ہے، ہر چیز میں اس کا جلوہ نمودار ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
 اس کو خود اپنا جلوہ دیکھنا منظور ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی چیز وجود میں نہ آتی۔
 (۲) تماشا = نظارہ، مشاہدہ۔ نظارے سے یا تو حق پیدا ہونا چاہیے یا عبرت

حاصل ہونا چاہیے، اسی طرح تمنا کا مقصد یا تو حصول دنیا ہو یا حصول دین، لیکن نظارے کی بے دلی اور تمنا کی بے کسی کا یہ حال ہے کہ دونوں کا کوئی مقصد نہیں رہا۔ (۳) ہرزہ = یہود، لغو۔ وجود و عدم یا زندگی اور موت کے بارے میں گفتگو اور دیوانگی و ہوش مندی میں امتیاز کرنا سب فنون ہے کیونکہ معشوق حقیقی کے سوا کوئی چیز موجود نہیں ہے یا تمام چیزیں فانی ہیں۔ (۴) ہمہ = تمام۔ خمیازہ عرض صورت = اظہار صورت (مخلاف معنی) کا نتیجہ۔ پیانہ = ناپے کا آلہ مراد معیار۔ ذوق تحسین = تعریف سننے کا شوق۔ معنی شناسی اور حق گوئی دنیا سے اٹھ گئی ہے، جو لوگ بظاہر معنی کے جویا ہیں وہ بھی دراصل اظہار صورت کے دلدادہ یا صورت پرست ہیں۔ اسی طرح سچ بھی لوگ اس لیے نہیں بولتے کہ سچ بولنا چاہیے بلکہ اس لیے کہ لوگ تعریف کریں کہ کتنا سچا آدمی ہے۔

(۵) دانش = عقلندی کا دعویٰ۔ معلوم = مراد محدود، نہ ہونا۔ درد = تلخچٹ۔ چہ = کیا۔ دانش کی مناسبت دنیا سے اور عبادت کی دین سے ہے۔ (۶) باد بہ دست تسلیم = رضا جوئی کی مٹھتی میں ہوا ہے یعنی کچھ نہیں ہے۔ خاک بہ زرق تمکین = تمکین کے سر پہ خاک ہے یعنی خواری ہے۔ تمکین = قدر عزت، رتبہ دنیا کا غرور۔ جس طرح مضمون وفا بے معنی ہے یعنی دنیا میں وفا سے کچھ حاصل نہیں اسی طرح تسلیم و رضا سے کچھ نہیں ملتا اور دنیاوی قدر و منزلت بھی اسی طرح ذلیل و خوار ہے جس طرح پاؤں کا نشان خاک میں اٹا ہوتا ہے۔ مراد یہ کہ چاہے کوئی تسلیم و رضا کا مسلک اختیار کرے چاہے اس کے برعکس، دنیاوی عزت و وقار پر گھمنڈ کرے جب دین دنیا سے بے حقیقت ہیں تو کسی چیز سے کوئی فائدہ نہیں۔ (۷) زنگار = زنگ، کدورت۔ عشق جس کو لوگ بڑی اہمیت دیتے ہیں محض اختلالِ حواس ہے اور خواہشِ وصل علامت ہے اس بات کی کہ جہن یقین کا آئینہ زنگ آلود ہے یعنی عشق کامل نہیں ہے، کیونکہ اگر عشق کامل ہوتا تو وصل ظاہری کی خواہش ہوتی۔ (۸) کوہن = فریاد، خسرو پرویز بادشاہ ایران کی بیوی شیریں کا ناکام عاشق جس نے شیریں کو حاصل کرنے کے لیے کوہ بے ستوں کاٹ کر درودھ کی نہر نکالی تھی،

لیکن آخر میں شیریں کی موت کی جھوٹی خبر سن کر اپنے تیشے سے خودکشی کر لی تھی۔ گرنہ بھوکا۔ رقیب = مراد خسرو پرویز۔ فرہاد جس کی کوہ کنی کی بڑی دھوم ہے ایک بھوکا مزدور تھا جس نے اپنے رقیب خسرو پرویز کے لیے عشرت گاہ تراشنے کی خدمات کی اور کوہ بے ستوں جسے اس نے کاٹا تھا اس کی محبوبہ شیریں کی تغافل شعاری کا نمونہ تھا کیونکہ شیریں اگر تغافل نہ کرتی تو اسے یہ مصیبت نہ اٹھانا پڑتی۔ (۹) آتش خیز = جس سے آگ نکل رہی ہو۔ یعنی اہل وفا کی شعلہ بار آہوں کی آج تک کس نے پروا کی ہے اور غمگین دلوں کے نالوں میں کب تاثیر پیدا ہوئی ہے۔

(۱۰) سامع = سننے والا۔ زمزمہ = نغمہ۔ سرو بگ = مراد خیال، پروا۔ ستائش = تعریف۔ نفس = طاقت۔ (۱۱) ہرزہ سرا = بیہودہ گو، یا دہ گو۔ عیا ذاً باللہ = پناہ ہے اللہ کی، خدا کی پناہ۔ یک قلم = بالکل۔ (۱۲) نقش = مراد تعویذ۔ لاجول = کلمہ نفرت و بیزاری، لاجول و لا قوۃ الا باللہ (نہیں ہے کوئی مدد اور قوت سوا سے اللہ کے) کا مخفف۔ خامہ بڑیاں تحریر = مہل باتیں لکھنے والا قلم۔ دسویں قریب = شک و شبہ سے قریب۔ (۱۳) ختم رسل = رسولوں کے سلسلے کا اختتام، خاتم النبیین، مراد پیغمبر اسلام۔ یقین = ایمان۔ (۱۴) سرمایہ ایجاد = دنیا کی پیدائش کا سرمایہ۔ کف خاک = ایک مٹھی خاک۔ گردہ = مصور کا خاک، سفوف جو مصور استعمال کرتے ہیں۔ گردہ تصویر زمین = زمین کی تصویر کا خاک۔ وہ سرمایہ ایجاد عالم جس جگہ چلے وہاں کی ہر مٹھی بھر خاک سے کرۂ زمین بن سکتا ہے۔ (۱۵) ناموس = عزت۔ امین = امانت دار۔ (۱۶) نسبت نام = نام کا تعلق۔ اشارہ ہے حضرت علیؑ کے ایک نام ابو تراب کی طرف۔ ابو تراب کے لفظی معنی ہیں مٹی کا باپ یا مالک۔ روایت ہے کہ ایک موقع پر حضرت علیؑ کو زمین پر لیٹا ہوا یا گرد و غبار میں آلودہ دیکھ کر رسول خداؐ نے ان کو ابو تراب کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ ابداً = ہمیشہ۔ خم شدہ = جمع کا ہوا۔ مہدوح کے نام سے تعلق کی وجہ سے زمین کا یہ رتبہ ہے کہ آسمان کی مٹی زمین کے ناز کے آگے ہمیشہ جھکی ہے۔ (۱۷) فیض خلق = نیک خوئی کا ناز یا کرم۔ نفس باد صبا = ہوا کی سانس، مراد ہوا۔ عطر آگین = عطر سے

بھرا ہوا، خوشبودار۔ (۱۸) برش = کاٹ۔ سررشتہ ایجاد = مراد دنیا کی پیدائش کا سلسلہ۔ (۱۹) رنگ ٹوٹنا اور رونق ٹوٹنا بالترتیب رنگ شکستن اور رونق شکستن کا ترجمہ ہے، مراد رنگ اور رونق کا زائل ہونا۔ بت خانہ چین = قدیم زمانے میں چین کا مشہور بت خانہ۔

(۲۰) جاں پناہ = لے جان کو پناہ دینے والے۔ دل و جاں فیض رسانا = اے دل و جان کو فیض پہنچانے والے۔ وصیت کیا ہوا، نائب۔ (۲۱) اظہر = نہایت پاک۔ اشارہ ہے فتح مکہ کے بعد اس واقعے کی طرف کہ حضرت علیؑ نے پیغمبر اسلام کے شانہ مبارک پر چڑھ کر خانہ کعبہ میں آویزاں قبیلہ بنی خزاعہ کے بت "ہمیل" کو بندھی سے گرایا تھا۔ ناصیہ = پیشانی۔ ناصیہ عرش نگین یعنی تیرا ہم گرامی عرش پر اس طرح کندہ ہے جس طرح انگوٹھی کے نگ پر نام کندہ ہوتا ہے۔ (۲۲) بغیر از واجب = سوائے ذات واجب یعنی خدا کے تعالیٰ کے۔ شعلہ شمع = شمع کی آئین بندی یا آرائش اس کا شعلہ ہی کر سکتا ہے۔ (۲۳) جوہر آئینہ سنگ = سنگ آستانہ مدوح کے آئینے کا جوہر یا وہ قوت جس سے آئینے میں عکس دکھائی دیتا ہے۔ رقم بندگی = مراد حضرت جبریلؑ کی جبین سائی کے نشان۔ مدوح کے سنگ آستان کو آئینہ اور اس پر حضرت جبریلؑ کی جبین سائی کے نشانوں کو جوہر قرار دیا ہے۔ (۲۴) اسبابِ نثار آمادہ = وہ چیزیں جو نثار ہونے کے لیے آمادہ ہیں۔ (۲۵) کام = تالو۔ تسلیم = اطاعت۔ لوح و قلم = وہ تختی اور قلم جو عرش پر ہیں۔ (۲۶) معاصی = گناہکاری۔ (۲۷) گستاخ طلب = مانگنے میں بے ادب یا بیباک، مراد بیباک۔ از بسکہ = چونکہ۔ (۲۸) اجابت = قبولیت۔ (۲۹) شمیر = حضرت امام حسینؑ کا ایک نام۔ (۳۰) دُلْدُل = حضرت علیؑ کے ایک گھوڑے کا نام۔ اس سے قدم اور مجھ سے جبین = اس کا قدم ہوا اور میری جبین۔ (۳۱) الفت نسب = الفت سے نسبت رکھنے والا۔ توحید فضا = جس کی فضا توحید ہو یعنی جو توحید سے معمور ہو۔ جلوہ پرست = خدا یا مدوح کے جلوے کی پرستار۔ نفس صدق گز میں = صداقت سے معمور سانس، مراد حق گوئی۔

(۳۳) صرف اعدا = دشمنوں کے مصرف میں۔

قصیدہ ۲

(۱) مہ نو کی خمیدگی کو جھک کر سلام کرنے سے تعبیر کیا ہے۔ (۲) ہر مہینے کے آخر میں چاند دو دن نہیں نظر آتا اور دوبارہ تیسرے دن دکھائی دیتا ہے۔ اندام = جسم۔ (۳) اس شعر کے دوسرے مصرع سے اگلے شعر تک چاند کا جواب ہے۔ (۵) حَبْذًا = رحبا کی طرح کلمہ تحسین، واہ وا۔ (۹) نَام = چغل خور۔

(۱۰) اَنَام = مخلوقات۔ (۱۱) حلقہ بگوش = فرمانبردار غلام۔ (۱۲) بطرہ استقبام = سوالیہ انداز میں، کیا غالب اس کا غلام نہیں ہے، یعنی غالب بھی اس کا غلام ہے۔ (۱۳) قرب ہر روزہ برسبیل دوام = روزانہ حضوری ہمیشہ کیلئے۔ (۱۴) روشناسی = جان پہچان، باریابی۔ صیام = صوم بمعنی روزہ کی جمع۔ (۱۹) فر فروغ = روشنی کی شان۔

(۲۰) منازلِ فلکی = آسمان کی منزلیں۔ تیزی گام = تیز رفتاری۔ یعنی چودہ دن گردش کرنے کے بعد جب ماہِ کامل بن جائے۔ (۲۱) پرتو = روشنی۔ فروغ پذیر = روشن۔ مشکو = محل سرا۔ منظر = نظارے کی جگہ۔ بام = بالا خانہ۔ (۲۲) یعنی تو نے مجھ کو قتل کر کے بلا وجہ اپنے سر الزام لیا۔ (۲۶) لذتِ دشنام = وہ لطف جو کالی کھانے یا بُرا بھلا سننے میں حاصل ہو۔ (۲۷) ناقوس = سنکھ۔ احرام = حج کا لباس۔ (۲۸) قدح = شراب کا بڑا پیالہ۔ نقد = مراد نقد رتم۔ وام = قرض۔ (۲۹) ابرام = اصرار، ضد۔

(۳۱) پیکِ تیز خرام = تیز رفتار قاصد۔ (۳۲) ناصیہ سا = جبیں سائی کرنے والا۔ بہرام = مریخ ستارہ۔ (۳۳) مظہرِ ذوالجلال والاکرام = خدا تعالیٰ کا مظہرِ جلال اور اکرام والا ہے۔ (۳۵) حدیقہ = چمن۔ (۳۷) قیصر = بادشاہِ روم کا لقب۔ جم = جمشید، قدیم ایران کا ایک مشہور بادشاہ۔ سام = مشہور ایرانی پہلوان اور رستم کا دادا۔ (۳۸) زندگی افزا = زندگی کو بڑھانے والا۔

فرخی فرجام = مبارک انجام - (۳۹) چشم بد دور = خدا نظر بد سے بچائے۔
 لوحش اللہ = لفظی معنی اللہ اس کو وحشت نہ دے۔ کلمہ تعجب و تعظیم،
 اشار اللہ۔

(۴۰) جرعہ خوار = گھونٹ پینے والا۔ مرشد جام = مراد حبشید بادشاہ جس کا
 جام مشہور ہے۔ (۴۱) ایرج = فریدوں بادشاہ کے بیٹے کا نام۔ تور = فریدوں
 بادشاہ کے بڑے بیٹے کا نام جس سے توران منسوب ہے۔ خسرو = سیاوش بن کیکاؤس
 کا بیٹا، پردیز بن ہرمز بن نوشیرواں بھی جوشیریں کا عاشق تھا۔ بہرام = عراق کے
 ایک بادشاہ کا نام جس کو بہرام گور بھی کہتے ہیں۔ چاروں نام زمانہ قدیم کے مشہور
 بادشاہوں کے ہیں۔ (۴۲) گیو = مشہور ایرانی پہلوان جو گودرز پہلوان کا بیٹا
 تھا۔ بشن = ایک مشہور ایرانی پہلوان جو گیو کا بیٹا، رستم کا بھانجا اور فرسیاب
 کی بیٹی منیرہ کا عاشق تھا۔ رام = گودرز پہلوان کا بیٹا اور مشہور ایرانی پہلوان۔
 (۴۳) موشگافی = بال میں شگاف کرنا۔ نادک = تیر۔ صمصام = تلوار۔ (۴۴) تیرا تیر
 دشمن کے تیر کو نشانہ بنانا ہے اور تیری تلوار دشمن کی تلوار میں نیام کی طرح گھس جاتی ہے۔
 (۴۵) رعد = فرشتہ جس کی آواز بادل کی گرج ہے۔ اس شعر کے پہلے مصرع کا تعلق
 اگلے شعر کے پہلے مصرع اور دوسرے مصرع کا تعلق اگلے شعر کے دوسرے مصرع سے
 ہے۔ (۴۶) گراں جسد = بھاری جسم والا۔ رخس = رستم کے گھوڑے کا نام، مراد
 گھوڑا۔ سبک عنایں = مراد تیز رفتار۔ (۴۷) صورت گری = تصویر کشی۔
 دستگاہ تمام = قدرت کاملہ، مہارت تمامہ۔ (۴۸) مضروب = ضرب لگایا ہوا، جس
 پر وار کیا جائے۔ ادغام = دو حرفوں کو ایک کر دینا، باہم پیوست ہونا۔ (۴۹)
 رستم پذیر ہوئے = مکھے گئے۔ لیالی = ییل بمعنی رات کی جمع۔ ایام = یوم بمعنی دن
 کی جمع۔

(۵۰) بہ کلک قضا = حکم خدا یا مرضی الہی کے قلم سے۔ مجمل = مختصراً۔ (۵۱)
 شاہد = معشوق۔ دشمن کام = وہ شخص جو دشمنوں کی مراد کے موافق تباہ حال ہو۔
 (۵۲) تیز گرد = تیزی سے گردش کرنے والا۔ نیلی فام = نیلے رنگ کا۔ (۵۳)

حکمِ ناطق = قطعی حکم۔ خال = تل۔ (۵۲) رم = بھاگنا، مراد چلنا۔ (۵۵) خشاں =
چمکدار۔ خسرو = بادشاہ۔ شمنہ = کوتوال۔ (۵۶) توقع = فرمان۔ ارقام =
لکھنا۔ (۵۷) طرازِ دوام = نقشِ ہمیشگی۔ (۵۸) روائی = رواج، چلن۔ رسائی =
پہنچ۔ تیری سلطنت ازل سے جاری ہے، اس کے انجام کی ابد تک رسائی ہو یعنی ابد
تک جاری رہے۔

کرامت علی شہیدی

(۱) رقم = لکھنا، لکھائی۔ مد = عنوان، پیشانی، مد کی شکل کا مخفف بسم اللہ۔
(۲) حجت = دلیل۔ (۳) دبستاں = مکتب۔ عقل کل = مراد جبریل۔ لوح
زبرجد = زبرجد کی تختی، مراد آسمان۔ زبرجد = زمرّد کی قسم کا ایک قیمتی ہرپر۔
(۴) چمن پیرائے کن = کن کا چمن آراستہ کرنے والا، کائنات کو پیدا کرنے والا،
مراد وہ فرشتہ جس کو خدا نے کائنات کی تخلیق کے لیے سب سے پہلے پیدا کیا۔
عقل اول، جبریل۔ دیکھیے ذوق کے قصیدہ نمبر ۳ کے شعر نمبر ۶ کا حاشیہ۔
فراش = فرش بچانے والا۔ آفرینش = دنیا کی پیدائش۔ بٹما = پھول،
نخل کاری۔ عجم = غیر عربی ممالک، ایران و توران۔ نوشیرداں = کسریٰ،
ایران کا ایک مشہور قدیم بادشاہ۔ روایت ہے کہ پیغمبر اسلام صلعم کی ولادت کے
وقت قصر کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے تھے۔ (۷) گہوارہ جنباں = پالنا پلانے والا۔
روح الامین = مراد جبریل۔ روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام الہی سے حضرت
حسن اور حضرت حسین کو اپنے پردوں سے جھولا جھلایا کرتے تھے۔ پیغمبر اسلام نے
حضرت حسن اور حضرت حسین کو اپنا فرزند قرار دیا تھا۔ (۸) طوبی = جنت کے
ایک درخت کا نام۔ سہی قد = موزوں قدر کھنے والا۔ پیغمبر اسلام کے جسم
مبارک کا سایہ نہیں تھا۔ (۹) تلزم = سمندر۔ جزر = اتار بھاٹا۔ مد =
چڑھاؤ، جوار۔

(۱۰) تسنیم و کوثر = جنت کی نہروں کے نام۔ دُرِّ قیم = بڑا اور آبدار مرقی

جو پوری عیسیٰ میں ایک ہوتا ہے۔ بحرِ سرمد = ہمیشگی کا سمندر۔ (۱۱) قفلِ ابجد کا = قفلِ ابجد ایک قسم کا تالا جس میں حلقوں پر حروف بنے ہوتے ہیں، حلقوں کو گھمانے سے جب ایک مقررہ لفظ بن جاتا ہے تو تالا کھل جاتا ہے وہ بند رہتا ہے۔ (۱۲) محمود = حمد کیا ہوا۔ روحِ مجتہد = مطلق روح، کنایتہ حضرت عیسیٰ یا حضرت جبرئیل۔ یہاں مدوح کی روح مبارک۔ شیرازہ = کتاب کی جز بند یا سلائی، مراد ترتیب۔ ارکان = مراد چار عناصر آگ، پانی، ہوا اور مٹی جن کے اہمی ربط پر زندگی منحصر سمجھی جاتی ہے۔ افزوں = زیادہ۔ محتر = لکھا ہوا، غیر مجلد۔ مجلد = جلد بندھا ہوا۔ (۱۳) انعی = سانپ۔ قصرِ اخضر = سبز محل۔ خدا کے حکم کے خلاف ابلیس نے جب آدم کو سجدہ نہیں کیا اور وہ جنت سے نکال دیا گیا تو اس نے سانپ کی صورت میں جنت میں داخل ہو کر حضرت آدم کو بہکایا تھا۔ کہتے ہیں زمرّد کے عکس سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے۔ (۱۵) بزخ کبریٰ = مراد بڑی بزرگ درمیانی مہتی۔ بزخ موت سے قیامت تک کے زمانے اور ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو مثلاً تشدید دیا ہوا۔ (۱۶) ذاتِ مطلق = خدا۔ احد = ایک مراد خدا۔ (۱۷) ذوالقرنین = سکندر بادشاہ کا لقب۔ قرن کے معنی گیسو، زمانہ، پہاڑ وغیرہ کے ہیں۔ ذوالقرنین کے معنی ہیں دو قرن والا۔ سکندر کا یہ لقب اس لیے پڑا کہ وہ دو گیسو رکھتا تھا، دنیا کی دو سمتوں تک پہنچا تھا یا نور و ظلمت دونوں میں داخل ہوا تھا۔ سد = دیوارِ روک، لوہے اور تانبے کی وہ روایتی دیوار جو سکندر ذوالقرنین نے حدِ مشرق میں یا جوج اور ماجوج کی اولاد کے فتنوں سے بچنے کے لیے دو پہاڑوں کے بیچ میں تعمیر کرائی تھی۔ (۱۸) پابوس = پاؤں چومنا۔ کیواں = ستارہ زحل جو ساتویں آسمان پر ہے۔ فرق = سر۔ فرقہ = قطب شمالی کے گرد گھومنے والے دو ستاروں میں سے ایک ستارے کا نام۔

(۱۹) سنگِ اسود = کالا ٹھنڈا کچھ کا وہ سیاہ پتھر جس کو پورے دنیا

مسلمان گناہوں کے دور ہونے کا باعث سمجھتے ہیں۔ (۲۳) قادر انداز =
 حکمی تیر چلانے والا۔ قضا و قدر کے عموماً ایک ہی معنی لیے جاتے ہیں۔
 لیکن یہاں دونوں میں یہ فرق چٹیں نظر ہے کہ قضا تو وہ حکم الہی ہے جو مجموعی
 اور مختصر طور پر ازل کے دن تمام کائنات کی نسبت ہو چکا ہے اور قدر وہ حکم الہی
 ہے جو بتدریج اس حکم ازلی کے مطابق ہر فرد کی نسبت الگ الگ اور تفصیل
 کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ (۲۴) محل = موقع۔ مُوکید = تاکید کیا ہوا۔ اشارہ
 ہے قرآن کریم میں اس ارشاد الہی کی طرف کہ مفکرین رسالت ہرگز اپنے انکار
 سے باز نہ آئیں گے۔ (۲۵) زندیق = بے دین، ملحد۔ مرتد = اسلام سے پھرا
 ہوا۔ (۲۶) صفا ہاں = اصفہان، ایران کا شہر جہاں کی تلوار مشہور ہے
 تیغ مہند = تیغ ہندی، ہندوستان کی بنی ہوئی تلوار جس کا عرب و عجم میں
 بڑا اعتبار تھا۔ یہاں شاعر نے اپنی شاعری کو تیغ مہند کہا ہے۔ (۲۷) مجدد =
 نیا کیا ہوا، نیا۔ تقویم کہن = پرانی جستری۔

(۳۰) مخلد = ہمیشہ کا، دائمی۔ (۳۱) طعمہ = لقمہ، خوراک۔ دام = وہ

چوپائے جو گھاس کھاتے ہیں۔ دد = درندہ، بھاڑ نے دالا چوپایہ، شیر
 چیتا وغیرہ۔

شیخ امان علی سحر لکھنوی

(۱) جانِ عالم = واجد علی شاہ آخری تاجدار اودھ (۱۸۴۷ تا ۱۸۵۶ء)

کالقب۔ ۱۸۵۶ء میں انگریزوں نے ان کو معزول کر کے اودھ کو اپنے قبضے

میں لے لیا تھا۔ اسی زمانے کے حالات کی طرف اشارہ ہے۔ (۲) بو تراب =

مراد حضرت علیؑ دیکھیے غالب کے قصیدہ نمبر ۱۶ کا حاشیہ۔ (۶)

ابو الفضل = دربار اکبری کا مشہور وزیر ابوصنف ابو الفضل تلمی، باپ کا نام شیخ مبارک تھا۔ ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوا۔

شہزادہ سلیم (جہانگیر) کی سازش سے ۱۶۰۲ء میں قتل کیا گیا۔ تصانیف میں اکبرنامہ

خصوصاً اس کی آخری جلد آئین اکبری بہت مشہور ہے۔ فیضی = شیخ ابوالفیض

فیضی، ابوالفضل کا بڑا بھائی، دربار اکبری کا ملک الشعرا اور فارسی کا بلند پایہ مصنف و شاعر۔ ۱۵۴۷ء میں پیدا ہوا اور ۱۵۹۵ء میں وفات پائی۔ تصنیفوں میں مثنوی نل دمن اور انشائے فیضی زیادہ مشہور ہیں۔ عرفی = دیکھیے سودا کے قصیدہ نمبر ۳ کے شعر نمبر ۳۲ کا حاشیہ۔ اکبر اول = شہنشاہ اکبر ۱۵۲۲ء میں ہرکوٹ میں پیدا ہوا۔ زمانہ حکومت ۱۵۵۶ء سے ۱۶۰۵ء تک ہے۔ نورتن = اکبر کے باکمال نو درباری جن میں ابوالفضل، فیضی، خانخاناں، کوکلتاش، حکیم ہمام، حکیم ابوالفتح، بیربل، راجہ ٹوڈرمل اور راجہ مان سنگھ شامل ہیں۔ (۸) چوتھی پیاری کی ایک رسم۔ تیجا = مرنے سے تیسرے دن کا فاتحہ۔ (۹) وردیاں = وردی کی جمع، شاہی دروازے پر صبح و شام طنبور اور نقارہ وغیرہ بجنا۔ گجر = چار، آٹھ اور بارہ بجے گھنٹوں کا بجنا۔

(۱۰) صاحب چہرہ = ہر باکمال کا مالک، جوہر کی مناسبت دوسرے مصرع سے ہے کیونکہ جوہران قدرتی نقوش یا حلقوں کو بھی کہتے ہیں جو اچھی تلوار کی دھار پر دکھائی دیتے ہیں۔ اصفہا نیاں = اصفہانی کی جمع، مراد تلواریں۔ (۱۶) پشتہ = چھوٹی دیوار یا مٹی کا ڈھلوان ڈھیر جس کو استحکام کے لیے بڑی دیوار کی جڑ میں لگاتے ہیں۔ (۱۸) برق انداز = توڑے دار بندوق رکھنے والا سپاہی۔

(۲۰) قیصر باغ = واجد علی شاہ کا بنوایا ہوا لکھنؤ کا ایک مشہور باغ جس میں زیادہ تر انھیں کی تعمیر کرائی ہوئی عمارتیں تھیں، اسی میں کوٹھی خاص مقام میں واجد علی شاہ رہتے تھے اور سال میں ایک بار عظیم الشان میلہ ہوتا تھا جس میں عوام الناس کو گہرے لباس میں شریک ہونے کی اجازت ہوتی تھی۔ غیرت طوبا = جنت کے میوہ دار درخت طوبی کے لیے شرم یا رشک کا باعث۔ (۲۵) کھیت کرنا = نکلنا، طلوع ہونا۔ (۲۶) موتیا = ایک پھول کا نام۔ (۲۷) بنفشہ = ایک مشہور گھاس، خطہ رخسار کو بنفشہ سے استعارہ کیا ہے۔ خال = تل۔ (۲۹) سوئیاں = سوئی کی جمع، انکر، انکھوا۔ نوکا یہ عالم تھا کہ بندوق کے چہروں سے انکھوے پھوٹ نکلے تھے۔

(۳۰) سہی قد = سرو قد ہی کے معنی ہیں سیدھا یا سرو کا سیدھا درخت -
 (۳۲) عقیق = ایک سرخ قیمتی پتھر - شجری = نگینہ جس میں پتھر سے دکھائی دیتے
 ہیں - (۳۸) محل = بادشاہ کی بیوی - بیگمات = شاہی خاندان کے دیگر افراد
 کی بیویاں - بیاہتا بیوی یعنی خاص محل کے علاوہ جو دوسری عورتیں واجد علی شاہ
 کی زوجیت میں داخل ہوتیں وہ بھی پہلے بیگمات کہلاتی تھیں اور پھر عموماً صاحب
 اولاد ہونے کے بعد محل کا رتبہ پاتی تھیں - رہس = راس لیدا، کرشن لیدا، کرشن
 جی اور ان کی گویوں کا ایک قسم کا ناچ جس کی ترتیب سے واجد علی شاہ کو خاص
 دلچسپی تھی - رہس میں حصہ لینے والی عورتیں پریاں کہلاتی تھیں - (۳۹) برخیز =
 اٹھ - بگیڑ = پکڑ، لے -

(۴۴) تختہ = کاغذ کا ٹاؤ - (۴۵) میزاں = ایک برج آسمانی جو ترازدکی
 شکل کا ہے - ادھر جو پکڑ شراب کو آفتاب سے استعارہ کرتے ہیں اس لیے آفتاب
 کے برج میزان میں جانے اور شراب کے تل کر بکنے کی مناسبت ظاہر ہے - (۴۶)
 بطے = شراب کی صراحی جو بطخ کی شکل کی بنائی جاتی ہے - سحاب = بادل - بادل
 کو خیمے سے استعارہ کیا ہے - سلاطین و امرا جب شکار کھیلنے کے لیے جاتے
 تھے تو شکار گاہ میں قیام کے لیے خیمہ اور دیگر ساز و سامان آگے آگے لے جایا
 جاتا تھا - شحر کا مفہوم یہ ہے کہ آسمان پر بادل گھر رہے ہیں دریا پر چل کر شراب
 پیو - (۴۷) قبا = ایک لباس، چٹا، چادر - حضرت خضر سبز پوش ہیں - (۴۸)
 جھاڑ = سلسلہ، تواتر - (۴۹) کٹورا بجننا = بہت رونق ہونا -

(۵۶) راجہ اندر = پریوں کا بادشاہ - (۵۷) بے سلیمان = اشارہ ہے
 لکھنؤ میں واجد علی شاہ کے نہ ہونے کی طرف - (۵۸) روئے ہمایوں = مبارک چہرہ -
 (۶۹) منور الدولہ = منور الدولہ احمد علی خاں، اودھ کے بادشاہ محمد علی شاہ
 کے عہد میں پہلے جرنیلی کے عہدے پر مامور ہوئے پھر وزارت کا منصب
 ملا - کچھ عرصے کے بعد استعفادے کر زیارتِ عتباتِ عالیات کو چلے گئے
 تھے - واپسی کے بعد محمد علی شاہ کے جانشین امجد علی شاہ نے کانپور سے بلوا کر

دوبارہ عہدہ وزارت دیا لیکن کچھ دنوں کے بعد معزول کر دیا۔ واجد علی شاہ کی معزولی کے وقت انتظامِ ملکی میں اصلاح کے خواہاں تھے۔ معزولی کے بعد واجد علی شاہ کلکتے گئے تو منورالدولہ بھی ساتھ تھے۔ فورٹ ولیم میں واجد علی شاہ کی نظربندی کے بعد لکھنؤ واپس آ گئے تھے۔ (۷۳) مرغی = منگل یا ہرام ستارہ، ترکِ فلک، جلاذِ فلک۔ (۷۵) ملکِ خصال = فرشتے کی خصلتیں رکھنے والا۔ فلک بارگاہ = مراد بلند مرتبہ۔ کیواں فر = مراد بلند شکوہ۔ قمرِ کاب = چاند جیسی رکابوں والا۔ انجمِ سپاہ = ستاروں کی فوج والا، فوج کثیر رکھنے والا۔ نامِ خدا = کلمہ دعا و تعریف، چشم بد دور۔ (۷۷) مخیری = کارِ خیر کرنا، سخاوت۔ (۷۹) نہیب = خوف، دہشت، ہراسِ رعب۔ (۸۲) گٹا = سجدوں کا نشان جو پیشانی پر پڑ جاتا ہے۔ (۸۳) مڑہ تیرا برو = ابرو کو کعبہ اور پلکوں کو نمازی قرار دیا ہے۔ (۸۴) سمرن = مالا، تسبیح۔ (۸۵) پابوس = پاؤں چومنے والا۔ (۸۶) جعفر و یحیا = جعفر برہکی اور اس کا باپ یحییٰ برہکی جو خاندانِ عباسیہ کے پانچویں خلیفہ ہارون الرشید کے وزیر تھے یحییٰ کے دادا کا نام برہک تھا۔ اسی نسبت سے یہ لوگ برہکی اور بصورتِ جمع براہک یا البراہم کہلاتے ہیں۔ (۸۷) حاتمِ طائی = چھٹی صدی ہجری کے آخر میں عرب کے قبیلہ طے کا مشہور سخی۔

(۹۰) شاہِ اودھ = مراد محمد علی شاہ جن کے عہد میں منورالدولہ نے وزارت سے استعفا دیا تھا۔ (۹۱) حضرت = مراد واجد علی شاہ جو معزولی کے بعد انگریزوں کی حراست میں بظاہر داد خواہی کے لیے انگلستان جانے کے ارادے سے کلکتے گئے تھے اور وہاں فورٹ ولیم میں نظربند کر دیے گئے تھے۔ بعد میں ان کی مستقل سکونت کلکتے کے ایک محلے مٹیا برج میں رہی۔ شہر میں واجد علی شاہ کے ساتھ منورالدولہ کے کلکتے جانے کا ذکر ہے۔ (۹۹) شیرِ خدا = مراد حضرت علیؑ۔

(۱۰۰) رفل = رائفل۔ شہابِ ثاقب = ٹوٹا ہوا چمکدار ستارہ۔ ہاتھی کو

شب تاریک اور گولیوں کو شہابِ ثاقب کہا ہے، واقعہ اشعار سے ظاہر ہے۔
 (۱۰۳) گل = چراغ کا گل۔ (۱۰۵) ہوا دار = امرا کی ایک قسم کی کھلی ہوئی سواری۔
 دم گل گشت = باغ کی سیر کے وقت، یعنی جس وقت مدوح کا ہوا دار باغ کی
 سیر کر رہا تھا۔ (۱۰۷) پراقہ = بندوق کا گھوڑا، گھوڑے دار بندوق۔ توڑے
 دار کا طوطا = مراد بندوق کا فیتلہ۔ توڑے دار ایک قسم کی بندوق ہوتی
 تھی جو فیتلے سے چھڑائی جاتی تھی۔ طوطا اس آسنے کو کہتے تھے جس میں بارود
 تک پہنچنے والی بتی یا فیتلہ رکھتے تھے۔ (۱۰۹) آہوئے کعبہ = آہوئے
 حرم، کتبے کے گرد و نواح میں رہنے والا ہرن جس کا شکار کرنا حرام ہے۔
 (۱۱۰) ہن برسنا = بہت آمدنی ہونا، دولت کی افراط ہونا۔ جل =
 جھول، ہاتھی کے اوپر ڈالنے کا کپڑا۔ زریں = سونے کا کام کیا ہوا سنہری۔
 ہودج سیمی = چاندی کی عماری۔ (۱۱۵) سلمہ = چاندی سونے کے تاروں
 کا کام۔ (۱۱۶) حوضہ = ہودج۔ (۱۱۸) بے ستوں = پہاڑ جس کو زلزلے نے تھریں
 کو حاصل کرنے کے لیے کاٹا تھا اور دردھ کی نہر نکالی تھی۔
 (۱۲۰) جلو = ہمراہی، سواری کے آگے چلنا۔ کتل خاصا = کتل خاصہ کوں گھوڑا،
 گھوڑا جو امیروں کی سواری کے ہمراہ صرف سجاوٹ یا دکھاوٹ کے لیے رہے۔
 (۱۲۱) رم = بھاگنا۔ (۱۲۲) بے نظیر کی طرح = اشارہ ہے کل کے اس گھوڑے
 کی طرف جو ثنوی سحر البیان کے ہیرو بے نظیر کو پری نے سیر کرنے کے لیے دیا تھا۔
 عمل طے ارض = زمین طے کرنے کا منتر یا جادو وغیرہ۔ (۱۲۵) صیل = خالص نسل
 والا۔ شائستہ = لائق۔ (۱۲۶) ساز = موافقت، ربط۔ قچی = ہاتھ کا جھٹکا
 یا اشارہ، پتلی سی چھڑی۔ (۱۲۷) عناں = لگام۔ کُیت = گھوڑا۔ سمند = گھوڑا۔
 منہ زور = بد لگام۔ (۱۳۰) رعد = فرشتہ جو ابر کو ہانکتا ہے۔ (۱۳۱) نیزہ دانِ فلک =
 سرنج، ترکِ فلک۔ ابلق ایام = مراد دن رات، ابلق سیاہ و سفید
 رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں۔ (۱۳۲) سوارِ دل دل = مراد حضرت علی،
 دلدل حضرت علی کے گھوڑے کا نام تھا۔

منظر علی اسیر لکھنوی

(۱) صفت سلک گہر = موتی کی لڑی کی طرح - (۱۸) پنہی = ردی کا۔
 رخت = لباس -
 (۲۰) تنوسند = موٹا، بھاری بھر کم - (۲۱) بخت = اترنا، اکرنا - (۲۲) مستقی =
 استقیا یا بلند کے مرض کا بیمار جس کا پیٹ بڑھ جائے یا جسم پھول جائے - (۲۸)
 مسطر = وہ کاغذ جس پر سطروں کے مطابق ڈورے کھینچے ہوتے تھے اور جس
 کو کتابت میں استعمال کرتے تھے -

(۳۰) مہ چار دہم = چودھویں کا چاند، ماہ کامل - (۳۲) گندہ = موٹا، دبیر -
 نہافت = دُبلاپن، کمزوری - (۳۳) اشارہ ہے اس روایت کی طرف کہ خدا کے
 حکم سے ایک چیونٹی نے حضرت سلیمان کے شکر کثیر کی دعوت کی تھی، اگرچہ
 سارے شکر نے جی بھر کے کھایا تھا لیکن پھر بھی کھانا بچ رہا تھا - (۳۴) مینی =
 ناک - (۳۵) داور = انصاف والا، حاکم، مراد حضرت سجاد زین العابدین، حضرت
 امام حسینؑ کے صاحبزادے اور چوتھے امام - (۳۸) داور عرش کیس = عرش پر
 رہنے والا حاکم - شفیع محشر = قیامت کے دن خدا سے گناہوں کی معافی کی سفارش
 کرنے والا - (۳۹) کاشف رازِ خفی = پوشیدہ راز کو کھولنے والا - محرم اسرار
 جلی = ظاہری بھیدوں کا جاننے والا - نقل کالا صل علی = حضرت علیؑ کی ہوہو
 نقل - ترجمہ پنہیر = پیغمبر اسلام کا ترجمان یا ہم شکل و ہم خصائل -

(۴۰) زیب دہ کون و مکاں = دنیا کو سجاوٹ بخشنے والا - نہمت = پاکیزگی -
 ریاض = روضہ (یعنی باغ) کی جمع، باغ - حیدر = حضرت علیؑ کا ایک نام - (۴۲)
 قضا و قدر = دیکھیے شہیدی کے قیصدے کے شعر نمبر ۲۳ کا حاشیہ - (۴۳) عمدہ
 صنیع ازل = مراد مخلوقات میں برگزیدہ - ناسخ = شانے والا - ادیان = دین کی
 جمع - بلل = ملت کی جمع - خبر = حدیث - (۴۴) قصرہ دُر = نود و اندوں کا مغل
 مراد عالم بالا، نو آسمانوں کی رعایت سے - (۴۵) جام جہاں میں = جام جہاں نما،

پیالہ جو کیانی خاندان کے بادشاہ کینخسرو کے پاس تھا اور جس سے ساری دنیا کا حال معلوم ہوتا تھا۔ ایران کے بادشاہ جمشید کا پیالہ بھی اسی خصوصیت کے لیے مشہور ہے۔ شعرا عموماً جامِ جہاں میں سے جامِ جمشید ہی مراد لیتے ہیں۔ بود و نابود = ہونا اور نہ ہونا، ہستی و عدم۔ (۴۷) مصقل = صیقل کرنے کا آلہ، چمکانے کا آلہ۔ (۵۰) شانہ کش = کنگھا کرنے والا، آراستہ کرنے والا۔ دودِ مجمر = انگلیشی کا دھواں۔ (۵۳) ہفت انلاک = سات آسمان۔ (۵۴) عفو = معافی۔ (۵۵) کف = جھاگ، پھین۔ غنبرہ = ایک خوشبودار نباتی مادہ۔ (۵۶) مروہ = پنکھا۔

(۶۶) گیرا = پکڑنے والا۔ (۶۹) دلا = کھلا ہوا۔

(۷۰) شاہ شہیداں = حضرت امام حسین۔ (۷۱) گلِ فاطمہ = مراد حضرت امام حسین۔ نیلوفر = ایک پھول جس کی دو قسمیں کنول اور کوکابیلی کہلاتی ہیں۔ (۷۲) کہ بلا میں حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد اہل حرم اور بیمار فرزند حضرت سجاد زین العابدین کو زندانِ شام میں قید کر دیا گیا تھا، ایک سال کے بعد ان حضرات کو رہائی ملی تھی۔ پردہٴ ظلمت = مراد ظلمات، وہ تاریکی جہاں چشمہٴ حیاں یا آبِ حیات کا سوتہ ہے۔ حضرت خضر کا اس دشوار گزار مقام پر پہنچ کر آبِ حیات پینا اور حیاتِ جاوداں پانا مشہور ہے۔ (۷۳) گنج = خزانہ۔ (۷۴) برجِ آبی = بروجِ آسمانی کی ایک قسم۔ برجِ سرطان، برجِ عقرب اور برجِ حوت۔ دیگر قسمیں برجِ آتشی (صل، قوس اور اسد) برجِ بادی (جوزا، میزان اور دلو) اور برجِ خاکی (ثور، سنبلہ اور جدی) ہیں۔ (۷۶) اس رعایت سے کہ ممدوح محرکہٴ کربلا کے وقت بیمار تھے اور بیمار کہ بلا اور عابد بیمار کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ (۷۷) سرمہ کھانے سے آواز بجھ جاتی ہے۔ (۷۸) علی = حضرت زین العابدین کا اصلی نام۔

(۸۲) شوئیِ بخت = قسمت کی نحوست، بد قسمتی۔ خجالت = شرمندگی۔ (۸۳)

تقریر = سزا۔

سید اسماعیل حسین منیر شکوہ آبادی

قصیدہ ۱

منیر نے یہ قصیدہ جزیرہ انڈیا میں قید کے دوران لکھا تھا۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے بعد ایک طوائف کے قتل کی سازش کے الزام میں ان کو کالے پانی کی سزا ہو گئی تھی۔ ان کی ایک تحریر کے مطابق اصل قاتل مصطفیٰ بیگ نے ان کو پھنسا دیا تھا (آب بقا از خواجہ عبدالرؤف عشرت لکھنؤ ص ۹۵) دربار حسین مولف سید افضل حسین ثابت لکھنؤی کے مطابق منیر کی گرفتاری اور سزا کا اصل سبب یہ تھا کہ وہ نواب باندہ اور اکثر رئیسان فرخ آباد کے استاد تھے جن میں سے بعض کے بارے میں انگریزوں کو بغاوت کا شبہ تھا۔ منیر کے دشمنوں نے ان کے خلاف بھی اسی قسم کی شکایت کی۔ اس قصیدے کی تشبیب میں منیر نے بھی اپنی سزایابی کو ۱۸۵۷ء کے حالات سے منسوب کیا ہے۔

(۱) کاذب = جھوٹا۔ (۲) بخت کج = ٹیڑھی قسمت، بد بختی۔ زندانی = قیدی۔ الف آزاد کا = الف کی طرح سید صاحب خط جو فقرا ناک سے لے کر سر کے بالوں تک کھینچ لیتے ہیں۔ پیشانی = مراد عنوان۔ (۳) دداع = رخصت۔ (۴) سبکداری = بوجھ کا ہلکا ہونا۔ خشت = اینٹ۔ (۵) خلعت = پوشاک۔ (۶) مگر = شاید۔ تختہ مشق = تختی جس پر بچے لکھنے کی شق کرتے ہیں۔ لوح = تختی۔ (۷) مضرت = ضرر، نقصان۔ تشنہ کا مان = تشنہ کام کی جمع، پیاسے۔ پانی کی خارجی رطوبت جلانے کے لیے لوہے کو لال کر کے پانی میں ڈالتے ہیں تاکہ اس کی تاثیر مریض کے لیے مضر نہ ہو، اس کو پانی بھجانا کہتے ہیں۔ تلوار کا پانی بھی بھجایا جاتا ہے۔ (۸) زتار سلیمانی = سلیمانی کا جینیو، وہ سفید لکیر جو سلیمانی کے سیاہ پتھر میں ہوتی ہے اور جینیو کہلاتی ہے۔ جینیو منہوؤں میں پہنا جاتا ہے اور مسلمان سلیمانی کی تسبیح گلے میں ڈالا کرتے ہیں جس کے دانوں میں جینیو ہوتا ہے۔

- (۱۱) حصیر = چٹائی۔ پادر ہوا = بے بنیاد، بے ثبات۔ (۱۳) آبِ صبح دم = صبح کا پانی۔ ضروریات کے لیے کام میں لانے کی وجہ سے گندہ ہو جاتا ہے۔ (۱۴) استخوان = ہڈی۔ (۱۵) افسر = تاج۔ مرغِ عیسیٰ = چمکاڑ جس کی تخلیق بطور معجزہ حضرت عیسیٰ سے منسوب ہے۔ مرغِ سلیمان = ہد ہد، پرندہ جس کو حضرت سلیمان کے دربار میں قاصد کا خاص مقام حاصل تھا۔ اس کے سر پر تاج ہوتا ہے۔ (۱۶) قمر در عقرب = چاند کا برج عقرب میں ہونا جو نحوس ہے۔ (۱۷) جاگیر ویرانی = بنجر یا افتادہ زمین جو ادنیٰ درجے کے لوگوں کو بطور انعام یا معافی اس لیے دی جاتی تھی کہ وہ اسے آباد کریں یا قابل کاشت بنائیں۔
- (۲۱) ماخوذ = لکھا ہوا، گرفتار۔ فرماں بردار = حکم ماننے والا۔ (۲۲) انس و جانی = انسان اور جنات۔ (۲۳) ثالث = پنج، جگہ اچکانے والا۔ (۲۴) استغاثہ = داد خواہی، اپیل۔ قاصی و دانی = اعلیٰ اور ادنیٰ، خاص و عام۔ حاذق = ہوشیار، ماہر۔ (۲۵) چشم مارو شن = پورا فارسی فقرہ ہے چشم مارو شن دلِ ماثا یعنی ہماری آنکھ روشن ہمارا دل شاد۔ یہ فقرہ عموماً کسی بات پر اپنی رضامندی ظاہر کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ (۲۶) نمیش زن = ڈنک مارنے والا۔ غائے زنبور = بھڑکا چھٹا۔ (۲۷) مشتری علم کا ستارہ ہے۔ مجوس = قیدی۔
- (۲۸) بانات = ایک ادنیٰ کپڑا۔ (۲۹) الیمانی = ایمان شہر کارہنے والا جہاں کی تلوار مشہور ہے۔ (۳۰) گیو، رستم اور زریاں مشہور ایرانی پہلوانوں کے نام ہیں جن کا ذکر شاہنامہ فردوسی میں آیا ہے۔ گیو، گودرز کا بیٹا اور زریاں رستم کا پردادا تھا۔ (۳۱) چتر کا = مراد ہما کا سایہ۔ ظل سبحانی = خدا کا سایہ، مراد بادشاہ۔ (۳۲) چتر منزل = چتر منزل، نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ کی بنوائی ہوئی لکھنؤ میں ایک مشہور عمارت۔ اس کے اد پر طلائی چتر بنے ہوئے تھے۔
- صرف بال افشانی = سرگرم پرواز۔ (۳۳) یس البدل = بربادل۔ (۳۴) قیصر باغ = دیکھیے سحر لکھنوی کے قصیدے کے شعر نمبر ۲۰ کا حاشیہ۔
- (۳۵) اجارہ = ٹھیکہ۔ (۳۶) خانخانانی = خانخاناں یعنی امیر الامرا کا منصب۔

(۵۲) کیانی = منسوب بہ کیان، کیانی بادشاہوں کی اولاد = رخت آہن گر =
 لوہار کا لباس۔ ساسانی = بہمن کے بیٹے ساسان کی اولاد، مراد ساسانی بادشاہوں
 کی اولاد۔ (۵۳) نوح طوفانی = پیغمبر حضرت نوح جن کے زمانے میں عذابِ
 الہی کے طور پر طوفانِ عظیم آیا تھا۔ نوح سامانی = سامانی خاندان کا بادشاہ جس کی
 خراساں اور بخارا پر حکومت تھی۔ (۵۶) اولی الالبصار = نگاہ والے، صاحبانِ
 نظر۔ (۵۷) سعد ذابح = علم نجوم کے مطابق آسمان پر بارہ برجوں کے اٹھائیس
 حصے ہیں جن کو منازلِ قمر کہتے ہیں۔ سعد ذابح بائیسویں منزلِ قمر کا نام ہے۔
 یہ دو ستاروں پر مشتمل ہے جو ایک ہاتھ کے فاصلے پر واقع ہیں۔ ان میں سے
 ایک کی طرف ایک چھوٹا ستارہ ہے جس کو گویا وہ ذبح کرنا چاہتا ہے۔ ذابح کے
 معنی ہیں ذبح کرنے والا اور اسی رعایت سے یہاں سعد ذابح کا ذکر کیا ہے۔
 معلق = لٹکی ہوئی۔ (۵۸) مبرم = نہ ٹپکنے والی، اٹل، محکم۔ (۵۹) لعل پیکانی =
 لعل کی ایک قسم، تیر کی بھال کی طرح نوکدار لعل۔

(۶۰) سرخی = کٹی ہوئی اینٹیں۔ افشانی = افشاں کیا ہوا، مراد رنگین۔
 (۶۱) گہوارہ جنبانی = پالنا بھلانا۔ (۶۳) بارانی = بادل جو بارش سے بچنے
 کے لیے اوڑھتے ہیں، برساتی۔ (۶۴) غراب البین = لفظی معنی جدائی کا کوا، ایک
 قسم کا جنگلی کوا جس کی چونچ سرخ ہوتی ہے۔ عرب اس کوے کو منحوس سمجھتے
 ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اس کو دیکھنے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا اور اگر دوستوں
 کے سامنے آکر بیٹھ جاتا ہے تو آپس میں جدائی ہو جاتی ہے۔ (۶۶) فقیر رنگ =
 پیلا یا گروارنگ کیونکہ فقرا ان رنگوں کے کپڑے پہنتے ہیں۔ ملتانی مٹی = ایک
 قسم کی پیلی مٹی۔ (۶۷) غیر ثعبانی = بغیر اژدہ ہے پن کے۔ حضرت موسیٰ کو
 خدا نے یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ جب وہ اپنا عصا زمین پر ڈال دیتے تھے تو وہ
 اژدہ بن جاتا تھا اور جادو گردوں کے سانپوں کو نگل جاتا تھا۔ (۶۸) ظمائی =
 ناریک۔ (۷۱) غول = دیو اور جن کی ایک قسم جو جنگل میں رہتی ہے اور
 طرح طرح کی شکلوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ (۷۲) سوادِ شام غربت = غریبِ لطنی

کی شام کی سیاہی۔ کچل سیلانی = سرمہ سیلانی، وہ سرمہ جس کو آنکھوں میں لگانے سے دنیا کی پوشیدہ چیزیں شل دیو، جن پریاں اور دھینے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ (۷۳) محبس = قید خانہ۔ علم کیمیا = معمولی دھاتوں کو سونا چاندی بنانے کا ایک روایتی علم۔ قاروں = حضرت موسیٰ کا چچا زاد بھائی جو بہت بڑے خزانے کا مالک تھا لیکن اپنے بھل کی وجہ سے حضرت موسیٰ کی بددعا سے اپنے خزانے کے ساتھ زمین میں دھنس گیا۔ ایک روایت کے مطابق علم کیمیا کا ایک تہائی حصہ اس نے حضرت موسیٰ سے حاصل کیا تھا اور باقی دو حصے بھی کسی طرح سیکھ لیے تھے۔ (۷۴) شاہان زور = جھوٹے گواہ۔ برات = بری ہونا، چھٹکارا۔ گرگ یوسف = مراد وہ فرضی بھیڑیا جس پر حضرت یوسف کے بھائیوں نے ان کے ہلاک کرنے کا الزام رکھا تھا۔ پیر کنعانی = کنعان کا بوڑھا، مراد حضرت یعقوب۔ (۷۵) ہامانی = منسوب بہ ہامان وزیر فرعون۔ (۷۶) تحت و فوق = پستی و بلندی۔ (۷۷) دار = سولی۔ گراں جانی = سخت جانی۔

(۸۱) لحم = گوشت۔ (۸۲) ثور فلک = برج ثور جو میل کی شکل کا ہے۔ (۸۳) آرد گندم = گہوں کا آٹا۔ (۸۵) سوا = زیادہ۔ (۹۰) ثقالت = بھاری پن، گرانی۔ (۹۱) دریا بار = دریا برساتنے والا۔ مزرع = کھیتی۔ (۹۳) اس شعر کا پہلا مصرع اور اگلے شعر کا پہلا مصرع خواجہ حافظ کا مشہور شعر ہے جس کا ترجمہ ہے اندھیری رات، طوفان کا خوف، ایسا ہونا ک بھنور، کیا جانیں ہمارا حال ساحلوں پر اطمینان سے رہنے والے۔ (۹۵) نخل فلک فرسا = آسمان کو گھسنے والا درخت، مراد بہت بلند درخت۔ (۹۶) قوم ہود کے عذاب سے ہوا کا وہ طوفان یا آندھی مراد ہے جس کو صرصر عباد کہتے ہیں۔ دیکھیے سودا کے قصیدہ نمبر ۵ کے شعر نمبر ۳۵ کا حاشیہ۔ توأم = جڑواں، مراد ملا ہوا۔ (۹۷) مار = سانپ۔ کژدم = بکھڑو۔ (۹۸) اکل میت و خنزیر = مردہ اور سور کھانا۔ از بس = بہت۔ برہما = برہما کا باشندہ۔ نصرانی = عیسائی۔ (۹۹) خاکِ مخنوق = گلا گھوٹا ہوا سور۔ تعیق زراغ = کوئے کی آواز۔ ٹوڑی اور

لمتانی راگنیوں کے نام ہیں۔ (۱۰۰) خرچنگ = کیکڑا۔ ضفادع = ضفدع (بمعنی
 مینڈک) کی جمع۔ محال متنع = مراد انتہائی ناممکن۔ مردم = آدمی۔ (۱۰۲) فصل
 زمستانی = جاڑے کا موسم۔ (۱۰۳) مشکی = سیاہ گھوڑا۔ نقرہ = سفید گھوڑا۔
 (۱۰۴) بھیرویں = صبح کی ایک راگنی کا نام۔ شام کلیمان = شام کا راگ۔ کدرا =
 دیپک راگ کی ایک راگنی۔ (۱۰۵) بیاض تخم مرغیاں = پرندوں کے انڈے کی جیسے۔
 مداد = روشنائی۔ مجرہ = ددات۔ خبث الحديد = لوہے کا میل۔ مروارید عثمانی =
 بحر عمان کا موتی، بحر عمان مشرق وسطیٰ کا دریا ہے اعظم جس کے کنارے شہر عمان واقع ہے۔
 (۱۱۴) روح الامین = حضرت جبرئیل۔ (۱۱۵) خزانہ = عرب کا ایک قبیلہ جو صلح
 حدیبیہ کے بعد پیغمبر اسلام کا حلیف ہو گیا تھا۔ بنو بکر نے قریش کی مدد سے اس قبیلے پر
 حملہ کیا تھا۔ خزانہ نے کعبے میں پناہ لی لیکن بنو بکر نے وہاں بھی ان کا خون بہایا خزانہ
 نے رسول خدا سے فریاد کی، آخر کار مدینے (یثرب) سے اسلامی لشکر روانہ ہوا اور
 فتح مکہ (۶۱۰ء) عمل میں آئی۔ رحمۃ اللعالمین = عالموں کے لیے رحمت مراد پیغمبر اسلام۔
 (۱۱۷) نور نیردانی = خدا کا نور مراد پیغمبر اسلام۔ (۱۱۸) خازن جنت = جنت کا خزانچی،
 مراد رضواں۔ (۱۱۹) پیک = قاصد۔

(۱۲۰) راکب دوش پمیر = پیغمبر اسلام کے دوش مبارک پر سوار ہونے والا،
 مراد حضرت امام حسین۔ جناب خامس آلِ عبا = آلِ عبا میں پانچواں بزرگ، مراد
 امام حسین۔ روایت ہے کہ جب آیتِ تطہیر نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام نے حضرت علی
 حضرت فاطمہ حضرت حسن اور حضرت حسین کو اپنی عبا میں لے کر فرمایا کہ اے خدا
 یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو پاک کر اور ان پر اپنی رحمت نازل کر، آلِ عبا سے
 عموماً یہی چاروں حضرات مراد ہوتے ہیں، یہاں رسول خدا کو شامل کیے کیونکہ پانچ
 بزرگ مراد لیتے ہیں۔ (۱۲۳) بندہ جانی = گنہگار بندہ۔ (۱۲۴) مہر سلیمانی =
 خاتم سلیمانی جس کی برکت سے حضرت سلیمان ساری دنیا پر حکومت کرتے تھے۔
 سورہ صاد = قرآن کریم کا سورہ صی، صاد کی مناسبت چشم قربانی سے ہے
 کیونکہ آنکھ کو صاد سے تشبیہ دیتے ہیں۔ (۱۲۶) دیوانے پاس سنگ سلیمان

رکھتے ہیں، اگر شیطان یا دیو کفر سے تعلق رکھتے تو سنگِ سلیمان کی لکیر اس کے لیے پھانسی کی رسی بن جائے۔ (۱۷۷) مگر = ضرور۔ خشتِ پشانی = پشانی کی اینٹ مراد پشانی۔ (۱۷۸) جوئندہ اخبار غیبی = غیب کی باتوں کا ڈھونڈھنے والا۔

(۱۳۰) روحانی = مراد عالمِ ارواح کا رہنے والا، فرشتہ۔ (۱۳۱) بھرے پانی = شرمندہ ہو۔ (۱۳۲) طفلِ طبعی = فطری بچہ، سلطنت کے فطری منظر کی طرف اشارہ ہے، یعنی اگر اس کا فقر سلطنت کے طفلِ طبعی دکھائے۔ (۱۳۳) سبہ گردانی = تبیح پڑھنا۔ (۱۳۴) گوسفند = بھینٹ، بکری۔ شبان = چرواہا۔ شبانِ وادیِ امین حضرت موسیٰ کو بھی کہتے ہیں۔ (۱۳۵) پیغمبرِ اسلام کے جسمِ مبارک کا سایہ نہیں تھا۔ (۱۳۶) اس مرتبہ = اس درجہ۔ اقلیمِ روحانی = عالمِ ارواح، عالمِ بالا۔

(۱۳۷) والتیل = قسم ہے رات کی، قرآن مجید کے ایک سورہ کا نام جو والتیل سے شروع ہوتا ہے۔ (۱۳۸) طوبی = جنت کا ایک درخت۔ (۱۳۹) لباسِ کعبہ = کعبے کا غلاف جو سیاہ رنگ کا ہے۔ (۱۴۰) مہمانی کے معنی ہیں کھانا کھانا، فیقروں کو عموماً کھانا کھلایا جاتا ہے۔ چونکہ زرخشی کے لیے نام لکھے جائیں گے اس لیے مہمانی زرخشی میں بدل جائے گی اور اس اعتبار سے لفظ مہمانی کے سیم کا دہن سونے کا نوالہ کھائے گا۔ (۱۴۱) مصحفِ اکبر = مراد قرآن۔ تالوتِ سکینہ = وہ مقدس صندوق جس میں توریت کا اصل نسخہ، عصائے موسیٰ کے ٹکڑے اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے کپڑے وغیرہ محفوظ تھے اور جس کو حضرت موسیٰ نے اپنے بعد فلاح و برکت کے لیے بنی اسرائیل کو سونپا تھا۔ بنی اسرائیل پر جب کوئی مصیبت آتی تھی تو وہ اس صندوق کو نکالتے تھے۔ عبرانی = اہل کنعان کی قدیم زبان، توریت کی زبان، یہاں توریت ہی کی طرف اشارہ ہے۔ عبرانی یہودی کو بھی کہتے ہیں۔ (۱۴۲) موحّد = خدا کو ایک جاننے والا۔ اہبات = ام کی جمع، مائیں۔ آبا = اب کی جمع، باپ۔ عقیدہ ہے کہ رسولِ خدا کے آبا و اجداد خدا کو ایک ماننے والے تھے۔

(۱۵۰) تخمِ عذابِ ایزدی = خدا کے عذاب کے بیج۔ (۱۵۱) خازن = جمع کرنے والا،

خزانچی - خازنِ جنت = داروغہ جنت، رضواں - کارِ رضوانی = رضواں کا کام،
 جنت کی درباری کا کام - (۱۵۲) شانہ کش = کنگھا کرنے والا - (۱۵۳) سیاست =
 تنبیہ کرنا، سزا دینا - اربابِ ضلالت = گمراہ لوگ - (۱۵۴) میانِ عفت وزانی =
 پارسائی اور زنا کرنے والے کے درمیان - (۱۵۵) جنیو کا ہاتھ = تلوار کا آڑا دار جو
 حریف کے سینے پر لگایا جاتا ہے - زنا رِ سلیمانی یعنی سلیمانی پتھر کے جنیو یا لکیر سے
 مناسبت ظاہر ہے - (۱۵۶) آشفہ = پریشان = سبیل کی پیچدار وضع پریشانی
 کا قیاس ہے - (۱۵۸) اشارہ ہے معجزۂ شوق القمر کی طرف جس کے مطابق پیغمبر اسلام
 نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے تھے - (۱۵۹) اشارہ
 ہے جنگِ اُحد (۳ھ) میں پیغمبر اسلام کے دہن مبارک کے زخمی ہونے کی طرف -
 (۱۶۲) اُحناس = جنس کی جمع، چیزیں - (۱۶۵) آل = مراد رسول خدا کی
 اولاد - سنان و شمر = سنان ابن انس اور شمر ذی الجوشن، ینبیدی فوج کے دو
 سردار جنہوں نے کربلا میں حضرت امام حسین کو زخمی اور شہید کیا تھا - (۱۶۶) مناقب
 منقبت کی جمع، اوصاف حمیدہ - آلِ یسین = مراد آلِ محمد قرآن مجید کے سورہ صافات
 کی ایک آیت ہے۔ سلام علی آلِ یاسین - (سلام ہو آلِ یاسین پر) - اصطفائے
 آلِ عمرانی = آلِ عمران کا انتخاب یا برگزیدگی - حضرت علی کے والد حضرت ابوطالب
 کا ایک نام عمران تھا۔ اس لیے آلِ عمران سے حضرت ابوطالب
 کی اولاد مراد لی جاتی ہے۔ قرآن مجید کی سورہ آلِ عمران میں آدم، نوح اور آلِ ابراہیم
 کے ساتھ آلِ عمران کی برگزیدگی (اصطفیٰ) کا ذکر آیا ہے - (۱۶۸) مہ مہنا = مہنا کا چاند
 مراد فارسی کا مشہور قصیدہ نگار انوری جو خراسان کے موضع مہنہ میں پیدا ہوا تھا۔
 مہرِ شروانی = شروان کا سورج، مراد فارسی کا مشہور قصیدہ نگار خاقانی شروانی۔
 (۱۷۱) اسمِ اعظم = خدا کا سب سے بڑا نام جو بعض کے نزدیک اللہ ہے۔
 وہ نام جس کی برکت سے جو دعائیں مانگی جائیں قبول ہو۔ (۱۷۳) سورہ آلِ عمران
 کی ایک آیت میں اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ کے متعلق روایت ہے کہ خدا نے حضرت علی کو
 نفسِ رسول فرمایا ہے۔ (۱۷۴) اشارہ ہے رجعتِ خورشید کی روایت کی طرف،
 دیکھیے سودا کے قصیدہ نمبر ۲ کے شعر نمبر ۱۶ کا حاشیہ - (۱۷۵) بضعہ حضرت = مراد

حضرت فاطمہ، حضرت فاطمہؑ کے متعلق حدیث ہے کہ الفاطمۃ بضعة منی یعنی فاطمہؑ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ خاتونِ جنت = حضرت فاطمہ کا لقب۔ (۱۷۶) سبطِ اکبر = بڑا نواسا، مراد حضرت امام حسن۔ محبتی = حضرت امام حسن کا لقب، لغوی معنی برگزیدہ، پسندیدہ۔ (۱۷۷) سیدِ مظلوم = مراد حضرت امام حسین۔ (۱۷۹) شہید = شہیدہ کی جمع، سختیاں۔

(۱۸۰) شہیدانِ رہِ خالق = شہدائے کربلا۔ (۱۸۱) آدمِ آلِ عبا = مراد حضرت امام حسین کے صاحبزادے اور امام چہارم حضرت سجاد زین العابدین، چونکہ اہل بیت کے مردوں میں صرف حضرت سجاد بیچ رہے تھے اور پھر انھیں سے نسل چلی۔ کربلا میں حضرت حسین اور ان کے رفقا کی شہادت کے بعد جب اہل حرم کو قید کر کے شام کی طرف لے جایا گیا تو اذیتوں کی مہار حضرت سجاد کے ہاتھ میں تھی۔ (۱۸۶) موسیٰ کاظم = ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظم، چھٹے امام حضرت جعفر صادق کے صاحبزادے، بغداد میں ہارون رشید کی قید میں زہر دیا گیا۔ (۱۸۷) ضامن = آٹھواں۔ اشارہ ہے امام ضامن علی رضا کی طرف جو آٹھویں امام ہیں۔ ضامن لقب ہے کیونکہ زائرین کربلا کی طرف سے ضمانت دیتے تھے یا مسافروں کو منزل مراد تک پہنچانے کے ضامن ہیں۔ (۱۸۸) تاسع = نواں، نویں امام حضرت محمد تقی۔ (۱۸۹) علی چارمیں = چوتھا علی، مراد حضرت علی تقی جو دسویں امام ہیں، اس مناسبت سے کہ آپ سے پہلے جن تین اماموں کا نام علی تھا وہ حضرت علی، حضرت زین العابدین اور حضرت علی رضا تھے۔

(۱۹۰) سہمی سبطِ اکبر = حضرت امام حسن کا ہم نام، مراد گیارھویں امام حضرت حسن عسکری۔ (۱۹۱) مہدی ہادی = حضرت امام عسکری کے صاحبزادے اور بارھویں امام حضرت مہدی جو نو سال کی عمر سے دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہیں اور قیامت کے قریب نمودار ہوں گے اور راہِ نیک کی ہدایت کریں گے۔ (۱۹۲) عیال = عیال کی جمع، بیوی بچے وغیرہ۔

قصیدہ ۲

منیر نے یہ قصیدہ جزیرہ اندیمان میں قید کے دوران مولوی فضل حق خیر آبادی سے ایک بحث کے بعد لکھا تھا جس کی تفصیل اسی قصیدے میں شعر نمبر ۱۳۳ سے بیان کی گئی ہے۔ اس قصیدے کی تشبیب غروب آفتاب، رات کی کیفیات اور علم نجوم کے مطابق ستاروں کی حرکات و سکنات وغیرہ سے متعلق ہے۔

- (۱) اشک زینجا = مراد ستارے۔ یوسف گل پیر من = سرخ لباس پہنے والا یوسف، مراد آفتاب۔ زینجا، چاند اور یوسف کی مناسبت ظاہر ہے۔ (۲) آبلہ روز = مراد آفتاب۔ تازہ حنا بندھ گئی = شفق بھولنے کی طرف اشارہ ہے، آبلے پر ٹھنڈک اور علاج کے لیے مہندی لگائی جاتی ہے۔ زال زری = سنہرے بالوں والی بڑھیا۔ کمیت = گہرا سرخ گھوڑا۔ کمیت کہن = مراد شفق آلود آسمان۔ نئے چاند کو زال زری کی ابرو اور کمیت کہن کی نعل قرار دیا ہے۔ (۳) چاہ سیہ = کالا یا تاریک کنواں، مراد رات کی تاریکی۔ یوسف رنگیں قبا = مراد آفتاب۔ دیو سیہ = مراد رات۔ شاہد پروں پرین = عقد ثریا کا معشوق، مراد عقد ثریا، سات ستاروں کا جھمکا۔ (۴) شبہ نیم روز = دوپہر کا بادشاہ، مراد سورج۔ بسا کہ = چونکہ۔ کم بہا = کم قیمت۔ رنگی = حبشی جو سیاہ فام ہوتا ہے۔ (۵) خیمہ زرباف = مراد آسمان۔ لیلیٰ مشکیں لباس = سیاہ پوشاں کوالی معشوقہ، مراد رات۔ فانوس سبز = مراد آسمان۔ شمع مرصع لگن = جڑاؤ لگن میں جلتی ہوئی شمع، مراد چاند۔ (۶) کف الخضیب = قلعہ شمالی کی طرف آسمان پر ایک سرخ ستارے کا نام۔ مشک غزال ختن = ختن کے ہرن کا مشک، ختن وسطی ایشیا یا حدود چین کے ایک خطے کا نام تھا جہاں کا مشک مشہور تھا۔ مشک چونکہ سیاہ ہوتا ہے اس لیے تاریکی کو مشک غزال ختن سے استعارہ کیا ہے اور اس کو ستاروں کی آنکھوں کا سرمہ قرار دیا ہے۔ (۷) گنبد فیروزہ = مراد آسمان۔ تابوت = مردے کا صندوق، جنازہ۔ دختر کان یتیم = مراد بنات النعش، سات ستارے جن میں چار کو نعش اور تین کو بنات کہتے ہیں۔ بنات بنت معنی بیٹی کی جمع ہے۔ (۸) پلنگ = چتیا جس کی کھال پر داغ ہوتے ہیں اور جو چاند کا عاشق مانا جاتا ہے۔

داغ پلنگ کو پہلے لالہ اور پھر شفق آسمان قرار دیا ہے۔ رقیب = مراد چتیا۔ کبک = چکور، ایک پندہ جس کا عشق چاند سے مشہور ہے۔ پلنگ بھی چاند کا عاشق ہے اور چکور بھی، چنانچہ پلنگ کا داغ جب شفق کی صورت میں بلندی پر پہنچ گیا تو رقیب کا یہ ادج دیکھ کر چکور کو صدمہ ہوا اور وہ اپنا سینہ پیٹنے لگا۔ خسرو اقلیم میں = مراد مشتری جس کو سنسکرت میں اگر و اور ہندی میں برہسپت کہتے ہیں۔ علم نجوم کے مطابق جس طرح ساتوں ستاروں سے ہفتے کا ایک ایک دن منسوب ہے اسی طرح ہر ستارے کا ایک مخصوص علاقہ یا ملک بھی ہے۔ مشتری اقلیم چین کا ملک ہے، ہندوستان زحل اور خراسان شمس کے محکوم ہیں وغیرہ وغیرہ۔ قصر ششم چھٹا مل مراد چھٹا آسمان جس پر مشتری ستارہ ہے۔ ہندوئے بالائشیں = مراد ستارہ زحل، کیوان یا سینچر جو ساتویں آسمان پر ہے اور ہندوئے فلک کہلاتا ہے۔ صرف بت برہمن = مراد بت و برہمن میں مصروف۔ لفظی مناسبتیں ظاہر ہیں۔

(۱۰) ترک کماندار = مریخ ستارہ جس کو جلاذ فلک اور ترک چرخ کہتے ہیں۔

تیر کیا زیب قوس = کمان میں تیر لگایا۔ سماک = دو ستارے جو نیزے کے مانند ہیں، اٹے نیزے سے مشابہ کو سماک اعزل اور سیدھے نیزے سے مشابہ کو سماک راجح کہتے ہیں۔ نیزہ خارا شکن = سخت چھر کو توڑنے والا بھالا۔ (۱۱) دیر زمرہ نگار = مراد آسمان۔ منظر اختر شمار = مراد ستاروں کا منظر۔ وشن = مورت، بت۔ (۱۲) صوفی ازرق لباس = نیلی پوشاک والا صوفی، مراد آسمان۔ لونی الماس پوش = میرے پہنے والا معشوق، مراد ستارہ زہرہ جو پہلے شہر بابل کی طوائف تھی۔ دیکھیہ ذوق کے قصیدہ نمبر ۲ کے شعر نمبر ۸ کا حاشیہ۔ (۱۲) نظامی = عہد سلجوقی میں آذر بایجان کے مشہور فارسی شاعر نظامی گنجوی جو ۵۲۵ھ میں بہ مقام گنجم پیدا ہوئے۔ ان کی مشہور کتاب خمسہ یا پنج گنج پانچ مثنویوں یعنی مخزن الاسرار، خسرو شیریں، یلیٰ و مجنوں، ہفت پیکر اور سکندر نامہ کا مجموعہ ہے اور تقریباً ۲۸ ہزار شعرا پر مشتمل ہے۔ خمسہ حیرت زدہ = مراد خمسہ متحیرہ یعنی پانچ ستارے عطارد، زہرہ، مریخ، مشتری اور زحل۔ ان کو متحیرہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ کبھی کبھی اپنی معمولی

چال چوڑ کرانے یا پیچھے چلنے لگتے ہیں۔ خمسہ متغیرہ اس وقت نظم نظامی کی طرح مضبوط اور مربوط تھے۔ ہلاتی = فارسی شاعر ہلاتی استر آبادی جس کی مثنوی شاہ درویش یا شاہ وگدا بہت مشہور ہے۔ ۹۲۵ھ مطابق ۲۹-۱۵۲۸ء میں قتل کیا گیا۔ اختر برج سخن = مراد اشعار۔ (۱۴) تیر شہاب = ٹوٹے ہوئے ستارے کا تیر۔ ارجن = مہابھارت کی داستان کے مطابق پانڈو کے پانچ بیٹوں میں سے ایک کا نام جو تیر اندازی میں کمال رکھتا تھا۔ کرن کے کاف کے مرکز کو ارجن کے تیر سے تشبیہ دی ہے۔ (۱۵) خوشہ = مراد بہج سنبھ جو خوشے سے مشابہ ہے۔ نخل طوبی = شجر طور جس پر موسیٰ علیہ السلام کو روشنی دکھائی دی تھی، مراد درخت۔ چنار = ایک بڑا درخت۔ (۱۶) شیر سرخ = مراد آفتاب۔ فیل = پرات۔ آفتاب کے شیرادر رات کے ہاتھی کی لڑائی میں رات کے ہاتھی کے دانتوں کے تیر آفتاب کے شیر کے جگر میں پیوست ہو گئے یعنی رات نے آفتاب کو ختم کر دیا۔ سرحد دشت بیاض = سفیدی کے جنگل کی سرحد، مراد سفیدی۔ دشت بیاض ایران کے ایک شہر کا نام بھی ہے۔ کجلی بن = جنگل جس میں ہاتھی رہتے ہیں، مراد سیاہی۔ سفیدی کی سرحد سیاہی تک پہنچ گئی یعنی رات ہو گئی۔ (۱۷) آئینہ خاوری = مراد سورج۔ حلقہ سیمیں = مراد چاند۔ (۱۸) بام سبز = مراد آسمان۔ طائر سیاب گوں = پارے کے رنگ کا پرندہ، مراد چاند۔ زاغ سیہ = کالا کوا، مراد رات۔ مرغ ملمع بدن = مراد آفتاب۔ ملمع = وہ چیز جس پر جاندی یا سونا چڑھا ہوا ہو۔ (۱۹) خضر زرد لباس = مراد آسمان۔ صاحب دست کلیم = ید بیضا رکھنے والا، دست کلیم سے چاند کو استعارہ کیا ہے۔ حضرت موسیٰ کو خدا نے یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ جب وہ اپنا ہاتھ نفل میں چھپا کر نکالتے تھے تو ان کی جلی ہوئی ہتھیلی آفتاب کی طرح چمکنے لگتی تھی۔ زرعون نے حضرت موسیٰ کے سامنے بچپن میں کھجوریں اور انگارے رکھوائے تھے۔ حضرت موسیٰ نے انگارے اٹھا کر منہ میں رکھ لیے تھے جس سے ان کی ہتھیلی جل گئی تھی اور زبان میں لکنت آ گئی تھی۔ مصلہ سبز = سبز جانا، مراد آسمان۔ لونی بابل وطن = مراد نہر۔

(۲۰) ترک سناں دار = مریخ یا ترک چرخ جس کا خانہ اصلی برج عقرب ہے۔
 خانہ نشینی = گھر میں بیٹھنا، ستارے کا اپنے اصلی برج میں قیام کرنا۔ نشر کڈم =
 عقرب یا بچھو کا ڈنک، مراد برج عقرب جو بچھو کی شکل کا ہے۔ یعنی مریخ برج
 عقرب میں داخل ہو گیا۔ (۲۱) مبارک نہاد = نیک بنیاد، نیک اصل۔
 خواجہ = آقا، مالک۔ صاحب قدسی نفس = فرشتہ صفت آقا۔ داد پر دیکھن =
 دنیا کا عالم۔ چاروں ترکیبیں مشتری کے لیے آئی ہیں۔ گرم افادت ہوا = فائدہ پہنچانے
 لگا۔ قسطاس = میزان، ترازو، میزان عربی کی مشہور دسی کتاب کا نام بھی ہے۔
 نسخہ قسطاس کا درس دینے لگا یعنی مشتری برج میزان میں آ گیا۔ (۲۲) دوسرے
 محل کا اشارہ دوسرے آسمان کی طرف ہے کیونکہ عطارد دوسرے آسمان پر ہے۔
 صاحب دفتر = مراد عطارد جس کو منشی فلک اور دبیر فلک کہتے ہیں۔ حرف زن =
 بات کرنے والا۔ ہندوئے بیدار بخت = خوش قسمت زحل، چونکہ زحل اپنے خانہ
 اصلی جدی میں تھا۔ دلو آب = پانی کا ڈول، دلو ایک برج کا نام ہے جو جدی کے
 ساتھ زحل کا خانہ اصلی ہے۔ ساتھ لیے دلو آب اس لیے کہ برج دلو جدی کے
 قریب ہی تھا۔ ابر صفت = بادل کی طرح۔ قطرہ زن = دھڑکے چلنے والا، بہت
 سعی و کوشش کرنے والا۔ لفظی معنی کی مناسبت بھی ہے۔

(۲۵) شکم شیر = شیر کا پیٹ، اشارہ ہے برج اسد کی طرف جو شیر کی شکل کا ہے۔
 مرتج = چراگاہ۔ آہوئے روز = مراد آفتاب۔ یعنی آفتاب برج اسد میں تھا۔
 کرگس افتادہ = تھکا ہوا گدھ، مراد نسر واقع، وہ ستارہ جس کی شکل بیٹھے
 ہوئے گدھ کی طرح ہے۔ دوسرا نسر یعنی نسر طائر اڑتے ہوئے گدھ سے مشابہ
 ہے۔ نسر واقع اور نسر طائر کو کرگس ان فلک کہتے ہیں۔ ترک فلک = مراد
 مریخ ستارہ۔ یعنی مریخ کی نظر نسر واقع پر پڑ رہی تھی۔ (۲۶) آبلہ پنج پا =
 مراد برج سرطان، پنج پا سرطان یا کیکٹرے کو کہتے ہیں جس سے برج سرطان
 مشابہ ہے۔ شاخ سرگاڈ پر = بیل کے سینگ کے اوپر مراد برج ثور کے اوپر
 برج ثور بیل کی شکل کا ہے۔ گل نستر = سیوتی کا پھول۔ برج سرطان کو

گلِ نستر قرار دیا ہے۔ (۲۷) اس گلِ تازہ پہ = برجِ سرطان پر جس کو اس سے پہلے گلِ نستر کہا ہے۔ گلِ سوسن = اودے رنگ کا ایک پھول، یہاں برجِ جدی مراد ہے جو اودے رنگ کا ہے۔ نقشِ سوادِ زمیں = زمانے کی سیاہی کا نقش، مراد ستارۂ زحل جو سیاہ رنگ کا ہے۔ دونوں شعروں کا مفہوم یہ ہے کہ برجِ ثور کے اوپر برجِ سرطان اور اس کے اوپر برجِ جدی اور برجِ جدی میں ستارۂ زحل کی نشتر تھی۔ (۲۸) حوت و بُرہ = مچھلی اور مینڈھا، مراد برجِ حوت اور برجِ حمل کیونکہ برجِ حوت مچھلی اور برجِ حمل مینڈھے کی شکل کا ہے۔ (۲۹) باغ = مراد آسمان۔ منطقہ گوہریں = موتیوں کا کمر بند یا پٹکا، اشارہ ہے کہکشاں کی طرف۔ موجِ آبِ گہر = موتی کی چمک کی لہر۔ اشارہ ہے کہکشاں یا ستاروں کی چمک کی طرف۔

(۳۰) بئج = نکاس کی جگہ، سوتہ۔ شیرِ صباح = مراد سپیدہ سحری، سفیدی۔ نہرِ لبن = دودھ کی نہر، مراد کہکشاں کی چمک جس کو پہلے مصرع میں جوئے شیر کہا ہے۔ (۳۱) چشمِ شبانِ بُرہ = برجِ حمل کے چمکے کی آنکھ، مراد برجِ حمل جس کا رنگ سرخ ہے۔ صفتِ طاسِ خوں = خون کے طشت کی طرح۔ گلِ نارون = انار کی ایک قسم کا نہایت سرخ پھول۔ برجِ حمل کو سرخی کے اعتبار سے گلِ نارون کہا ہے اور ستاروں کو گلِ نستر۔ (۳۲) برجِ حمل میں آفتاب کے آنے سے بہار کا آغاز ہوتا ہے۔ (۳۳) کرگیں پڑاں یعنی اڑتا ہوا گدھ، مراد ستارۂ نسیر طائرِ جواڑتے ہوئے گدھ کی طرح ہے۔ بالِ کشائے ہوا = ہوا میں اڑنے والا۔ خفاش = چمکادڑ = چمکادڑ اڑنے لگے اور چیل کوئے چھپ گئے۔ (۳۴) بالِ مرصع = جڑاؤ پر سنہرے پر۔ زاغِ سیہ = مراد رات۔ طائرِ پر سوختہ = پر جلا ہوا پرندہ، اشارہ ہے سورج کی طرف۔ (۳۵) یوسفِ زریں قبا = مراد سورج۔ طالبِ دلورسن = ڈول اور رسی کا ڈھونڈھنے والا۔ (۳۶) عجاج = ہاتھی دانت۔ کفِ ناہید = ستارۂ زہر کی مچھلی۔ (۳۸) لوحِ زمرد = زمرد کی تختی، مراد آسمان۔ صرفِ نقاطِ گہر ہوئی =

مینر

موتی کے نقطوں سے بھر گئی یعنی سارے آسمان پر ستارے بکھرے تھے۔
تختہ سوسن = سوسن کے پھولوں کی کیاری، مراد آسمان، سوسن گہرے نیلے یا ادورے رنگ
کا پھول ہوتا ہے۔ (۳۹) یعنی نیند آنے لگی۔ دزد خیالات و خواب = خیالات و
خواب کے چور، مراد وہ چیزیں جن سے خیالات اور نیند میں خلل ہو۔

(۴۲) عامل = محل یا سرحر کرنے والا۔ فسوں = جادو، منتر۔ پری زاد = پری
کی اولاد، دیو اور پری۔ پری زاد خواب شیشے میں آئے = خوابوں کے حسین مناظر
دکھائی دینے لگے۔ دفعتن = دفعۃً، فوراً، قافیے کے لحاظ سے دفعتن لکھا ہے۔
(۴۳) سرمہ = کناہ ہے تاریکی سے۔ (۴۴) شمنگاں = شمنہ (بمعنی کوتوال یا پاسبان)
کی جمع۔ بانگ جرس = گھنٹے کی آواز۔ (۴۵) چنگ رباب = باجوں کے نام۔ مہمض =
ہمد، ساتھی۔ (۴۶) پری = استعارہ ہے شراب سے۔ (۴۷) رکوع = نماز میں
گھٹنوں پر جھکنا۔ سجود = سجدہ کرنا۔ صومعہ = عبادت خانہ۔ اہل ذکر = عباد
کرنے والے۔ خشتِ دَن = شراب کے شے کی اینٹ۔ دَن = لمبا شکا۔ (۴۸) کاؤس =
کیکاؤس، قدیم ایران کا ایک عظیم اٹان بادشاہ۔ کئے = عظیم اٹان بادشاہ
کیانی خاندان کے بادشاہوں کا لقب، کیکاؤس بھی اسی خاندان سے تھا۔ نے =
بانسری۔

(۵۰) آتش تر = مراد شراب۔ بغداد = کناہ شراب کا پیالہ۔ خط بغداد =
جام جمشید کی سات لکیروں میں سے دوسری لکیر، مراد شراب کے پیالے کا بھرا ہونا۔ بط
= شراب کی صراحی جو بطخ کی شکل کی بناتے ہیں۔ خونِ بطِ مے = مراد شراب۔
دجلہ = ایک ندی جو بغداد کے پاس بہتی ہے۔ دجلہ کی لفظی مناسبت بغداد سے
ہے کیونکہ بغداد عراق کے شہر کا نام بھی ہے۔ (۵۱) مہ نو = مراد ہونٹ۔ مہ
کامل = مراد پیالہ۔ آبلہ سبز = مراد مینا۔ آبِ عقیقِ مین = مراد شرابِ عقیق
ایک سرخ پتھر ہے، مین کا عقیق مشہور ہے۔ (۵۲) حاجب = دربان۔ دواب =
پہرہ دینے والے سوار۔ محیط = گھیرنے والا۔ (۵۳) بالش = تکیہ۔ (۵۴)
اہلِ عزا = ماتم کرنے والے۔ (۵۵) ہم کنار = ہم آغوش۔ قوی البدن = مراد تندرست۔

(۵۹) تریاک = اصطلاحاً افیون - ترمداغ = سرخوش، نیم مست یعنی نشہ بھی ہو اور ہوش بھی۔

(۶۰) سرنگریبان فکر = سوچ میں ڈوبا ہوا۔ (۶۱) کام = تالو۔ روزہ مریم = مراد خاموشی، روزہ مریم یا صوم مریم خاموشی کے روزے کو کہتے ہیں جس میں تمام دن روزہ رکھنے والا بولتا نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ کی ولادت کے بعد خدا کے حکم سے حضرت مریم نے خاموشی کا روزہ رکھ لیا تھا اور حضرت عیسیٰ نے خود اپنی زبان سے اپنی ولادت کے اسباب سے نبی اسرائیل کو آگاہ کر کے ان کے شبہات کا ازالہ کیا تھا۔ اسی بنا پر عیسائیوں میں خاموشی کا روزہ رکھا جاتا ہے۔ زادۂ طبع رواں = مراد مضمون شاعرانہ یا شعر۔ حرف زن = بولنے والا۔ (۶۲) خوردۂ کافور = کافور کا ریزہ، استعارہ ہے ستاروں کے لیے۔ ریزۂ الماس = ہیرے کا ٹکڑا۔ (۶۳) پنجمہ بیچارہ = مراد چاند۔ آتش خشم سپہر = آسمان کے غصے کی آگ۔ (۶۴) متفحص = تلاشی جستجو کرنے والا۔ ناصیہ چرخ = آسمان کی پیشانی۔ (۶۵) خادم پیر = ستارۂ زحل۔ صرف سخن ہو = مراد کلام کرے، شاعری کرے۔ (۶۶) آشبہ = بہت مشابہ یا ملتا جلتا، مشابہ۔ ٹملوی = آسمانی۔

(۷۰) تخت نشینان خاک = زمین کے بادشاہ۔ فرطِ بلاہت = نادانی کی زیادتی۔ (۷۱) مغبوض تر = جس پر بہت عتاب ہو۔ (۷۲) آئینہ نور سے اشارہ حضرت امام حسن کی طرف ہے جن کو پنے کے پانی میں پسا ہوا ہیرا دے کر شہید کیا گیا تھا۔ (۷۳) شیر خدا = حضرت علی کا لقب۔ پاش پاش ٹکڑے ٹکڑے۔ نیش زن = ڈنک مارنے والا، تکلیف پہنچانے والا۔ (۷۴) شربت الماس = اپنی جو خنجر کی دھار پر چڑھایا جاتا ہے، الماس فولاد جو ہر دار اور تیغ و خنجر کو بھی کہتے ہیں (عام معنی ہیرے کے ہیں)۔ امام حسین کی شہادت کی طرف اشارہ ہے، ۱۰ محرم ۶۱ھ کو یزیدی فوج کے ایک سردار شمر نے اپنے خنجر سے آپ کا گلا کاٹا تھا۔ سودۂ الماس = پسا ہوا ہیرا۔ شہدہ میں امام حسن کی شہادت کی طرف اشارہ ہے۔ (۷۵) عرقِ انفعال = شرمندگی کا پسینہ۔ (۷۶) خامۂ فکر ت =

فکر کا قلم، مراد فکر یا تخیل۔ شکر شکن = مراد شیریں زباں۔ (۷۷) آخر ابجد کا حرف = حرف آخر ابجد مراد ہزار بمعنی بلبل۔ ابجد کا آخری حرف غین ہے جس کا عدد ایک ہزار ہے۔ (۷۸) گنج حکیم = مراد خدا کا خزانہ۔ سر و علقن = مراد پوشیدہ اور آشکار۔ (۷۹) عقل نخستیں = عقل اول، مراد جبریل۔ دیکھیے ذوق کے قصیدہ نمبر ۳ کے شعر نمبر ۶۰ کا حاشیہ۔ نور پسین = پچھلا نور، مراد رسول خدا جو خاتم المرسلین ہیں۔ طفل چہل روزہ = چالیس دن کا بچہ، مراد حضرت آدم کیونکہ چالیس دن میں ان کی مٹی کا خمیر تیار ہوا تھا۔

(۸۰) مصر زلیخا پناہ = زلیخا کو پناہ دینے والا شہر، مراد جائے سکون کنایۃً سینہ یادل۔ بیت الحزن = اس حجرے کا نام جس میں حضرت یعقوب اپنے بیٹے حضرت یوسف کی جدائی میں رویا کرتے تھے، مراد زیچ کی جگہ۔ (۸۱) ارض بقیع = مراد جنت البقیع، قبرستان واقع مدینہ جس میں امام حسن کا مزار شریف ہے۔ یوسف زیبقا نقاب = آفتاب زیراب، مراد آفتاب۔ زیبق کے معنی پارے کے ہیں۔ یوسف اور پیرمن میں مناسبت ہے کیونکہ پیرمن یوسف مشہور ہے۔ یوسف کو کنویں میں پھینک دینے کے ایک عرصے کے بعد ان کے سوتیلے بھائی غلہ لینے کے لیے جب مصر پہنچے تو حضرت یوسف وہاں کے وزیر اعظم تھے۔ انھوں نے ان بھائیوں کو دل ہی دل میں پہچان لیا تھا اور غلہ وغیرہ دینے کے ساتھ اپنا ایک پیرمن بھی دیا تھا۔ اس پیرمن کی خوشبو حضرت یعقوب کو دور سے آنے لگی تھی اور جب یہ حضرت یوسف کی ہدایت کے مطابق حضرت یعقوب کی آنکھوں پر ڈالا گیا تھا تو ان کی آنکھوں کی روشنی جو حضرت یوسف کے غم میں روتے روتے زائل ہو گئی تھی واپس آ گئی تھی۔ (۸۲) مانع لہو الحدیث = مراد گانے کو رد کرنے یا منع کرنے والا۔ لہو الحدیث کے معنی ہیں عشق کے قصے گانے اور سرود وغیرہ کی حکایتیں۔ زخمہ = مضرب، نقارے کی چوب۔ رگ تار = ستار وغیرہ کا تار۔ (۸۳) پنچ کبکب کا = مراد ساز بجانے کی کمافی (جس سے سارنگی وغیرہ بجاتے ہیں)۔ (۸۴)

کف لسان = زبان رکنا۔ برج ثریا = مراد عقد ثریا۔ در عدن = مراد ستارے۔
 (۸۵) کرسی دلوح و قلم = عرش، تختی اور قلم۔ عقیدہ ہے کہ عرش پر ایک تختی ہے جس
 پر قلم قدرت نے تمام آئندہ حالات و واقعات درج کر دیے ہیں۔ یعنی امام حسن
 کی ابتدائی تعلیم عرش پر ہوئی اور وہاں کی تختی اور قلم انہوں نے استعمال کیا۔
 دوسرے مصرع کا مفہوم یہ ہے کہ ابتدائی تحریر بھی عرش یا تعلیمات الہی کی طرف
 رہنمائی کرتی ہے۔ آل مصفر = سرخ رنگ کی لکڑی کے درخت کنبھ کی جڑ جس
 سے سرخ رنگ نکلتا ہے۔ کشتہ = مقتول، مارا ہوا۔ (۸۷) معجز زرغاں = حضرت
 ابراہیم کا آگ کو سرد کر دینے کا معجزہ۔ معجزہ = معجزہ۔ زرغاں = فارسی میں حضرت
 ابراہیم کا نام۔ اہرمن = آتش پرستوں کے اعتقاد میں خدا کے ظلمت یا روح
 شر۔ (۸۸) سنبہ زر = مراد انگلیٹھی۔ زبور سرخ = چنگاری۔ زمزم آتش
 فشاں = مراد آفتاب۔ (۸۹) زور قی زریں = سنہری کشتی، مراد صونج۔ نوح =
 مراد ناخدا، طاح۔ زور قی سمیں = روپہلی کشتی، مراد چاند۔ خضر = مراد رہنما۔
 (۹۰) غنبر لرزاں = مراد مدوح کے گیسو۔ مشک جناں کی ٹھن = راجت
 کے مشک کا سرچشمہ۔ (۹۱) مردم آبی = پانی کے جانور وغیرہ، مردم یعنی
 مخلوق۔ (۹۲) سبز پی = نیا آگاہ ہوا پودا، بیج سے پھوٹا ہوا انکھوا۔ حلا
 آدم = سبز پوشاک۔ قالب خشت کہن = مراد قبر۔ جب پودے سرسبز و شاد آ
 نہ ہوں گے تو زمین مردہ نظر آئے گی۔ (۹۳) مرزغن = مرزغان، قبرستان۔
 بچہ خورشید = محل دیا قوت وغیرہ جو آفتاب کی گرمی سے بنتے ہیں۔ (۹۴)
 مجمرہ نقرہ پوش = مراد چاند، مجمرہ کے لفظی معنی انگلیٹھی اور نقرہ کے چاندی
 کے ہیں۔ (۹۵) لعاب گوزن = بارہ سنگھے کا لعاب دہن جس سے شیر کا
 بخار اتر جاتا ہے۔ (۹۶) ہندوئے طفل = طفل ہندو، کنایتہ آنکھ کی پتلی۔
 مرید دشن = بت کا پیرو، بت پرست۔ (۹۷) شکر ریزہ = وہ چیز جو بات کی
 رات دو لٹھا دلہن پر سے بچھا کر کرتے ہیں، شادی کی ایک رسم۔ (۹۸) پایہ حوض =
 حوض کی شیریں، بنیاد یا ستون، مراد میخانے کا حوض۔

(۱۰۰) ہمزہ مسارہ = سیدھی میخ۔ مسار کے معنی بھی کیل کے ہیں، دوسرے معنی منہدم یا گرایا ہوا کے ہیں۔ ہمزہ کی شکل تد نظر ہے۔ قاف و دال = طمطراق، شان۔ اطلاق کی رعایت سے قد۔ زبان کے لیے اس کا طمطراق ہمزہ کی طرح مسار ہو جائے یا زبان کا قد ہمزہ کی طرح ٹیڑھا ہو جائے یعنی ٹھیک سے بات نہ کی جاسکے۔ (۱۰۱) رسول خدا کی باتیں آپ کے دل میں رہتی تھیں، گویا آپ کا دل حدیثوں کا وطن تھا۔ (۱۰۲) شاہِ مربع نشیں = پالتی مار کر یا چار زانو بیٹھنے والا بادشاہ، مراد کعبہ جو جو گوشہ ہے یا سورج جو چوتھے آسمان پر ہے۔ آفاق = دنیا۔ سرانجمن = بھری محفل میں۔ (۱۰۳) خسروِ مہشم بہشت = آنکھوں بہشت کا بادشاہ، فردوس کا بادشاہ۔ بلبِل گلزارِ حق = خدا کے باغِ یحییٰ کا بلبِل۔ شونہ پنجم حصار = پانچویں قلعے کا کوتوال، مرغ جو پانچویں آسمان پر ہے۔

(۱۰۴) خسروِ ذریعہ عطا = مراد سورج۔ رنجِ جُشن = دوپہر کی تپش کی تکلیف۔ جُشن کے معنی ہیں تپ کی گرمی۔ (۱۰۵) مجمعِ ضدین = دو ضدوں کا جمع ہونا۔ (۱۰۶) جہنم درویش = فقیر کی پیشانی، مراد افق یا آسمان۔ دندانِ حوت = مراد ستار۔ قبلہ جمشید = کنایتِ آتش، آفتاب یا جامِ جہاں نما، یہاں آفتاب مراد ہے۔ (۱۰۷) زادہ شش روزہ = چھ دن کا بچہ، نومولود بچہ، تمام عالم بھی مراد لیتے ہیں کیونکہ خدا کے حکم سے عرش سے تحت الثریٰ تک ساری دنیا چھ دن میں پیدا ہوئی تھی۔ (۱۰۸) ترزاں = خوش کلام، رطبُ اللسان۔ خاتمِ گویا = لفظی معنی بولتی ہوئی انگلی، مراد منہ۔

(۱۱۰) سوارانِ آب = مراد پانی کے بلبلے۔ کینت = گہرے سرخ رنگ کا گھوڑا۔ کُرُن = بھورے رنگ کا گھوڑا۔ بادِ غول = ایسا جنگل جس کی دیرانی کا یہ عالم ہو کہ وہاں غول (اگیا بتیاں) ہوں، کنایتِ دنیا۔ (۱۱۲) عمرِ خضر = حیاتِ جاودا۔ حضرت خضر کا سایہ جہاں پڑتا ہے وہ جگہ سرسبز ہو جاتی ہے۔ بادِ میما = بادِ عیسیٰ، دمِ عیسیٰ، حضرت عیسیٰ کا تم باذن اللہ کہنا جس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے۔ (۱۱۳) صومعہ = عبادت خانہ۔ (۱۱۴) دختِ رز = انگور کی بیٹی، شراب انگوری،

شراب - دخت، دختر کا مخفف ہے اور رز کے معنی ہیں انگور کی بیل یا انگور۔
 شیشہ زنا ربند = مراد چٹکی ہوئی صراحی - چونکہ آپ حلال اور حرام چیزوں کے
 یکجا ہونے سے مانع ہیں اس لیے شراب اور کباب کا ساتھ نہ ہو اور شیشہ زنا ربند
 برہمن کے پیٹ کی طرح ہو جائے - (۱۱۶) رسالت آب = مراد پیغمبر اسلام۔
 (۱۱۷) بستہ = بندھا ہوا - (۱۱۸) گرسنہ چشمان دہر = دنیا کے حریص یا لالچی لوگ۔
 گرگ بند = بھٹیڑیوں کا گھیرا، مراد قیدیوں جس سے جانبر ہونا محال ہو۔ گرگ
 بند کے لغوی معنی ہیں وہ شخص جو بھٹیڑیوں میں پھنس جائے۔ لیکن یہاں گرگ
 بندی کا مفہوم ہے جس کے لغوی معنی ہیں آدمی کا سات بھٹیڑیوں کے درمیان پھنس
 جانا۔ یوسف زریں رسن = مراد آفتاب، خود اپنی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۱۲۰) ترش رو = مراد بد مزاج - تلخ کام = مراد ناکام، نامراد۔ سرکہ
 دہ سالہ = دس سال کا سرکہ، مراد بہت پرانا سرکہ جس کی تاثیر ختم ہو چکی ہو۔
 صفرا شکن = صفرا یا پت کو توڑنے والا۔ سرکہ یا لیموں وغیرہ کا استعمال صفرا
 میں مفید ہوتا ہے - (۱۲۳) مطہر = پاک - (۱۲۲) فاخری = ایک فارسی شاعر۔
 مادج سلجوقیاں = ایران کے سلجوقی خاندان کے بادشاہوں کی مدح کرنے والا۔
 (۱۲۴) سران سخن = ممتاز شعرا۔

(۱۳۰) ناقد تازی زباں = عربی زبان کا نقاد۔ نبض شناس سخن = مراد
 سخن شناس - (۱۳۱) فضل حق = مولوی فضل حق خیر آبادی اپنے زمانے کے
 ایک زبردست عالم، ۱۲۱۶ھ مطابق ۱۷۹۹ء میں پیدا ہوئے، غدر کے سلسلے
 میں انگریزوں نے انڈیا میں قید کر دیا اور قید ہی میں ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۶۱ء
 میں وفات پائی۔ مشہر = اشتہار دیا ہوا مراد مشہور۔ موہمن = امانت دار،
 مراد قابل اعتماد، ثقہ - (۱۳۲) غرقہ بحر محن = غموں کے سمندر میں ڈوبا ہوا،
 اشارہ ہے قید کی طرف - (۱۳۳) مصطلحات = مصطلح کی جمع، اصطلاحیں۔
 عجم = ایران - فرس = ایرانی، اہل ایران - (۱۳۵) متعین = برداشت کرنے
 والا - بے ریب وطن = بے شک و بے گمان - بوجہ حسن = اچھی طرح سے۔

(۱۳۷) قطرہ زن = دوڑ کر چلنے والا، بہت کوشش کرنے والا۔ (۱۳۸) طوطی شکر شکن = خوش نوا طوطی، مراد شیریں کلام شاعر۔

(۱۴۰) غریب = نادر، عجیب۔ (۱۴۱) متعارف = پہچانا ہوا، مشہور۔

(۱۴۲) بے سواد = جاہل، نالائق۔ (۱۴۳) قہر و خشم = غصہ۔ (۱۴۴) بس کہ =

چونکہ۔ (۱۴۵) عفو کریں = معاف کریں۔ (۱۴۶) از بس = بہت۔ (۱۵۰)

”جز و دل و جاں ہوئی شرح حدیث حسن“ سے ۱۲۷۹ نکلتے ہیں جو اس قصیدہ کی تصنیف کا ہجری سال ہے۔

امیر احمد امیر مینائی

قصیدہ ۱

نواب کلب علی خاں ۱۸۶۵ء سے ۱۸۸۷ء تک ریاست رام پور کے نواب تھے۔

(۱) ہنگام نظر = دیکھنے کا وقت یا موقع۔ (۲) صرف = مراد مصروف۔

(۳) بدھیاں = پھولوں کا پار۔ زیب فزائے برو دوش = سینے اور شانے کی سجاوٹ

کو بڑھانے والا (۴) بسکہ = چونکہ۔ (۵) ششدر = حیران، شطرنج میں مہرے کا ہر طرف سے پھنس جانا۔

(۱۰) خانہ بردوش = خانہ بدوش۔ (۱۳) مین = مبارک ہونا۔ ماہ صفر =

صفر کے مہینے کا چاند، صفر ہجری سال کا دوسرا مہینہ ہے جس کا چاند دیکھ کر آئینہ

دیکھنا مبارک خیال کیا جاتا ہے۔ (۱۴) صافی قلب = دل کی صفائی۔ (۱۶) لگی نہ

رکھنا = ذرا بھی لحاظ نہ رکھنا، صاف صاف کہہ دینا۔ (۱۸) آئینے کی ایجاد سکند

اعظم سے منسوب ہے، اسی کی بتائی ہوئی ترکیب کے مطابق رسام لوہار نے لوہے کو

اس طرح جلا دی تھی کہ اس میں ہر چیز کا عکس دکھائی دینے لگا تھا۔ (۱۹) نبی =

مراد پیغمبر اسلام۔

(۲۰) ہر دل ہوں عزیز = ہر دل کو پیارا ہوں۔ اصحاب = مراد پیغمبر اسلام کے

صحابی یا دوست، صحابہ - (۲۲) اہل تنجیم = نجومی - (۲۳) طوطی بولنا = شہرت حاصل ہونا، عروج ہونا۔ سرخاب = ایک آبی پرندہ جس کا پر بہت خوبصورت اور قیمتی ہوتا ہے اور ٹوپی میں لگایا جاتا ہے۔ سرخاب کا پر = نہایت قیمتی اور نایاب چیز۔ آئینے کے سامنے رکھ کر طوطی کو بولنا سکھاتے ہیں۔ غارہ = پوڈر۔ (۲۵) زحل آسا = زحل کی طرح، زحل یا کیواں ایک سیاہ اور منحوس ستارہ ہے۔ (۲۶) پارہ چوب = لکڑی کا ٹکڑا۔ جگر چاک = اشارہ ہے کنگھے کے دندانوں کی طرف۔ (۲۷) بال بیکا ہونا = نقصان یا تکلیف پہنچنا۔ (۲۸) پیش جائے نہ تری ایک = تیری ایک نہ چلے۔ (۲۹) شل = اپاہج، سن، تھکا ہوا۔

(۳۰) ضحاک = ایران کا ایک ظالم بادشاہ جو شہداد کا بھانجہ تھا۔ اس کے شانوں پر شیطان کے بوسہ دینے سے دو سانپ پیدا ہو گئے تھے۔ انسان کا بھیجا ان سانپوں کی خوراک تھی۔ ان کی غذا کے لیے روز دو آدمی ہلاک کیے جاتے تھے۔ آخر کار رعایا میں بھینسی پھیل گئی اور فریدوں کے ہاتھوں قید ہو کر ضحاک ہلاک ہوا۔ (۳۱) سمن اندام = گورا جسم رکھنے والا، مراد معشوق۔ (۳۲) کھپ گیا = شرمندہ ہوا، جھینپ گیا۔ موئے تن = جسم کے بال، کنایتہ کنگھے کے دندانے۔ راست ہوئے = کھڑے ہو گئے۔ (۳۳) صفت عقدہ کشائی = گرہ کھولنے کی خوبی، اشارہ ہے بالوں کے سلجھانے کی طرف۔

(۳۴) مرجاں = مونگا، ایک سرخ سمندری پیداوار جس کو بچے سے نبت دی جاتی ہے۔ (۳۵) شانہ زنبور عسل = شہد کی مکھی کا چھٹا۔ عذوبت = شحاس۔ (۳۶) شانہ عاج = ہاتھی دانت کا کنگھا۔ شانہ شمشاد = شمشاد کی لکڑی کا کنگھا۔ شمشاد کی لکڑی بہت مضبوط ہوتی ہے۔ ایران میں اکثر اس کی کنگھیاں بنائی جاتی ہیں۔ شانے میں فال دیکھنا = اشارہ ہے فال شانہ یا شانہ بینی کی طرف۔ فال دیکھنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پلاؤ میں شانے کی ہڈیاں ڈالتے ہیں، دسترخوان پر اگر یہ ہڈی نکل آتی ہے تو اس کو دیکھ کر کسی معاملہ خاص کے بارے میں نتیجہ نکالتے ہیں۔ شانہ کے لفظ میں چونکہ ایہام ہے اس لیے یہ مضمون باندھا ہے۔

(۴۷) صاحب ریش = داڑھی والا۔ شانہ کشی = کنگھا کرنا۔ (۴۸) جل شانہ = اس کی شان بڑی ہے، اللہ کے نام کے ساتھ یہ فقرہ استعمال کرتے ہیں۔

(۵۰) دیدہ دہن = منہ پھٹ۔ بدگوہر = بد ذات۔ (۵۱) کوردلی = دل کا اندھا پن، کج طبیعی۔ تیرہ دروں = جس کا باطن تاریک ہو، بد باطن۔ (۵۲) غیبت = پیچھے پیچھا۔ (۵۳) سراب = ریگستان میں پانی کی مانند چمکتی ہوئی ریت۔ (۵۵) امین ہے من الامس = گزرے ہوئے دن سے زیادہ مین ہے، مراد صاف ظاہر ہے۔ عربی کی مثل ہے اَظْهَرَ مِنْ شَمْسٍ دَابُّنٌ مِنْ الْأُمْسِ یعنی آفتاب سے زیادہ ظاہر اور گزرے ہوئے دن سے زیادہ ہویدا۔ شب کور = جس کو رات میں نظر نہ آئے۔ (۵۹) پتہ چیں = پرشکن۔ سپر = ڈھال، مراد محافظ۔

(۶۱) شبو = ایک پھول جس کی خوشبورات کو پھلتی ہے۔ (۶۲) اولیٰ = بہتر۔ عدالت گستر = مراد انصاف کرنے والا۔ (۶۵) زیب دہ = زیب دینے والا، آراستہ کرنے والا۔ (۶۶) تاج شرف = بزرگی کا تاج۔ (۶۷) معالیٰ = بلند۔ (۶۸) عود = اگر کی لکڑی۔ (۶۹) ارہ = آرا۔ ایک درخت اور اس کی لکڑی کا نام بھی ہے۔ برگ بر = تبر کے درخت کی پتی۔ تبر کے معنی کلہاڑی کے بھی ہیں۔

(۷۱) کرسی = مکان کی سطح۔ (۷۲) پرہ کاہ = گھاس کا تنکا۔ (۷۳) سرودہ ہے = مراد بیدھا کھڑا ہوا ہے۔ وَاغَا = لڑائی۔ (۷۶) مشق = نکلا ہوا، وہ لفظ جو دوسرے لفظ سے بنایا گیا ہو۔ مصدر = نکلنے کی جگہ، لفظ کی اصل۔ (۷۷) طخرا = ایک قسم کا پیچیدہ حرفوں کا خط جس میں بادشاہوں کا نام یا لقب فرمان پر لکھا جاتا تھا۔ پے منشور طخرا = فتح کے فرمان کے لیے۔ (۷۸) رُبِ سکون = زمین کا چوتھائی آباد حصہ۔ اخضر = سبز۔ (۷۹) افسر = تاج۔ مورس کی کلٹی کا بالائی تاج نسا حصہ اونچائی پر ہوتا ہے جس سے تاج کے سر سے جدا ہونے کی مثال دی ہے۔

(۸۰) آذر = حضرت ابراہیم کے چچا جن کی بت تراشی مشہور ہے۔ (۸۲) جرم خورشید = سورج کا جسم، مراد سورج۔ جہاں تاب = دنیا کو روشن کرنے والا۔ (۸۸) سماعت = سُننے کی قوت۔ زرگین شہلا = سیاہی مائل زرگس۔ یارائے نظر =

دیکھنے کی قوت - (۸۹) مصحف رب = خدا کی کتاب، قرآن، مراد ممدوح کا چہرہ -

(۹۰) احمر = سرخ - (۹۱) شت = تیر کی گرفت - نثرین = کرگس یا گدھ کی صورت کے دو ستارے جن کو نسر طائر اور نسر واقع کہتے ہیں - نسر طائر اڑتے ہوئے گدھ کی شکل کا ہے اور منطقۃ البروج کے شمال میں واقع ہے - نسر واقع بیٹھے ہوئے گدھ کی طرح ہے اور قطب جنوبی کی طرف ہے - مریخ = بہرام ستارہ، ترک فلک، جلا فلک - (۹۲) عرض = جو صفت خود قائم نہ ہو - جوہر = ہر چیز کی اصل جو خود قائم ہو - (۹۳) یاجوج = یاجوج اور ماجوج دو بھائی تھے جو یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے - یہ اور ان کی قوم جو یاجوج ماجوج کہلاتی ہے بڑی مفسد تھی - سکندر بادشاہ نے ان کے فتنہ و فساد سے بچنے کے لیے حد مشرق میں طلوع آفتاب کے مقام پر دو پہاڑوں کے درمیان لوہے اور تانبے کی دیوار "سد سکندری" تعمیر کرائی تھی - یہاں جہالت کو یاجوج قرار دیا ہے - (۹۴) ہما = اشارہ، مراد مرضی، حکم - تیر کے پر = پر جو تیر کے کچھلے حصے میں لگے ہوتے ہیں - (۹۵) پنبہ = روئی - معاتب = عتاب کیا ہوا - (۹۶) اجرام = جرم یعنی جسم کی جمع، مراد اجرام فلکی، سورج، چاند، ستارے وغیرہ -

(۱۰۱) اشارہ ہے پیغمبر اسلام صلعم کے معجزہ شق القمر کی طرف جس کے مطابق آنحضرتؐ نے اپنی نبوت کے ثبوت میں انگلی کے اشارے چانکے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیے تھے - (۱۰۲) شیر فلک = آفتاب، برج اسد - چورنگ = شمشیر بازی کی ایک چوٹ جس سے جسم کے چار ٹکڑے ہو جائیں، مراد ٹکڑے ٹکڑے کرنا - (۱۰۳) ساتوں کشور = ہفت اقلیم، سات ولایتیں - قدیم حکمائے آبادی کے سات حصے چین، ترکستان، ہندوستان، توران، ایران، روم اور شام مقرر کیے تھے - مراد کل کائنات - (۱۰۴) باختر = خیالی طور پر باختر کا محل وقوع قاف وغیرہ کے اطراف میں ہے، مراد مغرب - خاور = چین یا مشرق بعید، مراد مشرق - طری = راستہ - یعنی مشرق سے مغرب تک دو قدم کا راستہ ہے - (۱۰۵) دم سیر = چلتے یا دوڑتے

وقت - (۱۰۹) گردش دیدہ راکب = سوار کی آنکھ کا پھرنا - عنان = لگام -
تازیانہ = کوڑا - تارِ نظر = نظر کا تار، مراد نگاہ -

(۱۱۰) تقصیر = کمی کرنا، کوتاہی کرنا - (۱۱۱) قاصر = کوتاہی کرنے والا - نگوں =
اوندھا، جھکا ہوا - (۱۱۲) داکے = کھول دیے - ابوابِ اثر = اثر کے دروازے،
ابوابِ باب کی جمع ہے - فروزندہ = چکنے والا -

قصیدہ ۲

اس غیر مطبوعہ قصیدے کا متن قصیدۃ امیر مخطوطہ ۱۲۶ ملوکہ رضالائبریا
رام پور کے مطابق ہے۔ نواب سید حامد علی خاں ۱۸۸۹ء سے ۱۹۳۰ء تک رام پور
کے نواب تھے۔

(۱) سلطانِ شرق = مشرق کا بادشاہ، مراد سورج - سورج کے برجِ حمل
میں آنے سے موسمِ بہار کا آغاز ہوتا ہے - زر نگار = لفظی معنی سونے سے لکھا ہوا
مراد سنہری - (۲) خطِ شعاع = ایک قسم کا خط، کنا یہ ہے سورج کی کرنوں سے -
قوائے نامیہ = نویاڑ بھوار کی قوتیں، قوا جمع ہے قوت کی - (۳) سرکار ہ =
خبر رساں - (۴) دیار = ملک، علاقہ - میمنہ = فوج کا دایاں حصہ - میسرہ =
فوج کا بایاں حصہ - سموم = گرم ہوا - (۵) نوبتی = نوبت بجانے والے - (۶) بوم =
آٹو -

(۱۰) صرصر = تیز ہوا، جھکڑ - رسن = رسی، طناب - ستون = کھمبا - (۱۱)
خسرو خادر = مشرق کا بادشاہ، مراد سورج - (۱۲) تگرگ = اولہ، ڈالہ -
سحاب = بادل - رعد = بادل کی گرج - (۱۳) شاخار = ڈالیوں یا درختوں کا
جھرمٹ، باغ - (۱۴) تاز = تنہا دوڑنے والا، اکیلا دوڑنے والا، مراد
سوار - تیغ گزاران جو تبار = جو تبار کے تلوار چلانے والے، جو تبار اس جگہ
کو کہتے ہیں جہاں بہت سی نہریاں ہوں - تیغ گزاران سے نہریاں مراد ہیں -
(۱۶) خود = لوہے کی ٹوپی جو لڑائی میں سر اور گردن کی حفاظت کے لیے
پہنی جاتی تھی - (۱۸) بمید = بیت، ایک درخت جس کی شاخیں لمبی اور سیدھی

ہوتی ہیں۔ سو سن = نیلے رنگ کے پھول کا درخت جس کی شاخیں بلند ہوتی ہیں۔ میر آتش = توپ خانے کا داروغہ۔ چنار = ایک بہت بڑا درخت جس کے پتے سرخ اور انسان کے پنجے سے مشابہ ہوتے ہیں۔ اکثر اس میں خود بخود آگ لگ جاتی ہے۔ اسی مناسبت سے اسے میر آتش کہا ہے۔ (۱۹) خیری = ایک پھول جس کو محل خیر بھی کہتے ہیں، خیرات ہیگ اور خیری میں لفظی مناسبت ہے۔ جعفری = گیندے کے پھول کی ایک قسم۔ بُداغ = ٹہنی، تلوار، آقا بداغ نام کے طور پر آیا ہے۔ لیکن اس میں لفظ داغ کی مناسبت لالہ سے ہے۔ خشن خاں میں خشن کے معنی سخت اور کھردرے کے ہیں جس کی مناسبت کوکنا سے ہے کیونکہ کوکنا ریا پو ست کا ڈوڈا کھردرا ہوتا ہے۔

(۲۰) نستر = سیوٹی کا پھول جو سفید ہوتا ہے۔ زنبق = چنپا کا پھول۔ نار = انار۔ (۲۱) سلاح = ہتھیار۔ (۲۲) صدر برگ = گیندے کا پھول۔ سنبل = ایک خوشبودار گھاس، سنبل الطیب، بال چھڑ۔ (۲۳) پچک = پیچدار نال کا پتہ۔ (۲۴) چار آئینہ = ایک قسم کی زندہ جس میں چار لوہے کے تختے بانٹ اور نخل میں منڈھ کر سینے اور پشت کی حفاظت کے لیے لڑائی میں پہنتے تھے۔ سہ برگگی = سہ برگہ، ایک پھول۔ (۲۵) کمک = مدد۔ (۲۶) جڑہ = ایک شکاری پرندہ جس کی مادہ باز ہے۔ کلنگ = ایک پرندہ جو سارس سے مشابہ ہے۔ خروس = مرغ۔ کبک = چکور۔ تدرؤ = تدرؤ، ایک خوبصورت اور خوش رفتار جنگلی مرغ جو اتر آباد اور ماثرندان کے جنگل میں اکثر پایا جاتا ہے۔ ہزار = ببل۔ (۲۷) کنجشک = چڑیا، گوریا۔ (۲۸) عقاب = ایک شکاری پرندہ۔ (۲۹) شاہ شرق = مراد سورج۔

(۳۰) لکھ = ٹکڑا، ابد کا ٹکڑا۔ (۳۱) پرے = پرا کی جمع، صفیں۔ (۳۲) نابکار = بے کار، ناکارہ۔ (۳۳) گرد باد = بگولہ۔ (۳۴) تریستی = چستی و جلا کی تیز رستی۔ کف = جھاگ۔ (۳۵) اُحدی = ایک گھوڑا رکھنے والا سپاہی جو مہم کے وقت طلب کیے جانے پر حاضر ہوتا تھا۔ بادپا = ہوا کی

طرح تیز رفتار گھوڑا، مراد گھوڑا - ترک تاز = دھاوا، جھپٹ - (۳۸) رعد = مراد بادل یا بادل کی گرج۔

(۴۰) گرم جہت و خیز = اچھل کود میں مصروف - (۴۱) تیرہ روز گار = مراد قسبتا منحوس - (۴۲) گھگھوں = مراد گھوڑا - (۴۳) غریباں = چھلنی - ناکس = نالائق - گل چلا = ٹھیک نشانے پر گولی لگانے والا، قادر انداز - (۴۴) جھاڑ = بلور یا شیشے کے فانوسوں کا مجموعہ - اوراق = ورق کی جمع، پتے - (۴۵) ککی = مدد کرنے والی - (۴۶) مار = سانپ - (۴۷) ہم نبرد = لڑائی میں مقابلہ کرنے والا۔

(۵۰) شادیانہ = خوشی کا باجا - (۵۱) ریحان = ناز بواکھول - (۵۲) رخت = لباس - (۵۳) ٹھانڈا = بانس کی ٹھنڈی - سرو چپاغاں = سرو کی شکل کا ڈھانچہ جس میں بہت سے چراغ روشن کرتے ہیں - (۵۴) مہتابی = ایک آتش بازی - (۵۵) گوہر غلطاں = لڑھکتا ہوا موتی۔

(۶۰) شقائق و لالہ - چار باغ = ایک خاص قسم کا رومال جس کے چاروں طرف گل بوٹے ہوتے ہیں - (۶۱) دیر منہ = ایک چھوٹا سا پھول - اشرفی = ایک پھول - درم = چاندی کا ایک سکہ - (۶۲) لوا = علم، جھنڈا - (۶۳) اے وہ کہ تیری پشانی سے شان حیدری آشکار ہے اور تیرا نام لڑائی میں ذوالفقار کا کام کرتا ہے - یہ مطلع ذوالفقار خاں کی تعریف میں ناصر علی سرمنہدی کا ہے - مشہور ہے کہ ذوالفقار خاں نے صرف مطلع سن کر ناصر علی کو روک دیا تھا اور کہا تھا کہ مجھ میں مزید اشعار کا صلہ دینے کی قدرت نہیں ہے - ذوالفقار خاں امرائے عالمگیری میں سے تھا - (۶۴) دو پلکا = ایک قسم کا جڑواں نگینہ - (۶۵) جوشن - دیکھیے ذوق کے قصیدہ نمبر ۴ کے شعر نمبر ۵ کا حاشیہ - ایک دعا کا نام بھی ہے - اعتبار کرتے ہیں - مانتے ہیں یا سمجھتے ہیں - نفل کر دگار = خدا کا سایہ - (۶۶) منہ پر چڑھنا = سامنا کرنا، مقابل ہونا - معاند = عناد رکھنے والا، دشمن - مرحب سرشت = مرحب کی خصلت رکھنے والا، مرحب ایک پہوان کا نام ہے جس کو فتح خیر میں حضرت علی نے قتل کیا تھا۔

(۷۰) بسان ہیر = سورج کی طرح - (۷۱) ندیم = مصاحب، دوست -
 (۷۲) گل گشت = باغ کی سیر، چل قدمی - سیم = چاندی - زر گل = گلاب کا
 زیرہ، پھول کا زیرہ - (۷۳) در شاہوار = باد شاہوں کے لائق موتی - (۷۴)
 وار = شاکر -

(۸۱) ہالہ وار = ہالے کی طرح - (۸۵) فرق = سر - (۸۶) ظلمت عذار =
 رخسار کی سیاہی، ستارۂ زحل سیاہ اور منحوس ہے -

(۹۰) درک = جاننا، سمجھنا - مدرکہ = سمجھنے کی قوت - (۹۱) خارِ خشک =
 گوکھرو، ایک قسم کا کانٹا - بید اور صنوبر بے پھل درختوں کے نام ہیں - (۹۲)
 سپہر = آسمان - (۹۸) ماہی زمین = وہ مچھلی جو زمین کی تہ میں ہے -
 دیکھیے امیر مینائی کے قصیدہ نمبر ۹۳ کا حاشیہ - (۹۹) بکار =
 بھرنے کا -

(۱۰۴) صعب = سخت، تکلیف دہ - (۱۰۵) علائق = علاقہ کی جمع - لگاؤ،
 ذریعہ معاش -

نواب مرزا خاں داغ دہلوی

نظام الملک آصف جاہ سادس نواب میر محبوب علی خاں ۱۸۶۹ء سے
 ۱۹۱۱ء تک دکن کے نظام تھے -

(۱) بادیہ پیا = جنگل میں پھرنے والا - غزالاں = غزال بمعنی ہرن کی جمع -
 گرد دامن = دامن پر بیٹھی ہوئی گرد سفر - (۳) قائم = ایک جانور جس کی
 کھال بہت سفید اور نرم ہوتی ہے اور جس کا پوستین بہت قیمتی ہوتا ہے،
 مراد پیش قیمت کھال یا پوستین - سنجاہ = ایک جانور جس کا چمڑا اور پوستین
 بہت قیمتی ہوتا ہے، مراد کھال یا پوستین - کنجواب = زریں تاروں سے بنا ہوا
 ایک قیمتی کپڑا - (۵) شاخ آہو = ہرن کا سینک - سبزۂ نوحط = سبزۂ آغاز،
 معشوق کا خطِ رخسار - (۶) فروغِ انجم = ستاروں کی روشنی - (۷) شامِ غربیہ =
 مسافرت کی شام - (۸) عجیر = ایک خوشبودار مرکب جو خشک، صندل، گلاب

اور زعفران ملا کر بناتے ہیں اور کپڑوں پر چھڑکتے ہیں۔ مٹی ہے = مراد نہایت بے قدر یا حقیر ہے۔

(۱۲) غول بیا باں = ایک خیالی جناتی مخلوق جو بیا بانوں میں رہتی ہے اور جس شکل میں چاہتی ہے ظاہر ہو جاتی ہے۔ نسرین تن = گورا جسم رکھنے والا۔ نسرین = ایک خوشبودار سفید پھول، نترن، سیوتی۔ (۱۳) مَر تاض = ریاضت کرنے والا۔ (۱۵) سبز قدم = منخوس، نامبارک۔ سبز اختر = سبز نخت، خوش نصیب۔ عکس افگن = سایہ ڈالنے والا۔ دن = دامن کوہ۔ (۱۶) رشک دہ جوئے شیر = دودھ کی نہر کے لیے باعث رشک۔ نہر لبن = دودھ کی نہر۔ (۱۸) پانی بھریں = غلامی کریں، شرمائیں۔ (۱۹) ثریا تمثال = پردین کی صورت کا، پردین کی طرح۔ پردین و پرین = سات ستاروں کا نام، ثریا، جھمکا۔

(۲۰) اشہب = گھوڑا۔ (۲۱) قوت باصرہ و شامتہ = دیکھنے اور سونگھنے کی طاقت۔ (۲۲) چاہِ ذقن = ٹھوڑی کا کنواں، مراد ٹھوڑی کا گڑھا۔ (۲۳) برگ برگ = پتیا پتیا۔ (۲۵) بشکن = توڑ دے، توڑ ڈال۔

(۳۱) فلس ماہی = حلقے جو مچھلی کی کھال پر ہوتے ہیں۔ (۳۲) طوبی = ایک بہشتی درخت کا نام۔ نتردن = نسرین، سیوتی، ایک سفید خوشبودار پھول۔ (۳۳) نخل چنار = چنار کا درخت، ایک بڑا درخت جس کے پتے انسان کے پنجے سے مشابہ اور سرخ ہوتے ہیں۔ (۳۴) بلدہ = شہر، بستی۔ (۳۵) ارم = شداد کی اس دنیا میں بنائی ہوئی بہشت۔ ترمین = آرائش، سجاوٹ۔ رکش یقابل = شرمندہ کرنے والا۔ (۳۶) سقف = چھت۔ (۳۸) امن = جائے امن۔ امن = بے خوف، نڈر۔ (۳۹) شعنہ = کوتوال۔

(۴۰) دست دراز = زیادتی کرنے والا، ظالم۔ بیہودہ سرا = بیہودہ گو۔ (۴۱) ماہم = من = مین۔ واحد تشکلم میں بونا فخر و ادعا کی علامت ہے۔ (۴۲) باون باون نوبتیں بجنا = بڑی دھوم دھام ہونا۔ (۴۳) کودن = کند ذہن۔ (۴۵) ایک مشہور فارسی رباعی کا پہلا مصرع ہے "حب الوطن از ملک"

سیماں خوشتر" یعنی وطن کی محبت حضرت سلیمان کی سلطنت سے بہتر ہے۔

(۴۹) تیرنگن = تیر چلانے والا۔ شیرنگن = شیر کو مارنے والا۔ نلک = بادشاہ۔

(۵۰) دادگر = انصاف کرنے والا۔ داددہ = انصاف دینے والا، بخشش

کرنے والا۔ دادرس = انصاف کو پہنچنے والا، منصف۔ دادرساں = انصاف

پہنچانے والا، مراد منصف۔ نیگیں = انگوٹھی کا نگ جس پر بادشاہ کا نام کندہ

ہوتا تھا اور جو بطور مہر شاہی فرمان پر لگایا جاتا تھا، مراد حکومت۔ (۵۱)

نہاد = اصل، طینت۔ سیر = سیرت کی جمع۔ (۵۲) قدر کن = قدر کرنے والا۔

قدر فزا = قدر بڑھانے والا۔ فطن = ہوشیاری۔ (۵۳) مٹلا = قدر و منزلت

میں بلند ہو۔ (۵۴) قاطع = کاٹنے والا۔ قانع = توڑنے والا۔ ماحی = محو کرنے

والا، شانے والا۔ خزن = رنج، غم۔ (۵۵) مصدر = نکلنے کی جگہ۔ معدن =

کان۔ دیہیم = تاج۔ سرید = تخت۔ ظل قدیر ذوالمن = مراد خدا کا سایہ،

ذوالمن کے لفظی معنی ہیں احسان والا۔ (۵۸) محالات = محال کی جمع، ناممکن باتیں۔

نہا ممکن = جہاں تک ممکن ہو۔ (۵۹) بھرن = زور شور کی بارش۔

(۶۰) ہن برسنا = بہت آمدنی ہونا، دولت کی افراط ہونا۔ عام طور پر مذکور

ہے لیکن داغ نے مؤنث اندھا ہے۔ (۶۱) ہنگامِ نثار = مراد بخشش کے وقت۔

(۶۲) زخم کا دامن پھیلانا = زخم کا گہرا ہونا یا بڑھنا۔ تردامن = گنہگار۔ (۶۳)

حکمت آموز = حکمت سکھانے والا۔ مستحسن = نیک شمار کیا ہوا، مراد نیک

اچھا۔ (۶۴) ریشہ پنج زقوم = تھوڑی جڑ کا ریشہ جو سفید رنگ کا ہوتا ہے۔

(۶۵) زہرہ آب ہونا = پتیا پانی ہونا، مراد بہت گھبرا جانا، ڈر جانا۔ روئین تن =

لفظی معنی پتیل یا کانے کا جسم رکھنے والا، ایران کے کیانی بادشاہ گشتاسپ کے

بیٹے اور مشہور پہلوان اسفندیار کا لقب جس کے جسم پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا

تھا۔

(۶۰) گل صد برگ = گنبدے کا پھول۔ ہزار = بلب۔ (۶۳) عصمتی = پاک

دامن، پرہیزگار۔ (۶۴) البرز شکن = کوہ البرز کو توڑنے والی۔ البرز ایران کے

ایک پہاڑ کا نام ہے۔ (۷۵) بخضر = خود، لوہے کی ٹوپی جو لڑائی میں سر کی حفاظت کے لیے پہنی جاتی تھی۔ بکتر = زرہ بکتر = چار آئینہ = ایک قسم کی زرہ جس میں چار لوہے کے تختے بانات اور مخمل میں منڈھ کر سینے اور پشت کی حفاظت کے لیے پہنتے تھے۔ خفتاں = ایک قسم کی زرہ یا چلتہ۔ جوشن = ایک قسم کی زرہ۔ دیکھیے ذوق کے قصیدہ نمبر ۴ کے شعر نمبر ۲۵ کا حاشیہ۔ (۷۷) اسپ پری دش = پری کی طرح خوبصورت گھوڑا۔ (۷۹) یال = گھوڑے کی گردن کے لمبے بال۔ کنوتی = گھوڑے کے کان۔

(۸۰) سبک رو = تیز رفتار۔ (۸۲) الکن = ہکلا۔ (۸۳) تار برقی = تار جن کے ذریعہ سے خبر بھیجی جاتی ہے۔ آمیزش = ملاوٹ۔ تو سن = گھوڑا۔ (۸۴) فلک آسا = آسمان کی طرح۔ خزن = ٹھیکرا۔ سبک = ہلکا، حقیر۔ (۸۵) چوڑے = بڑی چوڑیاں جو ہاتھی کے دانتوں کے سروں پر سجاوٹ کے لیے چڑھا دیتے ہیں۔ (۸۶) عماری = ہودج۔ (۸۷) برج اسد = آسمان کے بارہ برجوں میں سے ایک برج جو شیر کی شکل کا ہے۔ خیل شکاری = شکار کرنے والا ہاتھی۔ (۸۸) طمطراق = ٹھاٹھ، شان۔ زرق و برق = مراد چمک دمک۔ لیس = تیار، مستعد۔ (۸۹) شیرن = ایک مشہور ایرانی پہلوان جو گلیو کا بیٹا اور رستم کا بھانجہ تھا۔ (۹۳) آذینہ گوش = کان کا بندہ۔ ہلند از حسن = خوبصورتی کے ساتھ، اچھی طرح سے۔ (۹۵) دار کہن = پرانا گھر، مراد دنیا۔ (۱۰۰) پر توہر = سورج کا عکس۔ یمن کے نعل مشہور ہیں۔ نعل اور دوسرے جواہرات سورج کے اثر سے بنتے ہیں۔

یہ ضامن علی جلال بکھنوی

امام زماں، صاحب الامر = بارہ اماموں میں سے آخری امام حضرت محمد مہدی کے القاب۔

(۳) فوق = اوپر۔ (۵) مشایخ = شیخ کی جمع۔ (۶) راہب = عیسائی درویش،

تارکِ دنیا عیسائی۔ اعتکاف گزیں = گوشہ نشیں۔ (۷) رنگ = چھوٹا گھنٹہ۔
 (۸) ذوقِ حش = مزا چکھنے والا۔ تلخ کامی = مراد ناکامی، نامرادی۔ نازکش = ناز
 اٹھانے والا۔

(۱۱) خنیاگر = گویا، مطرب۔ چٹانی = ساتی۔ (۱۲) گلاب = گلاب کا درخت۔
 (۱۵) خود ہیں = اپنے آپ کو دیکھنے والا۔ (۱۶) تمکلیں = چاند کا رتبہ رکھنے والی۔
 (۲۰) خجل = شرمندہ۔ (۲۱) طالع = قسمت (۲۲) سواد = سیاہی۔ شبِ قدر =
 مسلمانوں کے نزدیک ایک نہایت متبرک رات جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت
 کے برابر سمجھی جاتی ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ شبِ قدر کون سی رات ہے۔
 عموماً رمضان کی تیسویں یا ستائیسویں کو مانتے ہیں۔

(۲۲) حلقہ گروش = مراد غلام۔ غلام کے کان میں سونے چاندی کی بالی پہنانے
 کا دستور تھا۔ (۲۴) مینی = ناک۔

(۳۰) چاہِ ذقن = مراد ٹھوڑی کا گڈھا۔ (۳۱) ناب = خالص، صاف۔ (۳۲)
 کچیس = سرپتار۔ انیاں = انی کی جمع، نوکیں۔ کھب کے = سما کے۔ (۳۴) قلیں =
 کٹے ہوئے ٹکڑے۔ (۳۵) مرجاں = مونگا، ایک سرخ سمندری لکڑی جس کو پنجے سے
 نسبت دی جاتی ہے۔ (۳۷) زیب = زینت، سجاوٹ۔ ساق = پنڈلی۔ پنا = بنیاد،
 عمارت۔ (۳۸) پشتِ پا = پاؤں کے پنجے کے اوپر کا حصہ۔

(۴۰) سر بالیں = سر ہانے۔ (۴۲) جلیس = ہم نشیں۔ خرمی = خوشی۔
 (۴۴) ببیں = دیکھ۔ بکشا = کھول۔ (۴۵) بو قلمونی = رنگارنگی۔ (۴۶) عالمِ پاپی =
 نیچے کی دنیا، مراد یہ دنیا۔ (۴۷) کن فیکون = لفظی معنی ہو جا، پس ہو گئی، مراد
 عالمِ موجودات۔ عقیدہ ہے کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کرنا چاہا تو کن فرمایا اور
 تمام چیزیں وجود میں آ گئیں۔ یرنگ = جادو۔ سپہر = آسمان۔ (۴۸) قدک =
 فرشتہ، علیتین = بہشت کے بلند مکان یا اونچی کھڑکیاں، آٹھ بہشتوں میں سے
 ایک بہشت۔ (۴۹) میکائیل = روزی پہنچانے والا فرشتہ۔

(۵۰) حباں = جنت۔ غلمان = غلام کی جمع، جنت کے پیش خدمت لڑکے۔

نوید رساں = خوش خبری پہنچانے والا۔ حور عیں = بڑی آنکھوں والی حور۔
 (۵۱) برجیں = ستارہ مشتری۔ (۵۲) درود = وارد ہونا، نزول۔ چودھویں
 معصوم = مراد امام مہدی۔ پیغمبر اسلام، آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؑ ہر
 اور بارہ اماموں کو ملا کر چودہ معصومین یا چہار دہ معصومین کہلاتے ہیں۔ شعبان =
 آٹھواں اسلامی قمری مہینہ۔ (۵۳) خدیو دوسرا = دونوں جہان کا بادشاہ۔ ملائکہ =
 ملک کی جمع، فرشتے۔ (۵۴) مطاہ روح قدس = جبریل کا اطاعت کیا ہوا،
 جبریل کا مخدوم۔ مقتدا = جس کی پیروی کی جائے۔ فروغ ملت بینا = ملت
 اسلامی کی روشنی۔ سراج راہ یقین = ایمان کے راستے کا چراغ۔ (۵۶) اولوالامر =
 صاحب حکم، بادشاہ۔ حجت قائم = مراد خدا کی دیں یا ثبوت۔ رکن رکین =
 مضبوط ستون۔ (۵۷) شبہ انام رسالت پناہ = مراد پیغمبر اسلام۔ (۵۸) شرع
 مبیں = روشن راہ، مراد شریعت اسلامی۔ (۵۹) قسیم = بانٹنے والا۔ شفیع یوم
 الدین = قیامت کے دن شفاعت یا گناہوں کی معافی کے لیے سفارش کرنے والا۔
 (۶۰) محمد = امام محمد مہدی۔ (۶۱) نوال و نذل = سخاوت۔ (۶۲) آیہ رحمت =
 مراد رحمت کی نشانی، دلیل رحمت۔ محمد و محمدیں = مددگار۔ (۶۳) کوکب دُری = بڑا
 روشن ستارہ۔ (۶۴) کرسی = مراد آٹھواں آسمان۔ ساتویں آسمان کے اوپر آٹھویں
 کرسی اور نواں عرش ہے۔ (۶۵) زبس کہ = چونکہ۔ خلف منظر العجائب = حضرت
 علی کی اولاد۔ منظر العجائب حضرت علی کا لقب ہے۔ منظر العجائب کے معنی ہیں
 تعجب خیز چیزوں کے ظاہر ہونے کی جگہ، ایسی ذات جو حیرت انگیز باتوں کے اظہار
 کا مرکز ہو۔ (۶۶) سرکہ جبین = ترش رو، بد مزاج۔

(۶۷) کھٹراگ = بکھٹرا، جنجال، ایک راگ کا نام بھی ہے۔ (۶۸) نے =
 بانسری۔ گلوگیر = گٹھے کو پکڑنے والا، مراد آواز کو بند کرنے والا۔ صوت حزین =
 غمگین آواز۔ (۶۹) رعب داد = انصاف کا خوف۔ (۷۰) شاکی = شکایت کرنے
 والا۔ (۷۱) خوبوں = خوب کی جمع، معشوق۔ فتاں = فتنہ انگیز۔ (۷۲) دست بہ
 قبضہ ہوں = تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھیں۔ برسرِ رکین = مراد عداوت پر آمادہ۔

(۷۹) بہرام = ستارہ مریخ، ترک فلک، جلاؤ فلک = خشم آگیں = غصے سے بھرا ہوا۔

(۸۰) رزم گہ = میدان جنگ۔ میں بہ حبیب = پیشانی پر شکن، مراد ناراض۔
(۸۱) ہدی دیں = دین کی ہدایت کرنے والا۔ حضرت ہدی جو نو سال کی عمر سے دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہیں، قیامت کے قریب نمودار ہوں گے اور وہ نیک کی ہدایت کریں گے۔ (۸۲) طلعت زیبا = اچھا جلوہ، خوبصورت چہرہ۔

محمد محسن محسن کا کوروی

مدیح خیر المرسلین = پیغمبر اسلام کی تعریف۔ یہ عنوان تبارہ پسنجی ہے یعنی ابجد کے حساب سے اس سے قصیدے کا سال تصنیف ۱۲۹۳ھ نکلتا ہے۔

(۲) سرو قدان گوئل = گوئل کی محبوبائیں۔ گوئل = ستھرا کے پاس وہ مقدس گاؤں جہاں کرشن جی کا بچپن گزرا تھا۔ (۳) مہابن = بندہ رابن کا ایک جنگل جو کرشن جی سے نسبت کی وجہ سے مقدس مانا جاتا ہے۔ تیرھ = زیارت، کسی مقدس مقام کا دیکھنا۔ (۴) کالے کوسوں = بہت دور تک۔ (۵) لات دہل = دوسرا بتوں کے نام جن کی عرب زمانہ جاہلیت میں پرستش کرتے تھے۔ (۶) دھرا = انتہا درجے کا۔ ترسا بچہ = آتش پرست کا بیٹا، آتش پرست۔ چوٹی کا = اعلیٰ درجے کا۔ بجلی ایسی انتہا درجے کی آتش پرست ہے کہ پانی میں آگ لیے ہوئے ہے اور بادل ایسا اعلیٰ درجے کا برہمن ہے کہ آگ میں پانی لیے ہوئے ہے۔ (۷) تلاطم کو پنجاب اور ظلمت کو بنگال سے استعارہ کیا ہے۔ تلاطم میں پانچ حرف ہیں بنگالہ کی مناسبت ظلمت سے ہے کیونکہ فضا قدرے تاریک رہتی ہے اور زلف بنگال بھی مشہور ہے۔ پنجاب میں انگریزوں کا ناظم اعلیٰ اور بنگال میں گورنر جنرل رہتا تھا۔ (۸) منگل منگل = منگل سے تیسرے منگل تک۔ (۹) گوپی = لفظی معنی گوالن، خوبصورت عورت، کرشن جی سے محبت کرنے والی گوالوں کی لڑکیوں کا لقب۔

(۱۰) سُلُونوں = رکشا بندھن، سادوں کا ایک تہوار جس میں برہمن راکھیوں
باندھنے کے لیے نکلتے ہیں۔ (۱۱) ہنڈولے کا میلہ = برسات کا میلہ جس میں چکر
کھانے والے بڑے چھوٹے نصب کیے جاتے ہیں۔ ہنڈولا کے معنی چھوٹے کے
ہیں۔ محافہ = پنیس، ڈولی۔ بہل = ایک قسم کا جیلوں کا یکہ۔ (۱۲) سینچر = مراد
نحوت۔ بڑھوا منگل = میلے کا نام جو بنارس میں سال میں ایک بار برسات کے
موسم میں منگل کو ہوتا ہے۔ (۱۳) بیڑے بھادوں کے = ایک قسم کی منت جس میں
بانس کی تیلیوں اور پھوس سے ناؤ کی صورت بناتے ہیں اور اس میں چراغ روشن
کمر کے بھادوں کے مہینے میں جمہرات یا جمعے کو دریا میں ڈالتے ہیں۔ (۱۴) بکر خضر =
سبز سمندر، مراد آسمان۔ (۱۵) طوبی = جنت کا ایک پھول دار درخت۔ خدوئے
فلک = ستارہ زحل یا کیواں جو ساتویں آسمان پر ہے۔ کھیم کُسل = ہندی میں مزاج
پر سی کے وقت بولتے ہیں، خیر و عافیت، خیریت، مزاج شریف۔ (۱۶) شب دیکھو =
کالی رات۔ (۱۷) جو گیا = جوگی کا۔ بھیموت = راکھ جو سادھو منہ اور جسم پر ملتے ہیں۔
بیراگی = جوگی، سادھو۔ (۱۸) تاثیر زحل = ستارہ زحل کا اثر، اس رعایت سے
کہ زحل کا رنگ سیاہ ہے۔

(۲۱) سبیل = آنکھ میں پانی آ جانا، آنکھ کا جالا، موتیا بند کی بیماری۔ (۲۲)
رعد = فرشتہ جو ابر کو ہانکتا ہے۔ (۲۳) ترطیب = نمی، تری۔ زہر محلول = حل
کیا ہوا سونا۔ اھگر = چنگاری۔ منقل = انگلیٹھی۔ ہوا کی رطوبت کا یہ اثر ہے کہ
انگلیٹھی میں آگ یوں معلوم ہوتی ہے جیسے کھیرل میں سونا حل کیا ہوا ہے۔ (۲۴)
تموج = موجوں کا اٹھنا۔ (۲۵) زگرہں شہلا = سیاہ یا سیاہی مائل زگرہں۔ احوں =
بھینڈگا، جس کو ایک کے دو نظر آئیں۔ (۲۶) امل = امید۔

(۲۷) شبیہ = شکل، تصویر۔ نخل داؤدی سومی = موم کا بنا ہوا گل داؤدی
کا پودا۔ غسل = شہد۔ (۲۸) بادلہ = سونے چاندی کے تاروں کا کپڑا۔ (۲۹)
کلبین = گلاب کا درخت۔ مصحف = کتاب۔ حواشی = حاشیہ کی جمع۔ جڈول =
صفحے کے گرد کی لکیریں۔ (۳۰) تضمین = مصرعوں یا شعروں پر مصرعے یا شعر لگانا۔

(۳۴) تخت طاؤسی گلشن = باغ جو تخت طاؤس کی طرح ہے۔ تخت طاؤسی = شاہجہاں کا مشہور مرصع تخت جس کے پایوں پر پر پھیلے ہوئے مور بنے ہوئے تھے۔ چتر = ایک قسم کی چھتری جس سے سواری میں بادشاہوں کے سر پر سایہ کیا جاتا تھا۔ فرق = سر۔ سینجل = ایک بڑا کانٹے دار درخت جس سے ایک قسم کی نرم روئی نکلتی ہے۔ (۳۵) کونسل = کانفرنس، بینگ، علاج و مشورہ۔ (۳۶) نسیم = یعنی اے نسیم۔ گلگوں = سرخ۔ کوتل = گھوڑا، خصوصاً وہ گھوڑا جو امیروں کی سواری کے ہمراہ سجاوٹ یا دکھاوٹ کے واسطے رہے۔

(۳۷) پیرمغاں = میخانے کا مالک، شراب بیچنے والا۔ شاخیں نکلنا = مراد عجیب نکلنا، قابل اعتراض ہونا۔ حرمت = عزت، حرام ہونا، سیہام سے قطع نظر کے عزت و تعظیم۔ دختر رز = نیت العنب، انگور کی بیٹی، مراد شراب۔ (۳۸) سبزہ خط = خطر خسار۔ ہوا ہونے لگی = غائب ہونے لگی۔ لال = ایک چھوٹا لال پرندہ۔ ہریل = ایک ہرا پرندہ۔ (۳۹) شاماں = ایک سیاہی مائل چڑیا۔ (۴۰) خندہ بے گل قالین = قالین کے پھولوں کی ہنسی۔ نشور = قیامت۔ خواب مغل = مغل کا رداں، مغل کی نرمی اور نفاست جس کو خواب سے استعارہ کرتے ہیں، آرام کی نیند۔ نیند نہ آنے کی طرف اشارہ ہے۔ (۴۱) شمشاد = ایک نہایت سیدھا اور خوبصورت درخت۔ طار = ملہار، ایک راگ۔ (۴۲) برج = مٹھرا کا علاقہ۔ کرشن جی کا رنگ بادل کے رنگ سے مشابہ تھا، اس لیے کالے اور سانولے رنگ کو ان سے منسوب کرتے ہیں۔ (۴۳) سر = ادب۔ (۴۴) شاہد = معشوق۔

(۴۵) گنگا جمنا = وہ چیز جس میں سنہرا اور رد پہلا دونوں کام ہوں۔ (۴۶) سبزہ = گھوڑا (سفید مائل بہ سیاہ)۔ سبزہ چمکانا = گھوڑے کو تیز دوڑانا۔ (۴۷) زیر گل = پھول کا زیرہ۔ بجرا = دریا میں سپر کرنے کی کشتی۔ دریا زیر گل کے عکس سے چشمہ مہر مہر رہا ہے تو بادل بجلی کے پرتو سے سونے کا بجرا۔ (۴۸) صدقا = صدقہ، کسی پر اتاری ہوئی یا خیرات کی ہوئی چیز۔ (۴۹) جوشش گرہ = زونے کا دھور۔

(۶۱) راجہ اندر = پروں کا بادشاہ اور بارش کا دیوتا۔ پانی کو پری خانہ سے کاراجہ اندر اور بادل کو نغمہ نے (بانسری کا نغمہ) کا کرشن کنھیہ قرار دیا ہے۔ کرشن جی کا بانسری بجانا مشہور ہے۔ (۶۲) چشمک = آنکھ کی جھپک۔ چشمک برق سے بجلی کا چمکنا مراد ہے۔ (۶۳) مختل = خلل پایا ہوا۔ (۶۵) موسم بہار میں آفتاب کی تحویل برج حمل میں ہوتی ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ بادل ایسا چھایا ہوا ہے کہ سورج اور برج حمل دونوں غائب ہو گئے ہیں۔ (۶۶) گلابی = ایک قسم کا چھوٹا اور گول مینا، شیشے کی رنگین پیالی جس میں شراب رکھتے ہیں۔ (۶۸) کشتی = ایک قسم کا پیالہ شراب۔ (۶۹) لجاو = چھوٹی موٹی، لا جوتی۔

(۷۱) سودے کا خلل = جنون کی بیماری، دیوانگی۔ (۷۲) فکر = مراد فکرِ شعر۔ پھول کے دوسرے معنی شراب کے ہیں۔ فکرِ شعر کی رات میں شمع کا پھول کیا ہے گل رنگ ہے کہ نیشے میں قلم ہاتھ سے چھوٹا جاتا ہے۔ (۷۳) صبر نے کلک = قلم کی نلکی کی آواز۔ سیاہی اور سودے کے خلل میں یہ مناسب ہے کہ سودا چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ دیکھیے ذوق کے قصیدہ نبرا کے شعر نمبر ۴ کا حاشیہ۔ (۷۴) انشا و خبر = مراد الفاظ و معانی، طرزِ ادا اور نفسِ مضمون، ابتدا اور انتہا۔ (۷۵) بے اکل = مراد بے معنی۔ (۷۶) استل = ہندو فقرا کے رہنے کی جگہ۔ (۷۸) قلزم و نیل = مراد سمندر اور دریا۔ (۷۹) دو چنداں = دونا، دگنا۔ صیقل = جلا، چمک۔

(۸۰) ثریا = پروین، ستاروں کا جھمکا۔ (۸۳) نور کے میدان سے جنت یا عالم بالا مراد ہے۔ (۸۴) باراں = بارش۔ ورود = نازل ہونا، نزول۔ پے تبیح = تبیح پڑھنے کے لیے۔ عز و جل = غالب ہوا اور بزرگ ہوا، غالب اور بزرگ جو خدا کی صفات ہیں۔ (۸۵) فردوس بریں = جنت کا آٹھواں طبقہ۔ نہرِ لبن = دودھ کی نہر۔ (۸۶) اسرافیل = قیامت کے دن صور پھونکنے والا فرشتہ۔ ساقی کوثر = حضرت علی۔ (۸۷) کنزِ مخفی = چھپا ہوا خزانہ، ذاتِ الہی کے ایسے مظاہر جن کو صرف عارفِ کامل سمجھ سکتا ہے۔ (۸۸) کہیں چشمِ قبل

ایک طالب دیدار عاشق بنی ہوئی تھی اور کہیں نازِ معشوق کے پردے میں
حسنِ عمل اپنی جمہلک دکھارہا تھا یعنی طالب دیدار جلوۂ معشوق سے کایاب
تھے اور حسنِ عمل رکھنے والے نازِ معشوقانہ سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ (۸۹)
گل بے رنگی مطلق = مراد حسنِ باری تعالیٰ، جمالِ خداوندی۔ دیاہین = ریحان کی
جمع، مراد خوشبوئیں۔

(۹۰) تنزیہ = پاکیزگی، مراد ذاتِ واجب الوجود۔ تشبیہ = مثال، مراد عالم
ارکان یا صفاتِ حق کا ظہور۔ اشارہ ہے پیغمبرِ اسلام صلعم کی طرف۔ عرفا = عارف کی
جمع، خدا کو پہچاننے والے۔ (۹۱) ماثل = ہم مثل۔ (۹۲) کنول = ایک پھول۔ (۹۳)
ضو = روشنی۔ شمع ایجاد = مراد شمع ایجادِ عالم۔ کنول = شیشے کا ایک ظرف جس میں
شمع روشن کرتے ہیں۔ (۹۴) مرجع = جائے رجوع، جس کی طرف رجوع کیا جائے۔
روح امیں = امانت دار روح، حضرت جبریل جو پیغمبرِ اسلام کے پاس وحی لے کر
آتے تھے۔ متین = محکم، استوار۔ نسخ = مٹانے والا۔ ادیان = دین کی جمع، مذاہب۔
(۹۵) ہفت اقلیم = ہفت کشور، دنیا کے سات حصے جو حکمانے مقرر کیے تھے، دنیا کا
کل آباد حصہ۔ ولایت = ولی ہونا، تقربِ الہی۔ ہفت اقلیم ولایت = تقربِ الہی
کی پوری دنیا۔ چار اطرافِ ہدایت = راہِ حق دکھلانے کی کل کائنات۔ مُرسل =
بھیجا ہوا۔ (۹۶) اَحَد = ایک، نام اللہ تعالیٰ۔

(۱۰۰) شبِ اسری = سفر کی رات، مراد شبِ معراج، اسری کے لغوی معنی
میں رات کو لے جانا۔ رفرف = مرکب کا نام جس پر پیغمبرِ اسلام شبِ معراج سوار
ہوئے تھے۔ ہیکل = کھلے میں پہننے کا ایک زیور۔ (۱۰۱) ناصیہ = پیشانی۔ (۱۰۲)
افضلیت = افضل ہونا، سب سے بڑا ہونا۔ آثار = نشانیاں۔ اَدْوِیَّت =
اولیٰ ہونا، سب سے اچھا ہونا۔ (۱۰۳) متماصل = جڑ سے اکھڑا ہوا، تباہ۔ (۱۰۴)
بمحث = جائے بحث و وقتِ بحث، مراد بحث۔ مصرف = جائے صرف، مراد
صرف، خرچ۔ مرادف = ہم معنی۔ اقل = بہت قلیل۔ ممدوح کے رتبے کے آگے
اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ بھی ادنیٰ ہے اور سخاوت اتنی ہے کہ زیادہ سے زیادہ سخاوت

بھی بہت کم معلوم ہوتی ہے۔ (۱۰۵) واللہیل = قسم ہے رات کی، قرآن کریم کی ایک سورہ۔ صاد مازاغ بصر = حرف ص "جو" مازاغ بصر میں ہے۔ اشارہ ہے قرآن مجید کے سورہ نجم کی آیت مَازَاغَ اَبْصَاوُ مَا طَغٰی کی طرف یعنی آنحضرت صلعم نے مقام قرب الہی میں نہ پھیری اپنی آنکھ طرف دوسری چیزوں کے اور نہ بے فرمانی کی حکم خدا سے۔ اکھل = سرگیں آنکھ والا۔ شانے کو واللہیل کی تشبیہ سے اور سرمہ چشم کو صاد مازاغ بصر سے تشبیہ دی ہے۔ کنگھے کے دندانے واللہیل کی تشبیہ سے مشابہ ہوتے ہیں اور آنکھ میں سرمہ لگانے سے صاد کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ (۱۰۷) تشبیہ = مشابہت، تمثیل، وجود ممکن، مراد شبابہت، صورت۔ تنزیہ = ہستی منزہ، وجود واجب، مراد ذات الہی۔ بے رنگی مطلق = وجود حق تعالیٰ جو بے رنگ، قطعی یا بے تعلق ہے۔ رنگ محل = سجا ہوا مکان۔ خدا کی ہستی مطلق و منزہ تیری صورت کے لیے آئینہ خانہ ہے اور اس کی قطعی بے رنگی کی شان تیرے لیے رنگ محل ہے یعنی تیری ہستی، ہستی الہی سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ (۱۰۸) مجاز = مراد وجود مجازی۔ بے نیازی = مراد خدا کی ذات بے نیاز۔ نیاز = کنایتہ مدد و حق کی ذات جس کو پہلے مصرع میں مجاز کہا ہے۔ آپ کے وجود مجازی پر وجود حقیقی متخیّر ہے اور اس کو اپنے لیے باعث فخر سمجھتا ہے۔

(۱۱۰) خلاف = ناموافق، اختلاف۔ (۱۱۲) بحر = دزن شعر۔ (۱۱۳) شرب = مدنیہ منورہ کا پیمانہ نام۔ بطحا = مکہ معظمہ۔ برج = ستھرا، گوکل اور بندرا بن کا علاقہ۔ (۱۱۵) سبزہ چرخ = آسمان کا گھوڑا۔ اندھیاری = چمڑے کے ٹکڑے جو گھوڑے کی آنکھوں پر لگاتے ہیں۔ (۱۱۶) بحر امکاں = مراد دنیا۔ درمیتیم = بڑا اور آبدار موتی جو پوری سیپی میں ایک ہوتا ہے۔ اس دنیا میں پیغمبر اسلام درمیتیم ہیں اور خدا کی رحمت خاص وہ بادل ہے جس سے یہ درمیتیم پیدا ہوا ہے۔ (۱۱۷) حضرت عیسیٰ جو تھے آسمان پر ہیں۔

(۱۲۲) ہم قدم برق = بجلی کے ساتھ چلنے والا، مراد بجلی کی طرح تیز رفتار۔ براق = وہ بہشتی چوپایہ جس پر شب بھوج پیغمبر اسلام سوار ہوئے تھے۔ مرغزار =

میزہ زار، چراگاہ - (۱۲۲) تیغ دوم = دودھاری تلوار - (۱۲۹) ایان مفصل =
 اللہ، کتابوں، انبیاء و حشرو نشر و غیرہ پر عقیدہ - محمل = مختصر کیا ہوا، مراد خلاصہ -
 (۱۳۲) سہر بلا میم = مراد احمد بلا میم کا راز یعنی احد کی حقیقت - صدر پینہ -
 صل علی = درود شریف - (۱۳۵) عزرائیل = موت کا فرشتہ - (۱۳۶) شفاعت =
 سفارش، مراد بخشش - (۱۳۸) نکیریں = منکر نکیر، دو فرشتے جو قبر میں مردے سے
 سوال و جواب کرتے ہیں۔

(۱۴۰) حذف ہوں = علحدہ ہوں، چھوڑ دیے جائیں - ثقیل = بھاری، مراد بڑا،
 کبیرہ - خفیف = ہلکا، مراد چھوٹا، صغیرہ - میزان = ترازو، جوڑ - صحیح = درست
 مراد اچھا - مقتل = بیمار، مراد خراب - افعال صحیح و مقتل میں یہ رعایت بھی ہے کہ
 قواعد کی رو سے فعل صحیح اور فعل مقتل ہوتے ہیں - (۴۱) شات = لفظی معنی فانی
 بدشگونی، کم بختی -

محمد اسمعیل میرٹھی

یہ قصبہ اس اعتبار سے بڑا معنی خیز ہے کہ ۱۸۸۵ء یا اس سے کچھ پہلے
 یعنی مقدمہ دیوان حالی کی اشاعت (۱۸۹۳ء) سے قبل کا لکھا ہوا ہے -
 (۱) ادلی الانصار = آنکھ والے، صاحبانِ نظر - (۲) قضارا = اتفاقاً - (۳)
 گزری = بازار جو شام کو کسی راستے کے کنارے لگتا ہے - (۴) پھری = سوت اور
 بانس کی بنی ہوئی ڈھال جو پٹا کھیلنے والے حفاظت کے لیے ہاتھ میں رکھتے ہیں -
 گتکا = پٹا کھیلنے کی نکڑی، گدکا - پھکتی = پٹے بازی، پٹے کافن - (۵) بنٹی = وہ
 نکڑی جس کو اس طرح گھماتے ہیں کہ ایک چکر سا بندھ جاتا ہے - گوبار = پٹے بازی
 میں ایک شخص کا کئی آدمیوں سے مقابلہ کرنا - (۸) خدائی خوار = مراد تباہ حال،
 آوارہ -

(۱۰) پیکار = لڑائی - (۱۳) بکیت = بانک کافن جاننے والا - راوت = بہادر
 سورما - بانک = فنون سپہ گری میں سے ایک درزش جس کو خمدار چھروں سے بیٹھ کر

یالیٹ کر کھیلے ہیں، یہاں بانک کی خمدار چھری کے معنی ہیں۔

(۲۰) موضوعہ = بنایا ہوا۔ (۲۱) پس خود وہ = جھوٹن، سانے کا بچا ہوا کھانا۔
جگالی = حیوانات کا کھائے ہوئے چارے کو منہ میں لا کر چبانا۔ (۲۵) نا خدا = ملاح۔
بجہ زخار = وسیع منبجہ زخار، مواتج دریا، سمندر۔ (۲۹) بور کے لٹو = ایک قسم کے
لٹو جو سستے ہوتے ہیں اور دیکھنے میں اچھے معلوم ہوتے ہیں لیکن کھانے میں خراب
ہوتے ہیں۔ وہ چیز جس کو کھانا اور نہ کھانا دونوں حسرت و پشیمانی کا باعث ہو۔

(۳۰) غرا = شان والا۔ (۳۲) ہڈیان = بیماری میں پہنوشی کی بڑ۔ (۳۶) ٹون
ہال = نیو پلٹی کا دفتر اور عام جلسہ گاہ۔ (۳۷) زرخ = ٹھوڑی۔ (۳۹) لٹو دریا =
دم نہی چڑیا۔ ٹھنڈھ = درخت کا ٹہنا جس کے پتے اور ڈالیاں گر گئی ہوں۔

(۴۲) بیت صنم = بت کدہ۔ خانہ خمار = شراب خانہ۔ (۴۳) سعدی حافظہ
سنائی اور عطار فارسی کے مشہور شعرا ہیں۔ (۴۴) ہفتاد = ستر۔ (۴۹) طبع دنی =
کینہہ طبیعت۔ عنکبوت = مکڑی۔

(۵۰) محیط کون و مراں = مراد ساری دنیا کی وسعت۔ (۵۱) گاؤں میں = وہ
روایتی گائے جو زمین کی تہ میں ایک پھلی پر کھڑی ہے اور جس کے سینک پر دنیا قائم
ہے۔ گنبد دوار = گردش کرنے والا گنبد، مراد آسمان۔ (۵۲) بدوں = سوا بخیر۔
بہنگی = وہ بانس جس کے دونوں طرف رستی باندھ کر بوجھا اٹھاتے ہیں۔ (۵۵) اونٹ
کٹیلی = وہ جگہ جہاں اونٹ کٹیل پیدا ہو۔ اونٹ کٹیل ایک خاردار گھاس یا چھوٹا
درخت ہوتا ہے جس کو اونٹ بٹے شوق سے کھاتا ہے۔ (۵۷) چرکٹا = ہاتھی کا
چارہ لانے والا، فیل بانوں کا نوکر، مراد حقیر آدمی۔ باج گزار = خراج دینے والے،
میطع۔ (۵۸) فی المثل = مثال کے طور پر، بالفرض۔ کوردہ = چھوٹا اور کم آباد
گاؤں۔ نمبردار = زمیندار۔ (۵۹) جشن جمشیدی = جشن جم، جشن نوروز جس کی
ابتداء ایران کے قدیم بادشاہ جمشید سے منسوب ہے۔ دیکھیے سودا کے قصیدہ
نمبر ۳ کے شعر نمبر ۴ کا حاشیہ۔

(۶۰) پھاؤلہ = پھاوڑا۔ (۶۱) کلجگ = وہ زمانہ جس میں پاپ کی کثرت ہو،

بڑا برا زمانہ۔ اوتار = بھگوان یا اس کے کسی روپ کا دنیا میں انسان کی شکل میں آنا۔ (۶۹) صورت حرام = یہ ظاہر اچھا لیکن بہ باطن خراب۔ سلاح بدروس نیت در میان حصار = ہتھیار دروازے پر اور قلعے میں کوئی نہیں۔ معنوی کوکھل پن کی طرف اشارہ ہے۔

(۷۶) تحلیل = حل کرنا، سائنسی تجزیہ مراد ہے۔ (۷۷) چرخ چار میں = چوتھا آسمان، قدیم خیالات کے مطابق آفتاب چوتھے آسمان پر ہے۔ (۷۸) ہیئت = اجرام فلکی کا علم۔ (۷۹) مسئلہ خرق و التیام = آسمان کے پھٹنے اور مل جانے کا مسئلہ۔ جو لوگ پیغمبر اسلام صلعم کی جسمانی معراج کے قائل نہیں ہیں ان کا خیال ہے کہ آسمان پھٹ کر بھرنے میں مل سکتا یا آسمان میں راستہ نہیں ہو سکتا۔

(۸۰) خلاصہ = شیخ بہائی کی مشہور فارسی کتاب خلاصۃ الحساب۔ روز شمار۔ قیامت کا دن۔ (۸۱) فلاطوں = افلاطون، یونان کا مشہور حکیم جو ارسطو کا استاد تھا۔ بطلموس = یونان کا حکیم جس کی کتاب مجسطی مشہور ہے۔ (۸۲) شرح چغنی = علم ہیئت میں صلاح الدین موسیٰ کی عربی کتاب شرح الملتخص معروف بہ شرح البغنی۔ صلاح الدین موسیٰ فاضل الرومی اور قاضی زادہ کے ناموں سے مشہور ہے۔ اصل کتاب الملتخص فی الھیئۃ محمود بن محمد بن عمر البغنی کی تصنیف ہے۔ میبذی = علم حکمت میں قاضی سید حسین بن معین الدین کی عربی کتاب جو اشیر الدین بن عمر البہری کی کتاب ہدایۃ الحکمت کی شرح ہے۔ مذدئے کشف = کشف کی رد سے۔ کشف کے لفظی معنی ہیں پردہ اٹھا دینا یا افشا کرنا۔ اصطلاحاً ادراک حقائق کی ایک وجدانی یا قلبی کیفیت۔ اخلاق و تصوف میں پانچویں صدی ہجری کے وسط کی ایک مشہور فارسی کتاب کا نام بھی کشف المحجوب ہے جو ابوالحسن غزنوی کی لکھی ہوئی ہے۔ (۸۳) شمس بازغہ = دیکھیے ذوق کے قصیدہ نمبر ۳ کے شعر نمبر ۲۹ کا حاشیہ۔

(۹۱) جنازہ = تیز رفتار ادنٹ، مراد ادنٹ۔ مہار = ادنٹ کی نیکیں۔

(۹۸) کیونکہ = کیونکر۔ (۱۰۲) ساخت = میدان، مراد سطح۔ (۱۰۴) جزر و مد =

جوار بھاٹا = زلزلۃ الارض = زمین کا ہلنا، زلزلہ۔ جبال النار = آتش نشاں پہاڑ۔
(۱۰۵) فلزات = فلز کی جمع، معدنی دھاتیں۔ رموز = رمز کی جمع۔ استفسار =
دریافت، پوچھ گچھ۔

(۱۱۰) صنایع = صنعت بمعنی کاریگری کی جمع۔ (۱۱۲) دال، فے اور عین =
دفع، دخان، دور۔ (۱۱۳) نفور = نفرت کرنے والا، بھاگنے والا۔ (۱۱۶) توٹے دار =
خندوق جو نکیل سے چلائی جاتی ہے۔ (۱۱۷) زنگار = زنگ۔ (۱۱۸) گیتی = دنیا۔
حصار = قلعے کی فصیل، قلعہ۔ (۱۱۹) دقیانوس = روم کے ایک قدیم ظالم بادشاہ
کا نام جس کے خوف سے اصحاب کہف غار میں چھپ گئے تھے۔ روح دقیانوس =
مراد بہت پرانے خیالات رکھنے والا۔ دُخمہ = وہ تہ خانہ جس میں غیر مسلم ایرانی مروج
کو رکھتے تھے، گور خانہ۔ فارس = ایران۔ استخوان بردار = ہڈیاں اٹھانے والا،
مراد قدامت پرست۔

(۱۲۱) انشائے دل کشا = سید نثار علی بخاری بریلوی کی لکھی ہوئی فارسی انشا
کی مشہور کتاب۔ (۱۲۲) ریاضت = محنت۔ زار و نزار = ڈبلا، کمزور۔ (۱۲۵)
نزلہ ہار = نزلہ جو گرمی کے سبب ہو۔ (۱۳۰) مژمن = دیرینہ، پرانا۔ (۱۳۱)
سدیدی = علم طب میں سدید الدین انگازردنی کی عربی کتاب المغنی الطب جو
سدیدی کے نام سے معروف ہے۔ قانون = علم طب میں شیخ بوعلی سینا کی ایک
مشہور کتاب کا نام۔ تحفہ = تحفۃ المومنین، میر محمد مومن کی لکھی ہوئی طب کی
کتاب جو ادویہ کے بیان میں ہے۔ مخزن = مخزن الادویہ، طب کی ایک فارسی کتاب
مولفہ حکیم سید محمد حسین العلوی شیرازی۔ مہر استمرار = ہمیشگی کی مہر۔ (۱۳۲) مجربا =
مجرب کی جمع، تجربہ کی ہوئی دوائیں، مؤثر دوائیں۔ (۱۳۳) فصد = رگ سے خون
نکالنا۔ سفنج = زخم غلط اور مادے وغیرہ کو پکانے والی دوائیں۔ مسہل = جلاب۔
سنا، گل سرخ اور شربت دینار دواؤں کے نام ہیں۔ (۱۳۴) معالجہ = علاج۔
مداوا = چارہ سازی، دوا کرنا۔ تشخیص = مراد مرض کی جانچ یا پہچان۔ تیمار =
مریض کی نگہداشت۔ (۱۳۶) بحران = مریض میں حالت بیماری اور تندرستی کی

کش مکش، بخار میں مزاج میں سخت تغیر کا واقع ہونا۔ اشتداد = شدت۔ (۱۳۸)
 فن جراثیم = جراثیمی۔ (۱۳۹) کیمیا = اکسیر، مراد نہایت زود اثر دوا۔ حل و
 قد = بہت دکشاد، کھولنا اور بانڈھنا، مراد ترکیب دینا، بنانا۔ مفردات =
 مفرد کی جمع، کسی ایک چیز سے بنائی ہوئی دوائیں بخلاف مرکبات جو کئی
 دوائیں ملا کر بنائے جاتے ہیں۔ پہلے مصرع میں کیمیا کا استعمال مرکبات
 کے لیے کیا ہے۔

(۱۴۰) فن قابلہ = دانی کافن۔ (۱۴۱) منجم = علم نجوم کا جاننے والا۔ جفار =
 علم جفر کا جاننے والا۔ (۱۴۳) ٹپکی = مصیبت۔ (۱۴۵) زبس کہ = چونکہ۔
 (۱۴۷) اچھرتے ہیں = گھمنڈ کرتے ہیں، اتراتے ہیں۔ (۱۴۸) تبار = خاندان۔
 (۱۴۹) عین دیار = دانے بائیں۔ عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ہر انسان
 کے کاندھوں پر دو فرشتے مقرر کر دیے ہیں جو اس کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔
 (۱۵۱) ابرار = بار، یعنی نیکوکار کی جمع، نیک لوگ۔ (۱۵۲) ازار = پاجامہ۔
 (۱۵۳) قراٹ = پڑھنا، حرف کو اس کے صحیح مخرج سے نکالنا۔ چہر = آواز
 بلند پڑھنا۔ (۱۵۶) گراپ = گراب، وہ توپ کا گولہ جس میں بہت سی گولیاں
 اور چھڑے وغیرہ ہوتے ہیں۔ استحقار = ذلیل کرنا، حقارت کرنا۔

(۱۶۰) قشقہ = ٹیکا جو ماتھے پر لگاتے ہیں۔ (۱۶۳) نقد عملیہ السلام = روپیہ۔
 (۱۶۶) علت غائی = وہ فائدہ جس کے لیے کوئی چیز بنائی گئی ہو اصل مقصد۔
 (۱۶۷) لاسہ = درخت کے دودھ وغیرہ سے بنایا ہوا ایک چپ دار مادہ جس سے
 پرندے پھنساتے ہیں۔ تھکنڈا = داؤں، چالاکی۔ (۱۶۸) زوار = زائر کی جمع،
 زیارت کرنے والا۔ (۱۶۹) پیش دستی = پہلے ہاتھ بڑھانا، پہل کرنا۔ شائع = شیعہ کی جمع۔
 (۱۷۰) شاہ مدار = ایک درویش کا نام جن کو عوام بہت مانتے ہیں۔ (۱۷۲)
 کبار = بزرگ۔ (۱۷۴) جزیرہ = اسلامی حکومت میں حقوق شہریت کے بدلے میں
 غیر مسلم پر سالانہ محصول۔ فتوح غیب = بالائی یافت، غیبی آمدنی جو اتفاقاً ہو جائے
 ادرار = روزینہ، روز کی آمدنی۔

(۱۷۸) ابوالوقت = لفظی معنی وقت کا باپ، اپنے وقت کا بڑا بزرگ۔
 قطبِ زماں = زمانے کا قطب، بڑا ولی۔ شیخ شیوخ = شیخوں کا شیخ، بڑا بزرگ۔
 زبیدہ = خلاصہ۔ احرار = حر کی جمع، آزاد یا برگزیدہ لوگ۔ زبیدۂ احرار = مراد
 درویشوں میں انتخاب۔ (۱۷۹) گانٹھ کا پورا = روپے پیسے والا، دولت مند۔
 نقدِ وقت = سکے وقت، چلتا ہوا سکہ۔ شغل = تصورِ خدا وغیرہ۔ اذکار =
 ذکر کی جمع، مراد ذکرِ الہی، عبادت۔ (۱۸۰) جعفر طیار = حضرت علی کے بڑے
 بھائی۔ جنگِ موتہ (۸ھ) میں حضرت زید کے بعد اسلامی فوج کی علمداری میں آپ
 کے دونوں بازو کٹ گئے تھے اور آپ شہید ہو گئے تھے۔ حضرت جبریل نے
 رسولِ خدا کو بشارت دی کہ خدا نے آپ کو جوہر کے پر عطا کیے جن سے آپ
 جنت میں اڑتے ہیں۔ اسی لیے جعفر طیار کہلاتے ہیں۔ طیار کے معنی ہیں بڑا
 اڑنے والا۔

(۱۸۱) عالمِ رویا = خواب کی کیفیت۔ مقامِ سدرہ = سات آسمانوں سے
 اوپر ایک حد جس کے آگے کوئی نہیں جاسکتا۔ سدرۃ المنتہی یعنی وہ مقام جو
 آخری حد ہے اور جہاں بیری کا ایک درخت ہے۔ سدرہ کے لفظی معنی ہیں
 بیری کا درخت۔ (۱۸۲) لؤکا = آگ کا شعلہ۔ لؤکا لگانا = آگ لگانا۔ فی النار =
 لفظی معنی آگ میں، مراد جہنم میں۔ (۱۸۳) جنیدِ زماں = اپنے زمانے کا بڑا ولی۔
 جنید = حضرت شیخ جنید بغدادی جو ایک بڑے ولی گزرے ہیں۔ بنگِ نوش =
 بھنگ پینے والا۔ قلندر وار = قلندر کی طرح۔ قلندر = بے پروا درویش جو شرع
 کا پابند نہ ہو۔ سلطان غیاث الدین تغلق کے زمانے میں شیخ بوعلی قلندر ایک
 بزرگِ کامل گزرے ہیں۔ (۱۸۴) گوشہ گزیں = گوشہ نشین، دنیا سے کنارہ کرنے
 والا۔ بوتیار = بگلا۔ (۱۸۵) رقصِ جل = ادنٹ کا ناچ یا اچھلنا کو دنا جھڑا =
 حاضر (موجود) کی جمع، حاضرین۔ (۱۸۸) لہوِ لعب = کھیل کود۔ سانگ = سوانگ،
 نقل، بہرِ واپ۔

(۱۹۰) پریس مین = مطبع کا مستری۔ (۱۹۳) دریدہ کوٹ = کھلے گلے کا کوٹ۔

رہوار = گھوڑا - (۱۹۶) خدا ترسی = خدا سے ڈرنا - (۱۹۷) بزل = آزاد خیال،
غیر متشدد - رڈ بیکل = انتہا پسند - (۱۹۸) آنر = عزت - بار = باریابی،
رسائی - (۱۹۹) مکالے = انگریزی کا مشہور مؤرخ اور انشا پرداز ٹامس
بینکٹن رکالے (۱۸۰۰ء تا ۱۸۵۹ء)۔

(۲۰۰) دوسار ہونا = تیر کا کسی چیز کے آ پار ہونا - (۲۰۱) گٹناہ = سرخ، انار
کی قسم کا ایک درخت جس میں گلاب کے برابر سرخ پھول ہوتے ہیں - (۲۰۲) پینڈا =
جسم - (۲۰۳) شکر گفتار = شیریں کلام - (۲۰۵) رخشاں = چمکدار - زرتار =
سونے چاندی کے تاروں کا، چمکیلا - (۲۰۶) ڈانڈ = ناؤ کھینے کا بانس - (۲۰۹)
دار الجلال = بزرگی کا گھر، شان و شوکت کا گھر۔

(۲۱۲) ٹرک = ٹیڑھ، کجی، اکڑ - ٹمک = رکاوٹ، جھپک - (۲۱۳) خیل =
گروہ - (۲۱۵) دؤد مان = خاندان - امارت = امیری - چشم و چراغ = مراد اولاد -
(۲۱۸) ذریت = اولاد -

(۲۲۰) قمار = جوا - (۲۲۵) ردم = اٹلی - بلغار = بلغاریہ، یورپ کا ایک
ملک - (۲۲۶) ادبار = بد بختی، بد اقبالی - (۲۲۹) یراق = (برائی کا) مان -
(۲۳۰) مہمیز = ایڑہ - سمند جہد = کوشش کا گھوڑا، مراد کوشش - (۲۳۸)
درایت = دانائی - مگرچہ کار کند شیر شرزہ در بن غار = لیکن غار کی جڑ میں غضبناک
شیر کیا کرے یعنی تنگ نظری کی وجہ سے تم کچھ نہیں کر پاتے -
بدن شکار = بغیر شکار کے -

(۲۴۱) زاد یہ = کونا - محور = فرضی خط جس پر زمین گردش کرتی ہے -
مدار = گردش کرنے کی جگہ - (۲۴۲) امتداد = درازی، لمبائی -
(۲۴۴) آقمار = قمر کی صبح - (۲۴۶) روزی کرے = روز طے یا سیر
ہو - (۲۴۷) رہ مستقیم = سیدھا راستہ، راہ راست -

خواجہ الطاف حسین حالی پانی پتی

حالی نے یہ قصیدہ نظام الملک آصف جاہ سادس نواب میر محبوب علی خاں نظام دکن (۱۸۶۹ء تا ۱۹۱۱ء) کی چالیسویں سالگرہ کے جشن کے موقع پر ۱۳۲۳ھ میں لکھا تھا۔

- (۲) ارغوانی = سرخ - ارغواں سرخ رنگ کا ایک پھول ہوتا ہے۔
 (۳) دے = فارسی کا دسواں شمسی مہینہ جو موسم سرما کا مہینہ ہے۔ خورداد = فاری کا تیسرا شمسی مہینہ جو بہار کا مہینہ ہے۔ (۴) عجیر = ایک خوشبودار سفوف جو مشک، صندل، گلاب اور زعفران ملا کر بنایا جاتا ہے۔ عنبر فشانے = خوشبو بکھیرنا، عنبر ایک خوشبودار مادہ ہے۔ (۵) کنجلی بد لہنا = لباس بد لہنا، کنجلی اس سفید ثعلبی کو کہتے ہیں جو سانپ کے اوپر ہوتی ہے۔ زال فانی = فنا ہونے والی بڑھیا، مراد دنیا۔
 (۱۰) چل سالہ = چہل سالہ، چالیس سالہ۔ لمجا = پناہ کی جگہ۔ آقاصی = اقصیٰ (یعنی بلند تر، اعلیٰ) کی جج۔ ادانی = ادنیٰ کی جج۔ آقاصی و ادانی = خاص و عام، اعلیٰ و ادنیٰ ہر قسم کے لوگ۔ (۱۳) نظام الملک = والیان حیدر آباد کا خطاب، مراد محدوح۔ (۱۴) جہاں بانی = بادشاہت۔ گلہ بانی = گلے کی نگہبانی کرنا۔ (۱۵) نان شبینہ = رات کی روٹی، باسی روٹی۔ (۱۶) قلبہ رانی = ہل کی جتانی، مراد کاشتکار۔ (۱۹) مزاحم = مزاحمت کرنے یا رکاوٹ ڈالنے والا۔

- (۲۰) روزیہ خوار = یوسیہ یا روزانہ تنخواہ پانے والا۔ (۲۱) خوان = دسترخوان۔ (۲۳) بلدہ = شہر، مراد حیدر آباد۔ دارالشفاء = شفا خانہ۔ عہد فرخ = مبارک زمانہ۔ (۲۴) دریغ = مراد پہلوتھی۔ (۲۵) جو کھوں = خطرہ، نقصان۔ (۲۶) صالح = اچھا۔ جتہ = جتہ، جسم، جسم کی ساخت، کاشتھی۔ (۲۸) سواد شہر = اطراف شہر، نواحی شہر۔

- (۳۰) ایواب خیر = مراد علاج عامہ کی مدد یا صیغے۔ (۳۳) دارالیتامی = یتیم خانہ۔ (۳۴) وہ کالج = مراد علی گڑھ کالج جو سرسید نے قائم کیا تھا اور بعد کو ترقی کر کے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بنا۔ منبع = سرچشمہ۔ (۳۵) توڑا = قحط، کمی۔ تڑاقا = قحط، نایابی۔ (۳۶) دارالعلم، مراد یونیورسٹی۔ بذل = سخاوت، بخشش۔

(۳۸) رخاہ = رخ کی جمع، آرام، چین، مراد فلاح، بھلائی۔ جاں ستانی = جان لینا۔ (۳۹) نیتانی = نیتاں کا۔ نیتاں کے معنی ہیں نرکل کا جنگل جس میں شیر رہتا ہے۔

(۴۱) قادر اندازی = ایسی نشانہ بازی جس میں نشانہ خطانہ کرے، حکمی تیر چلانے کا فن۔ (۴۲) مرجع = لفظی معنی واپسی کی جگہ، جس کی طرف رجوع کیا جائے، مراد اسید گاہ۔ آماں = اہل کی جمع، اسیدیں۔ امانی پائنت کی جمع، آرزوئیں۔ (۴۵) مفتوح = فتح کیا ہوا، کھلا ہوا۔ فتوح = فتح کی جمع، مراد فائدے، کامیابیاں۔ (۴۶) سادس = چھٹا، میر محبوب علی خاں دکن کے آصف جاہی خاندان کے چھٹے نر ازواج تھے۔ آصف ثانی = دوسرا آصف۔ آصف حضرت سلیمان کے وزیر کا نام تھا۔ دیہیم = تاج۔

سید علی حیدر نظم طباطبائی

یہ قصیدہ فتح خیر کے بیان میں ہے۔ خیبر دینیہ منورہ سے شمال مغرب میں آٹھ منزل اور بعض رراتیوں کے مطابق درسوسیل کے فاصلے پر مخالفین اسلام کا ایک بڑا مرکز تھا جسے پیغمبر اسلام نے عہد میں فتح کیا تھا۔ خیبر کی فتح دراصل قلعہ قموص کی فتح تھی جو حضرت علی کی شجاعت و بہادری سے عمل میں آئی تھی۔

(۱) شورش محشر = قیامت کا ہنگامہ، گرمی ہنگامہ معانی یا کلام کی ہنگامہ خیزی مراد ہے۔ (۲) خطیب = خطبہ پڑھنے والا۔ (۳) عقاب = ایک بلند پرواز شکاری پرند۔ یعنی یہ نہ جانتا تھا کہ مضمون کی بلندی اور کلام کی برجستگی سے شہرت حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۴) پس کہار = پہاڑ کے پیچھے۔ وقار علم کو کہار سے، زور طبیعت کو آندھی سے اور زور کلام کو شکر سے استعارہ کیا ہے۔ (۵) خلیل بت شکن = حضرت ابراہیم خلیل اللہ جو اپنے چچا اور مشہور بت تراش آذر کے بنائے ہوئے بتوں کو توڑ دیتے تھے۔ علم، شاعری اور تخیل آرائی سے اسی طرح مانع تھا جس طرح حضرت ابراہیم آذر کو بت تراشی سے روکتے تھے۔

(۶) سدا سکندر = لوہے اور تانبے کی دہ روایتی دیوار جو سکندر ذوالقرنین نے
 حد مشرق میں یا جوج اور ماجوج کی اولاد کے فتنوں سے بچنے کے لیے دو پہاڑوں
 کے بیچ میں تعمیر کرائی تھی۔ یہاں اشارہ ہے وقار علم کی طرف۔ (۸) عود = اگر
 کی لکڑی۔ سوزندہ = جلانے والا۔ عود سے مضامین شاعرانہ اور آتش سے
 زور طبع مراد ہے۔ (۹) ہم دوش = ساتھ۔ مے سر جوش = شراب جو پہلے
 جوش میں نکال لیں، صاف اور عمدہ شراب۔

(۱۰) ضبط نفس = سانس کو روک لینا، مراد خاموشی۔ کنج عزلت = گوشہ
 تنہائی۔ نفحہ = خوشبو۔ عنبر = ایک خوشبودار نباتی مادہ۔ ضبط نفس کو غنجے
 سے اور نفس کو جس سے شاعری مراد ہے نفحہ عنبر سے استعارہ کیا۔ ضبط نفس
 کا موجب عزلت پسندی تھی اور شاعری نہ کرنے کا سبب ضبط نفس۔ (۱۱) حفظ
 سخن = ضبط سخن، خاموشی۔ لنگر = آہنی بوجھ جس سے جہاز یا کشتی کو
 ٹھہراتے ہیں۔

(۱۲) ہرزہ گردی = فضول مارے مارے پھرنا۔ (۱۳) جام جم = جمشید
 بادشاہ کا پیالہ جس سے دنیا کا حال معلوم ہو جاتا تھا، جام جہاں نا۔ مرآۃ اسکندر = سکندر
 بادشاہ کا آئینہ۔ سکندر کی ہدایت کے مطابق رسام لوہار نے لوہے کو چلاوے کر
 آئینہ بنایا تھا۔ بعد کو سکندر نے حملہ آوروں کی نقل و حرکت کا پتہ لگانے کے لیے آئینے
 کو درہمین کے طور پر اسکندریہ کے سینار پہ لگوادیا تھا جس سے کافی دور کی کیفیت
 معلوم ہو جاتی تھی۔ جام جم کے ساتھ مرآۃ اسکندر کا استعمال اسی کے پیش نظر کیا گیا
 ہے۔ (۱۵) کشمیر = کشمیر۔ تشر = تشر، ایران کے ایک قصبے کا نام۔ (۱۶) گلزار
 ابراہیم = وہ آگ جس میں خدائی کے وعویدار بادشاہ نرود نے حضرت ابراہیم
 خلیل اللہ کو ڈلوا دیا تھا اور جو خدا کے حکم سے گلزار بن گئی تھی۔ کاشکے = کاش،
 کلمہ تمنا، خدا ایسا کرے، کیا اچھا ہو۔ (۱۹) قلم کی طرح اثر در (اثر دہا) بھی دوزبان
 ہوتا ہے۔

(۲۱) فرش پا انداز = دہلیز کا فرش، پائیدان۔ چرخ اطلس = فلک اطلس

عرش یعنی لوہاں آسمان جو ستاروں سے خالی ہے۔ اطلس کے لفظی معنی درم ہے
 سکتے ہیں۔ عرش کا یہ نام اس لیے پڑا کہ وہ بھی درم ہے سکتے کی طرح سادہ
 ہے۔ کارگاہِ صنّیع = آخرینش کا کارخانہ، کارگاہِ صنّیع سے باہر آیا یعنی پیدا ہوا۔
 (۲۲) موطن = موطن (یعنی میدانِ جنگ) کی جمع۔ غزوہ = وہ جہاد جس میں
 پیغمبر اسلامؐ پہ نفسِ نفیس شریک تھے۔ (۲۳) مبعوث = اٹھایا گیا، بشت یا ظہور
 کیا ہوا۔ مبعوث ہوئے، مراد جب پیغمبر اسلامؐ کو خدا نے نبوت عطا فرمائی۔ بطحا =
 مکہ معظمہ۔ (۲۴) اذنِ جنگ = لڑائی کی اجازت۔ (۲۵) یثرب = مدینہ۔ (۲۶)
 جنگِ بدر سہ میں اور جنگِ احد سہ میں ہوئی تھی۔ (۲۸) فدک = خیبر کے
 پاس عرب کی ایک بستی کا نام۔ والی خیبر = خیبر کا حاکم، اسیر بن زرام جس کو اسی
 زمانے میں سلام بن ابی الحقیق کے بعد اہل خیبر نے اپنا سردار بنایا تھا۔ (۲۹) شاہِ
 خیبر گیر = قلعہ خیبر کو فتح کرنے والا شاہ، مراد حضرت علیؑ۔

(۳۱) کو محضر = مراد نیک خصلت۔ (۳۲) حوالی = اطرافِ آسمان پاس۔
 (۳۸) پنیدہ = سفیدی، مراد روشنی۔ غولِ بیابانی = اکیلا بیتال، جنگلوں میں رات
 کے وقت درختوں کے پتوں سے جو آگ جھڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہے، مراد بھوت۔
 یہاں وہ ایلمچی جس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۴۳) سناں = نیزہ۔ (۴۴) شاہِ اثر در در = اثر ہے کو بھاڑنے والا بادشاہ،
 مراد حضرت علیؑ۔ (۴۵) استیصال = جڑ سے اکھاڑنا، بیخ کنی، مراد مٹانا۔ حاصل =
 محصول، مال گزاری۔ (۴۹) ناصر و یادر = مددگار۔

(۵۱) بنی غطفان = عرب کا ایک با اثر قبیلہ جو خیبر کے قریب ہی آباد تھا۔
 (۵۲) محضر = شہادتِ تحریری اقرار نامہ۔ (۵۳) قموص، سلام، وطیح، صدیق نام =
 اہل خیبر کے پانچ قلعوں کے نام۔ (۵۴) تجہیز = سامان کرنا، تیاری۔ (۵۶) دیدبان =
 قلعے یا عمارت کی دیوار کے وہ سوراخ جن میں سے نشانہ لگاتے تھے، وہ شخص جو
 کسی بلند مقام پر بیٹھ کر دشمن کی فوج کی نقل و حرکت کی اہل قلعہ کو خبر دیتا تھا۔
 عسکر = فوج، لشکر۔ (۵۷) گرم مصاف = لڑائی میں مصروف۔

(۶۲) برگزیدہ = پسندیدہ، چھانٹا ہوا۔ تازک = سرکی مانگ۔ افسر تاج
 اشارہ ہے فوج کی علمبرداری کی طرف۔ (۶۵) بشارت = خوش خبری۔ پائے نام =
 نامزد، ماتحت۔ (۶۷) خاصہ داور = مراد خدا کا خاص بندہ۔ (۶۸) سران =
 سرد (یعنی سردار) کی جمع۔

(۷۰) ضیا گستر = روشنی بچھانے والا، مراد روشنی پھیلانے والا۔ (۷۱)
 تکبیرۃ الہ حرام = نماز میں نیت کے بعد پہلی بار ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہنا۔ سلطان
 دو عالم = دو جہاں کا بادشاہ، مراد پیغمبر اسلام۔ اذن حریم خالق اکبر = مراد خدا
 کی اجازت، حکیم خداوندی۔ (۷۲) قرات = پڑھنا، خصوصاً قرآن مجید کا ایک
 خاص انداز سے۔ (۷۳) قیام = نماز میں کھڑا ہونا۔ راست بازی = صحیح راستے پر
 چلنا، سچائی۔ رکوع = نماز میں جھکنا۔ تواضع = انکساری، عاجزی۔ (۷۶) دو
 در = دو دروازے، دو ہاتھوں کی رعایت سے۔

(۸۰) ہما = ایک بلند اقبال پرندہ، استعارہ ہے علم سے۔ دوسرا ہے ہاتھ
 آنکھوں پر = آشوب چشم کی وجہ سے۔ (۸۲) آب دہن = لعاب دہن۔ روت
 ہے کہ اس وقت حضرت علی کو آشوب چشم کی شکایت تھی۔ پیغمبر اسلام نے ان
 کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن رگادیا اور دعا فرمائی جس سے وہ اچھے ہو گئے۔
 (۸۳) اہل ضلالت = گمراہ لوگ۔ (۸۵) بیرق = علم کا پھر ہرا، دوسرے
 معنی چھوٹے نیزے کے ہیں جس کی مناسبت دوسرے مصرع کے مضمون سے
 ہے۔ رایت = علم۔ (۸۶) الکتاب نور = روشنی حاصل کرنا۔ گنبد خضر =
 سبز گنبد، مراد آسمان۔ (۸۸) عید قرباں = عید الاضحیٰ، بقر عید۔ کروبی =
 فرشتہ مقرب۔

(۹۰) بہرام فلک = مریخ ستارہ جس کو ترک فلک اور جلا فلک بھی
 کہتے ہیں۔ (۹۳) حصن قوص = قوص کا قلعہ۔ پردل = بہادر۔ خیرہ کش =
 بے باک، ظالم، بے گناہوں کو مارنے والا۔ سفاک = خونی، خون ریز۔
 (۹۴) جہلم = کڑیوں یا زنجیروں کی نقاب جو لڑائی میں چہرے پر ڈالتے تھے۔

چار آئینہ = سینے اور پیٹ کی حفاظت کے لیے ایک قسم کی زرہ جس میں بانات اور منخل میں لوہے کے چار تختے ٹڑھے ہوتے تھے۔ جوشن = ایک قسم کی زرہ۔ دیکھیے ذوق کے قصیدہ نمبر ۴ کے شعر نمبر ۴۵ کا حاشیہ۔ (۹۵) تختہ = اترانا، اکڑنا۔ تیرہ رو = سپاہ چہرہ۔ خیرہ چشم و خیرہ سر = مراد شریہ و کرش۔ (۹۶) منظمہ = ستم۔ (۹۷) قساوت = بے رحمی۔ مجمر = انگٹھی۔ (۹۹) بہو دوش = سینہ اور شانہ۔ مراد جسم۔ تن و توش = جسم اور سینہ، مراد جسم۔

(۱۰۰) چیں برجیں = ماتھے پر شکن ہونا، مراد غصے میں ہونا۔ کف در دہاں = منہ میں جھاگ ہونا، بہت غصے میں ہونا۔ (۱۰۱) مرحب = قلعہ قموں کے محافظ اور پہلوان کا نام۔ (۱۰۲) جگر داری = بہادری۔ شمشیر دو پکیہ = دو دھاری تلوار۔ (۱۰۵) کاہن = فال گو، جادوگر، جانوروں کی آواز سے غیب کی باتوں کا بتانے والا۔ (۱۰۸) پیرزن = بڑھیا۔ (۱۰۹) بے مر = بے شمار، بے حد۔

(۱۱۰) ہم چشم = برابر والا۔ (۱۱۶) خود سنگیں = تپھر کا خود جس کا ذکر شعر نمبر ۹۸ میں آچکا ہے۔ (۱۱۸) برش = کاٹ۔ استخوان = ہڈی۔

(۱۲۰) لاف و گراف = شیخی، گھمنڈ۔ (۱۲۱) توتی = پردہ۔ (۱۲۶) شقی = بد بخت، سنگ دل۔ (۱۲۵) اھگر = چنگاری۔ (۱۲۶) حمرا = سرخ۔ احمر = بہت سرخ۔ (۱۲۷) آب آہن = فولاد کی چمک۔ تو بر تو = تہ بہ تہ، ایک کے اوپر ایک۔ نیلو فر = ایک بھول جو پانی میں ہوتا ہے، کنول اور کو کا بلی اسی کی قسمیں ہیں۔ (۱۲۸) چکا چاک = تلوار اور گرز وغیرہ کی ضرب کی آواز۔ (۱۳۰) کو چہائے زخم = زخم کے شکاف یا منہ۔ ناؤ کی = ایک قسم کا

چھوٹا تیر۔ (۱۳۶) اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف کہ خیبر کی لڑائی میں جب حضرت علی کے ہاتھ سے اتفاقاً ڈھال گر پڑی تھی تو دشمنوں سے لڑتے لڑتے آپ نے قلعے کا نہایت زنی چانک اکھاڑ کر ہاتھ میا لے لیا تھا اور اس سے ڈھال کا کام لیا تھا۔ (۱۳۶) آلا = آگاہ، جان، ایک کلمہ خطاب۔ از خود رفتہ = بکھو یا ہوا، جو اپنے آپ میں نہ ہو۔ (۱۳۸) اطہر = نہایت پاک۔

(۱۴۲) بلذل = سخی، بہت بخشنے والا۔ (۱۴۳) فارس = سوار۔ (۱۴۴) کرم
گستر = کرم کرنے والا۔ (۱۴۵-۱۴۸) بیت عینون، بیرجا، ددرہ، جری، نید،
فرع، بحرین، دادی نخل اور دادی القرئی عرب کے مقامات کے نام ہیں۔ (۱۴۹)
فتح مکہ ۸۰۰ میں ہوئی تھی۔ کعب = کعب بن زہیر مکی عربی شاعر جن کے مشہور
نعتیہ قصیدے "بانت سعاد" پر پیغمبر اسلامؐ نے خوش ہو کر چادر عطا فرمائی تھی۔
(۱۵۰) لو اے حمد = خدا کی تعریف کا جھنڈا، خدا کی عظمت و بزرگی کا وہ
جھنڈا جو قیامت کے دن حضرت علیؑ کے ہاتھ میں ہوگا اور جس کے نیچے تمام مومنین
جمع ہوں گے۔ (۱۵۱) حاشیہ بوس = فرش کا کنارہ چومنے والا، مراد کنائے
پر بیٹھنے والا۔ استبرق = دبیر ریشمی کپڑا۔ غاشیہ دار = گھوڑے کا زین
پوش اٹھانے والا، مراد خدمت گار۔

سید علی نقی صفی لکھنوی

(۱) شیرازہ = لفظی معنی کتاب کی جزو بندی یا سلائی، مراد سلسلہ، ربط
باہمی پیدا کرنے والی چیز۔ محل = علت بمعنی سبب کی جمع، اسباب۔ عقدہ ما
لائجمل = حل نہ ہونے والی گتھی۔ (۲) ناقابل ادراک عقول = عقل کی سمجھ میں نہ
آنے والا۔ (۳) تناسخ = آواگون، مرنے کے بعد روح کے دوسرے قالب میں
منتقل ہونے کا عقیدہ۔ (۴) مادہ = ہر چیز کی اصل، ہیولا (مخلاف صورت)۔
صورت = ہر چیز کی ظاہری شکل۔ محل = جس پر حال قائم ہو، واقع ہونے
کی جگہ۔ مادہ حال ہے اور صورت محل۔ (۵) ساحت افلاک = آسمانوں کا میدان،
مراد آسمانوں کی وسعت۔ بصل = پیاز۔ (۶) سماک = مچھلی، وہ مچھلی جس کے متعلق
خیال ہے کہ زمین کی تہ میں پانی میں ہے اور جس کے اوپر ایک گائے زمین کو اپنے
سینگ پر اٹھائے ہوئے ہے۔ سماک اعزل = ایک ستارہ جو اٹھنے نیڑے سے مشابہ
ہے۔ زسک تا بہ سماک اعزل = مراد زمین کی تہ سے آسمان کی بلندی تک۔
(۷) عالم اسباب = مراد دنیا۔ (۸) مائل وذل = تھوڑی بات مگر اس کا مطلب

بہت ہو۔

(۱۰) کُن = لفظی معنی ہو جا، مراد ہے اس عقیدے سے کہ کائنات کی تخلیق سے پہلے خدا نے "کن" فرمایا اور تمام چیزیں وجود میں آ گئیں۔ پورا فقرہ کن فیکون یا کن فکان (ہو جا پس ہو گئی) ہے جس کا ماخذ قرآن شریف کے سورۃ آل عمران کی ایک آیت ہے۔ کونین = دونوں جہاں، دنیا اور آخرت۔
 (۱۱) دارِ عمل = عمل کا گھر، مراد دنیا۔ (۱۲) کام نہنگ = گھڑیاں کا تالو۔ فکب اعلیٰ = اوپر کا جیڑا۔ فکب اسفل = نیچے کا جیڑا۔ (۱۳) خشک وتر = مراد دنیا کی ہر چیز۔ لقمہ تر = مراد عمدہ کھانا۔ (۱۴) نشہ = مراد زندگی کا نشہ۔ رنگ محل = خوبصورت مکان، سبھی ہوئی عمارت، مراد دنیا۔ (۱۵) گلشن نیرنگ = طلسمی باغ، مراد دنیا۔ (۱۶) شوریدہ سری = سرکشی۔ (۱۸) ہمتن = مراد سر سے پاؤں تک، پوری طرح۔ انا البحر = لفظی معنی میں سمندر ہوں۔ پندار = غرور، گھمنڈ۔ انا الطور = لفظی معنی میں طور ہوں۔ حل = مراد ڈوبا ہوا۔ انا البحر اور انا الطور کا اشارہ ہمہ اوست کے صوفیانہ عقیدے کی طرف ہے جس کے مطابق ہر چیز خدا ہے کیونکہ صوا خدا کے کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ (۱۹) نوش = امرت، شہد۔ نیش = ڈنک۔ مراد موجب آزار چیز۔ خانہ زنبور عسل = شہد کی مکئی کا چھتہ۔

(۲۰) دست و بغل = مراد ساتھ ساتھ۔ (۲۲) ہستی موبہوم = دنیاوی زندگی جو محض دہم ہے۔ بین العدین = دو عدم یا نستی کے درمیان کی چیز، عدین یا دو عدم سے مراد دنیاوی زندگی سے پہلے اور بعد کی کیفیت ہے۔ شکل = قیاس۔ (۲۵) سراب = ریگستان کی چمکتی ہوئی ریت جو دور سے پانی معلوم ہوتی ہے، مراد دھوکا۔ (۲۶) پانی کے ڈل = چھوٹی چھوٹی جھیلیں یا تالاب۔ (۲۹) فائدہ جذب سموم = زہریلی ہوا کو جذب کر لینے کا فائدہ، اس اعتبار سے کہ درخت خراب ہوا اپنے اندر لے لیتے ہیں اور اچھی ہوا باہر نکالتے ہیں۔

(۳۱) صنعت صنایع ازل = مراد خدا کی کاریگری۔ (۳۲) سر بہ گریبا = مراد متحیر حیران۔ منطقی = علیم منطق کا جاننے والا۔ صامت = خاموش۔

ہو اس منتل = فصل پائے ہوئے حواس کے ساتھ۔ (۳۳) ابرگنہ راں = گزرتا ہوا بادل۔ (۳۶) پانچ حواس یا حواس خمسہ جو سامعہ، باصرہ، شامہ، لامسہ اور ذائقہ ہیں۔ کسل = سستی، کاہلی۔ (۳۷) اقل = بہت تھوڑا۔ (۳۹) طلعت = جلوہ چہرہ۔

(۴۰) متقاضی = تقاضا کرنے والا۔ (۴۱) چشم احوال = مراد دینی پرست آنکھ۔ صیقل = جلا، پالش۔ (۴۲) مردک = آنکھ کی پتلی۔ (۴۳) بزم شہود = مراد دنیا۔ وحل = دلدل، کیچڑ۔ (۴۴) نیم رخ = آدھے چہرے کی تصویر۔ مستقبل = پورے چہرے کی تصویر جس میں دونوں رخسار سامنے ہوں۔ (۴۶) شجر طور = کوہ طور کا وہ درخت جس پر خدا نے حضرت موسیٰ کو اپنا جلوہ دکھایا تھا اور جو تجلی الہی سے جل کر خاک ہو گیا تھا۔ (۴۷) رہرو دادی امین = مراد حضرت موسیٰ۔ (۴۸) شب اسری = سفر کی رات، مراد شب معراج۔ اسری کے معنی رات کو لے جانے کے ہیں۔

(۵۰) لات وہیل = بتوں کے نام جن کی عرب زمانہ جاہلیت میں پرستش کرتے تھے۔ (۵۲) خازن جنت = جنت کا خزانچی، مراد رضوان۔ (۵۴) نخلیہ = چند خوشبو دار چیزوں کا مرکب جو بیماروں کو سلگھاتے ہیں۔ (۵۵) زمزم = کعبے کا ایک مخصوص کنواں جس کے پانی کو مسلمان متبرک سمجھتے ہیں۔ (۵۶) فاطمہ بنت اسد = حضرت علی کی والدہ کا نام۔ (۵۸) تسنیم = جنت کی ایک نہر کا نام۔ (۵۹) اذن طلب = اجازت چاہنے والا۔ عقل اول = مراد حضرت جبریل، دیکھیے ولی کے قصیدے کے شعر نمبر ۲ کا حاشیہ۔

(۶۰) نصیری = ایک فرقہ منسوب بہ نصیر جو حضرت علی کو خدا مانتا تھا۔ کہتے ہیں کہ نصیر نام کا ایک شخص حضرت علی کو خدا کہتا تھا۔ حضرت علی اس کو قتل کر کے اس کے حق میں دعا فرماتے تھے اور وہ زندہ ہو جاتا تھا لیکن وہ خدا کہنے سے باز نہ آیا۔ نصیری کا خدا = مراد حضرت علی۔ (۶۷) خیبر = مدینہ کے شمال مغرب میں ایک مقام جسے پیغمبر اسلام کے حکم سے حضرت علی نے

فتح کیا تھا۔ (۶۳) جالیا = بیٹیا۔ (۶۴) شجری نگینہ = نگینہ جس میں پتھر دکھائی دیتے ہیں۔ ہشت پہل = آٹھ پہلو رکھنے والا۔ ہشت پہل کی مناسبت جنت کے آٹھ طبقات سے ہے جن کو ہشت بہشت کہتے ہیں، ان کے نام غلہ، دارالسلام، دارالقرار، جنت عدن، جنت المادی، جنت النعیم، عقیقین اور فردوس ہیں۔ (۶۵) شرف اندوز حضوری = باریابی کی عزت حاصل کرنے والا۔ (۶۶) دوسرے مصرع کی تلمیح کے لیے دیکھیے غالب کے قصیدہ نمبر ۱ کے شعر نمبر ۲۱ کا حاشیہ۔ (۶۷) کاسر اصنام حرم = کعبے کے بتوں کو توڑنے والا۔ ابد = ہمیشگی، وہ زمانہ جس کی انتہاء نہ ہو۔ عقیدہ ہے کہ یہ دائمی زمانہ موجودہ دنیا کے خاتمے کے بعد آئے گا۔ اسرار ازل = اس دنیا کی پیدائش کے وقت کے راز۔ ازل کے لفظی معنی ہیں جس کا شروع نہ ہو، مراد اس دنیا کی پیدائش سے پہلے کا دائمی زمانہ جس کی ابتدا نہ تھی۔ (۶۹) سین = ظاہر ہونے والا، مراد روشن۔ کاتب وحی منزل = کلام الہی کا لکھنے والا، مراد حضرت علیؑ۔ منزل = نازل کیا ہوا، اتر آیا۔

(۷۱) ید اللہی = ید اللہ ہونا، ید اللہ حضرت علیؑ کا لقب ہے، لفظی معنی خدا کا ہاتھ۔ مردب = ایک پہلوان کا نام جس کو حضرت علیؑ نے جنگ خیبر میں قتل کیا تھا۔ یل = پہلوان۔ (۷۲) خورش = خوراک۔ نان جوین = جو کی روٹی۔ جوش ارادی = ارادے کا جوش، مراد قوت ارادہ، قوت روحانی۔ (۷۳) ضربت = وار۔ اس روایت کی طرف اشارہ ہے کہ ایک لڑائی میں حضرت علیؑ کی تلوار سے اتفاقاً حضرت جبریلؑ کے پر کٹ گئے تھے۔ عفریت = جن یا بھوت۔ ہیکل = گلے میں پہننے کا ایک زیور، یہاں زخموں کے نشان مراد ہیں۔ اشارہ ہے اس روایت کی طرف کہ ایک کنویں میں جس کا نام بئر العلم تھا کافر جنات آباد تھے۔ حضرت علیؑ نے اس کنویں میں کود کر جنوں سے جہاد کیا تھا جس کے بعد جنوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ (۷۴) ضیہ = سخت آواز، نعرہ، گھوڑے کا ہنہانا۔ رموارہ گھوڑا۔

صورِ محشر = قرنا یا سنکھ جو اسرافیل فرشتہ قیامت کے دن پھونکے گا۔
 تلوار کا فقرہ = مراد تلوار کی کاٹ۔ (۷۵) تاثیر زحل = ستارہ زحل کی تاثیر جو
 سنخوس ہے۔ (۷۸) عطرِ محبوبہ = ایک قسم کا عطر جو کئی عطروں کا رتبہ ہوتا
 ہے۔ (۷۹) بہد = پالنا۔ مسقط الرأس = پیدائش کی جگہ۔ حضرت علیؑ کعبے
 میں پیدا ہوئے تھے۔ مقتل = قتل کی جگہ۔ اشارہ ہے حضرت علیؑ کے مسجد
 کوفہ میں شہید کیے جانے کی طرف۔

(۸۰) جنسِ دُغل = کھوٹی چیز۔ (۸۱) پردہ عشاق = ایرانی موسیقی میں
 ایک راگ۔ (۸۲) بوترا بی = حضرت علیؑ سے عقیدت رکھنے والا۔ بوترا ب
 کے لیے دیکھیے غائب کے قصیدہ نمبر ۱۶ کا حاشیہ۔ نجف =
 عراق کا ایک شہر جہاں حضرت علیؑ کا رقبہ مبارک ہے۔ (۸۳) تولّا = محبت۔
 مواسا = غم خواری کرنا۔ (۸۸) شعلہ در = شعلہ رکھنے والا، مراد نو دینے والا۔
 منقل = انگٹھی۔

(۹۲) اَرِنی گویوں = ارنی گو کی جمع، ارنی کہنے والے، مراد جلوۂ خداوندی
 کے طالب۔ اَرِنی کے لفظی معنی ہیں دکھا مجھے۔ حضرت موسیٰؑ نے کوہِ طور پر
 خدا سے جلوہ دکھانے کی التجا کرتے ہوئے رَبِّ اَرِنی اَنْظُرْ اِلَیْكَ (اے
 خدا تو مجھے اپنا جلوہ دکھا) کہا تھا۔ (۹۳) پھول = شراب۔ (۹۴) سرخوش
 و لا = مراد محبت کی شراب۔ سرخوش = وہ شراب اور گلاب وغیرہ جو پہلے
 خوش میں دیگے سے نکال لیں۔ مے نہ گنجد بہ صراحی و صراحی بہ بغل = شراب
 صراحی میں نہ سمائے اور صراحی بغل میں۔ میرا بوالفتح کی مدح میں عربی کے
 مشہور لایہ قصیدے کے ایک شعر کا دوسرا مصرع۔ پہلا مصرع ہے
 ”وقت آنت کنوں کز اثرِ عیش و نشاط“ یعنی وقت وہ ہے اب کہ عیش و
 نشاط کے اثر سے۔ (۹۸) زہدِ ریائی = جھوٹا تقویٰ، دکھاوے کی پرہیزگاری۔
 (۹۹) ڈڑیروں = ڈڑیا کی جمع، پانی کا تیز بہاؤ۔

(۱۰۰) روحِ امیں = امانت دار فرشتہ، مراد جبرئیل جو خدائی رازوں کے

امین ہیں۔ (۱۰۲) جرعه کشاں = جرعه کش کی جمع، گھونٹ پینے والے۔ (۱۰۳) بانگی = نمونہ، چاشنی۔ (۱۰۵) رزق موعود = وعدہ کیا ہوا رزق، رزق جس کے دینے کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے۔

مرزا محمد ہادی عزیزی لکھنوی

دُرَّةُ الْبَيْضَا = لفظی معنی سفید یا روشن ڈراموتی۔ اس قصیدے کا

عنوان۔

(۱) برشکال = برشکال، برسات۔ جادو جگانا = جادو کو عمل میں لانا، جادو کرنا۔ چلتا ہوا جادو = کارگر جادو۔ (۲) معاذ اللہ = خدا کی پناہ۔ (۳) سرور ہوا = مراد آدارہ۔ (۴) سازو برگ = سامان۔ بادہ پیائی = شراب پیانا۔ (۱۰) جدول گلشن = مراد نہر۔ بہر شست و شو = دھونے کے لیے۔ (۱۱) معضو = معاف کیا ہوا۔ شیراز = ایران کا ایک شہر۔ تیہو = تیہو، نو، ایک پرندہ۔ (۱۲) جہندہ = کوونے والا، اچھلنے والا۔ (۱۵) رخت = جامہ، لباس۔ اُتو = وہ آلہ یادداشت کا ٹکڑا جس سے کپڑے پر آرائش کے لیے شکلیں یا نقوش ڈالتے ہیں۔ نقش و نگار۔ اُتو کیا کرتی ہے یعنی نقش و نگار بناتی ہے۔ نقش کیا کرتی ہے۔ (۱۴) مشاطگی = مشاطہ کا کام، آراستہ کرنا، سنوارنا۔ (۱۸) ادب سبجان میخانہ = میخانے کے آداب کو سمجھنے والا، آداب سبجانہ سے واقف۔ بادہ آشام = شراب پینے والا۔ کنارِ جو = نہر کے کنارے۔ (۱۹) دردی کش = شراب کی تلچٹ پینے والا، شراب پینے والا۔

(۲۰) ساگیں = شراب کا پیالہ۔ (۲۱) نگار = معشوق۔ رم خوردہ = بھاگا

ہوا۔ (۲۳) مینو = جنت۔ (۲۴) زہرِ ہلاہل = زہرِ قاتل، مہلک زہر۔ کہتے ہیں کہ ہلاہل حدودِ چین میں ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے ایک درخت کی جڑ زہرِ قاتل ہوتی ہے۔ افعی = سانپ۔ عقرب جزارہ = بچھو جو زمین پر دم گھسیٹتا ہوا چلتا ہے اور جس کو ڈنک مارتا ہے اس کے ہر سبب سے خون

جاری ہو جاتا ہے۔ (۲۵) خال = تل۔ مشک دانہ = کالا دانہ۔ بینی = ناک۔
 گل شبو = ایک پھول جس کی خوشبورات کو پھیلتی ہے۔ (۲۶) بنفشہ زار = بنفشہ
 لاکھیت یا باغ۔ مخطط = خط کھنچا ہوا، خط رخسار کی طرف اشارہ ہے۔ خرما = چھوڑا۔
 زرخداں = ٹھوڑی۔ شفتالو = ایک چھوٹا پھل۔ (۲۷) افسوں ساز = جادوگر۔
 (۲۸) مرجاں = مونگا، ایک سرخ سمندری لکڑی جس کو پنچے سے نسبت دی جاتی
 ہے۔ (۲۹) ساعد = کلانی۔ غمغپ = ٹھوڑی کے نیچے کا ٹکٹا ہوا گوشت۔
 یہی = ایک پھل جو سیب سے مشابہ ہوتا ہے۔ دلجو = دل ڈھونڈھنے والا،
 مراد معشوق۔

(۳۰) نار = انار۔ ژالہ = اولہ۔ (۳۱) صفر عدم = نیستی کا صفر، دہن
 کے نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ مؤ = بال۔ (۳۲) جوہر فرد = جوہر تہجری،
 وہ جوہر جو تقسیم نہ ہو سکے۔ (۳۳) مدغم = پیوست کیا ہوا، ملایا ہوا۔ دارو =
 شراب۔ میحا = حضرت عیسیٰ کا لقب، مراد بیمار کو اچھا کرنے والا۔ دارو = دوا۔
 (۳۴) مشبہ = مشابہ کیا ہوا، جس کو تشبیہ دی جائے۔ مشبہ بہ = جس سے مشابہ
 کیا جائے یا تشبیہ دی جائے۔ وجہ شبہ = تشبیہ دینے کا سبب۔ (۳۵) جادہ =
 راستہ۔ اغراق و غلو = مراد شدید مبالغہ۔ اصطلاحاً اغراق مبالغہ کا دوسرا درجہ
 ہے اور غلو تیسرا۔ اغراق اس مبالغے کو کہتے ہیں جو عادتاً محال ہو لیکن عقلاً ممکن
 ہو اور غلو اس مبالغے کو کہتے ہیں جو عقل و عادت دونوں کے لحاظ سے محال
 ہو۔ صنع = صنوت۔ (۳۸) خوارق = غمارق کی جمع، کرامتیں یا خلاف عادت
 باتیں۔ خوبو = عادت، خصلت۔

(۳۲) شہودی = خدا کو ہر جگہ موجود جاننے والا، مراد صوفی۔ ضرب نعرہ
 یا ہو = یا ہو کے نعرے کی آواز جو صوفی فقرائے لگاتے ہیں، اللہ ہو اور ہو بھی کہتے
 ہیں۔ یہ تینوں نعرے "ہو اللہ" کا مخفف ہیں جس کے معنی ہیں "وہ اللہ"۔
 (۳۴) خار خار = تردد، فکر، اندیشہ۔ جگر گستر = مراد جگر کو تھلنی کرنے والا۔
 (۳۵) درد سر میں صندل کی لکڑی گھس کر پیشانی پر لگاتے ہیں۔ یہاں معرفت کا

صندل لگانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ کاہنہ = ایک دوا۔ (۴۲) قم = قم باذن اللہ، اٹھ کھڑا ہو اللہ کے حکم سے، حضرت عیسیٰ کا معجزہ تھا کہ وہ قم باذن اللہ کہہ کر مردے کو زندہ کر دیتے تھے۔ (۴۳) نجد = عرب کا ایک خطہ، اس پہاڑ کا شرقی حصہ جو بین سے عراق تک ہے۔ (۴۴) جھائیاں = سیاہ نشان جو چہرے پر پڑ جاتے ہیں۔ یہاں شیشے یا آئینے کے دھبوں کے لیے استعمال کیا ہے۔ شیشے سے مراد دل ہے۔ انفاس = نفس (یعنی سانس) کی جمع۔

(۵۰) ولایت = ولی ہونا، قرب الہی۔ مشکو = محل۔ (۵۱) قوس = کمان۔ عقیقہ = پارسا اور پرہیزگار عورت۔ (۵۲) ذکیہ = عقلمند خاتون۔ طاہرہ = پاک خاتون۔ ام الفضائل = لفظی معنی فضیلتوں کی ماں، مراد فضیلتوں کا سرچشمہ۔ سرشتہ = دھماگے کا سرا، مجازاً مدعا، مقصود، وجہ آغاز۔ (۵۳) یک شبہ = ایک رات کا۔ فیضان = لفظی معنی پانی کا چھلکنا، مراد بڑی بخشش یا فائدہ کثیر۔ ذوالفقار = حضرت علی کی تلوار کا لقب جس کے پھل کا اگلا حصہ دوشاخہ تھا۔ پرتو = عکس۔ (۵۴) رخت آفرینش = دنیا کی پیدائش کا جامہ، مراد آفرینش۔ (۵۵) ید اللہ = خدا کا ہاتھ، مراد حضرت علی۔ شبیر = حضرت امام حسن کا ایک نام۔ شبیر = حضرت امام حسین کا ایک نام۔ قوت بازو = مراد بیٹا۔ (۵۶) جذب امت = امت کی کشش، روایت ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اسلام کو ایک عرب نے ہرن کا بچہ پیش کیا تھا۔ آنحضرت نے اس بچے کو حضرت حسن کو دے دیا تو حضرت حسین نے دیے ہی بچے کے لیے ضد کی۔ آنحضرت نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ چنانچہ حکم الہی سے ہرنی خود دوسرا بچہ لے کر حاضر ہوئی جسے آپ نے حضرت حسین کو عطا کیا۔ (۵۷) بضعة بنتی = الفاطمہ بضعة بنتی (حدیث) فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ (۵۸) انسیہ = عورت، انسی (آدھ) کا نونہ۔ احادیث = حدیث کی جمع، پیغمبر اسلام کے اقوال۔ سیر = سیرت کی جمع، مراد سیرت کی کتابیں۔

(۶۰) روایت شعر سے ظاہر ہے۔ (۶۱) فرزندان ہاشم = بنی ہاشم۔ قریش

اور ہاشم عرب کے قبیلوں کے نام - بنتِ خویلد = خویلد کی بیٹی، مراد حضرت خدیجہ، رسولِ اکرمؐ کی زوجہ مطہرہ، حضرت فاطمہؑ کی والدہ - (۶۲) شقاوت = بدبختی - کینہ جو = مراد عداوت رکھنے والا - (۶۵) سارہ = حضرت ابراہیم کی زوجہ کا نام - مریم = حضرت عیسیٰؑ کی والدہ کا نام - خواہرِ سوئی = حضرت سوئی کی بہن، کلثوم یا مریم نام تھا - (۶۶) کتمِ عدم = نیستی کا پردہ - بنیم صورت = مراد دنیا - (۶۷) فرانہ عرش و کرسی = آٹھویں اور نویں آسمان کی بلندی، آسمانوں کی انتہائی بلندی - کرسی آٹھواں آسمان اور عرش جہاں خدا کا تخت ہے نواں آسمان ہے - آوازہ صلوا = درود بھیجو کا نعرہ یا شور -

(۷۰) زخمی کر دیا پہلو = روایت ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے بعد ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے حضرت علیؑ کے گھر پر چڑھائی کر دی تھی اور دروازہ گردایا تھا جس سے حضرت فاطمہؑ کے پہلو پر چوڑا آگئی تھی - (۷۱) مرضیہ = مرضی کا نوشتہ، پسندیدہ - رضی الہی پر خوش رہنے والی - تقویٰ = پرہیزگاری - زانوتہ کرنا = کسی کے پاس نہایت ادب سے بیٹھنا، تعلیم حاصل کرنا - (۷۲) چوب آسیا = چکی کی لکڑی جس کو پکڑ کر چکی چلاتے ہیں - (۷۳) موب = سواروں کا لشکر، سواروں کا گروہ جو امیروں کی سواری کے آگے چلے - اجلال = بزرگی، شان و شوکت - موب اجلال = شان و شوکت کا لشکر یا سواری، مراد وہ شان و شوکت جو ممدوحہ کے ہمراہ ہوگی - غصوا = غصوا، تم آنکھیں بند کرلو - (۷۴) اُحد = مدینے کے پاس ایک پہاڑ کا نام جس کے قریب سترہ میں مسلمانوں اور مخالفین اسلام میں سخت جنگ ہوئی تھی - ستر اسلامی مجاہد مع حضرت حمزہ اس لڑائی میں شہید ہوئے تھے - اس روایت کی طرف اشارہ ہے کہ جنگِ اُحد کے بعد سے ہر دوسرے تیسرے روز حضرت فاطمہؑ شہداء کے مقبرے پر تشریف لے جاتی تھیں، وہاں نماز پڑھتی تھیں، شہداء کے لیے دعا فرماتی تھیں اور روتی تھیں - (۷۸) کفو = ہم سر، ہم نسب - امیر المومنین = مومنوں کا سردار، مراد حضرت علیؑ - اُمّ الائمہ = اماموں کی ماں - (۸۰) دلو = ڈول - روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ کی وفات کے بعد

ان کی خادمہ کا دل مدینے سے اچاٹ ہو گیا اور وہ کتے کی طرف روانہ ہوئیں تو ایک مقام پر پیاس کی اتنی شدت ہوئی کہ زندگی خطرے میں پڑ گئی، انھوں نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے معبود میں تیرے بچاؤ کی بیٹی کی خادمہ ہوں۔ اُس وقت جنت سے پانی کا ایک ڈول اُترا اور انھوں نے اپنی پیاس بجھائی۔ (۸۲) سریہ = تخت۔ (۸۳) چیرہ دست = برکش۔ (۸۴) مرجو = امید کیا ہوا، مراد جس کی امید کی جائے۔

سید کاظم حسین محشر لکھنوی

(۶) جوں گہ = جوں گاہ، گھوڑے کو کاوا دینے یا مڈر آنے کا میدان۔
 جوں گہ انوار الہی = مراد خدا کے جلووں کے ظاہر ہونے کی جگہ، خدا کی جلوہ گاہ۔ موسیٰ عمراں = حضرت موسیٰ جن کے باپ کا نام عمران تھا۔ کوہ طور پر جلوۃ الہی کی تاب نہ لا سکے تھے۔ خفقاں = اختلاجِ قلب، جنون، دیوانگی۔
 (۱۰) نزدِ درِ زنداں = قید خانے کے دروازے کے قریب۔ زلیخا کے عشق کے الزام میں عزیزِ مصر نے حضرت یوسف کو قید خانے میں ڈلوادیا تھا۔ (۱۱) چاندنی سوئے = چاندنی سوئے کی رسم کی طرف اشارہ ہے۔ زخم کے لیے چاندنی مضر ہوتی ہے۔ جب کسی کے زخم ہوتا ہے یا عورت کے بچہ ہوتا ہے اور اسے کسی ایسی جگہ سے اٹھانا نہیں چاہتے جہاں چاندنی آتی ہے تو ٹوٹکے کے طور پر ایک آدمی کو گواہ کر کے اُسے چاندنی کے سپرد کر دیتے ہیں تاکہ چاندنی کا بُرا اثر نہ پڑے۔
 (۱۲) سواد = سیاہی، تاریکی۔ (۱۵) تراوش = ٹپکنا۔ (۱۹) سوزن = سوئی۔ سوئی کا حضرت عیسیٰ سے تعلق یہ ہے کہ جب دشمنوں سے بچانے کے لیے خدا نے ان کو آسمان پر اٹھایا تو ایک سوئی بھی ان کے دامن سے الجھی ہوئی چلی گئی تھی۔ چونکہ یہ دنیاوی چیز تھی اس لیے حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان سے آگے نہ جاسکے۔

(۲۲) شامِ غریباں = مسافروں یا بے وطنوں کی شام۔ (۲۴) عنوانِ طرح،

طریقہ، ڈھنگ - (۲۵) کرمک شب تاب - مگنو - (۲۶) مہ کنعاں - حضرت یوسف جو نہایت حسین و جمیل تھے اور کنعاں کے رہنے والے تھے۔ عزیز مصر یعنی مصر کے وزیر اعظم کی بیوی زلیخا حضرت یوسف پر عاشق ہو گئی تھی لیکن آپ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ ایک دن اس کی زبردستی سے آپ کا پیچھے کا دامن پھٹ گیا تھا۔ پہلے مصرع میں دامن سے یہی پھٹا ہوا دامن یوسف مراد ہے جس سے حضرت یوسف پر بظاہر الزام آتا تھا۔ (تفسیر کی مزید تفصیل کے مطابق ایک ششما ہے بچے کی گواہی پر حضرت یوسف اس لیے بے گناہ قرار پائے تھے کہ ان کا آگے کے بجائے پیچھے کا دامن پھٹا تھا)۔ خلوت کمرہ - مراد سات مکافوں کے اندر کا وہ کمرہ جہاں زلیخا حضرت یوسف کو لے گئی تھی اور جہاں سے وہ زلیخا کی زبردستی سے بھاگ کر باہر نکل آئے تھے۔ (۲۷) شجرہ ادی امین - شجرہ طور جس پر موسیٰ علیہ السلام نے پہلے آگ یا روشنی دیکھی تھی اور پھر خدا سے ہم کلام ہو کر جلوہ دکھانے کی التجا کی تھی۔ (۲۸) جوانان گلستاں - مراد پودے۔ (۲۹) شبستاں - خواب گاہ، رات کو رہنے کا مکان۔

(۳۶) خوابان جہاں - دنیا کے معشوق - (۳۷) یہاں سے خوابان جہاں اور مہ تاباں کا موازنہ نظم کیا ہے اور شعر نمبر ۶۱ میں گریز کر کے منقبت کا آغاز کیا ہے۔ پہلے مصرع میں "واں" کا اشارہ چاند کی طرف ہے اور دوسرے مصرع میں "یاں" کا حسینوں کی طرف۔

(۴۰) دُنیا لہ دُوی = پیچھے پیچھے دوڑنا - گزشتہ = حیران، پریشان۔ گبر = آتش پرست، مراد غیر مسلم - (۴۱) جزر و مد بحر = سمندر کا جوار بھاٹا، جزر پانی کے اتار یا بھاٹا کو کہتے ہیں اور مد پانی کے چڑھاؤ یا جوار کو کہتے ہیں۔ چاند کے اثر سے سمندر میں مد و جزر آتے ہیں۔ (۴۲) کرب ضیا = روشنی حاصل کرنا، چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ چراغ بہ داماں = دامن کے نیچے کا چراغ، چراغ جس کی روشنی چھپی ہوئی ہو۔ (۴۳) فرقان

مبین = قرآن شریف جس میں چاند کا ذکر آیا ہے۔ سورہ رحماں قرآن کا ایک سورہ جس میں جنت کے سلسلے میں خوبصورت عورتوں کا ذکر آیا ہے۔ (۴۸) تولید = پیدائش، خیال ہے کہ چاند کی کرفوں سے جسم میں خون پیدا ہوتا ہے۔ نشتر زن شریاں = رگوں میں نشتر لگانے والی، شریا اچھلنے والی رگ کو کہتے ہیں جس کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔

(۵۰) مساوات = برابری، اس رعایت سے کہ ہر چھوٹا بڑا چاند کو دکھایا ہے۔ (۵۵) ٹنک = ہلکا، باریک، مراد حقیر۔ (۵۸) نمک ریزہ جرات = زخم پر نمک چھڑکنے والا۔ چاندنی کے اثر سے زخم کی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ خنجر بُرائی = کاٹنے والا یا تیز خنجر۔ (۵۹) حلقہ بگوشی = غلامی، فرماں برداری۔

(۶۱) کندہ = کھدایا ہوا۔ مولد = پیدا ہونے کی جگہ۔ حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے تھے۔ (۶۲) اسد خالق اکبر = شیر خدا، مراد حضرت علی۔ نبی اسد = فاطمہ بنت اسد، حضرت علی کی والدہ کا نام۔ ہادی دوراں = زمانے کا ہدایت کرنے والا، بڑا ہدایت کرنے والا۔ (۶۳) رجب = ساتواں اسلامی قمری مہینہ۔ مولود حرم = کعبہ میں پیدا ہونے والا۔ (۶۴) نور خدایا = خدا کا نور۔ (۶۵) روایت ہے کہ حضرت علی کی ولادت کے وقت خانہ کعبہ کی دیوار شق ہو گئی تھی۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد جب رخنے کے اندر داخل ہو گئیں تو دیوار مل گئی۔ اس طرح تین دن خانہ کعبہ کے اندر رہنے کے بعد چوتھے دن پھر دیوار شق ہوئی اور فاطمہ بنت اسد حضرت علی کو لیے ہوئے باہر آئیں۔ (۶۶) ضیا خانہ محبوب خدا = مراد پیغمبر اسلام کا گھر۔ (۶۹) در غلطاں = لڑھکتا ہوا موتی، عمدہ اور قیمتی موتی۔

(۷۰) حبیب دوسرا = دونوں جہاں کا محبوب، مراد پیغمبر اسلام۔ سلیمان = حضرت سلیمان پیغمبر اور بادشاہ جن کا تخت ہوا میں اڑتا تھا۔ (۷۲) چرخ چہارم = چوتھا آسمان، حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان پر ہیں۔ (۷۳) رعل = مخصوص

قسم کا دستخط جس پر قرآن شریف رکھ کر تلاوت کرتے ہیں۔

(۸۰) صَلَّوَات = درود - (۸۱) قَرَبِ دَرْجَاں = خدا کے آسمان کی قربت، مراد قربتِ خداوندی - دَفَرِ کُنْ = آفرینش، کن کے لیے دیکھیے صفی لکھنوی کے قصیدے کے شعر نمبر ۱۰ کا حاشیہ - سابق الایمان = ایمان کا پیش خیمہ یا وسیلہ، سب سے پہلے ایمان لانے والا، مراد حضرت علی - (۸۲) صبح ازل = ازل کی صبح، مراد ابتدائے آفرینش - عالم امکان = مراد دنیا - (۸۳) سرمہ کش = سرمہ کھینچنے والا، سرمہ لگانے والا - (۸۵) جذبات = جذبہ (کشش) کی جمع - صفدر = صف کو بھاڑنے والا، بہادر - (۸۶) نصیری = حضرت علی کو خدا ماننے والا، دیکھیے صفی لکھنوی کے قصیدے کے شعر نمبر ۶ کا حاشیہ - (۸۷) بعض عقائد کے مطابق پیغمبر اسلامؐ کو جب معراج حاصل ہوئی تو حضرت علی بھی ہمراہ تھے - (۸۸) درخیر = دیکھیے نظم طباطبائی کے قصیدے کے شعر نمبر ۱۳۲ کا حاشیہ - احنت = کلمہ آفریں، داہ وا، لفظی معنی بہت اچھا کیا تو نے - (۸۹) محور = دھرا، مرکز -

(۹۰) سَمَوَات = سما (آسمان) کی جمع - اہل سموات = آسمانوں والے - دوسرے مصرع کی تلمیح کے لیے دیکھیے سودا کے قصیدہ نمبر ۲ کے شعر نمبر ۱۶ کا حاشیہ - (۹۵) تلمیح کے لیے دیکھیے سودا کے قصیدہ نمبر ۳ کے شعر نمبر ۹۶ کا حاشیہ - (۹۶) معتر = مبی عمر پایا ہوا - (۹۸) اشارہ ہے اس واقعے کی طرف کہ اہل مکہ کے قاتلانہ منصوبے کے پیش نظر جب پیغمبر اسلامؐ نے مکہ سے مدینے کو ہجرت کی تھی تو حضرت علی کو ہدایت فرمائی تھی کہ وہ رات کو آنحضرت کے بستر سپان کی چادر اڑھ کر سو رہیں اور صبح کو سب لوگوں کی امانتیں دے کر خود بھی مدینے چلے آئیں - حضرت علی نے اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے اس پر عمل کیا - صبح کو اہل مکہ نے پیغمبر اسلام کے بستر مبارک پر حضرت علی کو پایا تو انھیں پکڑ کر خانہ کعبہ میں لے گئے اور تھوڑی دیر قید رکھ کر چھوڑ دیا -

(۱۰۰) کشاد = فتح، قلعہ خیبر کی فتح اور اس کا پھاٹک اکھاڑ پھینکنے کی طرف اشارہ ہے۔ دیکھیے نظم طباطبائی کے قصیدے کے حواشی کا ابتدائی نوٹ اور شعر نمبر ۱۳۲ کا حاشیہ۔ کلمہ ثعبان = سانپ کا جڑا۔ اشارہ ہے اس روایت کی طرف کہ بچپن میں ایک دن جب حضرت علی گہوارے میں تنہا لیٹے ہوئے تھے کتے میں ایک خوفناک اڑ رہا آیا اور آپ کے گھر میں داخل ہو کر گہوارے کے پاس پہنچ گیا۔ آپ نے اس کا کلمہ پکڑ لیا اور اس کو چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالا۔ (۱۰۳) مہد = پالنا۔ روایت ہے کہ حضرت علی کی والدہ نے بچپن میں جب آپ پالنے میں سورتھے آپ کے ہاتھ باندھ دیے تھے لیکن آپ نے اس زور سے انگڑائی لی کہ ہاتھ کھل گئے۔

(۱۱۶) یہ مرانا صرا لایان = مراد ناصر الملت مولوی ناصر حسین مجتہد جن کے گھر پر لکھنؤ میں قصیدہ خوانی کی محفلیں ہوتی تھیں۔ (۱۱۷) حسان لقب = حسان کا لقب رکھنے والا۔ حسان بن ثابت انصاری مشہور عربی شاعر اور مداح رسول گزرے ہیں۔ سبحان = عرب کا ایک مشہور فصیح و بلیغ شخص سبحان دائل۔ (۱۱۹) مدیح = تعریف۔

اقبال احمد رضا سہیل اعظمی

(۱) تاب شعاعی = کرن کا دھماکا، مراد کرن۔ (۲) جاں گسل = جان کو توڑنے والا، مراد جان لیوا۔ (۳) دشتِ امین = امین کا جنگل، دادئی امین، وہ جنگل جس میں حضرت موسیٰ نے نور الہی درخت کے اوپر دیکھا تھا۔ اس کو امین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ کوہ طور کے داہنی طرف تھا۔ امین کے لفظی معنی ہیں داہنی طرف۔ دوسرے مصرع میں کوہ طور پر خدا کے جلوہ دکھانے اور حضرت موسیٰ کے تاب نہ لا سکنے کی طرف اشارہ ہے۔ (۴) شمع ثبتانی = خواب گاہ میں جلنے والی شمع۔ (۵) عالم تاب = دنیا کو روشن کرنے والا۔ رخسانی چمک۔ (۶) خور = سورج۔ (۷) عنادل = عندلیب (یعنی بلب) کی جمع۔ حدی خوانی =

حدی پڑھنا۔ حدی کے معنی شتر باؤں کا نغمہ یا نغمہ سارباں کے ہیں، مراد نغمہ سرائی۔ (۸) ورد = بار بار پڑھنا، وظیفہ۔ فتاح = کھولنے والا نام اللہ تعالیٰ، لفظی معنی کی مناسبت غنچوں سے ہے۔ اقامت = کھڑا ہونا، نماز شروع کرنے سے پہلے تکبیر یا اللہ اکبر پڑھنا۔ اقامت کی مناسبت قطارِ سر و بستانی سے ہے۔ (۹) خواب نوشیں = میٹھی نیند۔

(۱۰) مشق خمیازہ = انگڑائی پر انگڑائی لینا۔ نوافل = نفل کی جمع، عبادت جو واجب نہیں ہے۔ سجدہ گردانی = تسبیح پڑھنا۔ (۱۲) فانی النور ہو جانا۔ نور میں مٹ جانا، مراد سورج کی روشنی میں زائل ہو جانا۔ ادعا = دعویٰ کرنا۔ (۱۳) خمار آگیں = خمار سے بھرا ہوا۔ (۱۴) سستی پر افشانی = اڑنے کی کوشش۔ (۱۵) چشم عبرت ہیں = عبرت کو دیکھنے والی آنکھ، مراد عبرت حاصل کرنے والی آنکھ۔ بنم اسکائی = مراد دنیا۔ (۱۶) چمن پیرائے کن = کن کا چمن آراستہ کرنے والا، مراد خدا۔ کن کے لیے دیکھیے صفی لکھنوی کے قصیدے کے شعر نمبر ۱ کا حاشیہ۔ نیرنگ سازی = جادوگری۔ کلے یوم ہو فی شائب = ہر روز وہ بیچ ایک شان کے ہے یعنی خدا کی روز ایک نئی شان ہے۔ قرآن کریم کے سورہ رحمن میں کلے یوم ہو فی شائب آیا ہے۔ (۱۷) تابستان = گرمی کا موسم۔ تردستی = مشاقتی، لفظی معنی کی مناسبت ابرسیہ سے ہے۔ فصل زمستانی = جاڑے کا موسم۔ (۱۸) خندہ دندان نما = ایسی ہنسی جس میں دانت دکھائی دینے لگیں۔ گل برگ = پھول کی پنکھڑی۔ (۱۹) باغ رضوانی = جنت، اس اعتبار سے کہ رضواں جنت کے داروغہ کا نام ہے۔

(۲۰) شوریدہ سامانی = دیوانگی۔ (۲۲) آفریں خوانی = آفریں پڑھنا، مرحبا کہنا۔ (۲۳) قشقہ = ماتھے کا ٹیکہ، تلک۔ خط شاعی = کرن کی لکیر، کرن، ایک خط کا نام بھی ہے۔ آیاغ = پیالہ۔ صہبائے ریحانی = ایک خوشبودار اور نہایت صاف شراب، ایک قسم کی شراب جو پھولوں سے بنائی جاتی ہے۔ (۲۴) رگ گل کو جذب کی ہوئی نگاہوں سے استعارہ کیا ہے۔ (۲۸)

مصطفیٰ = لفظی معنی برگزیدہ، قبول کیا ہوا، مراد پیغمبر اسلام۔ پر تو افشانی = مراد جلوہ آرائی۔ (۲۹) کون = نئی پیدا ہوتی چیز، مراد دنیا۔ طغرائے پیشانی = صفحے کے بالائی حصے پر تھکریہ یا اندراج، مراد عنوان۔ طغراء = ایک قسم کا پیچیدہ خط جس میں بادشاہوں کے القاب اور نام زراٹوں پر لکھے جاتے تھے۔ حریم تدس = مراد حریم ذات الہی یا بریم خداوندی۔

(۳۰) تختیس = تخت، اول، پہلا۔ امضائے توقیعات ربانی = احکام خداوندی کی مہر یا دستخط۔ توقیعات = توقیع (بمعنی فرمان یا حکم شاہی) کی جمع۔ امضا = سرکاری مہر، دستخط، نشان، حکم جاری کرنا۔ (۳۱) اطلس رنگاری گردوں آستان کا سبز اطلس۔ امی = منسوب بہ ام بمعنی ماں۔ وہ شخص جس کا باپ ایام طفلی میں مرجائے اور باپ کی تربیت سے محروم رہے۔ مراد ان پڑھ، لقب پیغمبر اسلام کا کیونکہ آپ نے کسی استاد سے تعلیم نہیں پائی تھی۔ عقل کل عقل اول، مراد جبرئیل۔ دیکھیے ذوق کے قصیدہ نمبر ۳ کے شعر نمبر ۶ کا ماثیہ۔

(۳۲) رابط = ربط پیدا کرنے والا، ملانے والا۔ فارق = جدا کرنے والا۔ رہبانی = منسوب بہ رہبان (راہب کی جمع، بطور واحد بھی آتا ہے) مراد رہبانیت، عیسائیوں کا ترک دنیا کا طریقہ۔ (۳۳) ناطق = بولنے والا۔ مہر بولب = مراد خاموش۔ بلبل سدرہ = مراد جبرئیل۔ سدرہ کے لفظی معنی بیری کے درخت کے ہیں، عقیدہ ہے کہ ساتویں آسمان کے اوپر بیری کا ایک درخت ہے جو رسائی کی آخری حد ہے اور حضرت جبرئیل کا مقام ہے۔ اس کو سدرۃ المنتہی بھی کہتے ہیں۔ سوائے پیغمبر اسلام کے کوئی نبی یا فرشتہ اس مقام سے آگے نہیں جاسکا۔ لفظی رہبانی = مراد کلام الہی، قرآن مجید۔ (۳۴) حاذق = مراد ماہر طبیب۔ تنزیل ذقانی = قرآن مجید کا نزول علت ہائے = علت بمعنی بیماری کی جمع۔ (۳۵) میزان = ترازو۔ مسکنات = انکسار، عاجزی۔ (۳۶) باذل = سخی۔ (۳۷) دس آموز = سبق دینے والا۔ مشہد توحید = توحید کی شہادت گاہ، خدا کو ایک

ماننے کے اسلامی عقیدے کے لیے جان دینے کی طرف اشارہ ہے۔

(۴۰) گنجور = خزانے والا، خزانہ دار۔ نعارف = معرفت کی جمع جس کے لفظی معنی پہچاننے کی جگہ کے ہیں، مراد حقائق، معرفت حقائق۔ عمرانی = منسوب بہ عمران یعنی آدمی، مراد سماجی۔ (۴۱) پوریا مسند = جس کی مسند پوریا ہو، پوریا (چٹائی) پر بیٹھنے والا۔ کشاف سرائر = بھیدوں کو کھولنے والا۔ سرائر = سریرۃ یعنی بھید کی جمع۔ (۴۲) نساخ = بڑا مٹانے والا۔ مقدم = مراد آنا، قدم رکھنا۔ کیش زردشتی = مذہب آتش پرستی۔ دین نصرانی = عیسائیت۔ (۴۳) مستغاث قاصی ودانی = جس سے اعلیٰ و ادنیٰ انصاف چاہیں۔ (۴۴) سلطان الامم = امتوں کا بادشاہ۔ برزخ کبریٰ = دیکھیے کرامت علی شہیدی کے قصیدے کا شعر نمبر ۱۵ اور اس کا حاشیہ۔ تصدیقی = تصدیق کی ہوئی۔ جلالت = بزرگی، شان۔ اذعانی = منسوب بہ اذعان یعنی طاعت، مراد حکم الہی کی تابع۔ (۴۶) مبشر = بشارت یا خوش خبری دینے والا۔ بعثت = ظہور نبوت۔ مصدق = تصدیق کرنے والا۔ موسیٰ عمرانی = حضرت موسیٰ جن کے باپ کا نام عمران تھا۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ نے پیغمبر اسلام کی نبوت کی پیشین گوئی کی تھی۔ (۴۷) تراشہ = کٹا ہوا ٹکڑا۔ غسالہ = دھوون۔ زلال = صاف سیٹھا پانی۔ آب حیوانی = آب حیات۔ (۴۸) تعالیٰ اللہ = لفظی معنی خدا بلند کرے، کلمہ تشریف و تعجب، مرحبا، سبحان اللہ۔ (۴۹) پیغمبروں میں حضرت یونس کی دعا، حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا خلق، حضرت ایوب کا صبر، حضرت موسیٰ کا جلال، حضرت عیسیٰ کا زہد اور حضرت یوسف کا حسن مشہور ہے۔

(۵۰) جبہ سائی = پیشانی گھنٹا، مراد سجدہ کرنا۔ چرخ چار میں = چوتھا آسمان۔ سورج چوتھے آسمان پر ہے۔ (۵۱) اعظم شانی = کتنی بڑی ہے میری شان۔ پورا فقرہ سبحانی ما اعظم شانی ہے اور حضرت جنید بغدادی اور حضرت بایزید بطنی کی طرف منسوب ہے۔ (۵۲) سبحان اللہ کیا زیب دیتا ہے اس کے سر پہ بادشاہت کا

تاج کہ اس کی درگاہ کی چوٹی کو حضرت سلیمان کا ناز پہنچتا ہے۔ (۵۳) شہنشاہ
 سریرِ قَابِ قَوْسَین = قَابِ قَوْسَین کے تخت کا بادشاہ، قَابِ قَوْسَین کے لفظی معنی
 ہیں دو کمانوں کا فاصلہ۔ اس کا تعلق معراج سے ہے جس میں پیغمبرِ اسلامؐ بدرۃ
 المنہدی سے گزر کر بارگاہِ خداوندی تک پہنچے تھے اور مقامِ قدس اور آپ کے
 درمیان دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ قَابِ قَوْسَین کو تخت سے استعارہ کیا
 ہے اور آنحضرتؐ کو اس کا بادشاہ قرار دیا ہے۔ شبِ اَسْرٰی = شبِ معراج،
 اسرا کے معنی رات کو لے جانا کے ہیں۔ کاخِ کیوانی = ستارۃ زحل کا محل، مراد
 ساتواں آسمان جس پر کیوان یا زحل ہے۔ (۵۴) بحثِ روحانی و جسمانی = اشارہ
 ہے اس اختلاف کی طرف کہ معراج صرف روح کو ہوئی یا جسم کے ساتھ ہوئی۔ (۵۵)
 بست و ہفتم = ستائیسویں تاریخ۔ خلوت آرائے ازل = مراد خدا۔ (۵۶) حرم =
 اندرون خانہ، عورتوں کے رہنے کا مکان۔ اُمّ بانی = پیغمبرِ اسلامؐ کی چچا زاد بہن
 کا نام۔ قدسی = فرشتہ۔ (۵۸) بزمِ نور = مراد بزمِ نورِ الہی، بزمِ خداوندی۔
 تشریف اِزانی کریں = مراد تشریف لے جائیں۔ (۵۹) رُوح القدس = مراد
 جبرئیل۔ براق = وہ ہستی جو پایہ جس پر شبِ معراج رسولِ خداؐ سوار ہو کر خانۃ
 کعبہ سے بیت المقدس تک تشریف لے گئے تھے۔ سُبک رانی = تیز رفتاری یا
 چلانا، مراد تیز رفتاری۔

(۶۰) مسجدِ اقصیٰ۔ بیت المقدس۔ جلوہ گاہِ قدس = بارگاہِ خداوندی۔
 (۶۱) برقی پیکر = بجلی کی طرح جسم رکھنے والا۔ (۶۲) تراکم = جگمگت، بھیسر،
 انبوسہ۔ (۶۵) محرمِ برحقیت = رازِ حقیقت کا جاننے والا۔ جزا = صلہ،
 معاوضہ۔ محسن = احسان کرنے والا۔ قانت = فرمانبردار۔ مذنب =
 گنہگار۔ جانی = گنہگار۔ یعنی رسولِ خداؐ نے ملاحظہ فرمایا کہ دوسروں پر احسان
 کرنے والوں اور خدا کے اطاعت گزار بندوں کو کس طرح جزا اور گنہگاروں کو
 کس طرح سزا ملتی ہے۔ (۶۶) عالمِ ناسوت = مراد دنیا، عالمِ فانی۔ ناسوت
 کے معنی عالمِ اجسام کے ہیں، مجازاً شریعت اور عبادتِ ظاہری کے معنوں میں

بھی آتا ہے۔ برائے العین = برائی العین چشم دید۔ بہارستان رضوانی = مراد جنت۔ (۶۷) رُمیصہ زوجہ بوطلمہ = پیغمبر اسلام کے صحابی حضرت ابوطلمہ کی بیوی حضرت رُمیصہ۔ فی رُوحِ دُریمان = راحت اور رزق میں، مراد جنت میں۔ روایت ظاہر ہے۔ (۶۸) بلال = حضرت بلال حبشی، رسول کریم کے مشہور مؤذن اور جاں نثار، پہلے ایتھ بن خلف کے غلام تھے جو ان پر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو اس سے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ۲۷ھ میں وفات پائی۔ روایت شعر سے ظاہر ہے۔ (۶۹) ساحت = میدان، صحن۔

(۷۰) نہت = پاکیزگی۔ ریاضِ جلد = جنت کا باغ، جنت۔ (۷۱) تباشیر = طباشیر، کھریا سی، بنس لوچن۔ تباشیر سحر = مراد صبح صادق کی سفیدی۔ سیم قمر = مراد چاندنی۔ یا قوت ربانی = وہ یا قوت جس کا رنگ انار کے دانے سے مشابہ ہو۔ (۷۲) درنجف = سفید چمکدار پتھر جو نجف میں پایا جاتا ہے اور جس کے نگ کی انگوٹھی مبارک خیال کی جاتی ہے۔ (۷۳) عدل فاروقی = حضرت عمر فاروقؓ کا انصاف۔ جمالِ ماہِ کنعانی = حضرت یوسف کا حسن۔ (۷۴) قائم = قائمہ کی جمع، ستون، پایے۔ اصفیا = صفی کی جمع، برگزیدہ اور خدا دوست لوگ۔ (۷۵) فاروق = حضرت عمر فاروقؓ، پیغمبر اسلام کے ممتاز صحابی اور خلفائے راشدہ میں سے دوسرے خلیفہ جو خلیفہ اہل حضرت ابوبکرؓ کے بعد ۳۱ھ سے ۳۳ھ تک خلیفہ رہے۔ مطلوبِ نیردانی = خدا کا محبوب، مراد پیغمبر اسلام۔ (۷۶) شہید = حضرت عمر کو فیروز نامی ایک پارسی غلام نے نماز فجر کی امامت کے آغاز میں مدنیہ منورہ میں شہید کیا تھا۔ صدیقیت = سچائی، اتباعِ رسولِ نبیوں کا اتباع۔ منصبِ صدیقیت = صدیقیت سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا طریقہ مراد لیں تو حضرت ابوبکرؓ کا عہدہ یعنی خلافت جس کی ابتدا حضرت ابوبکرؓ سے ہوئی۔ امیر = سردار، امیر المومنین۔ ختم الرسل = مراد پیغمبر اسلام۔ (۷۷) ملکوت = فرشتوں کا عالم، عالم ارواح۔ آیاتِ ربانی = خدا کی نشانیاں۔ آیاتِ جمع ہے آیت کی بمعنی نشانی یا آسمانی کتاب کا جملہ۔

(۸۰) اقلیم امکانی = مراد عالم امکان، مخلوقات کی دنیا۔ اقلیم کے لفظی
 معنی ہیں ربیع مسکون کا ساتواں حصہ۔ (۸۱) رُفرف = وہ سواری جس پر رسول
 خدا شبِ معراج سدرۃ المنتہی سے بارگاہِ خداوندی تک تشریف لے گئے تھے۔
 انوارِ ازل = مراد جلوۂ خداوندی۔ (۸۲) تجوار = پاس پٹوس، مراد اطراف۔
 صدیقِ اکبر = رسولِ خدا کے ممتاز صحابی اور خلیفہِ اول جو ۱۱؎ سے ۱۲؎
 تک خلیفہ رہے۔ لم یزل = بے زوال، ہمیشہ رہنے والا، مراد خدا۔ (۸۳) سواد
 اطراف = لامکان = مکاں کی ضد، بغیر جگہ والا، مراد عالمِ قدس یا وجود
 خداوندی۔ اذنِ گرمِ جولانی = دھڑنے کی اجازت۔ (۸۴) ملکِ قدیم = مراد
 عالمِ قدس، بزمِ خداوندی۔ قدم کے لفظی معنی ہیں کھنگی اور پہنانا، مراد
 ہمیشگی جو خدا کی ایک صفت ہے۔ خدا کی ذات قدیم یا واجب ہے یعنی
 ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، باقی تمام چیزیں حادث یا ممکن ہیں یعنی نئی
 اور فانی ہیں۔ (۸۵) بارگاہِ بے نیازی = مراد بارگاہِ خداوندی۔ تحیات =
 تحیّت بمعنی سلام کی جمع۔ (۸۶) رحمتِ عالم = مراد رسولِ خدا۔ اشارہ ہے
 شبِ معراج میں خدائے تعالیٰ کے اس وعدے کی طرف کہ اُمتِ محمدیہ میں جو
 شرک نہ کرے گا وہ بخشا جائے گا۔ (۸۷) بہرِ اُمتِ عاصی = گنہگار اُمت کے
 لیے۔ نویدِ عفو = معافی کی خوشخبری۔ منشورِ غفرانی = بخشش یا معافی کا فرمان،
 منشور کے لفظی معنی فرمانِ شاہی اور غفران کے لفظی معنی بخشش گناہ یا معاف
 کرنا ہیں۔ (۸۸) مطہر = پاک کیا گیا۔ ذاتِ مطہرہ = مراد رسولِ خدا۔
 (۸۹) خیرہ = حیران۔ کج بچ = غیر صاف، مہمل، کوتاہ۔ قاصر = کوتاہی کرنے والا۔



ابو محمد سحر ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء کو فتح پور، یو. پی. میں پیدا ہوئے۔ الہ آباد میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ آگرہ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی۔ ۱۹۵۳ء میں گورنمنٹ حمید یہ کالج، بھوپال میں اردو کے استاد کی حیثیت سے تقرر ہوا اور پھر تاحیات وہ بھوپال میں مقیم رہے۔ وہ اردو کے نامور و بلند پایہ مفسر، محقق، نقاد اور شاعر تھے۔ ان کی گرانقدر تصانیف اردو زبان و ادب میں معتبر و مستند مقام حاصل کر چکی ہیں۔ ان کا انتقال ۲۹/۱۲/۲۰۰۲ء کو بھوپال میں ہوا۔



ڈاکٹر ابو محمد سحر ایک عالم، دانشور اور مایہ ناز معلم ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد نیک اور خلوص انسان بھی تھے۔ وہ نام و نمود، صلہ و ستائش سے قطعاً بے نیاز ایک سنجیدہ و پروقار شخصیت کے مالک تھے۔ ان کا تخلیقی، تحقیقی اور تنقیدی سفر نصف صدی سے زیادہ پر محیط ہے۔ ان کی ادبی زندگی کا آغاز شاعری سے ہوا۔ ان کی شاعری تجربات، احساسات، معنویت اور حسن بیان کی آئینہ دار ہے۔ یوں تو ان کے علمی و ادبی کارناموں کا دائرہ بہت وسیع ہے لیکن ان کی تحقیق و تنقید کے خاص موضوعات اردو قصیدہ، امیر بینائی، غالبیات، لسانیات، املا، رسم الخط، زبان اور لغت ہیں۔ ان کی تحریریں مطالعے کی وسعت، نظریہ تحقیق و تنقید کی صحت و مدہی، جامعیت، تحقیقی و تنقیدی کے امتزاج اور ایک دل چسپ انداز بیان کے اعتبار سے آپ اپنی مثال ہیں۔

مکتبہ ادب، ۳۹، مالویہ نگر، بھوپال - ۴۶۲۰۰۳